# صدائے وقت

## اِنِ الُحُکمُ اِلَّا لِلّٰه

بے شک حاکمیت اللّٰہ کے لیئے ہے

## اطیعوا اللہ واطیعوا الرّسول

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو


بابا جی عنایت اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

# بابا جی عنایت اللہ

**جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!**

## نعت شریف

دہر میں پھیلی ہوئی ہے ہر سو یہی اک صدا شمس و قمر کی روشنی ، تپش و تسکیں جا بجا
صلِ علیٰ فغاں فغاں، صلِ علیٰ
محمد

شب صحرا، کوہ و دمن، محو ترنم حمد و ثنا، باد نسیم ، باد شمیم، دے رہی ہیں یہی ندا
صلِ علیٰ میں بڑا مزا صلِ علیٰ
محمد

نور ہیں پرنور ہیں آب و گل فشاں فشاں کوہ و بیاباں کی خموشی، ان پہ ہوئی ہے فدا
صلِ علیٰ مے مدنی پلا صلِ علیٰ
محمد

ہنگامہ ہائے کائنات میں تیری نوا تیری نوا تیرے فقیروں کو ملی شب بیداری کی عطا
صلِ علیٰ ہے سب کی نوا صلِ علیٰ
محمد

ملے فضل و کرم ہوں دور الم، نگر نگر پھرے تیرا گدا ید بیضا ہو مسیحائی ہو اور رحمتِ عالم کی شفا
صلِ علیٰ ذرا سنتا جا ، صلِ علیٰ
محمد

کبھی لذت وصل مسیحا بنی کبھی سوز جدائی میں تڑپتا رہا کبھی باب العلم پہ جھکا رہا کبھی در رحمت پہ کھڑا ہوا
صلِ علیٰ ذرا مکھڑا دکھا صلِ علیٰ
محمد

تیرے فقیر روشن ضمیر، مے وصل کے ہیں گدا آغوش میں ان کی تجلیاں، فکر میں محشر بپا ہوا
صلِ علیٰ ہر دکھ کی دوا صلِ علیٰ
محمد

کوہ وبیاباں ہیں جلوہ گاہ ، خلوتوں میں یوں چپ ہوا چراغ نور منزل بہ منزل راہ راست روشن ہوا
صلِ علیٰ درود و صلوۃ صلِ علیٰ
محمد

واصفؔ کو دیا واصفؔ نے پیا جھوما اور مستی میں کہا عنایتؔ بھی کھڑا چپ سادھ رہا جب نظر پڑی انمول ہوا
صلِ علیٰ ہے داستان خدا صلِ علیٰ
محمد

# انتساب

## بنام اصحابِ زندگی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

| | |
|---|---|
| نام کتاب | صدائے وقت |
| مصنف | عنایت اللہ |
| تعداد | ایک ہزار |
| تاریخ اشاعت | اگست 2002ء |
| قیمت | 135 روپے |

ایڈریس:

مقدم ہاؤس

شمس کالونی روڈ، گولڑہ موڑ پوسٹ آفس کوہ نور ملز راولپنڈی

فون: 0336-0111165

E-Mail: babagee.inayatullah@gmail.com

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

بابا جی عنائت اللہ | دین کی روشنی میں ملت اسلامیہ کی کردار سازی کا آغاز | صدائے وقت

ملت اسلامیہ اس دور کے ایسے نازک موڑ پر کھڑی ہے۔ جہاں مصائب اور آلام کے سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ حالات وواقعات کی گھناؤنی بجلیاں اس پر گرجتی، گرتیں اور ہر وقت اس کے سر پر منڈلاتی رہتی ہیں۔ ان عبرت ناک اذیتوں نے پوری ملت کا انحطاط کر رکھا ہے۔ کبھی بوسنیا میں مسلمانوں کا قتل عام، کبھی چیچنیا میں جدید ترین اسلحہ سے انسانی زندگیوں، بستیوں کی مکمل تباہی، کبھی اسرائیل کے فلسطینیوں پر حملے، کبھی امریکہ کی عراق پر بمباری، کبھی ہندوستان کی سات لاکھ فوج کا کشمیر پر غاصبانہ قبضہ اور مسلمانوں کا قتل عام، کبھی افغانستان پر امریکہ کے راکٹوں کے حملے، کبھی لیبیا دہشت گرد، کبھی ایران دہشت گرد، کبھی افغانستان دہشت گرد، کبھی کشمیر دہشت گرد اور کبھی پاکستان دہشت گرد۔ کبھی مشرقی پاکستان، بنگلہ دیش، کبھی انڈونیشیا کا حصہ عیسائیوں کی ملکیت، کبھی قبلہ اوّل پر یہودیوں کا قبضہ، کبھی خانہ کعبہ پر مرحلہ وائز امریکہ کا قبضہ، اس وقت ملت اسلامیہ کمزوری، ضعیفی، مجبوری، بے بسی اور بے کسی کی ذلالت کا زہر بڑی اذیتوں سے نگلنے پر مجبور ہے۔

اس وقت بھی پندرہ کروڑ مسلمان ہندوستان میں کسمپرسی کی حالت میں موجود ہیں۔ یعنی ایک اور پاکستان ہندوستان کے اندر موجود ہے۔ لیکن وہ ان کو کرش کرتا چلا آرہا ہے۔ ظلم وبربریت کا عمل ان پر جاری ہے۔ کشمیر میں ہندوستان کی سات لاکھ فوج کشمیریوں کا قتل عام کر رہی ہے۔ لیکن وہ آزادی کی آگ کو بجھا نہیں سکی۔ اسرائیل پچھلے ۵۰ سال سے فلسطینیوں کا قتل عام اور ہر قسم کا ظلم وتشدد کر رہا ہے۔ لیکن ان کی تحریک کو کچل نہیں سکا۔ یو۔این۔او اور دنیا کی بڑی طاقتیں ان مسائل کو حل کرنے کی بجائے ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ قتل وغارت اور ظلم کا یہ گھناؤنا عمل مسلمانوں پر جاری ہے۔ قبلہ اول ۵۶ مسلم مما لک اور کروڑوں مسلمانوں کا مذہبی مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے حل نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ مسلمان مجموعی طور پر نفاق، نفرت، گمراہی اور بدکرداری کا شکار ہیں۔ دین سے دُور ہو چکے ہیں۔ مل بیٹھ کر ان کو جہالت کا راستہ ترک کرنا ہوگا۔ دین کی روشنی میں ملت کی کردار سازی کا فریضہ ادا کرنا ہوگا۔ اتحاد بین المسلمین قائم کرنا ہوگا۔ حرم کی پاسبانی کے لئے ایک مرکز پر اکٹھا ہونا، ان کی مجبوری بن چکا ہے۔

پوری دنیا کے مسلمانوں کی نگاہیں پاکستان کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ پاکستان کی حالت یہ کہ چند افراد ہر مشتمل جاگیردار، سرمائے دار، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کا یک فیصد سے بھی کم غاصب ٹولہ جو ملک وملت کے اقتدار پر قابض ہو کر دین کی نظریاتی سرحدوں کو تہس نہس کر چکا ہے۔ ملت کے کردار پر کرپشن، رشوت، کمیشن، اور ہر قسم کے تباہ کن معاشرتی ضوابط اور دلسوز معاشی تفاوتی طرز حیات کو مروج کر کے مسلمانوں کی کرداری قوت کو ریت کی دیوار بنا چکا ہے۔ اقتدار اور اختیارات کا جھولا جھولنے والے ملک کے تمام قومی اداروں پر بالادستی قائم کر چکے ہیں۔ جمہوریت کے نظام کی بے حرمتی اور اس کو ظالمانہ طرز حیات میں ڈھال رکھا ہے۔ استصواب رائے کا ووٹ اسلام نافذ کرنے کے لئے حاصل کرتے ہیں اور حکومت غیر اسلامی، عیاشی اور فحاشی کی بنیادوں اور انسانیت کش قانونوں اور اصولوں سے چلاتے ہیں۔

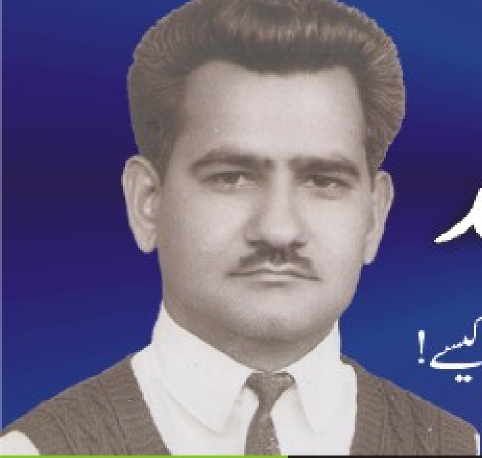

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | دین کی روشنی میں ملت اسلامیہ کی کردار سازی کا آغاز | بابا جی عنائت اللہ

یہ دھوکہ باز سیاستدان عوام الناس کی عدالت میں قومی مجرم ہیں۔ ان کے خود ساختہ باطل نظام اور غاصب سسٹم کے شکنجے ۱۴ کروڑ عوام کو زندہ رہنے کے لئے معاشی اور معاشرتی سانس تک نہیں لینے دیتے۔ کسان گندم، چاول، گنا، کپاس وغیرہ پیدا کرلیں تو مارکیٹ ڈاون۔ خریدار ناپید، اور غائب، کسان بھوکا، ننگا، پیاسا اور بدحال۔ یہ اجناس کے سونا اور چاندی کو مائی میں بدلنے والے کیمیا گر اپنے بھیانک فن کا مظاہرہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ اگر اگلے سال وہ فصل پیدا نہیں کرتا، تو کروڑوں ڈالرز کی بنیادی اجناس بیرون ممالک سے خرید کرنے پر قومی نقصان، پھر بھی محنت کش، کسان، ہنرمند اور مظلوم عوام الناس کے لئے ٹیکسوں اور مہنگائی کی نائٹروجن تیار۔ رشوت، کمیشن، کرپشن اور بدکرداری میں ملوث انتظامیہ، عدلیہ اور وڈیرے ۵۴ سالوں سے ملک میں انارکی، لوٹ مار، قتل وغارت اور ملک کو معاشی قتل گاہ بناتے اور ہر قسم کا مانگ اور سپلائی کا تفاوت کا یہ کھیل کھیلتے چلے آرہے ہیں۔

اقتدار کی نوک پر ملک کے وسائل، خزانہ، ملکی غیر ملکی امداد، ہر قسم کے قرضے، آئی ایم ایف کے قرضے، اس کے علاوہ عشر، زکوٰۃ، انگنت ٹیکسوں سے چھینی ہوئی دولت اور پٹرول، گیس، بجلی، ٹیلیفون اور بے شمار اشیاء پر اضافوں سے اکٹھا کیا ہوا مال غنیمت کو ہضم کرنے والا یہ سرکاری دہشت گرد ٹولہ اپنے بے پناہ جرائم کی زد میں آچکا ہے۔ یہ استحصالی طبقہ اپنے اپنے ذاتی پاکستان کی خوشحالی کے کلچر کو اپنائے بیٹھا ہے۔ چودہ کروڑ عوام ان چند وڈیروں اور لاتعداد غیر ضروری سرکاری رہزنوں اور ان کے سٹم سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان چند عیاشوں کی عیاشی کے لئے بے پناہ ٹیکسوں، مہنگائی اور ان کی لوٹ مار کے مزید متحمل نہیں ہوسکتے۔ عوام الناس نے اس ظالم غیر منصفانہ، غیر عادلانہ کلچر یعنی ٹیکسوں اور مہنگائی اور ان خونخوار معاشی درندوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ ہر اہل وطن کا ان سے نجات حاصل کرنا فرض بھی ہے اور مجبوری بھی ہے۔

کوئی صالح اور دین دار حکمران بھی اس رائج الوقت نظام اور سسٹم کے پھندوں اور اس کی کرپٹ، رشوت خور اور افسر شاہی، بریف کیس مافیہ میں ملوث منصف شاہی اور ان کی گمراہ کن مرتب کردہ عوام دشمن پالیسیوں کی پھانسیوں سے سسک سسک کر ذلیل موت تو مر سکتا ہے۔ ان کی ملک میں پھیلی ہوئی لاتعداد غیر ضروری فوج اور ان کی شاہی تنخواہوں، شاہانہ سہولتوں کے معاشی قتل سے انہی کے ہاتھوں اور انہی کے مرتب کردہ نظام اور سسٹم کے تحت ملت کو تحفظ کبھی فراہم نہیں کرسکتا، نہ اپنی عاقبت ان سے بچا سکتا ہے اور نہ ملت کو نجات دلا سکتا ہے۔ وہ حکمرانوں اور عوام کو آپس میں الجھا کر ان کو اقتدار سے الگ کروا دینا ان کی اپنی اور اپنے نظام اور سسٹم کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ اس وقت احتساب سے بچنے کے لئے ان کی پوری ہمدردیاں سیاستدانوں یعنی ماموں جانوں سے وابستہ ہیں۔ وہ اپنی سرکاری حیثیت اور پاور کو اپنے مفاد کے لئے تو استعمال کرسکتے ہیں اپنے خلاف کبھی نہیں۔ بڑی بدقسمتی کی بات ہے انہوں نے لوٹے ہوئے ملکی وسائل اور قرضے سیاستدانوں اور کرپشن، کمیشن، رشوت سے اکٹھا کیا ہوا مال افسر شاہی کے اپنے ساتھی لٹیروں اور رہزنوں سے واپس لینے کی بجائے حکمرانوں کا رخ قرضے اتارنے کے لئے ٹیکسوں اور بلوں میں اضافوں کی طرف موڑ کر فوجی حکمرانوں اور عوام کے دلوں میں نفرت کی جنگ شروع کرانے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کرلی ہے۔

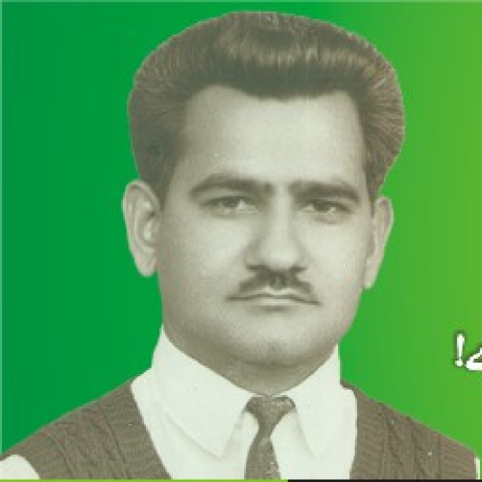

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

بابا جی عنائت اللہ | دین کی روشنی میں ملت اسلامیہ کی کردار سازی کا آغاز | صدائے وقت

## دین کی روشنی میں ملت اسلامیہ کی کردار سازی کا آغاز

ابھی وقت ہے کہ فوجی حکمران حالات کی نزاکت کو سمجھیں اور اس کا فوری تدارک کریں۔ ورنہ حالات ان کے قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ ورثہ میں ملے ہوئے اس نظام اور سسٹم کو اسلامائزیشن کا غسل دے دو۔ گھوڑا بھی بچ جائے گا اور سوار بھی۔ لوٹا ہوا ملی خزانہ بھی واپس ہوگا اور ان کا خاتمہ بھی۔ پوری ملت احکام الٰہی کی پابند اور دین کی روشنی میں سادہ، سلیس، مختصر، قلیل ضروریات والی زندگی اپنانے والے باطل کش رہنما اور قلیل ایماندار سرکاری اہلکاروں کو نظام حکومت سونپنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ جن کی ضروریات زندگی ایک کسان، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس کے قریب ترین ہوں۔ عوام ۹۷ فیصد ملکی خزانہ اور قرضے چاٹنے والی کرپٹ انتظامیہ اور ظالم عدلیہ اور بے رحم سیاستدانوں سے مکمل نجات چاہتے ہیں۔ اور ملت حضور ﷺ کے میخانے سے مستی جام پینے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ ملکی نظام چلانے کے لئے چند پاکبازوں کی ضرورت ہے۔ اسلامائزیشن سے متعلقہ ہم خیال لوگوں کو جمع کرو۔ اللہ کی نصرت کو پکارو اور عوامی طاقت کو اکٹھا کرو۔ شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ کرو، انشاءاللہ کامیابی قدم چومے گی۔

ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے اس سے قبل میں نے ایک کتاب " آئینہ وقت " تحریر کی۔ اس میں اکیس نقاط درج ہیں۔ جو ملت اور حکمرانوں کے لئے سراپا سوال بنے کھڑے ہیں۔ اس کتاب سے خاطر خواہ استفادہ کیا گیا۔ یہ کتاب (صدائے وقت) اسی کتاب کی کڑی ہے۔ یہ قاری پر منحصر ہے کہ اب وہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد کیا نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ مسلمانانِ عالم کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو کر یہ سوچنا ہوگا۔ کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں۔ اور کیا مسلمان اس جمہوری اور غیر دینی نظام اور سسٹم کی وجہ سے اخلاقی طور پر تباہ و برباد اور پسماندہ نہیں ہو رہے۔ آؤ، مل کر سوچیں اور دیکھیں کہ یہ تحریر بعنواں (صدائے وقت) مظلوموں کی ڈھال اور ظالموں پر گرفت قائم کرنے کے لئے اہل وطن اور عزیز طالب علموں کو بیداری کا پیغام دینے میں کس حد تک کامیاب ہو رہی ہے۔ اٹھو، جاگو اور کروٹ لو، ملت اسلامیہ کو اسلامی اخلاق اور کردار کے سائے تلے جمع کرو۔ دین کی روشنی میں تعلیم کا ایک جدید اور جامع نصاب مرتب کرو۔ تاکہ تمام مسلمان ممالک اپنی اپنی قومی زبان میں اسے اپنے اپنے ملک میں مروج کریں۔ مسلمانوں کے ۵۶ ممالک کی مجلس شوریٰ ترتیب دیں۔ مسلمانوں کے وسائل کو پول کریں اور ایک مرکز پر اکٹھا کریں۔ تمام ممالک کو صوبوں کا درجہ دیں، سب کو حسب ضرورت انفرادی قوت اور جدید ہتھیار مہیا کریں۔ حق اور سچ کی بات کریں۔ ظلم کے خلاف جہاد کریں۔ انسانیت کے نام پر آئی ایم ایف کے عہدے داروں کو ایک یادداشت پیش کریں یا تو وہ تمام قرضے لینے والے رہزنوں اور ان کی جائیدادوں، ان کے بینکوں میں پڑے ہوئے ڈالروں اور اثاثوں کو جو ان کے ملکوں میں موجود ہیں، ضبط کر کے اپنی رقوم پوری کریں یا انہیں معاف کریں۔ اس میں پاکستانی عوام کا کوئی قصور نہیں، دوسرے ملک میں رائج عدل کش نظام اور غاصب سسٹم اور اس کو چلانے والی کرپٹ اور رشوت خور لاتعداد فوج کے کینسر کو فوری طور پر ختم کر کے ان سے نجات دلائیں۔

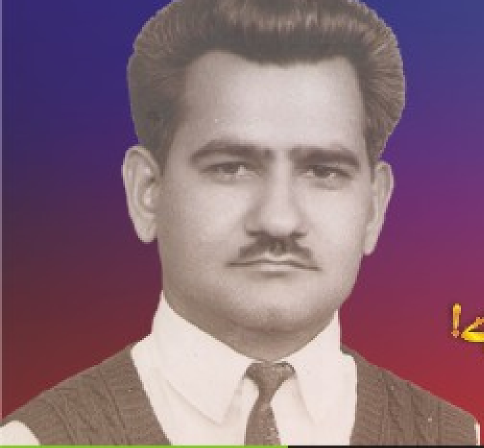

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | دین کی روشنی میں ملت اسلامیہ کی کردار سازی کا آغاز | بابا جی عنائت اللہ

پاکستانی ملت کو اس کے کان، زبان اور کھویا ہوا شعور واپس کرو۔ انگریزی زبان کی بجائے قومی زبان اُردو کا نفاذ فوری طور پر نافذ العمل کرو۔ انگریزی، انگریز دانوں اور انگریزی طرز حکومت کے تمام کل پرزوں ایم پی اے، ایم این اے، سینٹروں، وزیروں، مشیروں، وزیر اعلیٰ، گورنروں، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کے پھیلے ہوئے کینسر کو ختم کرو۔ ملکی وسائل اور خزانہ محفوظ کرو۔ رشوت، کمیشن، کرپشن، شاہی تفاوتی تنخواہوں، شاہی رہائشوں، شاہی سہولتوں، شاہی لاتعداد سرکاری گاڑیوں، ٹیلیفونوں اور بے شمار رائج الوقت قانونی ڈاکوؤں سے ملت کا ۹۷ فیصد خزانہ محفوظ کرنا کسانوں' محنت کشوں' ہنر مندوں اور طالب علموں کا فرض ہے۔ اس ملک کو آئی ایم ایف کے قرضے نہ حاصل کرنے کی ضرورت اور نہ ان وڈیروں کو پالنے پوسنے کا فکر۔ سرکاری رہزنوں اور ان کے نظام اور سسٹم سے ملک و ملت کو تباہ ہونے سے بچاؤ۔ انتظامیہ اور عدلیہ کو مسجد شریف کے صحن تک پہنچا دو۔ نہ جھوٹے مقدمے تیار ہونگے اور نہ عدل کش مغربی عادل فرعونی انداز میں بے بنیاد فیصلے سنا سکیں گے۔ ملت کی کھوئی ہوئی اصل دولت یعنی شریعت محمدی ﷺ کو ملک میں رائج کرو۔ عدل اور مساوات قائم کرو۔ نہ ان کی ضرورت رہے گی، نہ ان کے ظالم نظام اور عدل کش سسٹم کی۔ ملک کے تمام وسائل اور خزانہ محفوظ ہوگا۔ پاکستان اقوامِ عالم کا یو۔ این۔ او ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے فطرتی حقوق کے تحفظ کا مرکز اور محور بھی بننا انشاءاللہ اسکے نصیب کا حصہ ہے۔

یا اللہ تُو اپنے ارض و سموات اور اس میں تمام مخلوق کے واسطے اس ملت پر رحم فرما۔ یا اللہ ان الفاظ کو تاثیر عطا فرما۔ یا اللہ اس ناممکن اور دشوار کام کو آسانی کا دلکش لباس پہنا۔ یا اللہ اس پاک اور طیب خیال کو انسانیت کے دلوں میں اترنے کی توفیق بخش۔ یا اللہ ان آنسوؤں کو شرفِ قبولیت بھی بخش جو اس خیال اور ان الفاظ کو وضو کرواتے رہے۔ یا اللہ ان تمام لطیف اور برگزیدہ ہستیوں اور احباب جن کے توسط سے زندگی کا رُخ حضور ﷺ کے نقش پا اور غارِ حرا کی طرف راغب رہا ان سب کو درجہ بدرجہ سلام۔ یا اللہ ان کی نگاہ کا فیض تمام جہانوں میں جاری و ساری رکھ۔ یا اللہ اپنے محبوب ﷺ کی محبوب امت پر اپنی محبوبیت کا دروازہ وا کر۔ یا اللہ اس پیاری امت کو رحمت عالم ہونے کا شرف اور عمل بخش۔ یا اللہ اس دعا کو دلوں کے ساز کا مضراب اور سوز بنا۔ آمین!

بابا جی عنائت اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**صدائے وقت** کے مصنف کے دل میں جو قوم کا درد ہے اور اس کی آہ و فغاں میں جو خلوص ہے اور اس کی تحریر میں جو بصیرت افروز عنصر ہے ۔اس حقیقت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ اس وقت امت مسلمہ کو جس چیز کی بے حد اور اشد ضرورت ہے ۔ وہ ہے اسلامی تعلیمات پر کماحقہ عمل اور عمل کے لئے اسلامی تعلیمات کی تعلیم ۔اس مقصد کے حصول کے لئے اندازہ کیا جائے ۔تو **صدائے وقت** جیسی کتابوں کا شماران کتابوں میں کیا جا سکتا ہے ۔جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ثقہ مانی جاتی ہیں ۔دنیا کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور دنیا کی بے سکونی ، بے قراری، آلام و مصائب کی بھر مار ۔مسائل و افکار کی فراوانی اور زمین پر خدا کی مخلوق کو ملیا میٹ کردینے والے خطرات کو دیکھتے ہوئے جو حقیقت واضح ہو کر سامنے آتی ہے ۔وہ یہ ہے کہ دنیا کے ان سب مصائب و آلام اور افکار و مسائل کا حل اسلام اور فقط اسلام یعنی انسان کے لئے اللہ کے آخری دین کے پاس ہے ۔لہذا اگر دنیا کے ان آلام و مصائب اور افکار و مسائل سے اس دنیا کو نجات دلانی ہے ۔تو اس دنیا پر اسلام کو لاگو کیا جائے ۔لیکن ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دنیا پر اسلام کو لاگو کون کرے ؟ اس سوال کا فقط ایک ہی جواب ہے ۔دوسرا نہیں ۔اور وہ یہ ہے ۔کہ اس دنیا پر اسلام لاگو، دین اسلام کے پیروکار اور اسلام و قرآن کے امین کریں گے ۔پھر سوال پیدا ہوتا ہے ۔کہ دنیا پر اسلام کو لاگو کرنے والے خود اپنے آپ پر اسلام لاگو کر کے دنیا کے سامنے دین اسلام کا بہترین اور مکمل نمونہ پیش کریں اور اخلاق اسلامی کا مظاہرہ کریں ۔استاد کے لئے ضروری ہے ۔کہ اسے موضوع پر مکمل عبور ہو اور وہ عملی نمونہ شاگرد کے سامنے پیش کرے ۔پس معلوم ہوا ۔کہ اس وقت خدا کی اس زمین پر خدا کی مخلوق کو عذاب سے نجات دلانے کے لئے امت مسلمہ کو اسلامی تعلیمات کی تعلیم دی جائے ۔اور امت مسلمہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی اخلاق کا ایک کامل نمونہ بنے ۔تا کہ خدا کی مخلوق کو عذاب سے نجات دلانے کے لئے انسانیت کو اسلام کی جانب راغب کرنے کے لئے ایک بہترین نمونہ ایسا نمونہ پیش کرے ۔جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے ۔اور لوگ برضا و رغبت اور خوشدلی کے ساتھ اسلام کو قبول کر کے اسلام کی ابدی اور ازلی برکات سے مستفید ہوں اور دنیا و آخرت میں کامرانی اور کامیابی سے ہمکنار ہوں اور امت مسلمہ کے ان افراد کو دعائیں دیں ۔جنہوں نے اسلام کا ایک دلکش نمونہ پیش کر کے انہیں اسلام کی جانب راغب کیا ۔ اور وہ دین اسلام کو اپنا کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہوئے ۔اس چیز کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ۔جن کتابوں کو اس کام کے لئے چنا جا سکتا ہے ۔ان میں **صدائے وقت** کا شمار بھی ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ لہذا اس اعزاز کی قدر و قیمت کو سمجھنے کی ضرورت ہے ۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے امت مسلمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

ساتھ ہی افسوس بھی کیا اور فرمایا:

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مرد راہ دان کے لئے

اب سوچئے کہ جو قوم کسی مرد راہ دان کے لئے ترس گئی ہے ۔اسے ساری دنیا کے امام کے طور پر سامنے آنا ہے ۔اس خلا کو پر کرنے کے لئے اسے کیا کچھ نہیں کرنا ہے ۔

## پیش لفظ

افریقہ کے جنگلوں میں قیروان کے مقام پر مسلمان کمانڈر نے شہر بسانے کا ارادہ کیا۔ لیکن وہاں جنگلی جانوروں کی بھرمار تھی۔ لیکن اس مرد خدا نے جنگل کے کنارے پر کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ ''اے اس جنگل کے جانورو! یہاں پر اللہ کے بندے اپنا شہر بسانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا تم اس جگہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاؤ۔ تاریخ کہتی ہے کہ جانوروں کا فرار شروع ہوا اور اس وقت تک ختم نہیں ہوا جب تک اس سارے علاقے میں ایک جانور بھی نہ رہا۔ یہ شہر افریقہ میں ہے اور قیروان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ اسلام کے پہلے دور کی بات ہے۔ جب مسلمان اللہ کے حقیقی فرماں بردار تھے۔ اسی لئے جانور بھی ان کے حکم کو مانتے تھے۔

روائت کہتی ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں ملک چین میں چالیس مسلمانوں پر مشتمل ایک تبلیغی جماعت پہنچی۔ ایک دن جب یہ چالیس آدمیوں کی جماعت ہاتھ باندھ کر اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھی۔ تو ان کو قتل کرنا شروع کر دیا گیا۔ قتل کرنے والے قتل کرتے رہے اور قتل ہونے والے قتل ہوتے رہے۔ یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ ساتھ کا نمازی قتل ہو رہا ہے۔ نہ کسی نے نماز توڑی۔ نہ کسی نے جان بچانے کی کوشش کی۔ حتیٰ کہ چالیس کے چالیس مسلمان قتل ہو گئے۔ پھر کیا ہوا۔ جب لوگوں نے ان لاشوں کو دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا۔ کہ قتل ہوتے رہے۔ کسی نے فرار کی کوشش نہ کی۔ کسی نے اپنے رب سے رشتہ نہ توڑا۔ یارو۔ یہ مذہب سچا ہے۔ لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہونے لگے۔ آج چین میں چار کروڑ سے زائد تعداد مسلمانوں کی ہے۔ یہ ان چالیس مسلمانوں کی قربانی کا ثمر ہے۔

شام کے علاقے میں جہاد کے دوران محصور قلعے کا بڑا پادری حضرت خالد سپہ سالارِ اسلام کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ آپ آگے جائیں۔ وہ علاقے فتح ہو گئے تو۔ ہم خود بخود یہ شہر آپ کے حوالے کر دیں گے۔ حضرت خالد کے انکار پر پادری نے کہا۔ دیکھو! یہ زہر کی پڑیا ہے۔ تمہارے انکار کی وجہ سے میں اسے کھا کر مر جاؤں گا۔ اور میرا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔ حضرت خالد نے کہا۔ دیکھو! موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر پادری نے کہا۔ تو پھر تم اس پڑیا کو کھا لو۔ حضرت خالد نے کہا۔ لاؤ۔ اور زہر کی پڑیا کھا لی۔ کچھ پسینہ وغیرہ آیا۔ مگر بتدریج طبیعت معتدل ہو گئی۔ یہ حضرت کے زورِ ایمان کا کرشمہ تھا۔ ورنہ زہر بہرحال اپنا اثر دکھاتا ہے۔

امت مسلمہ کو اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے صداقت، عدالت، اور شجاعت کا سبق پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اور اپنے ایمان اور توکل کو اس سطح پر لانے کی ضرورت ہے۔ جو اتنی بڑی ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا: ؎

چوں مے گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لاالٰہ را

''جب میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں۔ تو کانپ جاتا ہوں۔ کیونکہ میں لاالٰہ کی مشکلات کو جانتا ہوں۔''

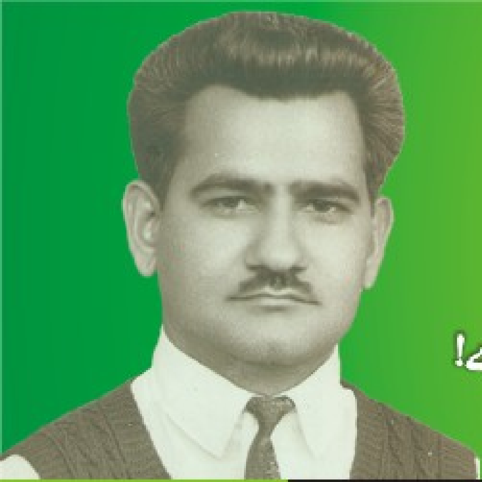

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | **پیش لفظ** | علامہ محمد یوسف جبریل

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ

"اے امت مسلمہ! تجھے درمیانی امت کے طور پر پیدا کیا گیا ہے تا کہ تم دنیا کی قوموں پر گواہ بنو اور رسول ﷺ تم پر گواہ بنیں۔"

روائیت میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ تو آپ ﷺ بے حد روئے۔ اس ذمہ داری کا احساس ایک نبی ﷺ ہی کر سکتے تھے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں امت مسلمہ کی خاصیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم وہ امت ہو کہ برائی سے روکتے ہو اور نیکی کا حکم دیتے ہو۔ تنہون عن المنکر و یامرون بالمعروف یعنی تم برائی سے روکتے ہو اور نیکی کا حکم کرتے ہو"

امت مسلمہ کی اس ذمہ داری کو دیکھا جائے۔ تو محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت امت مسلمہ کو صداقت، عدالت، اور شجاعت کا سبق پڑھنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ سبق پڑھانے کے لئے جن کتابوں کو چنا جا سکتا ہے اور موزوں تصور کیا جا سکتا ہے۔ ان میں یہ کتاب **صدائے وقت** بھی شمار کی جا سکتی ہے اور اکثیر کا کام بھی دے سکتی ہے۔

**صدائے وقت** کی فضاؤں میں داخل ہوتے ہی ایک پر خلوص اور دردمند دل سے نکلے ہوئے ایسے دانشمندانہ تجزیوں، ایسے بیش قیمت نصائح۔ ایسی حکیمانہ رہنمائی، موجودہ امراض کے تیر بہدف نسخوں اور زبان و بیان کے ایسے نادر نمونوں کی بہار نظر آتی ہے۔ کہ تعریف و توصیف کا احساس اپنی اصلی حقیقت میں ڈھل کر نگاہوں میں جلوہ افروز ہوتا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا:۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

کیا کیا در ہائے ثمین و در ہائے آبدار ہیں کہ آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہے ہیں۔ حافظ شیرازیؒ کے اس شعر کے مطابق:۔

پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
کہ من ایں پند بہ از در و گہر مے بینم

"اے خواجہ تو حافظؒ کی نصیحت سن۔ جا۔ اور نیکی کر کہ میں اس نصیحت کو موتی اور مروارید سے بہتر سمجھتا ہوں"۔

صدائے وقت گویا کہ ایک آواز ہے۔ جو رات کے پچھلے پہر آسمان سے اتر کر انسانی بستیوں کے گلی کوچوں میں پھرتی ہے۔ مسجدوں کے اندر سے گھوم کر نکلتی ہے۔ ریگزاروں، دریاؤں، پہاڑوں۔ وادیوں، سمندروں کے اوپر سے چاند کی پر اسرار اور سحر انگیز مگر غیر مرئی چاندنی کی صورت میں گزرتی ہے اور اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اس ضمن میں سعی کرنے والوں کی سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور انہیں دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے۔ آمین

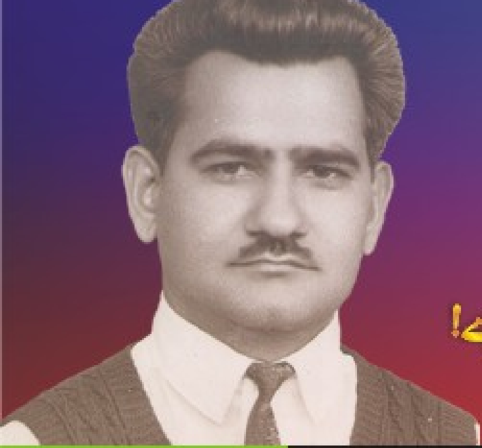

# باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | **پیش لفظ** | علامہ محمد یوسف جبریل

صدائے وقت ایک بیان ہے۔امت مسلمہ اوراقوام عالم کے مسائل پرایک ایسے شخص کا جو عقل و دانش سے مالا مال ہے۔جو مسائل کو کما حقہ سمجھتا ہے اوران کا صحیح حل جانتا ہے۔جو خلوص اور دردمندی کی صفت سے متصف ہے۔کتاب کے صفحات میں معاشی ، اخلاقی ، دینی ،قومی ، اور بین الاقوامی مسائل کاواشگاف بیان اورلائق تحسین حل موجود ہے۔مسائل کاایک سمندر ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔کتاب میں انداز بیاں مسحور کن ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے۔کہ ایک سیل رواں ہے جو ہر مسئلے کو بیان کرتا ہے۔اوراس کا حل واضح کرتا ہوا بڑھتا چلا جا رہا ہے۔کتاب بنیادی طور پر اگرچہ امت مسلمہ کے لئے لکھی گئی ہے۔مگردنیا کے موجودہ حالات کے تقاضے کے مطابق اس کتاب میں ساری دنیا شامل ہوگئی ہے۔ان صفحات میں جس طرح امت مسلمہ کے فرائض کی نشان دہی کی گئی ہےاور جس طرح دنیا کے موجودہ حالات میں قران حکیم اوراسلام کی اہمیت کواجاگر کیا گیا ہے۔وہ قابل تعریف ہے۔امت مسلمہ اگر نصیحت حاصل کرے۔اوراپنے فرائض کو سمجھ کران پر عمل پیرا ہو جائے تو یہ دنیا امن کا گہوارہ اور آخرت کی کھیتی بن سکتی ہے۔

جو شخص بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا۔اس کا دماغ روشن اور سوچ درست ہو جائے گی۔اللہ تبارک وتعالٰی اس کتاب کو تاثیر عطا فرمائے اوردنیا کو اس سے استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

خیر اندیش

علامہ محمد یوسف جبریل

ادارہ افکار جبریل

مین بازار نواب آباد، واہ چھاؤنی ضلع راولپنڈی

صدائے وقت

## مجھے ہے حکم اذاں


ڈاکٹر تصدق حسین راجا


کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔۔۔ جب **آئینہ وقت** کی اشاعت نے محبانِ ملک وملت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔ یہ ایک کتابچہ تھا۔۔۔ کم وبیش سو صفحات پر مشتمل۔۔۔ جس میں مصنف نے پاکستان کی ۵۲ سالہ تاریخ کی کتاب کو ورق ورق کھول کر اپنے قاری کے سامنے یوں رکھ دیا تھا۔۔۔ کہ اس کی ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ نہ صرف اس کی نظروں کے سامنے آئے ۔۔۔ بلکہ اسے اس غفلت وکوتاہی کا احساس بھی دلائے۔۔ جس کا مرتکب وہ بھی ہوا تھا۔۔۔ اور اب چند ہی ماہ گزرنے کے بعد عنایت اللہ صاحب **صدائے وقت** کے ساتھ ایک بار پھر سامنے آئے ہیں۔۔۔ اس بار یہ کتاب تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔۔۔ میں اسے **آئینہ وقت** کا تفصیلی ایڈیشن سمجھتا ہوں۔۔ جس میں کل سات ابواب ہیں۔۔ ہر باب اپنے اندر ایک خاص موضوع پر ساری تفصیلات سمیٹے ہوئے ہے۔۔ ان موضوعات میں جمہوریت، کسان، مروجہ تعلیمی نظام، علمائے دین اور مشائخ کرام، عدلیہ، انتظامیہ، اور طلباء کے معاملات شامل ہیں۔۔۔ پوری کتاب میں تخاطب اور تکلم کا اسلوب اپنایا گیا ہے۔۔۔ قدم قدم پر قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے۔۔ جیسے **صدائے وقت** اس کے مطالعے کے لئے نہیں لکھی گئی۔۔ بلکہ اسے تو مصنف نے اپنے سامنے ایک جم غفیر میں لا بٹھایا ہے۔۔۔ جہاں وہ اس سے محوِ گفتگو ہے۔۔۔ اس انداز تخاطب و تکلم میں مصنف اپنے سامنے موجود لوگوں سے سوال بھی کرتا جاتا ہے۔ اور جوابات بھی کبھی ان سے کبھی خود سے پیش کرتا جاتا ہے۔۔۔ اسلوب اور طرز تحریر **آئینہ وقت** سے مختلف نہیں۔۔ عنایت اللہ صاحب کسی منجھے ہوئے ادیب کی طرح لفظوں سے کھیلتے نہیں ہیں۔۔۔ اس لئے کہ وہ لکھاری ضرور ہیں مگر اپنے اصطلاحی معنوں میں ادیب ہرگز نہیں ہیں۔۔ شائید اسی لئے انہیں یہ بھی پسند نہ ہوگا۔۔ کہ **صدائے وقت** کو ادب پارہ سمجھ کر پڑھا جائے۔۔۔ یہ ادبی کتاب نہیں ہے۔۔ یہ تو۔۔۔ ’’صور اسرافیل‘‘ ہے۔۔۔ غلط مروجہ نظام کے خلاف! یہ تو خواب غفلت سے جگانے کا بگل ہے۔۔۔ یہ تو ایک طویل فہرست ہے حکمرانوں، علمائے دین اور مشائخ کرام کی ان کوتاہیوں کی جن سے نہ صرف اس مملکت خداداد پاکستان کی جڑیں کھوکھلی ہوگئی ہیں۔۔۔ بلکہ دین اسلام کی اصل روح تک چھپ گئی ہے۔۔۔ جو ملک پاکستان کا مطلب کیا ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کے نعرے سے وجود میں آیا تھا۔۔ وہاں اللہ کے دین کو حصول اقتدار کا ذریعہ بنا کر پھر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کو اس مغربی جمہوری نظام کے شکنجے میں جکڑ دیا ہے۔۔۔ جہاں وہ پاکستان دور دور تک کہیں نظر نہیں آتا ۔۔۔ جسے ایک نظریاتی مملکت کے طور پر آزاد کرایا گیا تھا۔۔۔ جسے دنیا بھر میں اسلام کا قلعہ بن کر قائم رہنا تھا۔۔۔ جس کے بارے میں ایک مرد درویش نے فرمایا ہے۔۔۔ کہ ’’ایک وقت آئے گا جب پوری دنیا کے معاملات کے فیصلے پاکستان میں ہوا کریں گے‘‘۔۔۔ اللہ کے ماننے والوں کو اس وقت کس قدر دکھ ہوتا ہے ۔۔۔ جب وہ مغربی ذرائع ابلاغ پر یہ جملہ سنتے ہیں۔۔۔ کہ ’’اسلام تو دنیا کا سب سے اچھا مذہب ہے۔۔۔ لیکن اس کے ماننے والے سب سے برے انسان ہیں‘‘۔۔۔ مسلمان اپنے دین، اپنے پروردگار اور اپنے رسول اکرم ﷺ کے لئے بدنامی کا باعث کیوں بنے؟ اس لئے کہ انہوں نے قران حکیم کا ساتھ چھوڑ دیا ۔۔۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دامن چھوڑ دیا۔۔۔ انہوں نے اسلام کو دنیا اور دنیا کی آسائشوں کے حصول کے لئے ایک ذریعے کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔۔۔ وہ کسی نام نہاد اسلامی جماعت سے منسلک ہوتے ہیں۔۔۔ تو دنیاوی فائدے کے لئے۔۔۔ وہ کسی پیر فقیر کے آستانے پر آتے ہیں ۔۔۔ تو اپنی اصلاح کے لئے نہیں، کسی روحانی غذا کے حصول کے لئے نہیں۔۔۔ بلکہ دنیاوی منفعتوں کے لئے۔۔۔ ملازمت میں ترقی کے لئے۔۔۔ بڑے عہدے کے حصول کے لئے۔۔۔ دولت دنیا میں اضافے کے لئے۔۔۔ یہی وہ باتیں ہیں۔۔۔ جنہیں عنایت اللہ صاحب نے **صدائے وقت** کا موضوع بنایا ہے۔

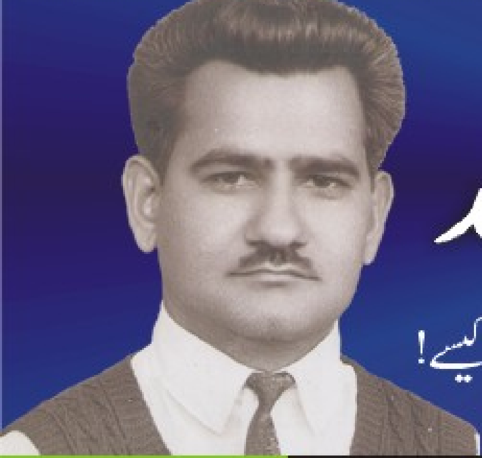

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت

## مجھے ہے حکمِ اذاں

ڈاکٹر تصدق حسین راجا

سول سروس کا ڈھانچہ کیا کیا گل کھلاتا ہے۔۔۔افسر شاہی، ذاتی مال و دولت اور جائیدادوں کے بنانے میں ملک کی سلامتی اور استحکام کو کس طرح داؤ پر لگاتی ہے۔۔۔عدلیہ جیسا معتبر ادارہ کیسے اپنا تقدس اور اعتبار کھو چکا ہے۔۔۔بے شمار مشائخ کرام کے ہاں سے رشد و ہدائت کی جگہ دنیاوی جاہ و حشمت کی تقسیم کس طرح ہوتی ہے۔۔۔اس سے دین کی فلک بوس عمارت میں کہاں کہاں دراڑیں پڑتی ہیں۔۔۔**صدائے وقت** کے مصنف نے اس ساری صورت حال کا بے باک تجزیہ پیش کیا ہے۔۔۔اور بلا شبہ ان موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔۔۔جن پر اظہار خیال کرنا بڑے دل گردے کا کام تھا۔۔۔

وطن عزیز میں رائج نظام تعلیم پر گفتگو کرتے ہوئے جہاں مصنف نے اس نظام کے نتیجے میں پیدا ہونے والی خرابیوں کی نشان دہی کی ہے۔۔وہاں یکساں نظام تعلیم اور ایک جیسے تعلیمی اداروں کے قیام پر زور دیا ہے۔۔۔راقم کا تعلق بھی چونکہ درس و تدریس سے رہا ہے۔۔اس لئے یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے۔۔کہ پوری قوم کے لئے یکساں نظام تعلیم اور ایک جیسی درسگاہوں کے قیام سے تو ایک ایسا انقلاب آئے گا۔۔جس میں بے شمار خرابیوں کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔۔۔

نظام تعلیم بدلنے کے ساتھ ہی سول سروس کا ڈھانچہ تبدیل ہو جائے گا۔۔۔یہ ڈھانچہ تبدیل ہوا۔۔تو انتظامیہ اور عدلیہ میں ذہین اور لائق نوجوانوں کے ساتھ ساتھ دین سے لیس ایسے نوجوان آئیں گے۔۔۔جو ایماندار، محبِّ وطن اور متقی و پرہیز گار ہوں گے۔۔۔پھر پبلک سروس کمیشن کو اپنا طریقہ انتخاب بھی لازما تبدیل کرنا ہوگا۔۔اب کوئی مقابلے کا امتحان پاس کرنے والا صرف فر فر انگریزی بولنے اور لکھنے کی بنیاد پر کسی اعلیٰ عہدے پر فائز نہیں ہوگا۔۔نہ کسی نمازی و پرہیز گار کو اس کی پرہیز گاری اور دین سے محبت کی بناء پر پولیس سروس کے لئے نا اہل قرار دیا جائے گا۔

**صدائے وقت** کے مصنف نے کتاب کے سات ابواب میں مختلف موضوعات پر بحث کی ہے۔۔اور ایک بات کا ذکر کم و بیش ہر باب میں آیا ہے۔۔وہ ہے حکومتی سطح پر ہمارے سرکاری اخراجات۔۔۔اور ان کی تفصیل کا ذکر۔۔گریڈ ایک تا گریڈ ۲۲ کی تنخواہوں کے تفاوت کا ذکر آیا ہے۔۔سرکاری گاڑیوں اور پٹرول کے خرچ کا ذکر ہوا ہے۔۔اور ان مراعات کی تفصیل دی گئی ہے۔۔جو صرف اور صرف بڑے افسروں کو حاصل ہیں۔۔۔جو دین کے بنیادی اصولوں کے منافی ہیں۔۔ان اخراجات میں کمی، سادگی اپنانے سے آئے گی۔۔۔مگر یہ سادگی کون لائے گا؟ چیف ایگزیکٹو صاحب کا کیا خیال ہے؟۔۔۔جو کچھ ابھی تک اس ضمن میں ہوا۔۔۔کیا وہ ان کی نظر میں کافی ہے؟

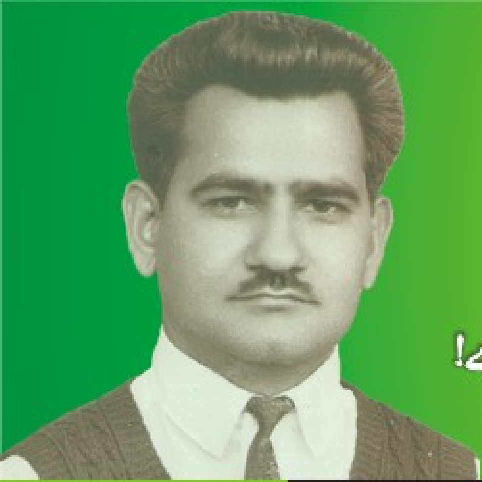

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت

## مجھے ہے حکم اذاں

ڈاکٹر تصدق حسین راجا

ہمارے دیہات اور ان میں بسنے والے ہم وطن آزادی کے ۵۳ برس گذر جانے کے باوجود آج بھی پینے کے پانی، تعلیمی اور علاج معالجے کی سہولتوں سے محروم چلے آرہے ہیں۔۔ **صدائے وقت** کے مصنف کے خیال میں جب تک اس اکثریتی آبادی والے خطہ پاکستان کو ترقی نہیں دی جائے گی۔۔۔ ملک مجموعی طور پر ترقی نہیں کرسکتا۔۔۔ دیہات میں بسنے والی آبادی پاکستان کی ترقی و تعمیر میں بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے ۔۔۔ اصولاً تو ان لوگوں کی فلاح و بہبود کے زیادہ انتظامات کیئے جانے چاہیں تھے۔۔ مگر عملاً ہوا اس کے برعکس ہے۔۔۔

**صدائے وقت** کے مصنف کی نگاہ پورے عالم اسلام پر ہے۔۔۔ وہ صرف ایک پاکستان کے لئے فکرمند نہیں۔۔ وہ پوری اسلامی دنیا کے لئے فکرمند ہے۔۔۔ وہ اتحاد امت مسلمہ کے لئے تمام اسلامی ممالک کے ایک بلاک کی تشکیل کا خواہاں ہے۔۔۔ اس کی نظر میں اتحاد بین المسلمین سے ہی ان تمام اسلامی ملکوں کو استحکام حاصل ہوگا۔۔۔ اس کے خیال میں اقوام متحدہ جیسا عالمی ادارہ مسلم ممالک کے معاملات میں تعصب اور جانب داری سے کام لے رہا ہے۔۔ مگر اسلامی ممالک کے متحد ہو جانے کے بعد اس ادارے کو بھی اپنی حکمت عملی پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔ یہ اتحاد کیوں کر ممکن ہوسکتا ہے۔۔۔ اور اس میں ان اسلامی ملکوں کو کیا کیا تدابیر اختیار کرنی ہوں گی۔۔۔ یہ ساری تفصیل مصنف نے **صدائے وقت** میں دے دی ہے۔۔۔

ماضی میں مختلف حکمرانوں نے اس ملک کو اسلام کے نام پر کس کس طرح لوٹا۔۔۔ اس کی تفصیل پڑھتے وقت قاری خون کے آنسو روتا ہے۔۔۔

**صدائے وقت** کا مصنف جب کرپٹ اور بدعنوان سیاست دانوں کے ذکر کے ساتھ ان علمائے دین اور مشائخ کرام کا ذکر کرتا ہے ۔۔ جنہوں نے ایک غلط نظام کے پنپنے میں مختلف ادوار میں حکومت وقت کا ساتھ دیا۔۔۔ اور دنیاوی فائدے اٹھائے۔۔۔ تو اس کا قلم ان سے بھی کوئی رو رعائت نہیں کرتا۔۔۔

میری رائے میں یہ کتاب پوسٹ مارٹم ہے۔ جسدِ وطن کا۔۔۔ اس میں وطن عزیز کو لاحق تمام امراض کو سامنے لاکر رکھ دیا گیا ہے۔۔۔ علاج بھی تجویز کر دیا ہے۔۔۔ اور ایک ماہر و تجربہ کار طبیب کی طرح دوا بھی بتادی ہے۔۔۔ اس نسخے کو استعمال کرنا شرط ہے۔۔۔ ورنہ اس کی حیثیت وہی رہ جائے گی ۔۔۔ جو سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے ان دفاتر کی ہے۔۔۔ جہاں قائداعظمؒ کی تصویر بھی آویزاں ہوتی ہے ۔۔۔ اور جلی حروف میں یہ عبارت بھی نظر آتی ہے۔۔ ”رشوت دینے اور لینے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے“۔۔ مگر رشوت بلا جھجک لی جاتی ہے۔۔۔

پوری کتاب میں ایک سرخی بار بار متن سے باہر نکل آتی ہے۔۔وہ قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔۔جو قوانین کے نفاذ میں طرفداری اور رورعائت سے کام لیتی ہیں۔۔۔اور یہی سرخی موجودہ حکمرانوں کو بار بار اپنی جانب متوجہ کر رہی ہے۔۔۔

ملکی دولت لوٹنے والوں کی نشان دہی ہو چکی ہے۔۔۔کس کس بنک میں، کس کس ملک میں، کس کس کا کتنا کتنا روپیہ ہے۔۔۔اربوں کی مالیت کی کوٹھیاں ہیں۔۔۔جن سے ماہانہ لاکھوں روپے کرایہ آتا ہے۔۔**صدائے وقت** کے مصنف نے موجودہ حکومت بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔۔کہ **چیف ایگزیکٹو** سے یہ توقع وابستہ کی ہے۔۔کہ جس احتساب کا انہوں نے وعدہ کیا تھا۔۔۔اس میں اب تاخیر نہیں ہوگی۔۔۔ان لٹیروں کا احتساب ہو گیا تو عوام یہ سمجھیں گے۔۔۔کہ خاکی وردی سے اب تک عوام کو جو توقعات وابستہ رہی ہیں۔۔۔وہ پوری ہو گئیں۔۔۔کروڑوں اربوں کی ملکیتیں ان رہزنوں کی ضبط کر کے قرضے اتاریں۔عوام کو ٹیکسوں کی چتا میں نہ جھونکیں۔آپ اور عوام ایک ہو جائیں گے۔اور اس کے نتیجے میں ٹیکس کے نظام میں بھی عوام حکومت کا ساتھ دے گی۔۔۔

پاکستان کے **چیف ایگزیکٹو** نے اپنے دور حکومت میں طبقاتی نظام تعلیم ختم کر کے پوری قوم کے لئے یکساں تعلیمی ادارے قائم کر دیئے۔۔۔انتظامیہ اور عدلیہ کا کھویا ہوا اعتماد بحال کر دیا۔۔۔سول سروس کے موجودہ ڈھانچے کو بدل دیا۔۔۔احتساب کا عمل بلا تاخیر اور بلا کسی رورعائت کے تکمیل تک پہنچا دیا۔۔۔ملکی ترقی سے دیہاتی مستفید ہو گئے تو یہ قوم انہیں سیلوٹ کرے گی۔۔۔یہ سارا عمل اس کرپٹ نظام کو بدلنے کے لئے کیا جانا چاہئے۔جس میں ماضی کے ایک جرنیل صدر نے بھی سرعام یہ اعتراف کیا تھا۔۔کہ ملک میں رشوت تو ہے۔۔۔مگر میں بے بس ہوں۔۔۔اسے ختم کرنا میرے اختیار میں نہیں۔۔۔عوام **چیف ایگزیکٹو پاکستان** سے اس طرح کی بے بسی اور معذوری کی توقع نہیں رکھتے۔۔۔

**صدائے وقت** کے مصنف کی تلخ نوائی ان تمام شعبوں اور ایسے افراد کو گوارا کرنی ہوگی۔۔۔جن کی نشان دہی بڑے عدل و انصاف کے ساتھ کی گئی ہے۔۔۔اس لئے کہ یہ تلخ نوائی ہی کار تریاقی کرتی ہے۔۔۔

اللہ ہمیں حق بات کہنے اور حق بات سننے اور برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔۔۔اور عنایت اللہ پر اللہ کی مزید عنایات ہوں۔۔۔آمین

ڈاکٹر تصدق حسین راجا

اسلام آباد

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | **صدائے وقت** | پروفیسر شوکت محمود کنڈان

کتاب لکھنا، کتاب پڑھنا اور پھر کتاب پر تبصرہ کرنا ایک انتہائی مشکل اور کٹھن کام ہے۔ کتاب کے ساتھ انصاف نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک صاحبِ کتاب کی شخصیت اور اس کے افکار سے شناسائی نہ ہو۔

آیئے! پہلے صاحب کتاب کی شخصیت سے تعارف ہو جائے۔ چوہدری عنایت اللہ ایک منکسر المزاج اور مرنجان مرنج درویش منش صوفی حلیم الطبع انسان ہیں۔ آپ نے کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کی۔ وہ خاموش سمندر کیطرح ہمیشہ خاموش رہے۔ دراصل اس میں عنایت اللہ کا کمال کم ہے کیونکہ ان کی تربیت ہی ایسے فقیر دوست لوگوں کے ہاتھوں ہوئی۔ جو اپنے دور کے دیدہ و بینا لوگ تھے۔ لہٰذا یہ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اور جب سوکھی لکڑی ہو تو آگ بہت جلد پکڑتی ہے۔ میرا آپ کے ساتھ تعارف برادر بزرگ قبلہ واصف علی واصفؒ کی وساطت سے ہوا۔ یہ فیض قبلہ واصف علی واصفؒ کا ہے۔ جو ہمیں درویش منش صوفی عنایت اللہ کی شکل میں دکھائی دے رہا ہے۔ میں نے صوفی کے لفظ کو جان بوجھ کر استعمال کیا۔ ممکن ہے یہ عنایت اللہ صاحب کو پسند نہ آئے۔ کیونکہ آپ کی طبیعت میں خوشامد نہیں ہے۔ آپ کی زبان میں سچائی کی کاٹ ایسی ہے۔ جیسی دو دھاری تلوار۔ آپ سچائی کو اخفا کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ آپ واصف علی واصف کے ساتھ اس زمانے سے ہیں۔ جب واصف علی واصف صرف ملک واصف تھے۔ اور ایک استاد تھے انگریزی ادب کے۔ اس سارے سفر کی کہانی کے اگر کوئی چشم دید گواہ ہیں تو وہ راقم الحروف یا جناب عنائت اللہ صاحب ہیں۔ جو ہر وقت سایہ کی طرح ان سے منسلک رہتے۔ آپ قبلہ واصف علی واصف کے ساتھ ان تمام منزلوں میں دن رات عازم سفر رہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں طے کیں۔ آپ نے قال سے حال تک اور پھر صاحب حال تک تمام منازل دیکھیں۔ شب و روز ان بزرگ ہستیوں کی بھی زیارت سے بہرہ مند ہوئے۔ جن سے قبلہ واصف علی واصف صاحب ملے۔ قبلہ عنائت اللہ صاحب کا یہ اعزاز ہے کہ انہوں نے ان ہستیوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ یہی وجہ ہے کہ عنائت اللہ صاحب کی بات میں وہ کاٹ، وہ درد، وہ کرب، وہ لذت، وہ فکر اور وہ بے چینی موجود ہے۔ انہوں نے ان ہستیوں کے فیض کا دامن نہیں چھوڑا۔ خواہ وہ ۱۹۶۵ء کی جنگی راتیں ہوں یا ۱۹۷۰ء کی گولا برساتی اور آگ اگلتی ہوئی توپوں کے منہ میں جانے کی بات ہو۔ چوہدری عنائت اللہ نے کبھی نہ نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مزاج میں ایک عاجزی، انکساری، ادب، خدمت اور فرمانبرداری کا بے پناہ عنصر موجود ہے۔ کیونکہ انہوں نے نہ کرنا سیکھا ہی نہیں۔ اور یہ بات ہے بھی سچ کہ محبت میں نہ ہے ہی نہیں۔ یہ تسلیم کا راستہ ہے اور تسلیم ادب سکھاتا ہے۔ بقول شاعر:

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

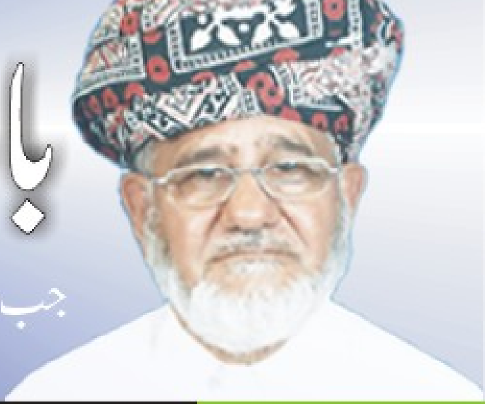

| صدائے وقت | صدائے وقت | پروفیسر شوکت محمود کنڈان |
|---|---|---|

بات لمبی ہوتی جارہی ہے۔ یہ سفرکم وبیش ۴۰ سال پر محیط ہے اور ہماری رفاقت کا یہ سارا زمانہ تربیت کا ہی دور ہے۔ اس رفاقت کی داستان کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ تعارف اس لئے ضروری تھا کہ **صدائے وقت** کی اصل صدا اپنے قاری تک پہنچ سکے اور جس پس منظر میں یہ تخلیق وارد ہوئی ہے اس کا قاری احاطہ کر سکے۔ **صدائے وقت** دراصل وقت کی صدا ہے جو آئینہ وقت میں انسان دیکھ بھی سکتا ہے اور سن بھی سکتا ہے۔ **صدائے وقت** آج کے دور کا نوحہ بھی ہے اور نشان منزل بھی۔ آج ہم جس منزل کی طرف گامزن ہیں وہ منزل ہماری منزل ہے ہی نہیں۔ چنانچہ وہ بروقت آواز لگاتے ہیں اور ہمیں اپنی سمت بدلنے کے لئے صدائے وقت کا تازیانہ استعمال کرتے ہیں تاکہ منزل ہم سے جدا نہ ہوجائے سمت کا تعین منزل کی شرط اولین ہے۔

انہوں نے صدائے وقت کو سات ابواب میں تقسیم کیا اور ہر باب ایک مکمل کتاب ہے۔ جمہوریت کا مکروہ چہرہ آپ نے دکھایا۔ جب آپ اس جمہوریت کے خوبصورت چہرہ سے خودغرضی کا غازہ اتارتے ہیں تو نیچے سے جمہوریت کی اصل شکل نکل آتی ہے جو انتہائی مکروہ، پرفریب اور انسانیت سوز ہے۔ آپ نے مغربی جمہوریت کو یک قلم رد کر دیا اور اس کے اصل کردار کا ذکر بڑی دلیری، جرات اور خوبصورتی سے کیا ہے۔ اس جمہوریت کی آڑ میں ان لوگوں نے ملی تشخص کو غیر اسلامی نظام میں ڈھال کر مسخ کر رکھا ہے۔ یہ نشتر ایک مردِ حق ہی چلا سکتا ہے۔ جناب عنایت اللہ صاحب نے جمہوریت کو ایک دولہن سے تشبیہ دی ہے اور یہ صرف وڈیروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، اور آمروں کے محلوں میں اترتی ہے اور ان کے ایوانوں کو اپنے حسن کی روشنی سے چکا چوند کرتی ہے اور اس چمک میں غریبوں کی کٹیا کو، اور ان کہاروں (یعنی عوام) کو بھی بھول جاتے ہیں جن کے کندھوں پر سوار ہو کر یہ دلہن ان کے ایوانوں میں اتری۔ عنایت اللہ صاحب کا یہ اعجاز ہے کہ وہ نہ صرف مرض کی تشخیص کرتے ہیں بلکہ اس کا علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔ عوام اور بالعموم طالب علموں کو آگاہ کرتے ہیں کہ سیاسی جماعتوں کا آلہ کار نہ بنیں۔ انہوں نے اپنے تجربے اور گیان سے ان عوامل کی نشان دہی کی ہے۔ خاص طور پر طبقاتی تعلیمی نظام، جس کی وجہ سے ملت طبقوں میں تقسیم کر دی گئی۔ دینی اقدار کو پامال اور اسلامی کردار کو مسخ کر دیا۔ ملی، ملکی وسائل، اقتدار اور خزانہ چند غاصب ہاتھوں میں مقید ہو گیا۔ میرٹ میرٹ کہنے والے کس طرح میرٹ کی دھجیاں بکھیر کر کسان، مزدور، ہنر مند کی ۹۹ فیصد عوام سے ان کے حق چھین چکے ہیں۔ میرٹ صرف استحصالی طبقے کا کھیل بن چکا ہے۔ انصاف کا چشمہ ملک میں خشک ہو چکا ہے۔ لیکن ان کے ہاں جس چیز کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ وہ ایک عزم اور منزل کی نشان دہی ہے۔ وہ سوئے حرم کے مسافر ہیں اور لاخوف ہیں۔

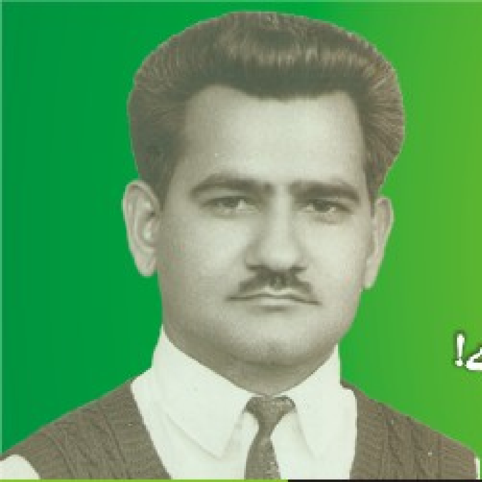

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

## صدائے وقت

پروفیسر شوکت محمود کنڈان

دوسرے باب میں عنایت اللہ صاحب نے کسانوں کے کردار پر روشنی ڈالی ہے اور ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی نشان دہی بھی کی ہے۔ تمام ملکی وسائل یہ طبقہ پیدا کر رہا ہے۔ وہ ۱۴ کروڑ عوام کو ہر قسم کی خوراک، سبزیاں، دودھ، پھل اور ہر قسم کے میوہ جات مہیا کرتا چلا آ رہا ہے۔ اس کو صلہ کیا رہا ہے۔ وہ غلہ اگاتا ہے اور اپنا شکم نہیں بھر سکتا۔ اس کی کپاس ہی اس کے تن ڈھانپنے کے لئے میسر نہیں۔ اس کی محنت نے جاگیرداروں، سرمائے داروں کے ایوان روشن کئے ہیں۔ ان کے ایئر کنڈیشنڈ وہ چلا رہا ہے۔ لیکن ان کو بجلی میسر نہیں۔ وہ تعلیمی اداروں، ہسپتالوں، سڑکوں، بجلی اور تمام بنیادی ضرورتوں سے محروم۔ ان کو انہوں نے شودر بنا رکھا ہے۔ عنائت اللہ صاحب ایک مجاہد کی طرح ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک اگر یہ حکومت کی مشینری ٹھیک ہوتی تو آج ملک کی وہ حالت نہ ہوتی جس مقام پر وہ پہنچ چکا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے کہ ان ظالموں اور غاصبوں سے ملک کو آزاد اور اس مروجہ نظام اور سسٹم سے نجات حاصل کر لی جائے تا کہ ملک صحیح منزل کی جانب گامزن ہو جائے اور دین کی روشنی میں ایسا سسٹم رائج ہو جائے جو وطن کے ماتھے پر جھومر بن سکے۔ عنایت اللہ صاحب کی کتاب ایک ایسی صدا ہے جو سوئے ہوئے لوگوں کو خوابِ غفلت سے جگانے کے لئے صور کا کام دے گی۔ اس ملک کا المیہ ہے کہ حاکم جو بھی آیا' وہ خود غرضی اور ذاتی خواہشات کی بھیانک عدل کش نیت کے ساتھ آیا۔ انکے زیر سایہ افسر شاہی اور منصف شاہی، رشوت، کمیشن، کرپشن اور بریف کیس مافیا میں ڈھل گئی۔ عدلیہ نے عدل کے علاوہ باقی سارا کام کیا۔ استاد نے طبقاتی تعلیم پڑھانے پر اعتراض نہیں کیا۔ طالب علموں نے علم کے علاوہ کسی اور منزل کو نشان منزل بنایا۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں، طالب علم کسی ملک کی ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں اور ان کا کردار بھی اتنا ہی مضبوط ہونا چاہئے۔ لیکن عنائت اللہ صاحب نے **صدائے وقت** میں طالب علموں کے ضمیر کو جھنجھوڑا اور ان کو اپنا ماضی بھی یاد دلایا اور حال کا آئینہ بھی دکھایا انہوں نے بڑے کرب اور دکھ کے ساتھ طالب علموں کو مخاطب کیا۔ اور ان سے ان کا اصل کردار ادا کرنے کی نہ صرف استدعا کی بلکہ منزل کا تقاضا بھی سمجھایا۔ عنایت اللہ صاحب نے طالب علم کو پورے ملک میں ایک نصاب کے تعین کا فکر دیا۔ اخلاص کے ساتھ علم کا حصول کرنے اور آئندہ ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کی درخواست بھی کی۔ عنایت اللہ صاحب کوئی ادیب نہیں اور نہ ہی انہوں نے کوئی ادبی مقام کا دعویٰ کیا۔ لیکن جب انسان کسی کی نگاہ انتخاب میں آ جائے اور وہ اس انتخاب کا حق دار بھی ہو تو پھر **صدائے وقت** کا وجود میں آنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے انسان کو ایک خاص مقصد دے کر انتخاب میں لایا جاتا ہے اور پھر اس کو اتنا ہی ظرف بھی عطا کر دیا جاتا ہے کیونکہ عطا کرنے والی ہستی کے لئے عطاء رحمت بھی ہے اور سایہء رحمت بھی۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اللہ تعالیٰ عنائیت اللہ کی اس کاوش کو قبولیت کا شرف بخشے اور ان کی تحریریں وہ کام کر جائیں جو بڑے بڑے فلاسفر، ادیب، رہنما اور مصلح بھی نہ کر سکے۔ کیونکہ اکتساب اور انتخاب میں بہت فرق ہے۔ اکتساب والا انسان ادیب تو ہو سکتا ہے۔ لیکن انتخاب والی شخصیت عنایت اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ ان کی اس بات سے قطعاً کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان کے چہرے کو مسخ کرنے والے لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور ان مجاہدوں اور اللہ والے لوگوں کو آگے لایا جائے تاکہ وہ ملک کی زمام کو سنبھالیں اور یہ ملک جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو سکے۔ ملک وملت کا کھویا ہوا مقام اقوام عالم میں نہ صرف بحال ہو۔ بلکہ پوری انسانیت کے کھوئے ہوئے حقوق محبت، ادب، خلوص اور عدل و انصاف کو بھی ادا کر سکیں۔ ان کی اس کتاب میں خوبصورت استعارے بھی موجود ہیں۔ اور کتاب تمثیلی حوالے سے قابل تعریف حد تک نمایاں نظر آتی ہے۔ انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں وہ بات کہہ دی ہے جو بڑے بڑے ادیب نہ کہہ سکے۔ اور ان کے سینے میں ایک سچے مسلمان اور پاکستانی کا دل دھڑک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس نیک خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور ان کی یہ کاوش قبول کرے۔ آمین

پروفیسر شوکت محمود کنڈان

رشید کالونی، صادق آباد روڈ راولپنڈی

جمہوری طرز حکومت، مغرب کے دانش وروں، قانون دانوں، معیشت دانوں، ماہرین سماجیات اور عدل وانصاف کے مفکرین نے اپنے اپنے ممالک میں ایسا نظام وضع کیا جس میں انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک، معاشی اور معاشرتی اعلیٰ اقدار کو قوانین وضوابط کی شکل میں ڈھالا۔ بہترین عدل وانصاف کے اصول وضع کیئے۔انسانیت کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کے اصولوں کو اپنایا۔اعتدال اور مساوات کے الفاظ کی حرمت کی پاسداری کا خیال رکھا۔قوم کو محنت اور تجسس کا شعور عطا کیا۔ملکی قوانین وضوابط کی روشنی میں انتظامیہ اور عدلیہ نے اپنا اپنا منصفانہ کردار ادا کیا۔ٹیکسوں کا نظام قائم کیا۔ان کا اطلاق اس طرح منظم طور پر نافذ کیا۔کہ کوئی شخص بھی اس توازن کو نہ توڑ سکتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی اس سے غفلت برت سکتا ہے۔اس طرح عوام سے اکٹھی کی ہوئی دولت کا تصرف اجتماعی، فلاحی استعمال میں ایمان داری سے لانے کا بندوبست کیا۔سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں تنخواہوں اور سہولتوں کو اعتدال میں رکھا۔ ہر قسم کے تفاوتی نظام کو مساوات کے عمل سے گزار دیا۔بیروزگاری کی صورت میں گزارا الاؤنس جاری کیا۔یتیم بچوں، بوڑھوں، ناداروں، اپاہج افراد کو تمام بنیادی حقوق اور ضروریات زندگی فراہم کیں۔ان اقدار کی روشنی میں انہوں نے اپنے معاشرے کو امن وآشتی کا گہوارا اور آماجگاہ بنادیا ہے۔تعلیم کا یکساں نصاب قائم کیا اور اس کے حصول کے لئے سب پر یکساں دروازے کھول دیئے۔طبقاتی اور استحصالی نظام کا معاشرے سے نام ونشان تک مٹادیا۔ہر شعبہء زندگی میں کفالت حاصل کر کے اپنی معاشی، اور معاشرتی حالت مضبوط اور بہتر بنائی۔دنیا میں غریب اقوام کی مدد ومعاونت کا نصب العین اپنایا۔زندگی کے ہر شعبے کو سائنسی بنیادوں پر چلایا۔ایماندار، دیانت دار، اور محنتی عوام پیدا کیئے۔اور دنیا میں نئی نئی ایجادات اور صنعتی ترقی میں انقلاب پیدا کیا۔عملاً ایسے ایسے کام کر دکھائے جن سے دنیائے عالم کو حیرت میں ڈال دیا۔فطرت کے اصولوں کی پاسداری کر کے انسان کو انسانیت کی خدمت کے آداب سکھا دیئے۔دنیا میں جدید ترقی کی کامیابی کا پرچم ان کے ہاتھ میں چلا گیا۔

دوسری طرف اے مسلمانو! اے سیاست دانو! اے جاگیردارو! اے سرمایہ دارو! اے جمہوریت کے پروانو! اے غاصب رہنماؤ! اے دھوکہ باز رہبرو! اے معاشی قاتلو! اے معاشرتی دہشت گردو! اے خون خوار بھیڑیو! اے وحشت ناک درندو! اے عدل وانصاف کی لاش کو نوچنے والی گدھو! اے سیاسی جماعتوں کے رہبرو! اے ہجوم کرگساں کے شاہی ٹولے! اے بدنصیب ظالم، غاصب سسٹم اور نظام کے وارثو اور پیروکارو، تم تو اپنے گھناؤنے جرائم کی تکمیل کیلئے عدل کش، ناانصافی، ظلم، بدکرداری، لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت، کے ظالمانہ، ناصبانہ کالے قانون ملک میں مروج کرتے چلے آرہے ہو۔تم نے ایسا نظام اور سسٹم ترتیب دیا۔جس کے ذریعے ملک کا اقتدار، خزانہ، وسائل اور ہر قسم کا نظم ونسق تم نے اپنی گرفت میں لے کر چودہ کروڑ عوام الناس سے انکا تمام مال ومتاع چھین لیا، انکے حقوق سلب کر لئے۔انکے ساتھ باغیوں اور غداروں جیسا سلوک روا رکھا۔ملک انکے لئے معاشی قتل گاہ بنا کر رکھ دیا۔دین کے منکروں اور منافقوں نے اس نظام اور سسٹم کو چلانے کے لیے مختلف قسم کی طبقاتی تعلیم رائج کی اور اپنی نسلوں اور اولادوں کیلئے اعلیٰ معیار کے انگلش میڈیم ادارے مخصوص کر لئے۔ان میں اپنی اولادوں اور بچوں کی تعلیم وتربیت کی۔جن کے ذریعے ملک کا نظم ونسق اور عدل وانصاف کو اپنی گرفت میں لیا۔

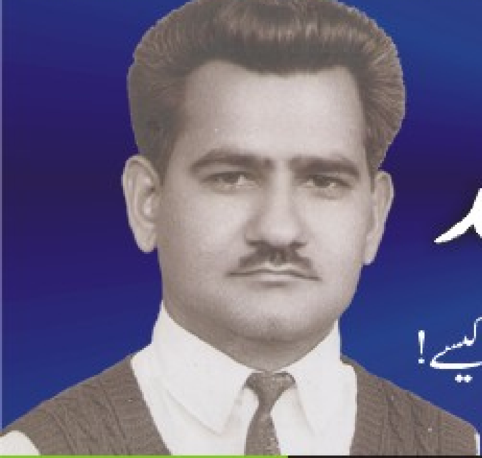

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | جمہوریت کی اکیڈمی کا جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ کالے انگریز۔ کالا نظام ۔ کالا سسٹم | باب 1 پیرا 1-4

۱۔ جمہوریت کی اکیڈمی میں صرف اور صرف جاگیردار، سرمائے دار طبقے کی سپر نیچرل مخلوق الیکشن کا امتحان پاس کر کے ممبر صوبائی، وفاقی اسمبلیاں، سینیٹر، وزیر، مشیر، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، گورنر، صدر پاکستان ملک کا اقتدار اعلیٰ اور حکمرانی کے مکمل اختیارات سنبھال لیتے ہیں۔

۲۔ اعلیٰ انگلش میڈیم اور دوسرے مخصوص اعلیٰ تعلیمی ادارے جن میں شاہی اخراجات کی بنا پر ان دونوں طبقوں کی اولادیں اعلیٰ تفاوتی تعلیم حاصل کر کے ملک میں فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے ذریعہ ملک کا نظم ونسق اور عدل وانصاف کے تمام اداروں پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ملک کا عملی کنٹرول اور حکومت سنبھال لیتے ہیں۔

۳۔ اردو میڈیم ادارے جو عوام الناس کیلئے قائم ہیں جہاں سے کلرک، ہیڈ کلرک، سپرنٹنڈنٹ، دفتروں میں سرکاری فرائض ادا کرنے والے اہلکار تیار کیے جاتے ہیں۔ جو فوج شاہی، مصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کے ذاتی ملازموں کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ اس طبقاتی نظام حکومت کی بنیاد ہیں۔

۴۔ دیہاتی ۷۰ فیصد کسانوں، ۳۰ فیصد مزدوروں، محنت کشوں اور عوام الناس پر مشتمل اردو میڈیم ادارے جو سکولوں کی عمارتوں اور اساتذہ سے محروم۔ صرف ایک ٹیچر اور چھ جماعتیں۔ ان اداروں سے، کسان، محنت کش، چپڑاسی، چوکیدار، گن مین، باڈی گارڈ، مالی، باورچی، ڈرائیور، پولیس کے سپاہی اور فوج کے سپاہی تیار ہوتے ہیں۔ کارخانے، ملیں، فیکٹریاں، سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر، پولیس اور فوج کے نچلے طبقہ میں اپنی بے پناہ خدمات پیش کر کے ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی اور ملکی ڈیفنس ودفاع کی تمام ذمہ داری کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ یہ محنت ومشقت کے خوگر۔ یہ محبِ وطن محکوم طبقہ کے جاں باز۔ جن کو استحصالی اجرت کا پھندہ گلے میں ڈال کر ٹیکسوں، بلوں اور مہنگائی کی جان لیوا اذیت ناک ٹکٹکی پر ان غاصبوں نے اس طرح لٹکا اور کس رکھا ہے کہ وہ سسک سسک کر مرتے جاتے ہیں اور وہ مظلوم آہ تک بھی نہیں کر پاتے۔ قومیں ایسی ناانصافیوں اور ظلم سے کبھی پروان نہیں چڑھا کرتیں۔ تنخواہوں میں اتنا بڑا تفاوت، سرکاری سہولتوں میں بے پناہ فرق، رشوت، کمیشن اور ہر قسم کی کرپشن اس کے علاوہ۔ اب ان مظلوموں کا ہاتھ ان کی گردنوں تک پہنچ چکا ہے۔ یہ نظام اور سسٹم اور اس کے متولی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی منصف شاہی افسر شاہی کا شاہی طبقہ کے دہشت گرد فطرت کی خوفناک گرفت میں آچکے ہیں۔ پولیس، رینجرز، فوجی سپاہ انکے کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند، غریب، تنگدست، مفلوک الحال والدین اور عزیز واقارب کب تک انکے معاشی اور معاشرتی مظالم برداشت کرتے رہیں گے۔

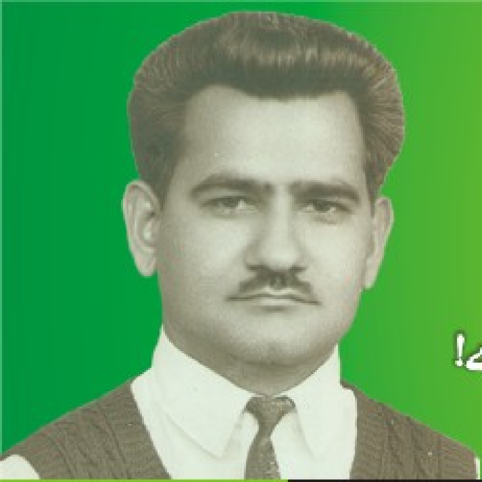

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۵۔ دینی درسگاہیں جو ذکوۃ، صدقات، عید کی کھالوں اور چندوں سے چلائی جاتی ہیں۔ جو دین کے ارکان کو زندہ رکھنے اور انسانیت کو خدا اور رسول ﷺ کی کتاب مقدس کی تعلیمات کے فرائض ادا کرتی ہیں۔ جن کے لئے ملک میں ہر قسم کی سرکاری ملازمتیں بند ہوتی ہیں کیونکہ انکے پاس اس باطل، غاصب، کرپٹ، نونہال پیدا کرنے والے غاصب سرکاری اداروں کی نہ تو سندیں ہوتیں ہیں نہ وہ تعلیم و تربیت۔ دین پڑھنے سیکھنے والوں کیلئے اس مروجہ ناپاک، منافق، باطل، غاصب سرکاری نظام میں انکے لئے کوئی روزگار کا ذریعہ اور موقعہ نہیں ہوتا۔ یہ وہ نظام اور سسٹم ہے جس کے ذریعے ملک کے اقتدار پر چند لوگوں اور انکی اولادوں نے غاصبانہ قبضہ اپنے ہاتھوں میں لے رکھا ہے۔ ملک کا تمام سرمایہ، وسائل، خزانہ، ملکی، غیر ملکی قرضوں کو لوٹتے چلے آرہے ہیں۔ ملک کی تمام ملیں، کارخانے، فیکٹریاں، کاروبار، محل، کوٹھیاں، جائیدادیں، جاگیریں، بنکوں میں ڈالر، لینڈ کروزر، پجارو، بڑی بڑی کاریں، ہر قسم کے ٹیلیفون، بے پناہ شاہی سرکاری اخراجات یعنی ملک انکی لونڈی اور عوام انکے غلام، قیدی اور محکوم بن چکے ہیں۔ یہ ہر قسم کی بدعنوانیوں کے مرتکب اور مجرم۔ غیر اسلامی طرز حیات کے مجرم۔ ملک میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ اقوام عالم کے سامنے پاکستانی مسلمانوں کا اس قسم کا چہرہ پیش کرنا کتنا ظلم اور زیادتی ہے۔ تم نے اسلام کے نام کو رسوائے زمانہ کر دیا ہے۔ تمھارے کردار، تمہارے اعمال، استحصالی، منافقی، غاصبی، اور جابری، نظام پر مشتمل ہیں۔ اے طبقاتی سیاسی ٹولے! جمہوریت کو تم نے اپنی لونڈی بنالیا۔ طبقاتی نظام رائج کیا۔ طبقاتی فوج شاہی، طبقاتی افسر شاہی اور طبقاتی منصف شاہی کا نظام اپنے ان جانشینوں کے سپرد کیا۔ افواج، انتظامیہ اور عدلیہ سے مل کر ملک کے تمام وسائل خزانہ ہر قسم کے بلوں اور ٹیکسوں سے اکٹھی کی ہوئی دولت، منی بجٹوں کے اضافے سے ۱۴ کروڑ عوام کا چوسا ہوا معاشی خون، سب کا سب یہ مال و متاع، اپنے قبضۂ قدرت میں لیتے چلے آرہے ہیں۔ اقتدار کی نوک پر حاصل کئے ہوئے اختیارات کے تحت، وہ اس تمام ملکی دولت کو رشوت یا کمیشن سے لوٹتے چلے آرہے ہیں۔ تفاوتی تنخواہوں اور سرکاری ان گنت سہولتوں کے ذریعے تمام وسائل، غاصبانہ، طریقوں سے چھین لیتے ہیں۔ وہ محنت اور اجرت کے نظام عدل کو بری طرح روندتے چلے آرہے ہیں۔ جمہوریت کی اکیڈمی اور اسکی حکومت فوجی ڈکٹیٹرز، جاگیردار اور سرمائے دار ٹولہ کے لئے وقف ہو چکی ہے۔ اعلیٰ انگلش میڈیم ادارے اور دوسری تمام شاہی اخراجات والی اکیڈمیاں ان کی اولادوں کی ملکیت بن چکی ہیں۔ وہ اس خزانہ سے ملیں، کارخانے، فیکٹریاں، لگالیں یا کاروبار کرلیں۔ یہ سب کچھ ان کے رحم و کرم پر ہے۔ یہ اسی غاصبانہ، ظالمانہ، استحصالی مذہب کے پجاری ہیں۔ وہ ۹۹ فی صد کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام کے منہ سے لقمہ چھین چکے ہیں۔ جب تک ان سے لوٹ مار اور کرپشن سے اکٹھے کئے ہوئے تمام کے تمام وسائل اور دولت، ان سے ضبط کر کے سرکاری خزانہ میں جمع نہیں کروائے جاتے۔ اس وقت تک ان سے یہ اقتدار واپس لیا جاسکتا ہی نہیں۔ یہی وسائل اور ذرائع ان کی اجارہ داری کی اصل بنیاد اور ان کے اس باطل اور غاصب نظام کو چلانے کی چابی ہے۔ ان کے اس رائج الوقت نظام اور سسٹم کو ختم کر کے ملک میں دستور مقدس کا نفاذ عمل میں لانا ہزاروں سال کی عبادت و ریاضت سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔

۔۔۔۔ لہٰذا ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے کہ وہ اس باطل، غاصب اور ظالم طرز حیات سے نجات حاصل کرے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۔ اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور پوری انسانیت کے لئے ہے۔ جس نے اس کے قانون، ضوابط، اقدار کی قندیلوں اور رشد و ہدائت کے چراغوں کو زندگی میں جلایا۔ انہوں نے ہی فلاح و بہبود کا راستہ ڈھونڈھ پایا۔ اسلام ایک ایسا دین ہے۔ جو پوری انسانیت کی وراثت ہے۔ یہ صرف مشرق و مغرب کی میراث نہیں جو بھی اس کے بتائے ہوئے راستوں پر چلے گا۔ فلاح اسی کا مقدر ہو گا۔ پچھلے ۵۳ سالوں سے یہ بات اس استحصالی طبقہ کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اب ان کے اقتدار کا سورج غروب ہو چکا ہے۔ اور ان کے کڑے احتساب اور عذاب کا وقت شروع ہوا ہے۔ مکافاتِ عمل کا آغاز جاری ہو چکا ہے۔ انگریزوں کا مفتوحہ اور غلام قوم کو شکنجوں میں جکڑنے والا ۱۴۳ سالہ پرانا نظام اور اذیتوں میں مبتلا کرنے والا سسٹم۔ انکے پالتو حکمرانوں فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کے ظلم کا یومِ حساب اب وقت کی گرفت میں ہے۔ صداقتوں کو جرائم اور جرائم کو صداقتوں کا باطل قانونی لباس کب تک پہناتے رہیں گے۔

۷۔ ملک کے اس غاصب، مغربی جمہوریت کے داعی' قلیل چند نفوس پر مشتمل جاگیرداروں، وڈیروں، سرمایہ داروں، آمروں، جابروں، فوجی ڈکٹیٹروں، حاکموں اور فیوڈل لارڈز کے اس منظم ٹولہ نے، ۱۹۴۷ سے ملکی پیداوار، ملکی سرمایہ، ملکی خزانہ، ملکی سیاست، اور تمام ملکی وسائل پر بڑی حکمت عملی اور سوجھ بوجھ کے ذریعہ جمہوریت کے نام پر غاصبانہ، جابرانہ، کافرانہ، ملحدانہ، غیر اسلامی، باطل، انسانیت سوز اور غاصب طریقے نافذ کر کے سیاست کے ناٹک کے کھیل کو اس طرح مروج کیا کہ جس میں ان کے علاوہ کوئی اور اہلِ وطن، اہلِ دل، اہلِ علم، اہلِ دانش، اہلِ حکمت، اور کفائت شعار اور درمیانے طبقے کے لوگ اس سیاست کے گھناؤنے کھیل میں حصہ نہ لے سکیں۔ ان کالے انگریزوں کی اس اجارہ داری اور تسلط کو کوئی شخص بھی ملک میں نہ توڑ سکتا ہے اور نہ ہی ختم کر سکتا ہے۔ ان کے اس یک طرفہ، خود ساختہ، غاصبانہ نظام و سسٹم اور طریقہ کار نے ان کے اقتدار حاصل کرنے اور حکومت پر قابض ہونے کا ایک بھیانک راستہ استوار کر لیا ہے۔

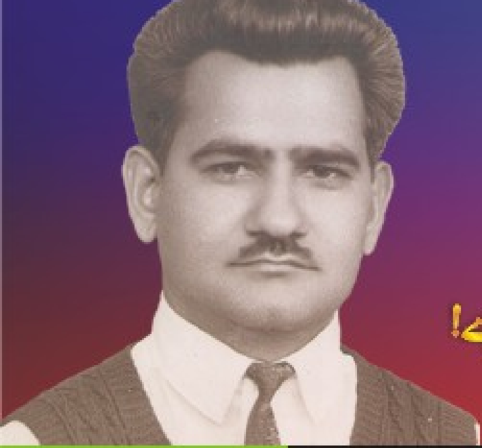

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



حکومت اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد یہ لوگ اپنے من پسند کی پالیسیاں مرتب کر کے ملک کی پوری معیشت اور وسائل کا رخ اپنی ذاتی بہبود اور منفعتوں کی طرف منتقل اور مبذول کر لیتے ہیں۔بینکوں پر قابض، ملکی غیر ملکی تجارت پر قابض، ملک کے خزانہ پر قابض، ملک کے وسائل پر قابض، ملک کی فیکٹریوں، ملوں اور کارخانوں پر قابض، ملک کی زمینوں پر قابض، ملک کی انتظامیہ پر قابض، ملک کی عدلیہ پر قابض، ملک کی فوج پر قابض، ملک کے ڈیفنس پر قابض، اس ظالم بے رحم غاصب قبضہ گروپ کے دہشت گردوں یعنی جاگیرداروں، سرمائے داروں، فوجی ڈکٹیٹروں، فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی نے ملک کے تمام وسائل، قومی خزانہ اور عوام کو پچھلے ۵۳ سال سے یرغمال بنا رکھا ہے۔یہ سیاستدان، یہ حکمران، یہ افسر شاہی، یہ منصف شاہی، یہ طبقاتی تعلیمی ادارے، یہ باطل نظام، یہ غاصب سسٹم اور اس کے یہ بے رحم پجاری اپنے گھناؤنے اعمال، اپنے دہشت ناک، وحشتناک کردار کی عبرت ناک صلیب پر از خود اپنے اعمال کے ہاتھوں لٹک چکے ہیں۔انکے ایوانوں میں ان کے احتساب کے شکنجے کسے جا چکے ہیں۔ان کے محلوں کو ہولناک زلزلے کی تھرتھراہٹ نے ہلا کر رکھ دیا ہے۔تقدیر کے منکر اپنی تدبیروں کو لٹتے، ذلیل ہوتے، دم توڑتے بھسم ہوتے، اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔حکمرانوں کے تمام کے تمام پیش رو عبرت کدے کی بدنصیبی کی زینت بنتے چلے آ رہے ہیں۔پھر بھی ان عقل کے اندھوں کو اپنی تدبیروں اور من مانیوں پر ناز ہے۔ خوف اور خطرے کی تلوار انکے سروں پر لٹکی اپنا بھیانک عمل جاری کرنے کے لئے بڑی شدت سے منتظر کھڑی ہے۔فطرت کے عمل سے نہ کوئی بچ سکتا ہے اور نہ کوئی بھاگ سکتا ہے۔اس عبرت کدے کو بینا آنکھ سے دیکھو۔اس فانی جہان میں اس فنا کے دیس میں۔اس مسافر خانہ میں۔تم کیا کچھ اکٹھا کر لو گے اور کس کے لئے۔اس سرائے فانی میں کتنی دیر کا پڑاؤ ہے۔اس ماتم کدہ میں کب تک شہنائیاں بجاتے رہو گے۔بے سوجھت مور کھو تم خواہشات کے پتھروں کو کب تک چنواتے رہو گے۔کیا تمہاری آنکھ اس وقت کھلے گی جب یہ بند ہو گی۔خوف خدا کرو۔اللہ تعالیٰ اور محبوب خدا کے خلاف بغاوت اور جنگ بند کرو۔ان کے احکام کی پابندی کرو۔فناہ کا راستہ ترک کرو۔بقا تمہارا ازلی اور ابدی نصیب ہو گا۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

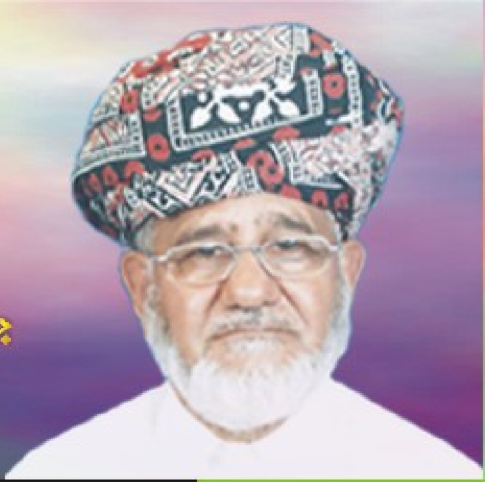



۸۔ ملک میں ہر ایک دو سال کے بعد ان بد کردار، بد بخت، بدنصیب، سیاست دانوں، کے ملی اتحاد کے وجود ملک میں قائم ہوتے چلے آرہے ہیں۔ یہ ذاتی اقتدار کی جنگ اور ملک میں نفرت کی آگ، سرکاری املاک کو نقصان، اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کے ورکروں کو سڑکوں پر لانے کے پروگرام۔ جلسے جلوسوں، میں عوام الناس کو الجھانے اور ملک کو نقصان پہنچانے اور وزارتوں کے لالچ، اقتدار کی شراکت حسب طریقہ اب بھی طے پا چکی تھیں۔ اور دوسری طرف حکومت وقت ان سیاست دانوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ان کے خلاف ہر قسم کے کیس ختم کرنے۔ وزارتوں میں شمولیت، چھوٹی جماعتوں کو زیادہ سے زیادہ سرکاری بھتوں کی رشوتوں کی پیشکش لگانے کا کام شروع ہو چکا تھا۔ سرکاری خزانے کا منہ ان سیاسی لٹیروں کے لئے کھل چکا تھا۔ یہ گھناؤنا کھیل ان سیاست دانوں، کی عملی سیاست کا حصہ بن چکا تھا۔ ملکی سلامتی کا خطرہ لاحق ہو چکا تھا۔

۹۔ یہ کیسا کرپٹ نظام حکومت ہے کہ جس میں وزیر اعظم اور اسکے سیاسی وزیروں، مشیروں کی ٹیم کو اپوزیشن اور دوسری تمام چھوٹی سیاسی جماعتوں کے اتحاد کو اپنے خلاف ختم کرنے یا اپنی حکومت قائم رکھنے کے لئے دوسری سیاسی جماعتوں کو رشوتیں، وزارتیں، اور خاص رشوتوں والی وزارتیں، کثیر رقم کے بھتے، ہر قسم کے جرائم اور احتساب میں پڑے ہوئے کیسوں کی معافیاں اور ہر قسم کی مراعات اور سہولتوں کی رشوتیں پیش کرنا اور روارے کا مک مکا کرنا ان کے سیاسی کردار کا حصہ بن چکا تھا اور دوسری طرف اپوزیشن کی طرف سے بھی اقتدار حاصل کرنے کی صورت میں اتحادی جماعتوں میں وزارتوں کی نسبت تناسب کی خاص تقسیم، اور اقتدار میں خوشگوار واقعات کی سہولتوں کے وعدے وعید کئے جا چکے تھے۔ اس حکومت سے قبل ملک میں حسب طریقہ تمام اپوزیشن جماعتوں کا ایک نیا اتحاد تشکیل پا چکا تھا۔ اس متحدہ اتحاد کے رہنماؤں نے حکومتِ وقت کے خلاف پراپیگنڈہ، احتجاج، جلسے جلوسوں اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے اور حکومت وقت کو ہٹانے کا پروگرام مرتب کر لیا تھا اور یہ سیاسی کھیل شروع ہونے کو تھا۔ اس سیاسی شطرنج کو کھیلنے کے ماہرین ملک میں سیاسی بھونچال کا گجر بجا چکے تھے۔ حکومت وقت اور اپوزیشن اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ وزارتوں کی تعداد پھر بڑھنے والی تھی۔ باقاعدہ اس کا اعلان ہو چکا تھا۔ ان تمام بدنصیب، بدکردار سیاست دانوں کو کون بتاتا اور سمجھاتا اور وقت کے اس نازک موڑ پر جب ہندوستان، پاکستان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کیلئے فوجوں کا بہت بڑا حصہ سرحدوں پر پہنچا چکا تھا۔ کشمیر کا مسئلہ دنیا میں اپنی خاص اہمیت، نوعیت، کی توجہ کا مرکز بن چکا تھا۔ عین ممکن تھا کہ ان کی آپس کی چپقلش اس پر بری طرح اثر انداز ہوتی۔ اہل وطن اور عزیز طالب علم خیال کریں۔ غور و فکر اور تدبر سے کام لیں کہ اہل اقتدار اور اپوزیشن مجرم سیاسی جماعتیں کیا چاہتی تھیں۔ کیا یہ مشرقی پاکستان کی تاریخ کو دہرانا چاہتی تھیں۔ ملک کو مزید تباہی سے دوچار کرنا چاہتی تھیں۔ ملک کا یہ عظیم سیاہ کاریوں اور بدکاریوں کے علوم کا یہ بد بخت دانش ور، خود غرض، حکومت اور اقتدار کی نعش کو نوچنے والا بدکردار دہشت گرد طبقہ، کب تک اہل وطن، اہل دل، اہل درد، اہل حکمت، اہل بصیرت، اہل قلم، صاحب بصیرت اور بے بس، مزدوروں، محنت کشوں، کسانوں کو درندوں کی طرح ہانکتا رہے گا۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۰۔ اے طالب علمو! اے سیاسی جماعتوں کے ورکرو! خدا کے لئے آپ غور کریں فکر کریں، ان بدبختوں، دھوکا بازوں کے آلہ کار نہ بنیں ۔۔اور ان تمام جماعتوں کو الوداع کہیں ۔ یہ تمام جماعتیں ایک ہی قبیلہ اور ایک ہی طبقہ پر مشتمل ہیں ۔ یہ لوگ ملکی سلامتی سے بالکل بے نیاز ہیں ۔ وہ تو ایک دوسرے سے اقتدار چھیننے، ملکی وسائل پر قبضہ کرنے کے عمل اور علم سے آشنا ہیں ۔عوام کو جماعتوں میں تقسیم کر کے یہ اقتدار اور زوال کا سیاسی گھناؤنا کھیل کھیلتے چلے آرہے ہیں ۔ معاشی، انتظامی، معاشرتی، عدالتی، اداروں پر قبضہ کر کے یہ دہشت گرد ٹولہ اپنی من مانی پالیسوں کے مطابق حکمرانی کرنے اور لوٹ مار کرنے اور حکومتی ایوانوں کے مزے لوٹنے میں مصروف رہتے ہیں ۔

۱۱۔ عوام ایک مرکز پر اکٹھے ہوں اور متفقہ فیصلہ کریں کہ انگریز کے اس مروجہ مغربی جمہوریت کا نظام اور سسٹم کو جو ملک، معاشرے اور آنے والی نسلوں کی تباہی، بربادی اور ملکی سلامتی کیلئے خطرہ ہی نہیں ۔ بلکہ نیست و نابود کرنے پر تلا ہوا ہے ۔ملک، ملت اور مسلمانوں کے زوال کا متواتر و مسلسل سبب بنتا چلا آ رہا ہے ۔ یہ نظام قائم رکھنا ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا ہے ۔ اپنے اور عوام کے درمیان جمہوریت کے اس ریموٹ کنٹرول سے ملک کی پوری معیشت اور وسائل کے تقسیم کا خوفناک تفاوتی طریقہ کار اور عدل کشی کی بھیانک پالیسیوں کا غاصب اور باطل نظام اپنے اور اپنے مخصوص طبقہ کی عیش و عشرت کیلئے رواں دواں اور جاری کر رکھا ہے ۔جس کی پوری دنیا میں کوئی معاشرتی، عدالتی، اخلاقی، مذہبی روحانی مثال موجود نہیں اور نہ ہی ایسے نظام کا کوئی اصولی جواز بنتا ہے ۔ وہ عوام الناس کو بے حساب، لاتعداد، انگنت ٹیکسوں، بلوں اور مہنگائی کے اذیت ناک شکنجوں میں جکڑ کرا فلاس غربت ،بیروزگاری، بے بسی، بے کسی، ناداری کی زندگی کی اذیتوں میں مبتلا کر کے ان کو مفلوج بنا رکھا ہے ۔مخلوق خدا ان دہشت گردوں کے تیار کردہ معاشی شکنجوں میں گھٹ گھٹ کر اور سسک سسک کر دم توڑے جائے اور اسکے برعکس ان وحشی دہشت گرد حکمرانوں نے غریب عوام سے اقتدار کی نوک پر ظلم اور زیادتی کے طریقہ کار کے تحت بے شمار غاصبانہ، مجرمانہ ٹیکسوں، اضافی ٹیکسوں، مہنگائی، منی بجٹوں، سے اکٹھا کیا ہوا سرکاری خزانہ سے بڑی بڑی تنخواہیں، مشیروں، وزیروں کی اعلیٰ کوٹھیوں سے لے کر وزیر اعلیٰ، گورنروں، وزیر اعظم اور صدر پاکستان کے شاہی ایوانوں اور محلوں تک، اسکے علاوہ انکی نوکر شاہی، افسر شاہی، فوج شاہی، منصف شاہی کی پورے ملک میں پھیلی ہوئی شاہی رہائشوں ۔ ہیلی کاپٹروں، سپیشل جہازوں، انکی بلٹ پروف قیمتی سرکاری گاڑیوں سے لیکر لینڈ کروزروں، پجاروں، جیپوں اور بیشمار حسب خواہش دوسری گاڑیاں جو انکے خاندانوں، انکے بچوں کو سکول لے جانے، لے آنے تک کے استعمال تک ہی نہیں بلکہ سمگلنگ تک کے گھناؤنے جرائم کے لئے استعمال ہوتی چلی آرہی ہیں ۔

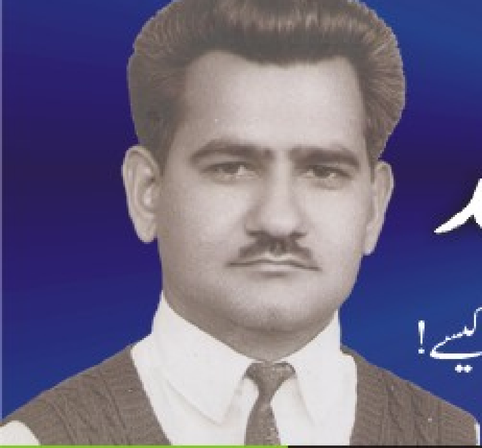

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ایک ناسور کی طرح پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ انکا چالان تو کجا وہ تو سمگلنگ بھی کریں تو انکی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ ملک کا کثیر بجٹ اس غیر ضروری سسٹم اور انکے شاہانہ نظام کی نظر ہوتا چلا آرہا ہے۔ اس غاصب سسٹم اور باطل نظام کو ختم کر کے اربوں روپوں کے پٹرول، گاڑیوں اور انکے اخراجات سے زر مبادلہ کو بھی بچایا جا سکتا ہے۔ اور کافی حد تک ملکی پیداوار سے کفالت بھی ہو سکتی ہے۔ عدل و انصاف جو کسی معاشرے کی اعلیٰ اقدار، اخلاقیات، مساوات، اعتدال کو قائم رکھنے کی روح ہوتا ہے۔ اس کو انہوں نے اپنی ذاتی منفعتوں کی نظر کر رکھا ہے۔ حکمرانوں کیلئے دعوت فکر ہے کہ وہ تمام محکمہ سے تمام سرکاری گاڑیوں کی لسٹیں منگوائیں، پٹرول کے اور گاڑیوں کے اخراجات طلب کریں تاکہ حکومت وقت اور عوام الناس کو پتہ چل سکے کہ ملک میں کتنے لاکھ سرکاری گاڑیوں کی کل تعداد موجود ہے اور کتنا پٹرول روزانہ خرچ ہوتا ہے۔ اور ہر آنیوالی حکومت کو یہ بجٹ خور مروجہ نظام جوں کا توں وراثت میں ملتا اور پھلتا پھولتا چلا آرہا ہے۔ اب تک ملک کے کئی بجٹ ان کی اس لوٹ مار کی نظر ہو چکے ہیں۔ ملک میں ٹیکسوں کا عذاب بدحال عوام پر نازل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن ان غاصبوں، عیاشوں، کی ان سرکاری سہولتوں اور سب سے بڑی کرپشن کو روکنا ممکن نہیں ہو سکا۔ اس طرح انہوں نے عدل و انصاف کو ملکی سطح پر مسخر اور مسخ کر کے ہر قسم کے اخلاقی، معاشی، معاشرتی، انتظامی، عدالتی، تمام ڈھانچوں کو پورے معاشرہ کے لئے بے کار، ناکارہ، اور فرسودہ بنا دیا۔ ان غاصبوں، بدترین، بددیانت، اور بدکردار حکمرانوں کو قدرت نے عقل سے اندھا، شعور سے فارغ اور احساس سے محروم کر دیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان دہشت گردوں کا غیر منصفانہ، ظالمانہ طرز حیات، اور طریقہ کار عوام الناس کو اس نہج پر لے آیا کہ لوگ بیروزگاری کے ہاتھوں تنگ آکر خودکشی اور خودسوزیاں کرنے پر مجبور ہو گئے۔ لوٹ مار، ڈاکے، قتل و غارت، دہشت گردی، رشوت ان حالات کے نتیجے میں آئے روز کا معمول بن گئے۔ ملک کا امن و امان تباہ ہوتا گیا۔ عزتیں لوٹنے کا وحشت ناک، لرزہ خیزی کا خوفناک کھیل، پورے ملک میں مقام عروج پر پہنچ گیا۔ ان سیاست دانوں کے گھناؤنے اعمال اور کردار کا سیلاب ملک میں انارکی، بے چینی، اور تباہی کی مسافتیں بڑی تیزی سے طے کرتا رہا۔ اس وقت ملکی سطح پر سیاست دانوں، وحشی اقتدار کے دہشت گروہوں کی سیاسی کامیابی اور اقتدار کی جنگ حسب طریقہ شروع ہو چکی تھی۔ تمام سیاسی بابے میدان میں اتر چکے تھے۔ جن کی حیثیت اب اس قوم کیلئے استعمال شدہ بے کار کارتوس سے زیادہ نہیں رہی۔ نئے اتحاد قائم ہونے اور قومی حکومت تشکیل دینے کی پرانی آوازیں نئے سرے سے بلند ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ نئے اتحاد کے تحت صدر، وزیر اعظم، گورنروں، وزیروں، مشیروں، کے عہدوں کی تقسیم پوری حکمت عملی کی روشنی میں اتحادیوں میں طے پا چکی تھی۔ ادھر حکومت نے بھی وزارتوں کی تعداد بڑھانے کی نوید اور مسرت سنا دی تھی۔ ملکی خزانے کے دروازے ان سیاسی غاصبوں معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں لٹیروں اور بلیک میلروں کے لئے کھل چکے تھے۔ اس نظام اور سسٹم کی مجبوریوں نے حکومت اور اتحادی جماعتوں کو ان خوفناک ملی جرائم کا کریکٹر بنا رکھا تھا۔ سیاسی جماعتوں نے اپنے اپنے ورکروں یعنی دہشت گردوں کی افواج ہڑتالوں، توڑ پھوڑ جلسے جلوسوں کے حملوں کی پورے ملک میں تیاری کر چکی تھیں۔ ادھر حکومت پولیس اور تمام دوسرے انتظامی اداروں اور اہلکاروں اور عہدے داروں کو ان حملوں کو پسپا کرنے کی منصوبہ بندی ترتیب دے چکی تھیں۔ ملک میں چھوٹی چھوٹی جھڑپوں کا ریہرسل شروع ہو چکا تھا۔ بڑے محاذ کھلنے والے تھے۔ صوبوں میں نفرت کی آگ بھڑکائی جا چکی تھی۔ مشرقی پاکستان والے حالات پیدا ہو چکے تھے۔

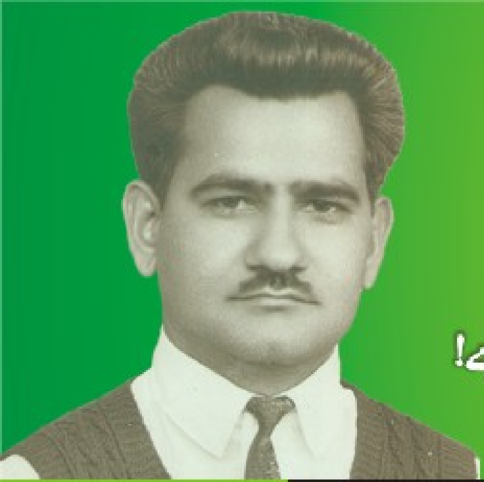

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پھرتیلی چالوں کے مقابلے میں اپنی تدبیر سامنے لانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔اسکی تدبیر سے بہتر تدبیر کس کی ہوئی ہے یا ہوگی۔ان کا وقت اب ختم ہو چکا تھا۔لوگ ان کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے۔یاد رکھو۔کسی صوبے کے عوام کی کسی صوبے کے عوام کے ساتھ نہ کوئی ناراضگی ہے نہ رنجش۔اور نہ کوئی جھگڑا۔یہ سب ان بدنصیب، بدکردار، جمہوریت کے پیروکاروں کی اقتدار، حکومت، ملکی وسائل، اور سرکاری خزانہ لوٹنے اور اس پر قبضہ کی ذاتی جنگیں تھیں۔ان کی ان ذاتی چپقلشوں نے پہلے مشرقی پاکستان کو نگل لیا۔اور اب وہ اس ملک کے لئے خطرہ جان بن چکے تھے۔ان میں کچھ غیر ملکی ایجنٹ بھی گھسے ہوئے تھے اور بقایا ۱۸۵۷ء کی آزادی کے خلاف جاگیریں اور وظیفے حاصل کر کے غداری کے مرتکبوں کی اولادیں تھیں۔جو اس ملک کو اپنی ان بدکرداریوں کی سرپرستی میں تباہی و بربادی، اور ملکی سلامتی کو خطرے کی آخری دہلیز تک پہنچا چکی تھیں۔عوام ملک میں قرآنی آئین کے مطابق معاشی اور معاشرتی، انتظامی اور عدالتی انصاف بحال کرنا چاہتے تھے۔ان کے گھناؤنے عزائم کھل کر سامنے آچکے تھے۔اہل دل، اہل درد اس ہولناک المیہ پر تڑپے اور یہ تمام لوگ وقت کی نزاکت کو دیکھ کر انکی بجائے بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوئے انہوں نے اپنے کمزور اور بے بس ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے دعائے نجات کے لئے گڑگڑائے، اور اس طرح خیال کی یک جہتی، صداقت کے دروازے کی چابی کا کام دے گئی۔اور ان سے مکمل نجات کا سبب بنی۔ان سیاست دانوں کے وہم وگماں میں بھی نہ تھا، کہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کا دن انکے لئے پیام موت بن کر آن وارد ہوا۔اقتدار کی چھڑی کا اور سیاست کے ناٹک کا تماشہ ختم ہوا۔اب کے بچھڑے سیاست سے کب اور کن حالات میں گلے ملیں گے۔فطرت ان کے ساتھ کیسا عمل کرنا چاہتی تھی۔جہاں پیپلز پارٹی کے سابقہ حکمران اور انکے دور کی افسر شاہی کے چند لوگ اقتدار کے محلوں سے نکل کر مجرموں کے ساتھ جیل کی کوٹھریوں میں زندگی گذار رہے تھے اور احتساب کا عمل مسلم لیگ حکومت جان بوجھ کر پس پشت ڈال کر انکے گھناؤنے جرائم پر پردہ ڈال رہی تھی اور ان کو وائنڈ اپ کر رہی تھی۔اور انکی بداعمالیاں انتہا کو پہنچ چکی تھیں۔مکافات عمل انکے اقتدار کے ایوانوں میں داخل ہو چکا تھا۔اور انکی بداعمالیوں کا حساب لینے کے لئے آن پہنچا۔پھر ایک روز وہ بھی اپنے بے شمار جرائم کی سزا کے تحت اقتدار کے محلوں سے نکل کر عذاب اور اذیت کی بند کوٹھریوں میں مقید ہوگئے۔

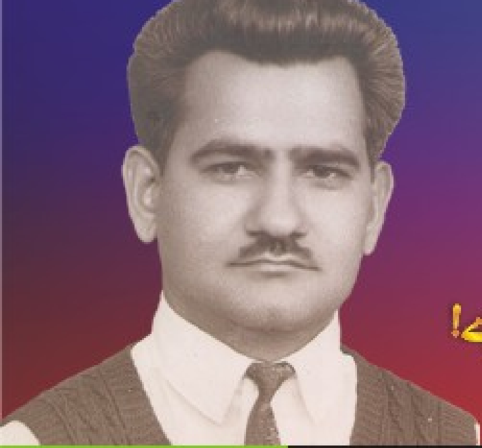

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۳۔ جب بھی کوئی سیاسی جماعت اقتدار یا حکومت حاصل کر لیتی ہے تو وہ آئین، دستور، قانون، انتظامیہ، عدلیہ، اور دوسرے تمام سرکاری اداروں کے احترام، عزت، اور تقدس کو روندنا اور پامال کرنا شروع کر دیتی ہے۔ عوام کو انارکی کی چتا میں دھکیل دیتی ہے۔ وہ **ملک** میں غیر معمولی حالات پیدا کرنے کا شغل جاری رکھتی ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں عدل و انصاف، اعتدال، مساوات، کو وحشیوں، درندوں کی طرح روندتی ہے۔ ان گنت ٹیکسوں کے اضافی بجٹ کا عذاب عوام پر نازل کرتی ہے۔ پھر ایک دوسرے کے خلاف رشوتوں، کمیشنوں، سرکاری خزانہ اور غیر ملکی قرضوں کو لوٹنے اور ان سب کا احتساب کرنے اور پائی پائی واپس لینے کی نوید، اور نعرے عوام کو سناتی ہے۔ یہ احتساب کیسے ہو اور کیوں ہو۔ ان تمام جاگیرداروں، سرمایہ داروں یعنی سیاست دانوں کی سیاسی جماعتیں، الگ الگ، لیکن ان کی رشتے داریاں، آپس میں اس طرح مضبوط کہ ان کے خونی رشتے یعنی بیٹیاں، بہنیں، مائیں ایک دوسرے کے ساتھ ازلی رشتوں میں منسلک۔ پچھلے ۵۳ سالوں سے یہ مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، گورنر، صدر پاکستان، یہی لوگ اور ان کی اولادیں، بھتیجے، بھانجے، بیٹے، افسر شاہی اور منصف شاہی کی اعلیٰ سرکاری اسامیوں پر متعین ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ ان حالات میں نہ ان سے ملی خزانہ اور بیرونی قرضے لوٹنے والے سیاست دانوں کا احتساب ہونا ممکن ہے۔ اور نہ ان کے کرپٹ کمیشن خور، رشوت خور، افسر شاہی اور نہ ہی بیرونی کرنسی میں، ڈالروں سے بھرے ہوئے بریف کیس، وصول کرنے والے بد دیانت ضمیر فروش، بے حیا منصفوں کا احتساب کرنا ممکن ہے۔ کوئی وزیر کا بھائی، سیکرٹری، کسی وزیر کا بھانجا ڈپٹی کمشنر، کسی کا داماد ایس۔ پی، کسی کا سسر وزیر اعظم، کسی کا ماموں پریذیڈنٹ پاکستان، اس طرح ان کا کنٹرول اور گرفت ملکی اداروں پر اس طرح مضبوط کہ اگر سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ان کے آڑے آئے تو اس کی نوکری ختم۔ اگر کسی فوج کا کمانڈر انچیف نگاہ میں کھٹکتا ہو تو اس کو بھی فارغ کر کے اپنا راستہ ہموار کرنا ان کی روزمرہ زندگی بن چکی تھی۔ ان اندھے، بہرے، گونگے، ماؤف ذہن، ماموں بھانجوں کو سمجھا دو کہ ان کی تمام فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، زمینیں، جاگیریں، اندرون بیرون ممالک، تمام تجارت، چینی کی ہندوستان تک سپلائی تک تو ان کی تھی۔ ان کی کوٹھیاں محل، اندرون **ملک** اور بیرون ممالک، چیخ چیخ کر ان کی کرپشن کی دہائی دے رہی ہیں۔ بینکوں میں **ملک** کے اندر اور بیرون ممالک اکھٹے کیے ہوئے ڈالر کسی ثبوت کے محتاج نہیں۔ ان کی بڑی بڑی پجارو، مرسیڈیز، لینڈ کروزریں، ہیلی کاپٹر، ان کے دوڑتے بھاگتے جرائموں کا ہارن بجاتے جا رہے ہیں۔ آنکھوں کے اندھو، کان سے بہرو، محتسبو! تم بھی تو **ملک** کی بڑی بڑی تنخواہوں، ہر قسم کی سرکاری سہولتوں کے لوٹنے کے مجرم ہی تو ہو۔ تم سب اثر و رسوخ اور آپس کے تعلقات کی پیداوار ہو۔ لٹیروں اور ڈاکوؤں سے خود تو حصہ لے لیتے ہو مگر ملکی خزانے میں کبھی ایک پائی تک جمع نہیں کرواتے۔ کیسے منصف ہو۔ کیسے عادل ہو اور کیسے محتسب ہو۔ فوجی حکمرانوں کو جاگیرداروں، سرمائے داروں کے تیار کردہ طبقاتی نظام اور سسٹم پر فوری نظر ثانی کرنی ہو گی۔ کسان، مزدور، ہنرمند یعنی عوام الناس کے معاشی قتل کے نظام اور حکمرانوں، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کے استحصالی معاشی غاصب نظام کو دستور مقدس کے نظام میں سے گزار دو۔ انشا اللہ عدل و انصاف کا سورج طلوع ہو گا۔ حکمرانوں، افسر شاہی، منصف شاہی کی شاہی تنخواہیں، شاہی رہائشیں، شاہی اخراجات، کی قانونی کرپشن جس سے یہ تمام ملکی وسائل اور غریب عوام سے ظالمانہ ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ سب مادر شیر سمجھ کر **ملک** کا تمام بجٹ پی جاتے ہیں۔ اس کرپشن میں ملوث سرکاری شاہی ٹولہ اس کرپٹ سسٹم کو کیسے ختم کر سکتا ہے۔

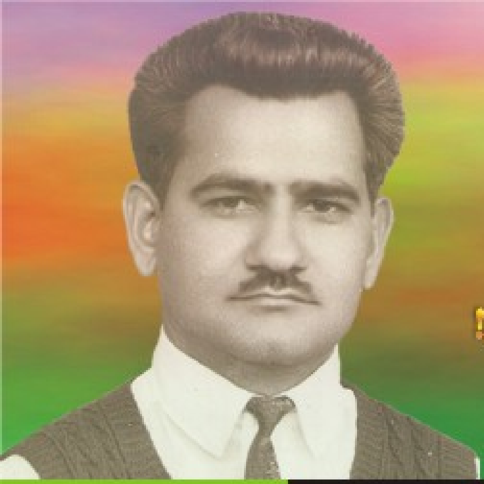



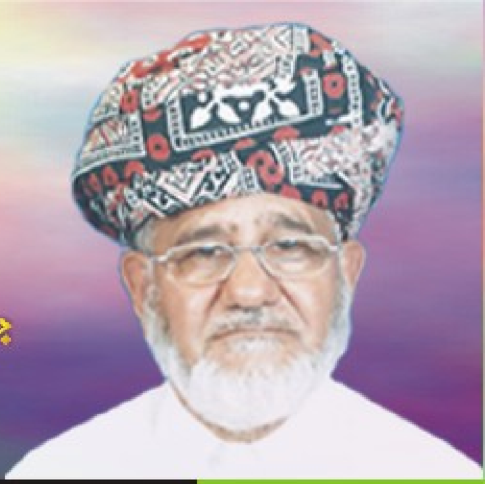

۱۴۔ فوجی ڈکٹیٹر کی ایک آواز پر تیرہ ارب کی کثیر رقم ان ڈاکوؤں، رہزنوں، دہشت گردوں، غاصبوں لٹیروں، اور معاشی قاتلوں نے ایک ماہ کے اندر اگل دی۔ لیکن طویل عرصہ تک تو یہ لوگ ان کیسوں کی ترتیب ہی درست کرتے رہتے ہیں۔ یہ فوج تمہاری منصوبہ بندی سے نہیں آئی اور نہ یہ الیکشن جیت کر آئی ہے۔ یہ تو انکی بداعمالیوں کے خلاف فطرت کا عمل ہے۔ آئی ایم ایف کے قرضے، ملکی لوٹ کھسوٹ کی واپسی، کرپٹ سسٹم، کرپشن، رشوت، کمیشن، مافیا کے خاتمے کے خلاف ایک بہت بڑے جہاد کی جنگ میں یہ ملت اور اس کی فوج مبتلا ہے۔ اگر جمہوریت کی بنیاد عوام کی رائے پر منحصر ہے تو پورے ملک نے پاک فوج کو ان ریاستی دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کا پورا اختیار دے دیا ہے۔ اگر پاک فوج اب بھی ان کرپٹ افسر شاہی، منصف شاہی، اور محتسبوں کی گرفت سے نہ نکل سکی تو ملک میں یہ لوگ انارکی پیدا کریں گے۔ عوام اور فوج کے درمیان ٹیکسوں اور مہنگائی کی جنگ چھیڑیں گے۔ نفرت کی خلیج پیدا کریں گے۔ اے سپہ سالار افواج! آپ اپنے آپ کو اور اپنے کور کمانڈروں کو غفلت اور کوتاہی کا شکار نہ ہونے دیں۔ وقت کے تقاضے کے مطابق ان ملی مجرموں کو جلد از جلد بلاتمیز اپنے منطقی انجام تک پہنچائیں۔ اس عمل میں دیر اور کوتاہی اللہ تعالیٰ اور عوام کے نزدیک قابل معافی نہیں ہوگی اور آقائے دوجہاں، حضور نبی کریم ﷺ کے دستور مقدس کو ملک میں رائج الوقت کر کے انصاف کی ازلی قدروں کو بحال کریں۔ عدل قائم کریں۔ تاکہ ملت اپنا کھویا ہوا مقام اقوام عالم کی قوموں میں پا سکے۔ یہ موقع اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلاوجہ نہیں دیا، نہ یہ دوبارہ دیا جائیگا۔ خدارا اسے ضائع نہ کیجئے۔ جو آپ نے وعدے کئے وہ پورے کیجئے۔ اسی میں اس ملک کی سلامتی اور استحکام پوشیدہ ہے۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی بھی آپ کو حاصل ہوگی اور اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بات بڑی غور طلب ہے۔ اس ملک اور ملت کو اتنا خطرہ کسی بیرونی طاقت یا ملک کا نہیں جتنا ان ملکی دہشت گردوں، غاصبوں اور غداروں کے مروجہ جمہوریت، اسکے سسٹم اور استحصالی نظام کا ہے۔ اس ملت سے کردار کی طاقت، عمل اور وسائل ان درندوں نے رائج الوقت جمہوریت کی دہشت گردی کی طاقت سے چھین رکھے ہیں۔ ملک کی جملہ برائیوں، ظلم، زیادتیوں، ناانصافیوں، معاشی قاتلوں، معاشرتی دہشت گردوں کا دارالحکومت موجودہ نظام اور سسٹم ہے۔ ورنہ یہ ملت اور اس کے فرزندان ذرا فطرتی نم کے منتظر کھڑے ہیں۔ جس ملت کے فرزندان، چھ سو ٹینکوں کو ابابیلیں بن کر نیست و نابود کر سکتے ہیں۔ اور آج بھی کشمیر میں فوج نہیں مجاہدین دشمن کے بنکروں میں گھس کر ضرب کاری لگا رہے ہیں۔ دشمن کی چھ سات لاکھ فوج کو بری طرح انہوں نے مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ اگر فوج پر جنگ کی آزمائش آئی تو انشاءاللہ کامیاب و کامران ہوگی۔ اور عوام ان کے شانہ بشانہ ہر محاذ پر لڑے گی۔ ان بدنصیب سیاست دانوں نے، اسی اقتدار اور لوٹ مار کی جنگ میں مشرقی پاکستان نگل لیا۔ پہلے فوج اور مشرقی پاکستان کی عوام کو ایک دوسرے کے خلاف لڑایا۔ اور آپس کی چپقلش نے ترانوے ہزار فوج کو ہندوستان، اور مکتی باہنی کے سامنے بڑے ذلیل طریقہ سے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ یو۔ این۔ او میں قرارداد کو پھاڑ دیا گیا۔ ادھر تم ادھر ہم کے نعرے سے ملک دولخت کر دیا۔ اے ملت کے رکھوالو! یہ بات مسلمہ ہے۔ کہ کوئی زانی، کوئی شرابی، بدکردار، غاصب، وحشی، درندہ، چاہے کتنی ہی انگریزی یا چرب زبانی سے کام لے وہ ملت اور اسلام کا ہیرو نہیں بن سکتا۔ بلکہ ایسے لوگ اسکی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۵۔ چاہے کوئی نمازی، پرہیزگار اس غاصب اس باطل مغربی، جمہوری نظام کا وزیراعظم یا فوجی سیاسی پریذیڈنٹ بن جائے تو اسکی شمولیت بھی انہی گدھوں اور کرگسوں کے گروہ میں ہوگی۔اس مروجہ سسٹم اور نظام کا فیض جاری ہے۔جس سے کوئی پاکدامن بچکر نہیں جا سکتا۔کوئی بھی حکمران اور اس کی سرکاری مشینری، ویسے ہی تمام سرکاری سہولتیں محل، گاڑیاں، ٹیلیفون اور ہر قسم کی غیر عادلانہ زندگی گزارنے میں ملوث ہوں، تو ان کا حشر ان غاصبوں سے الگ نہیں ہوسکتا۔اب یہ عوام کے غیض وغضب سے بچ نہیں سکتے۔

۱۶۔ اہل اقتدار غوروفکر سے کام لیں کہ وہ اس سسٹم اور نظام کی موت مرنا چاہتے ہیں یا خیر کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔اسلام اپنی ذات پر نافذ کرلو۔ خلیفہء وقت کی طرح سادہ، پاکیزہ، زندگی بسر کرو، حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپناؤ۔اللہ تعالیٰ کی معاونت اور حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔مسلمان کی موت مرنا تمام زندگی کی اس گھٹیا بادشاہی سے کہیں بہتر ہے۔یہ سرائے فانی ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔عمل کی لامتناہی قندیلیں روشن کرنے کی جگہ ہے۔باطل نظام کو دین کا غسل دے دو۔بدبختی کی سڑاند ختم ہوجائے گی۔اندھیرے اجالوں میں بدل جائیں گے۔زمانے میں نکھار پیدا ہوگا۔اس مالک کو بھی پہچانو۔ جس نے جمہوریت کے الیکشن لڑنے اور بیسوں سال سیاست کی سیاہ کاریوں سے گزارے بغیر آپکو اور آپکے کور کمانڈروں کو مملکت پاکستان کی بھاگ ڈور ہاتھ میں دے دی ہے۔آپ کا اور آپکے رفقاء کا فرض بھی اور حق بھی بنتا ہے کہ آپ اس کی کرشمہ سازی کا حق تو ادا کریں۔اٹھارہ سوستاون کی جنگ آزادی سے لے کر ۱۹۴۷ تک اور ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک، کے شہدائے ملت، معصوم بچے، بچیوں، سے لے کر بزرگوں تک۔بہن بیٹیوں سے لے کر ماؤں تک، نوجوانوں سے لے کر بوڑھوں تک سب کی بے قرار مضطرب، روحوں کو زندگی میں سلام تو پیش کر جاؤ۔مقام برزخ میں ان کے آنسوؤں، آہوں اور ہچکیوں کو اس چندروزہ زندگی کی قندیلیں روشن کرنے کے بعد ملاقات پر ان کے من پسند کا تحفہ تو پیش کرسکو۔وہ تو صرف اور صرف اسلام کے نفاذ کا ہی تو ہے۔جس کی خاطر انہوں نے اپنی، جانی، مالی، روحانی اور ہر قسم کی قربانیاں دیں اور حضور ﷺ کی ہجرت کی عظیم سنت ادا کی۔

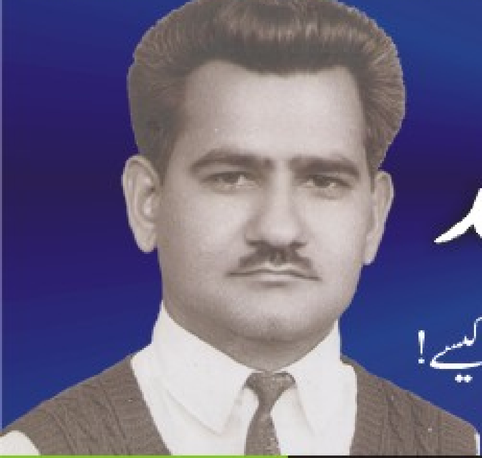

۱۷۔ تمام اہل وطن ان تمام سیاسی جماعتوں کے ورکر ملک کے تمام طالب علم ان تمام سیاسی جماعتوں کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ دیں۔ اور ان کو ایسا ٹھکرائیں کہ یہ اپنی موت آپ مرجائیں۔ اس طریقہ سے ملک بچ سکتا ہے۔ یادرکھو۔ ہماری سوچ کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سے وسائل اور ذرائع موجود ہیں۔ جو کسی وقت بھی مالک کل ہونے کی حیثیت سے استعمال میں لاسکتا ہے۔ ہوا کا رخ عوام الناس کو مزید ٹیکسوں میں مبتلا کرنے کی بجائے ان غیر ملکی ایجنٹوں، سرمایہ داروں، جاگیرداروں، ان تمام غاصبوں، بدکردار، معاشی اور سیاسی معاشرتی دہشت گردوں کا احتساب عمل میں لانے کا مناسب و موزوں طریقہ تلاش کریں۔ اس معاشی، انتظامی عدالتی نظام اور اسکے نواب شاہی اخراجات سے ملت کو نجات دلائیں۔ یہ تمام سیاسی جماعتیں ملک میں ایسے حالات، واقعات پیدا کرنے کی ماہر ہیں، جس سے انارکی پھیلے اور سیاسی جنگیں، عوام الناس کو بے وقوف بنانے اور سیاسی عمل میں مصروف رکھنے اور سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے لڑتی چلی آرہی ہیں۔ وہ ہر قسم کے جائز اور ناجائز عمل کر گزرنے سے گریز نہیں کرتے۔ ان کی بداعمالیوں کا سورج اب ڈھل چکا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو چکا ہے۔ یہ اپنے کردار کی گرفت میں بری طرح جکڑے جاچکے ہیں۔ وقت بتدریج ان کو ننگا کرتا جائیگا۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک تمام حکومتیں اور یہی سیاستدان، افسر شاہی اور منصف شاہی ملکی خزانہ لوٹتے رہے۔ اسی طرح احتساب بچ تشکیل پاتے رہے۔ عوامی خزانے سے بڑی بڑی تنخواہوں اور بے شمار سرکاری مراعات کے ڈاکے اس مغربی جمہوریت کے نظام و سسٹم کا حصہ بن چکے ہیں۔ منصف ہوں یا محتسب وہ ان جرائم کے مجرم ہیں۔ ملک کے ۵۳ سال کی تاریخ میں ان محتسبوں سے ایک سیاست دان کا احتساب بھی نہ ہو سکا۔ اے سیاست دانو! تمہیں پہلا اور آخری سلام اور تمہارے باطل اور غاصب نظام حکومت کو دوسرا سلام۔ تم وقت کے عبرت کدے میں دفن ہو چکے ہو۔ ۱۹۴۷ کو جب پاکستان وجود میں آیا تو اسی وقت انگریزوں کی ترتیب دی ہوئی انتظامیہ اور عدلیہ کے طریقہ کار اور سسٹم کو ختم کر کے اسلامی منشور ملک میں نافذ کر دیا جاتا تو آج پاکستانی قوم دنیا کی اخلاقی، روحانی اور سماجی اقدار کی علمبردار ہوتی۔ اب وقت کی آواز، ملت کی پکار، اور تمام بیماریوں کا علاج اس انتظامیہ اور عدلیہ کے موروثی نظام کو الوداع کہنے میں مضمر ہے۔ ہم کب تک اس طبقاتی تعلیمی نظام اس کے تیار کردہ حکمران، افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی کے باطل، غاصب نظام کی پیروی اور ملک وملت کی تباہی کا راستہ اختیار کئے جائینگے۔ ہمیں ملت کو سیدھے راستہ پر چلانا اور انسانیت کو سیدھا راستہ دکھانا اس اسلامی مملکت کی ذمہ داری ہے۔ خدا ہمارے حکمرانوں کو ملک میں دستور مقدس کے نفاذ کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین

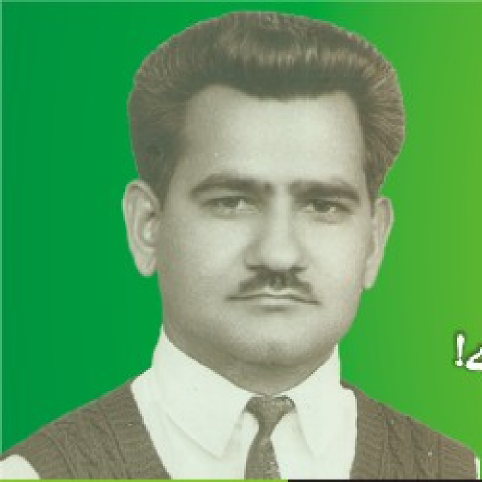

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۸۔ مغربی جمہوریت کے سیاسی جماعتوں کے استحصالی لیڈران اور انکے ذاتی دہشت گرد، ورکر، اس اقتدار کی چپقلش میں قتل و غارت کے کئی باب رقم کر چکے ہیں۔ لیاقت علی خان صاحب کا قتل، احمد رضا قصوری کے والد صاحب کا قتل، بھٹو صاحب کا پھانسی چڑھنے کا واقعہ، بھٹو صاحب کے دو بیٹوں کا قتل، چودھری ظہور الٰہی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا قتل، ضیاء صاحب کا بمعہ عملہ جہاز تباہ ہو کر فضاء میں بکھرنے کی داستان، مجیب الرحمٰن صاحب کا قتل، مولانا فرید احمد صاحب کا قتل، مشرقی پاکستان میں نامور لاتعداد سیاست دانوں کا قتال، مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کی علیحدگی کا سانحہ، ۹۳ ہزار فوج کا ہتھیار ڈالنے کا المیہ، یہ کھیل اب دوبارہ شروع ہونے کو تھا۔ موجودہ سیاست دانوں کے باڈی گارڈوں، دہشت گردوں، ورکروں، کی ذاتی افواج ہر ایک کے پاس موجود تھی۔ اور ان کے پاس دور جدید کا اسلحہ بھی موجود تھا۔ اب ان کے ورکر تربیت یافتہ بھی تھے۔ یہ مغربی جمہوری نظام حکومت کن کن کو نگل گیا۔ پاکستان کی سیاسی فضا ان تمام سیاستدانوں کو قتل گاہ تک پہنچا چکی تھی۔ کوئی بھی فوجی سیاسی حکمران انکے باطل نظام حکومت کو ختم کر نہیں سکا۔

۱۹۔ اسلامی ضوابط کی روشنی میں جو لوگ حکومتی مشینری کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ وہ قلیل سے قلیل ضروریات، مال غنیمت یا سرکاری خزانے سے وصول کر کے بمشکل اپنی گزر اوقات پوری کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ کسی حکمران کے گھر میں حلوہ تیار ہو جائے۔ تو وہ اپنے اہل خانہ سے پوچھ لیتا۔ کہ یہ حلوہ آپ نے کیسے تیار کیا۔ اہل خانہ مستورات نے اپنی وضاحت پیش کی۔ کہ تھوڑا تھوڑا آٹا، گڑ اور گھی ایک طویل عرصہ تک بچایا گیا۔ اور اس سے یہ حلوہ تیار کیا گیا۔ تو صاحب اقتدار نے لنگر خانے کے منتظمین کو حکم دے دیا کہ وہ اتنا سٹاک روزانہ کم جاری کیا کریں۔ یہ ہے کالی کملی والے ﷺ کے پیروکاروں کی زندگی کا ایک مختصر عکس جو حکمرانوں کو درس حکمرانی کے آداب سکھاتا ہے۔ اس دور میں لوگ خوش حال کیوں نہ ہوں۔ عوام الناس کے گھروں میں اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا تیار ہوتا۔ لیکن نہ خلیفہ وقت اور نہ ہی اس کے کارندے، عدل وانصاف کا دامن چھوڑتے۔ اب ان لٹیروں، ڈاکوؤں، غاصبوں، دہشت گردوں، اور نبی کریم ﷺ کے کلمہ پڑھنے والے اعمل کے منافقوں سے پوچھ لینا بہتر ہوگا کہ تم جس طرح ملک کا بجٹ' وسائل، زکوٰۃ اور عشر، ملکی اور غیر ملکی قرضے ہضم کر کے اپنی ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، کو پھیلاتے جا رہے ہو۔ تمہارا مذہب کیا ہے۔ تمہارا دین کیا ہے۔ تمہارا کریکٹر کیا ہے۔ تم کون ہو۔ ملت کو اس کا جواب دو! اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ یہ عیاش ٹولہ شرعی نظام کو ملک میں رائج کرنے سے گریز کرتا ہے اور اس عظیم بنیادی سچائی اور صداقت کو جھٹلاتا چلا آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خلاف نافرمانی کی جنگ میں مبتلا ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

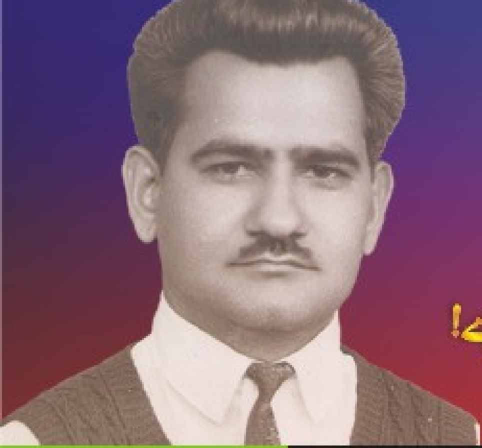



۲۰۔ یہ کیسے حکمران ہیں کہ ملکی خزانے کو مال غنیمت سمجھ کر لوٹتے رہتے ہیں۔ یہ حکومت کے فرائض ادا کرنے کے لئے سیاست میں نہیں آتے۔ بلکہ اپنی تجارت، اپنے کاروبار، اپنی جائیدادیں، اپنے محل، اپنی پجارو، لینڈ کروزر، ہیلی کاپٹر، جہاز۔ بڑی بڑی شوگر ملیں، لوہے کی ملیں، بڑی بڑی فیکٹریاں، بڑے بڑے کارخانے، اور اپنے ذاتی معاشی نظام کو بہتر سے بہتر کرنے کے لئے قومی خدمت گار بن کر ملک کے اقتدار پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ ملک کا ستانوے فی صد بجٹ یہ اور انکے سسٹم کے پرزے مختلف مراعات اور تنخواہوں کے ذریعہ چاٹ جاتے ہیں۔ اے سیاست دانو! تمہارے لئے نیک مشورہ ہے کہ تم اقتدار کی جنگ اور اس گھناؤنے سسٹم کو ختم کرو اور راہ نجات کا راستہ اختیار کرو۔ اے حکمرانوں اپنی ذمہ داری اور فرض کو دین کی روشنی میں پورا کرو۔ عمل کی خوشبو سے ملت کے دلوں کو مسخر کرو۔ فوری طور پر شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ ملک میں رائج کرو۔ ملک و ملت جمہوریت کے کسی اور بے دین دانش کدہ کے طریقہ یا نصاب کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی مزید برداشت کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نظام کے خلاف جنگ بند کرو، ورنہ تباہی، گمراہی، عذاب الٰہی اور نیست و نابود ہونے والی گھنٹی کا انتظار کر لو۔ اب حکمران یہ جواز پیش نہیں کر سکتے کہ انکو وقت سے پہلے فطرت نے آگاہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مجاہدوں، غازیوں کی رہنمائی فرمائے اور اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کی توفیق بھی تا کہ وہ اپنے اس طیب مشن کی تکمیل کر سکیں۔ آمین

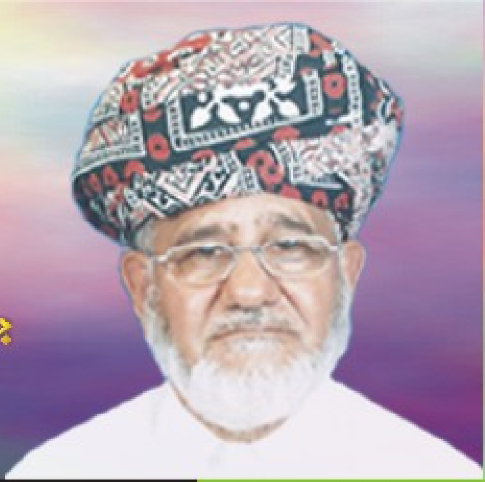

۲۱۔ تم نے جو فرعون اور قارون کے خودغرضی، نفس پرستی ،عیاشی، حق تلفی، انصاف کشی اور استحصالی نظام کے جام نوش کئے ہیں ۔ یہ صرف تمہیں مغربی جمہوریت کے مروجہ باطل، غاصب مغرب کے مئے خانے سے ہی میسر آ سکتے ہیں ۔وہ کالی کملی ﷺ والے کی سادگی، شرافت، عدل ، انصاف، قلیل ضروریات، صبر وتحمل، برداشت، طہارت، پاکیزگی، رحم دلی، کریمی، محبت، بخشش، سخاوت، فاقہ مستی اور عجز و انکساری اور انسانی حقوق کی ادائیگی کی مقدس مسند پر بیٹھنے کی کیسے جرات کر سکتے ہیں ۔شرعی نظام واقعی ان کے لئے زہر قاتل ہے۔انہوں نے عیش وعشرت کی چار روزہ زندگی گزارنے کے لئے کیسے اذیت ناک ،لرزہ خیز، معاشی، معاشرتی، غاصبانہ، ظالمانہ، چھینا جھپٹی کا عمل زندگی کا حصہ بنا رکھا ہے ۔اعتدال کو ختم کر کے شاہ خرچیوں کی چتا کا دوزخ **ملک** میں سلگا رکھا ہے ۔عزت ، دولت،شہرت، اور اقتدار کے لئے ناجائز ذرائع کے مجرموں کی محنت کا انجام تکمیل جرائم ہی تو ہے ۔انہوں نے تو زندگی اسی مقصد کے لئے وقف کر رکھی ہے ۔ان کی داستانیں اور ریکارڈ، اس جہان فانی کے عبرت کدے میں دستیاب اور محفوظ ہے ۔اور ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی سے لے کر آج تک ان تمام شہرت یافتہ فیوڈل لارڈز کا ریکارڈ عبرت کدے کی زینت بنا پڑا ہے ۔ اس تمام بنیادی معاشی ،معاشرتی، ظالمانہ، پالیسیوں ، اور طور طریقوں کا معمولی سا تجزیہ ،موازنہ، مختصر سا تنقیدی جائزہ اور سادہ سی روئیداد پیش کی جاتی ہے ۔شاید کوئی بات ،کوئی واقعہ ،کوئی حقیقت ،کوئی صداقت ،کوئی دلخراش نوحہ، ان کے قوئی کی کسی کھڑکی کے راستے ان کی روح تک رسائی حاصل کر سکے ۔ان کو ندامت اور توبہ کا غسل میسر آ سکے اور فوجی قیادت **ملک** میں دستور مقدس کا نفاذ عمل میں لا کر ملت کے نقصان کی تلافی کر سکے ۔اسلام ایک آسمانی اور روحانی ، ابدی، ازلی ،فطرتی، عدلی، مساواتی، انتظامی، اور ہر زاویہ فکر پر محیط، انسان، اور انسانیت پر مبنی ضابطہ حیات عطا کرتا ہے ۔ جو پوری انسانیت کی فلاح و بہبود اور تحفظ کا ضامن ہے ۔ یہ کسی فلسفی، منطقی، ریاضی دان، ماہر اقتصادیات، سوشلزم، کیموزم، جمہوریت ، یا کسی ماہرین کے نظریات یا کسی سیاست دان یا بین الاقوامی طاقتوں کا پاس شدہ، مرتب شدہ، ترمیم شدہ، قوانین وضوابط کی اختراع نہیں ۔جو کبھی انسانیت کے دل میں کانٹا بن کر چبھنے لگے اور کبھی نفرت کی آگ لگانے کا عمل جاری کر رکھے ۔نظریات ،مذاہب، رنگ ،نسل، اقوام، پر مشتمل انسانوں کا قتال کیا جائے ۔ان کی بستیاں، فنا کی جائیں ۔ جہاں ان کی جائیدادیں، گھر، گھروندے ، کاروبار، نیست ونابود کئے جائیں ۔ وہاں معصوم ، بے گناہ ،مرد وزن، بچوں، معصوموں ،بوڑھوں، جوانوں کو بڑی بربریت سے کچل دیا جائے ۔ جہاں جدید اسلحہ کی طاقت سے کمزور، ضعیف کو اس طرح راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے ۔ان کے فطرتی حقوق کو اسطرح صلب کر لیا جائے ۔اور دنیا میں ان کو کوئی پرسان حال اور پوچھنے والا نہ ہو۔ دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں نے اس وقت بھی اقوام متحدہ کے نام پر ایک بین الاقوامی تنظیم بنا رکھی ہے ۔جس کا بنیادی فرض ایسے ظلم وستم کو روکنا، کمزور وضعیف قوموں یا انسانوں کو تحفظ فراہم کرنا ہے ۔وہ کس حد تک یہ فرض ادا کر رہی ہے ۔اور کس حد تک انہوں نے بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے میں عدل وانصاف سے کام لیا ہے ۔اس کی روح سوز چند واضح مثالیں درج ذیل ہیں:

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۲۲۔ اسرائیل کا مصر، شام، اردن، فلسطین، یعنی عرب سٹیٹ پر حملہ، جدید ہتھیاروں سے، قتل و غارت، اور وسیع علاقے پر قبضہ، دنیا میں بربریت کی زندہ مثال ہے اور کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ اقوام عالم کو حقائق کی روشنی میں مسئلہ کا حلفوری تلاش کرنا ہوگا۔

۲۳۔ کشمیر پر ۵۳ سالوں سے ہندوستان کا غاصبانہ قبضہ اور قتل و غارت جاری ہے۔ ہندوستان ابتدائی ایام میں یہ کیس خود بین الاقوامی عدالت کے پاس استصواب رائے کے لئے لے کر گیا۔ جو ابھی تک التوا میں پڑا ہے۔ اس کے بعد چھ سات لاکھ فوج کی نفری مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں اور حریت پسندوں کو قتل کرتی چلی آ رہی ہے۔ تقریباً اسی نوے ہزار انسانوں کو اس بربریت کا شکار بنایا جا چکا ہے اور ابھی حریت پسند عوام ہندوستان کے ظالمانہ، قاتلانہ، غاصبانہ، ظلم کا نشانہ بنتے چلے آ رہے ہیں۔ یہاں کا قانون نرالا جو اس بربریت اور ظلم کے خلاف آواز اٹھائے اور مقابلہ کرے وہ دہشت گرد۔ یہ کیس ابھی تک ان بین الاقوامی اقوام عالم کی عدالت میں زیر سماعت ہے اور آج تک پونے لاکھ کے قریب کشمیری قتل ہو چکے اور مزید ہوتے جا رہے ہیں۔ ہندوستان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ مسئلہ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی آپس میں اقتدار کی چپقلش، لوٹ مار، عدل کش استحصالی مغربی جمہوریت کا نظام حکومت اور نا اہل قیادت کی وجہ سے پروان چڑھا ہے۔ جو فوجی سیاسی مجرم حکومتی ٹولہ ملک کو دولخت کر چکا ہو وہ یہ مسئلہ کیسے حل کر سکتا ہے۔ اسکا تدارک اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت، اعلیٰ اہلیت اور ایماندار قیادت میں مضمر ہے۔

۲۴۔ اس کے برعکس انڈونیشیا میں استصواب رائے کے ذریعہ ایک صوبہ کو آزادی دلوا دی گئی ہے۔ جہاں عیسائیوں کی اکثریت تھی۔ ان کا کیس نہ تو یو۔این۔او کے پاس زیر سماعت تھا۔ اور نہ ہی دنیا کی کسی اور عدالت میں زیر غور تھا۔ یہ بین الاقوامی سطح کی عدالتوں کا انصاف کس قدر غیر منصفانہ ہے۔ کہ ان بڑے عالمی ممالک کے منصفوں نے کمال ہنر مندی سے مسلمانوں کے ملک سے ایک صوبہ کو استصواب رائے کی روشنی میں جن میں عیسائیوں کی اکثریت تھی ان کو ایک الگ ریاست مہیا کر دی۔ کشمیر کا مسئلہ عوام کو استصواب رائے کا حق نہ دینے کی وجہ سے التوا میں چلا آ رہا ہے۔

۲۵۔ کوسووا اور بوسنیا میں مسلمانوں کا قتل عام ہوتا رہا۔ جانیں بچانے کے لئے انہوں نے اپنے گھر بار، کاروبار زندگی کی ہر آسائش کو الوداع کہا اور جانیں بچانے کی خاطر ملک سے ہجرت کر کے پیدل دوسرے پڑوسی ممالک کی طرف چل پڑے اور طاقت ور قوم ان کو روندتی، قتل کرتی رہی۔ ان کی اجتماعی قبروں کے نشانات ڈھونڈھے گئے اور ایک ایک قبر میں دو دو سو آدمیوں کی لاشیں برآمد ہوئیں۔ عورتوں کے ساتھ جنسی تشدد ہوا اور انہیں بعد میں قتل کیا گیا۔ جب وہ ملک اور قوم پوری طرح تباہ و برباد ہو گئی تو بڑی طاقتوں نے ان کے آنسوؤں کو پونچھنے کے لئے کاروائی عمل میں لائی۔ لیکن بین الاقوامی عدالت نے حملہ آوروں، غاصبوں، کے خلاف کسی قسم کی کوئی کاروائی نہ کی۔ جب کہ بیشتر لوگ قتل کر دیئے گئے۔ بیشتر سفر کی اذیتوں، بھوک اور بیماری کا شکار ہوئے۔ دوسری طرف عراق کی طرف دیکھو اس پر بات بات پر پابندیاں عائد ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ انصاف کے متلاشی اپنی زبان کھولے کھڑے اور بین الاقوامی عدالت کے منصفوں کی غفلت کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔

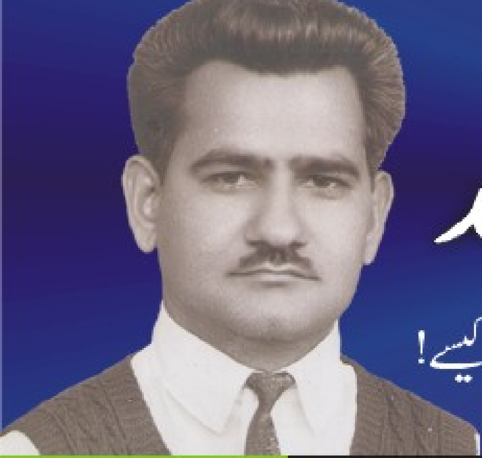

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۲۶۔ ایران عراق کی جنگ کرائی گئی۔ اور دونوں اطراف سے مسلمانوں کی لاتعداد جانوں کا نقصان ہوا۔ اور ان کی فوجی اور اقتصادی طاقت کو ختم کیا گیا۔ اس طرح دونوں مسلمان طاقتوں کو کمزور کر کے اسرائیل کے خلاف عربوں کی مدد کرنے کے قابل نہ چھوڑا۔ دونوں ملک اپنی کمزوری اور ناتوانی کی طبعی موت مر گئے۔ اسکی وجہ بھی نااہل قیادت تھی۔

۲۷۔ امریکہ نے عراقی قیادت سے عربوں پر حملہ کروایا۔ عربوں کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے تیل کے ذخائر پر کمال ہنرمندی سے قابض ہو بیٹھا۔ بیکار اسلحہ عراق کے خلاف استعمال کر کے عربوں کے اربوں ڈالر قرضے سے نجات حاصل کی اور اس کے برعکس عربوں کو کروڑوں ڈالروں کا مقروض کر دیا۔ عربوں کو حالات وواقعات کی تلخی میں ڈال اور پھنسا کر انکے ملک اور وسائل پر کنٹرول حاصل کر لیا، تیل کے ذخائر پر قابض ہو بیٹھا۔

۲۸ عراق کی نااہل قیادت کی وجہ سے عراق کو دنیا سے الگ تھلگ کروا کر مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان ملک کو ذلیل و خوار کیا۔ اور بین الاقوامی سطح پر اس کو الگ تھلگ کر کے اسکی طاقت اور اہمیت کو بری طرح اپاہج کر دیا۔ اسطرح مسلمانوں کو آپس میں الجھا دیا۔

۲۹ افغانستان کو روس کے خلاف استعمال کیا۔ جب مقصد حاصل ہو گیا۔ اور روس کو افغانوں کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے کروا کر اس کی تمام ریاستیں آزاد کرا دیں تو اس بڑی طاقت نے افغانستان سے اپنی آنکھیں موڑ لیں اور اس ملک کو بعد میں دہشت گرد قرار دلوا کر تمام دنیا میں اپنی باطل غاصب اور مکروہ سیاست کا کرداری ثبوت مہیا کیا۔ حالانکہ دنیا بہتر جانتی ہے کہ افغانوں کو روس کے خلاف ہر قسم کی ٹریننگ کس ملک نے دی ۔

۳۰ چیچنیا کے مسلمانوں کو روس کے ہاتھوں مکمل تباہ ہوتے اقوام عالم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہیں۔ جدید اسلحہ سے ان کے شہروں کو خس و خاشاک کا ڈھیر بنا دیا گیا ہے۔ چیچنیا کو فتح کرنے کے بعد مسلمان بچوں، بوڑھوں، جوانوں، عورتوں کا قتل عام کیا گیا۔ عورتوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اور ابھی یہ ظلم جاری و ساری ہے۔ دنیا کی کوئی قوم ان کی مدد ان کی معاونت کو نہیں پہنچی۔ اور نہ ہی کسی عالمی طاقت نے ان کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں لانے کی کوشش کی ہے۔ جب وہ لوگ اپنی آزادی اور بقا کی گوریلا جنگ لڑیں گے تو پھر یہی ممالک ان کو دہشت گرد قرار دیں گے۔

۳۱۔ یہ تمام مظالم مغربی جمہوریت، کیمونسٹ ممالک کے دانش وروں، ان کے مفکروں، ان کے سکالروں، ان کے داناؤں، ان کے رہنماؤں، ان کے سیاست دانوں، یعنی انسانی فکر و دانش، عقل و ذہن، کے مجموعی اساس اور احساس سے تشکیل کئے ہوئے فرد سے افراد تک، حقوق و فرائض نظم و ضبط سے تشکیل کئے ہوئے اقوام عالم کے یہ رائج الوقت عدل و انصاف کے پیمانے اور طور طریقے ہیں۔ جن کو یہ عالمی امن قائم رکھنے کے لئے بروئے کار لاتے چلے آرہے ہیں اور کوئی انکو پوچھنے والا ہی نہیں۔

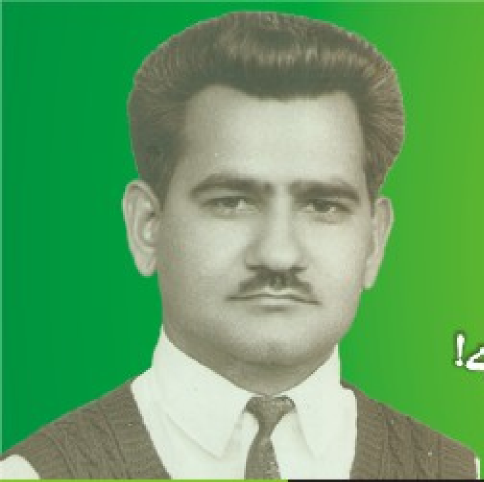

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۲۔ یہ تمام قتل و غارت، یہ تمام بربریت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اس دور کی بڑی بڑی طاقتیں امریکہ اور روس دنیا کے کمزور ممالک سے جس طرح کا، جی چاہے، سلوک کرلیں ان کا حق بن چکا ہے۔ویسے تو اقوام متحدہ کا منشور یعنی انسانیت کی بہبود کے فرائض ادا کرنے کی پابندی کرنا ہے۔ کسی قسم کی آفات، زلزلہ، طوفان، سیلاب، بیماری، دنیا کے کسی کونے کھدرے یا اسکے علاوہ کسی قوم، کسی ملک پر بلائے ناگہانی بن کر نازل ہوگئی ہو۔یا اگر کوئی طاقتور ملک کسی کمزور ملک پر جارحیت کرے تو ان کی فوری امداد اور تلافی کرنا' ان کے حقوق کا تحفظ کرنا، ان کے منشور اور فریضہ کا حصہ ہے۔لیکن شائد اس منشور سے امریکہ، روس، بین الاقوامی دنیا کی بڑی طاقتیں مستثنٰی قرار پا چکی ہیں۔ان کو مکمل اختیار ہے کہ وہ خود یا ان کے اشارے پر ناچنے والے ممالک یا ان کے دوست ممالک، جو جی چاہیں کرلیں۔ان پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں ہے۔یہ تہذیب، یہ تمدن، جس کی بنیاد نا انصافی، ظلم، سفاکی، درندگی، قتل و غارت پر ہو۔ انکی حاکمیت اس جہان رنگ و بو میں زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی۔زوال، تباہی، بربادی اور رسوائی ان اقوام کے نصیب کا حصہ ہیں۔دیر ہو سکتی ہے اندھیر نہیں ۔اقوام عالم، عالم اسلام اور خاص کر پاکستانی مسلمانوں کے لئے یہ تمام حقائق سراپا سوال بنے ہوئے ہیں۔ان بڑی طاقتوں کے اخلاق، کردار، بے حسی، ظلم، زیادتی، نا انصافی، عدل کشی، بربریت، جدید اسلحہ کے ساتھ بستیوں، گاؤں، شہروں، انسانوں اور حیوانوں اور ہر قسم کی مخلوق خدا کو راکھ کے ڈھیر میں بدلنے والوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔فطرت مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر جگا رہی ہے اور پکار رہی ہے کہ انسانیت کے رکھوالو! جاگو! کافرانہ، منافقانہ، غاصبانہ طرز حیات سے استغفار پڑھ لو۔زندگی کو دستور مقدس کے نظام کے سانچے میں ڈھال لو۔خاص کر یہ سوال پاکستانی مسلمانوں اور حکمرانوں کے لئے تنبیہ ہے۔کہ تم نے تو یہ ملک اسی طرز حیات اور دستور مقدس کے نفاذ کے لئے حاصل کیا تھا۔تا کہ تم مخلوق خدا اور پوری انسانیت کے فطرتی حقوق کے فرائض کو برہان الٰہی کی روشنی میں ادا کرسکو۔لیکن بدقسمتی سے اس غاصب حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے ایسے کالے قانون اور باطل راستے اختیار کر رکھے ہیں۔جس سے انکی گرفت ملکی وسائل اور خزانہ پر مضبوط ہو چکی ہے اور اقتدار کے تمام دروازے انہی غاصب، بے رحم، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور انکی اولادوں کے شاہی طبقہ کے محلوں میں جا کھلتے ہیں۔ملک میں ان تمام اعلیٰ سیاسی جماعتوں کے سربراہ انہی خاندانوں سے چنے جاتے ہیں۔ملت اسلامیہ کو اپنی اپنی جماعتوں میں تقسیم کر کے ملی وحدت کو پارہ پارہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ہر چھوٹی جماعت اور تمام دینی جماعتوں کو ان کے قد کے مطابق ان کے منہ میں اقتدار، وسائل، کی ہڈی ڈال دی جاتی ہے۔اس سیاست کی دنیا میں سب چور، ڈاکو، رہزن اور لٹیرے اکٹھے ہو کر ملکی خزانہ اور وسائل حسب استطاعت لوٹتے چلے آرہے ہیں۔

# باباجی عنایت اللہ

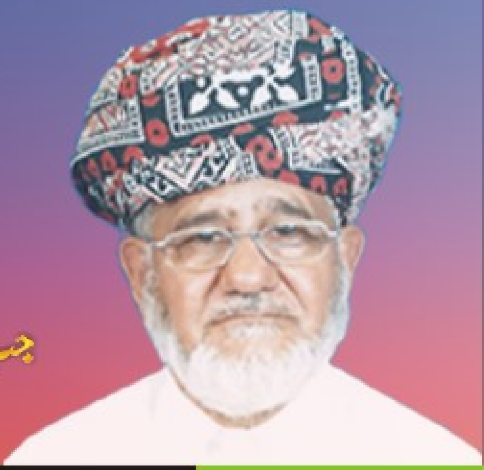

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۳۔ بدقسمتی سے قائداعظمؒ کے بعد اس ملت کو آج تک کوئی بھی لیڈر میسر نہیں آسکا جو ملک وملت کی خاطر اپنا تن، من، دھن، اپنی تمام جائداد وقف کر سکتا اور ملت کی کشتی کو ان جمہوریت کے غاصب بھیڑیوں، عدل کش درندوں سے چھڑا کر ملک میں دستور مقدس یعنی، اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کا نفاذ کر دیتا۔ ہر کسی نے دولت، کارخانے، فیکٹریاں، ملیں، کاروبار، زمینیں، محل، کوٹھیاں، گاڑیاں، حکومت کے ذریعے ملک کے اقتدار وسائل، خزانہ، اندرون بیرون ممالک تمام معاشی ذرائع، کنٹرول میں لے کر اور آئی ایم ایف کے قرضے اپنی اپنی حیثیتوں کے مطابق لوٹے۔ طبقاتی تعلیمی نظام اور پبلک سروس کمیشن کا ایک ایسا نظام دیا کہ جس میں ان طبقوں کے علاوہ کوئی دوسرا شخص فوج، انتظامیہ، عدلیہ اور ملک کے تمام اداروں میں فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کی اعلیٰ اسامیوں پر ان کی اولادوں کے سوا اور کوئی نہ آسکے۔ اسطرح ملکی خزانہ، وسائل اور تمام قرضے، عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈال کر تفاوتی تنخواہوں بے شمار سرکاری سہولتوں اسکے علاوہ رشوت، کمیشن، کرپشن کے ذریعہ آپس میں تقسیم کرتے آرہے ہیں۔

۳۴۔ اے مغربی جمہوریت کے دانش کدے کے عظیم اعلیٰ تعلیم یافتہ، نامور قانون سازو، قانون دانوں، انتظامیہ اور عدلیہ کے ماہرو۔ اسکے تعلیمی نصاب اور اسکی بہترین درسگاہوں کی تربیت کے شاہکارو، اے مغرب کی تہذیب وتمدن کے پیروکارو، جاگیردارو، سرمایہ دارو، سیاستدانوں، اے فوج شاہی، اے افسر شاہی، اے منصف شاہی، اے ملک وملت کے حاکموں، آپکو ملت نے ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک یعنی ۵۳ سالوں سے زیادہ عرصہ جمہوریت کے تحت حکومت۔ اقتدار۔ ملکی وسائل۔ ملکی، غیر ملکی قرضے سرکاری خزانہ اور ۱۴ کروڑ انسانوں کی محنت کا ثمر یعنی ملکی وسائل، خزانہ سب کچھ تمہارے ہاتھ میں دئے رکھا۔ تم سب نے ملکر ملک میں طبقاتی تعلیم، طبقاتی فوج، طبقاتی انتظامیہ، طبقاتی افسر شاہی، طبقاتی منصف شاہی، طبقاتی معاشی نظام، طبقاتی معاشرتی نظام، اسطرح منظّم اور مروج کرلیا کہ جس میں صرف ایک آدھ فیصد مخصوص حکمرانوں کے ہاتھوں میں ملک کی تمام معیشت سمٹ کر پہنچ گئی۔ اسکے علاوہ ہر قسم کی تفاوتی طبقاتی اعلیٰ درسگاہوں اور اداروں پر اپنی اجارہ داری قائم کرلی۔ ملک کی تمام فوجی، انتظامیہ اور عدلیہ کی تمام اہم پوسٹوں پر اپنے بیٹے' بیٹیوں، بھانجے، بھانجیوں، بھتیجے، بھتیجیوں کے لئے مختص کرلیں۔ آپس میں ملکر ملکی خزانہ، وسائل، عوام الناس کی چھوٹی چھوٹی جمع شدہ بینکوں میں رقوم کے قرضے اور غیر ملکی قرضے از خود استعمال میں لاتے رہے اور خود ہی استفادہ کرتے رہے۔ ایک لاکھ روپے کی بنجر، دلدل اور ناکارہ زمین پر کروڑوں روپے قرضہ حاصل کرتے۔ پھر محل، گاڑیاں۔ ملیں، کارخانے، فیکٹریاں، تیار کرتے، انہی قرضوں سے اندرون اور بیرون ممالک، ہر قسم کے کاروبار چلاتے اور پھیلاتے رہے۔ اسکے علاوہ اقتدار کی نوک پر سمگلنگ کو اپنا ذریعہ آمدن بناتے اور انتظامیہ اور عدلیہ کو اپنی لونڈی بنا کر رکھا۔ کسی کی کیا مجال کہ انکی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔ جسطرح انکی خواندگی کی شرح بڑھتی رہی اسی لحاظ سے پورے ملک میں انکی یہ ملازمتیں بھی برابر بڑھتی رہیں اور اسی مخصوص طریقہ کار کے تحت انکی اولادیں، افسر شاہی، منصف شاہی کینسر کی طرح پورے ملک میں پھیلتی گئیں اور یہ طبقے اپنی گرفت مضبوط کرتے گئے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۵۔ عوام الناس انکی سرکاری تنخواہوں، بے شمار شاہی سرکاری سہولتوں، گاڑیوں، پٹرول، شاہی محلوں، عظیم شاہی ایوانوں اور دفاتروں کا ایندھن بنتے رہے۔ یہ قبضہ گروپ کبھی جمہوریت کے تحت صدارتی نظام، کبھی پارلیمانی نظام، کبھی بنیادی جمہوریت، کبھی سبز باغ، کبھی سفید باغ، کبھی سیاہ باغ، کوئی بھی طرز حکومت ہو، انکی اجارہ داری، ہر طریقہ، ہر سسٹم، ہر نظام میں قائم ہوتی رہتی ہے۔ جب تک یہ عدل کش نظام، یہ طریقے، یہ سسٹم، جن سے انکی اجارہ داری قائم ہوتی ہے اس درخت کی جڑوں کو معاشرے کے ڈھانچے سے نکال کر باہر نہیں پھینک دیتے ملک میں عدل وانصاف، اعتدال، مساوات، نہ قائم کر سکتے ہیں اور نہ ہی چودہ کروڑ انسانوں کا استحصال اس وقت تک ختم کیا جاسکتا ہے، جب تک ان سے انکی تمام جائیدادیں اور مروجہ سسٹم اور نظام ختم نہ کردیں۔ اسکے علاوہ ایسا کرنا ممکن ہی نہیں۔ عوام ٹیکسوں کی پھانسی پر لٹکتے رہیں گے اور یہ ان ٹیکسوں سے جہازوں اور لینڈ کروزروں پر دادعیش دیتے رہیں گے۔ ملک گروی پڑ چکا ہے۔ ملکی معیشت اور عوام الناس کی معاشی زندگی انکی جموریت کی آغوش میں سسک سسک اور تڑپ تڑپ کر عدل کشی، ناانصافی، ظلم، بربریت، لوٹ کھسوٹ، دہشت گردی اور اجارہ داری کے کالے قانون اور سسٹم میں جکڑے جاتی ہے اور معصوم عوام ان بے شمار ٹیکسوں اور مہنگائی کے شکنجوں میں دم توڑے جاتے ہیں۔ جمہوریت کے نام پر کون سا ظلم ہے جو انھوں نے نہیں کیا۔ ۱۹۴۷ سے جمہوریت کے تحت آئین بناتے رہے۔ ۱۹۷۳ میں آئین مرتب کیا۔ ملک کا ملی مذہب اسلام قرار پایا۔ پیپلز پارٹی نے روٹی کپڑے اور مکان کا نعرہ لگایا اور اسلامی سوشلزم سے اپنے کردار کا آغاز کیا۔ ادھر تم ادھر ہم کا سلوگن یعنی نعرہ بلند کیا۔ ملک دو ٹکرے ہوا۔ مارشل لاء حکومت آئی، اوقاف کا محکمہ بنایا، مسجدیں تعمیر کردیں۔ باطل نظام اور غاصب سسٹم کی نماز جاری رکھی۔ اسلام کے نفاذ کا نام نہ لیا۔ دوبارہ پیپلز پارٹی اپنے والہانہ اور فاتحانہ انداز میں آئی، اور نیا زوردار منشور قوم کو پیش کیا اور وزیر اعظم ہاؤس کو اصطبل میں بدل دیا۔ ریس کے گھوڑے اور انکے ماشیوں کا مرکز بن گیا۔ سرے محل بنائے، اقتدار کی نوک پر انہوں نے اور انکی پارٹی کے ممبران نے ملک کے خزانہ اور وسائل اور غیر ملکی قرضوں کو خوب لوٹا۔ مسلم لیگ کی حکومت آئی، اسلامائزیشن، کاسہ گدائی توڑنے، اور پیپلز پارٹی کے احتساب کا قوم سے کیا ہوا وعدہ پورا کرتی رہی۔ انھوں نے اور انکے رفقاء نے اپنے کاروباروں، ملکی اور غیر ملکی تجارت، ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں کی ملک کے اندر اور ملک کے باہر اپنے مینڈیٹ کی طاقت سے اپنی سکہ شاہی خوب قائم کی، پھلے پھولے اور ترقی کی۔ رائے ونڈ ہاؤس تعمیر کیے۔ یہ عدل کش باطل اور غاصب کھیل ۱۹۴۷ سے شروع ہے۔ اور انکی تمام جائدادیں ملک کے اندر اور بیرون ممالک اسی اقتدار کی ظالمانہ نوک پر کرپشن، رشوت، سمگلنگ اور ہر قسم کے غاصبانہ، ناجائز ذرائع سے تیار ہوتی چلی آرہی ہیں۔ انکی یہ تمام جائدادیں پاکستان کے عوام الناس اور حکومت پاکستان کی ملکیت ہیں اور اس تمام دولت کو واپس لینا اور حکومت پاکستان کے نام ضبط کرنا لازم ہو چکا ہے۔ کیونکہ ملک میں تیار کردہ انکے تمام غاصب قانون اور جابر سسٹم جن کے ذریعہ انھوں نے عوام کے ساتھ دھوکہ، فریب، ناانصافی ظلم، جبر کر کے یہ تمام جائدادیں بنائیں، اور انکے یہ عشرت کدے اور عیاشی کے سارے ساز و سامان، چودہ کروڑ عوام کی ہی اصل ملکیت ہیں۔ انکی یہ تمام جائدادیں انکے اقتدار کے جرائم کی پیداوار ہیں۔ وہ عوام سے دھوکہ سے اقتدار حاصل کرتے رہے۔ قانون اور سسٹم انکے چور دروازوں کے راستہ بنے، افواج کی فوج شاہی انتظامیہ کی افسر شاہی اور عدلیہ کی منصف شاہی اور ان تمام حکمرانوں یعنی ماموں، بھانجوں نے ملکر ملک میں راہزنی، ڈاکے، دہشت گردی، قتل وغارت کا استحصالی نظام مروج کر کے ملک میں دہشت گردوں کا رول ادا کیا۔ ملک وملت کے خون سے خوب ہولی کھیلی۔ ان میں سے ہر ایک کو ۱۴ کروڑ میں سے ایک حصہ دے کر بقایا تمام دولت، ملوں، فیکٹریوں، محلوں، گاڑیوں اور ہر قسم کی ملکیت بحق حکومت پاکستان ضبط کر کے انکو اقتدار سے الگ کرنا ضروری ہے۔ عوام الناس سے ریفرنڈم کروا کر جمہوریت کے قانون اور سسٹم سے ہی انکو انصاف تو مہیا کردو۔ کسی محتسب سے انکوائری کروانے کی ضرورت نہیں۔ اسکے بعد ملک ہر قسم کے عذاب سے بچ جائے گا۔ اسکے ساتھ انکو قانون کے مطابق ایسی سزائیں دی جائیں کہ آئندہ اس قسم کی کوئی کونپل ملک میں نہ پنپ سکے، انکو اور انکے محتسبوں کو کم از کم احتساب کے معنی تو آجائیں۔

۳۶۔ دنیا کے کسی ترقی پذیر ملک میں سرکاری شاہی ایوان، شاہی محل، سرکاری گاڑیاں، سرکاری ٹیلیفون، تفاوتی تنخواہیں، شاہی سہولتیں، پروٹوکول اخراجات، شاہی محلوں پر مشتمل رہائشیں، شاہی مزین دفاتر، سرکاری بے شمار خدمت گاروں کی فوج مہیا کرنے یا لاتعداد غیر ضروری سرکاری خزانے کے اخراجات کا عدل کش نظام مروج نہیں۔ تمام مغربی ممالک اور چائنا جیسے ملک کی طرف بھی آنکھ اٹھا کر دیکھ لو، صرف چار پانچ مرلے پر مشتمل سادہ کوارٹر نما گھر سیاستدانوں اور افسروں کو مہیا کیے جاتے ہیں۔ تمام سیاسی حکمران اور سرکاری ملازمین پیدل، سائیکلوں، بسوں پر دفتروں میں آتے جاتے ہیں۔ بہت ہی کم سرکاری گاڑیوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ان حکمرانوں، فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی نے ملک کا نظام اور سسٹم، عدل و انصاف اور اعتدال کے متضاد نافذ کر رکھا ہے۔ ملک میں سرکاری گاڑیوں کی تعداد گن لو۔ حکمرانوں کے سرکاری ایوانوں اور محلوں کی گنتی کر لو۔ ٹیلیفونوں کی دفتروں اور شاہی رہائش گاہوں پر نظر ڈال لو۔ اسی طرح فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کی سرکاری رہائش گاہوں، شاہی دفتروں، وال ٹو وال قیمتی قالینوں، ائیر کنڈیشن نظاموں، اردلیوں، ڈرائیوروں، مالیوں، گن مینوں، چوکیداروں اور بے شمار سرکاری شاہی سہولتوں اور گھناؤنے لوٹ مار کے سسٹم کی طرف دیکھ لو۔ ان کے شاہی دستر خوانوں اور شاہی اخراجات کی طرف دھیان دے لو۔ ان کے بچوں کے سکولوں، کالجوں کی فیسوں اور اخراجات کا اندازہ لگا لو۔ ان کے شاہی اخراجات انکی تنخواہوں سے زیادہ۔ ان شاہ خرچیوں نے انہیں ہر قسم کی کرپشن کا عادی بنا رکھا ہے۔ رشوت، کمیشن، بریف کیس مافیا، ان کی زندگیوں کا حصہ بن چکے ہیں۔ سمگلنگ، باڑہ مارکیٹیں، نارکاٹکس جیسے گھناؤنے جرائم ان کے زیر نگرانی چلتے اور پرورش پاتے چلے آ رہے ہیں۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے ملکی سیاست پر قبضہ کر لیا اور افسر شاہی اور منصف شاہی نے ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ پر قبضہ کر لیا۔ انصاف کا ترازو، اقتدار کی نوک سے ایسا مرتب کیا کہ جس سے ملک کا خزانہ، وسائل، ملکی، غیر ملکی قرضے درندوں کی طرح نگلتے جا رہے ہیں۔ چودہ کروڑ کسانوں مزدوروں، ہنر مندوں، محنت کشوں کی محنت ومشقت اور خون پسینے سے اکٹھے کیئے وسائل کرگسوں کی طرح نوچتے آ رہے ہیں۔ انکی کلبوں میں شباب اور شراب کے دور چلتے آ رہے ہیں حکمران، انتظامیہ اور عدلیہ ملک میں ۵۳ سالوں تک عدل کشی کی ہولی کھیلتے آ رہے ہیں۔ ریگستانوں، صحراؤں میں انسانوں اور حیوانوں کو بھوک اور پیاس کی اذیتوں کے سپرد کرتے آ رہے ہیں۔ جن سے بچے بوڑھوں کی اموات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ان کو معاف کرنا اور ان کے نظام اور سسٹم کو جاری رکھنا ظلم ہی نہیں، بلکہ انسانیت کے قتال کو جاری رکھنے کے مترادف ہے۔ ان تمام معاشی قاتلوں اور سماجی بیماریوں کا ایک ہی علاج ہے۔ دستور مقدس کا فوری نفاذ، وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔ ان کے مروجہ باطل سسٹم اور نظام کو دستور مقدس کا غسل دے کر ملت اسلامیہ کو نجات دلانا نہایت ضروری ہو چکا ہے۔ وقت کی تلوار، عوام کی آواز، طالبعلموں کی پکار، ان غاصبوں کا صحیح معنوں میں احتساب چاہتی ہے۔ عدل وانصاف کا نفاذ اور اسی کا راج چاہتی ہے۔ اچھے حکمران اعلیٰ اقدار کا احترام کرتے ہیں اور عوام سے عزت پاتے ہیں۔

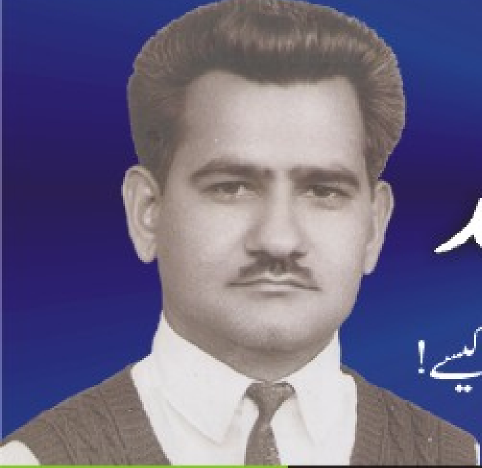

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۷۔ عدل وانصاف جو اہل وطن مسلم امہ انکی نسلوں کا بنیادی اور فطرتی حق ہے جب تک وہ اس سے محروم رہیں گے۔ ملک تباہی کی منزل کی طرف گامزن رہے گا۔معتوب افسر شاہی، منصف شاہی، سابقہ سیاست دانوں، حکمرانوں نے احتساب کے عمل سے بچنے کیلئے، ملک دشمن عناصر سے مل کر اندرون خانہ خوفناک، بھیانک، عوام اور فوج کے درمیان نفرت پھیلانے کی گہری سازش شروع کر رکھی ہے۔وہ احتساب کے عمل سے بچ نکلنے، عوام اور فوج کو آپس میں الجھانے میں پوری طرح مصروف ہیں۔ وہ فوج کی بندوق انکے کندھوں پر رکھ کر ملک میں رائج الوقت، ۵۳ سالوں کے فرسودہ، عدل کش، جابر، غاصب نظام کے تحت بلوں میں، منی بجٹوں میں، ٹیکسوں میں، مہنگائی میں، متواتر و مسلسل اضافے کی پالیسی کو اپنا کر تاجروں، مزدوروں، کسانوں، چھوٹے سرکاری غیر سرکاری اہلکاروں کے گلے میں معاشی پھندے کس کر ملک میں انارکی، افراتفری، بےچینی، دہشت گردی، قتل وغارت، خانہ جنگی کی طرف رخ موڑنے کے عمل میں مصروف اپنی عافیت کا راستہ ڈھونڈنے میں بری طرح کوشاں ہیں۔شائد ان کو یہ معلوم نہیں کہ فطرت کے مکافات کے عمل کا دور شروع ہو چکا ہے۔فوج تو اس کے عمل کا اوزار ہے۔احتساب کدھر کا رخ موڑتا ہے۔یہ مخفی راز بھی ہے اور عیاں بھی۔وقت نے تو ملت اسلامیہ کے کریکٹر اور کردار کی تشکیل کرنے کا فریضہ ادا کرنا ہے۔جبکہ حکمران خود بھی اس نظام و سسٹم کا حصہ ہیں۔اللہ تعالیٰ انکی سوچ اور حالات کا رخ کیسے موڑتے ہیں۔اس کا بیان کرنا جرم ہے اور ان کا رونما ہونا حق ہے۔

۳۸۔ وقت کی کتاب کا صفحہ پڑھ دیتا ہوں۔انصاف اپنی ذات سے شروع کرو، منصف کہلاؤ گے۔عدل قائم کرو، عادل کہلاؤ گے۔تفاوتی شاہی تنخواہوں اور بادشاہی سرکاری سہولتوں کے سسٹم کو ختم کرو۔ملک میں اعتدال قائم ہو گا۔ملکی خزانہ کی امانت میں لوٹ مار اور ڈاکہ نہ ڈالو، امین کہلاؤ گے۔ملت کے اعتماد کو دھوکہ نہ دو، قابل اعتماد شخصیت کہلاؤ گے۔انتظامی امور کی اعلیٰ اقدار کو بحال کرو، تو اعلیٰ منتظمین کہلاؤ گے۔کانٹوں سے دامن بچا کر سفر جاری رکھو منزل پر پہنچ جاؤ گے ورنہ الجھ کر رہ جاؤ گے۔ٹیکسوں اور مہنگائی کا بوجھ معاشی مقتول عوام پر مزید نہ ڈالو۔عوام کی بات بھی سن لو۔ان تمام غاصبوں سے لوٹا ہوا خزانہ پہلے فوری طور پر واپس لو۔افسر شاہی، منصف شاہی کو لگام دو۔انگریز کا دور ختم ہو چکا ہے۔ان کی ضرورت بھی ختم ہو چکی ہے۔ان سے اور ان کے سسٹم سے ملی خزانہ اور وسائل کو بچا لو۔خدا آپ کا بھلا کرے گا۔انکی تباہ کاریوں سے خود بھی بچو اور عوام کو بھی محفوظ کرو۔عوام ہر قیمت پر ساتھ دینگے۔کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ملک وملت بچ جائیگی۔

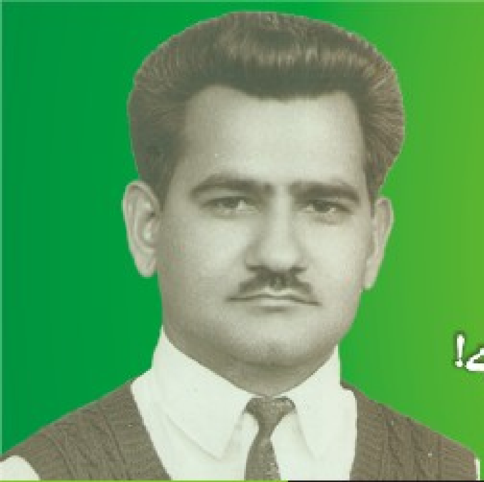

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۹۔ ملت کو اس وقت ایک اعلیٰ منصف، اعلیٰ عادل، اعلیٰ امین، اعلیٰ قابل اعتماد شخصیت اور اعلیٰ ایڈمنسٹریٹر کی ضرورت ہے۔ جو افسر شاہی، منصف شاہی، سیاست دانوں اور حکمت مغرب کی چالوں سے آشنا ہو، اور امت محمدی ﷺ کے ام الامراض کی مرض سے بھی آگاہ ہو۔ اور سرمایہ نجف کی بینائی کا طالب گار ہو۔ حضور ﷺ کے احوال اور کردار کو پیار کرنے والا ہو۔ ملت کی آنکھیں، غیر اللہ اور غفلت سے بیدار کرنے والا ہو۔ ملت کے جماعتوں میں بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو وحدت خیال بخشنے والا ہو۔ عشق کے چراغ سے ملت کا ایمان روشن کرنے والا ہو۔ حرم کی پاسبانی کی طاب کا طالب گار ہو۔ ملت اسلامیہ کے ربط وضبط کے رشتہ کو عملی لباس پہنانے کی سوچ کا حدی خواں ہو۔ مسلمانوں کو حصار دین کے عمل کے انعامات کا جلوہ پیش کرنے والا ہو۔ سیاسی جماعتوں کے رہبروں اور انکے منشوروں کے عذاب سے نجات دلا کر دستور مقدس کے انعامات کا فیض بانٹنے اور عطا کرنے والا ہو۔ وہ ملک وملت کے بیت المال یا خزانہ سے مختصر ضروریات حاصل کر کے زندگی گزارنے والا ہو۔ وہ سپاہ سالار بھی ہو اور خلیفہ وقت بھی ہو۔ نہ وہ خود وقت کے باغ سے سیب توڑے نہ باغ ویران ہو۔ اگر وہ فاقہ میں ہو تو پوری ملت فاقہ مستی میں رقص کرے۔ وہ جانتا ہو کہ دین سے بے راہ روی اچھی نہیں۔ یہ ملت کا جان لیوا روگ ہے۔ اس روگ اور اسکے اثرات سے ملت اسلامیہ کو نجات دلانا ہے۔ وقت کی تلخیوں نے انسانی ضمیر اور اس کے شعور کو حق وصداقت کیلئے بیدار تو کرنا ہی ہے، یاد رکھو مزید اس باطل، غاصب نظام کا دور ختم ہو چکا ہے۔ جو بھی اس نظام کو چلانے اور ملت پر مسلط کرنے کی مزید کوشش کرے گا، اسکی تمام تدبیریں رسوائے زمانہ ہونگی۔ مکافات عمل، تقدیر کی گھناؤنی، بے رحم شکلوں میں ان لوگوں کی زندگی اور نظام میں داخل ہو کر انکی دنیا اور آخرت کی تباہی اور بربادی کا باعث بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پاس انگنت وسائل اور طاقتیں موجود ہیں۔ یقین نہیں آتا تو اپنا ورثے میں ملا ہوا سسٹم جاری رکھو۔ اپنے سے قبل تمام حکمرانوں کے اختتام کا دل سوز منظر دیکھ لو۔ اپنی باری کا تھوڑا سا انتظار کر لو۔ خدا نہ کرے کہ آپ ایسا کریں۔ فوج ہماری آخری پونجی ہے۔ اگر وہ بھی ناکام ہوئی تو ملک کے لئے بہتر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس راز سے آگاہی فرمائے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آپ اور آپ کے سپہ سالاروں کا قافلہ ملت کا یہ بگڑا ہوا کام کر جائے۔ قرآن وسنت کا نفاذ عمل میں لائیں۔ آخرت کا یہ چراغ اپنی زندگی میں جلا کر جائیں۔ اس جہان سے رخصت ہونے سے پہلے استغفار پڑھ جائیں۔ دنیا اور آخرت سنور جائیگی۔ خدا اور رسول کریم ﷺ کے خلاف تمام باطل قوتیں اپنی جنگ ہار چکی ہیں۔ احیائے اسلام کا دور اپنا آغاز کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اور اپکے ساتھیوں کو اس کار خیر میں اہم رول ادا کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



ا۔ سرزمین پاکستان، فطرت کا انمول عطیہ، اس خطہ میں پہاڑ، میدان، صحرا، سمندر کا حسین سنگم، جہاں چاروں موسموں کا دلکش منظر۔ جہاں نہریں، دریا، کنوئیں، ٹیوب ویل، ڈیم جہاں بارشوں کی شکل میں آسمان سے ابر رحمت کا نزول، جہاں زمین کے اندر ٹھنڈے میٹھے پانی کے بے پناہ ذخائر، جہاں پہاڑوں میں اگلتے چشموں کے پانی، جہاں ندی نالوں کا شور، جہاں موسموں کے گلے ملنے اور سرد گرم ہواؤں کے دلکش سماں، جہاں یہ فیاض دھرتی انسانوں، حیوانوں کے لئے بہترین، عمدہ، لذیز، تروتازہ خوراک اگلتی رہتی ہے۔ جہاں جنت کے پھلوں اور میوہ جات کے تحفے میسر رہتے ہیں۔جہاں گائے، بھینسیں، اونٹ، بکریاں، دودھ کی نہریں جاری رکھتی ہیں۔ جہاں بادلوں کی سیاہ گھنگور گھٹائیں چھائے رہتی ہیں۔جہاں ان کے گرجنے، برسنے، چمکنے اور ہوا کے کندھوں پر اڑنے، جھولا جھولنے کے دلربا اور دلکش منظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جہاں میٹھی پون کے جام چلیں، جہاں فضائیں معطر و مشفق ہوں، جہاں کیف و سرور میں مست فصلیں لہرائیں۔ جہاں سرسبز درختوں کی شاخیں جھومیں۔ جہاں چرند، پرند، صبح و شام حمد و ثناء کے میٹھے، سہانے راگ الاپیں۔ جہاں بلبلیں دیپک کا راگ، جہاں کوئل ملہار، جہاں خمرے اللہ ھو کی تانیں، اور چڑیاں چیں چیں کا ساز، چھیڑیں۔ جہاں یہ توحید و رسالت کے پر کیف گیت الاپیں۔ جہاں یہ اپنی اپنی تسبیح بارگاہ الٰہی میں پیش کریں۔ جہاں پتے وجد میں رقص کریں۔ جہاں ستارے نیلگوں آسمان پر چمکتے دمکتے نوری جلوے مہیا کریں۔ جہاں سناٹے ھو کا ذکر چھیڑے رکھیں۔ جہاں رات شب بیداروں کے لئے دلہن بن کر اپنی آغوش میں روح اور روحانیت کا ملاپ کرائے۔ جہاں مرد صحرائی اور مرد کوہستانی کے روحانی سوتے پھوٹیں۔ جہاں ہدی خواں، بھولی بھٹکی انسانیت کی رہنمائی کریں۔ جہاں شر، بارگاہ خیر میں جھک جائے۔ جہاں شبنم کے شفاف اور پاکیزہ قطرے درود و صلوۃ میں محو ہوں، جہاں باد شمیم اور باد نسیم اس پاکیزگی کو فضاؤں میں بکھیرتی پھریں۔اے دھرتی! تجھے رب دو جہاں نے بڑی اور بے شمار خوبیاں اور صلاحیتیں بخشی ہیں۔ وہاں فطرت نے حشرات الارض، درند، چرند، پرند اور انسانوں کے لئے بے بہا ہر قسم کی خوراک، طرح طرح کی سبزیاں، اعلیٰ پھل، لذیذ میوہ جات، دودھ، شہد، اس خطہ ءارض کو بڑی فیاضی سے عطا کیا ہے۔تو نے اپنی جنتا کو کسی غیر ممالک کا محتاج نہیں چھوڑا۔ ضروریات حیات کا مخفی خزانہ اس دھرتی نے اپنے سینے کے پردوں میں مختلف اقسام کے بڑے وافر اور وسیع ذخائر چھپائے رکھے ہیں۔مخلوق خدا اپنی خوراک و لباس کی امانتیں اس سے حسب ضرورت وصول کرتی رہتی ہے۔ ملک کے، مزدوروں، ہنر مندوں، محنت کشوں، کسانوں کو اعلیٰ صلاحیتیں۔لا جواب اہلیت، بے پناہ ہمت، لامتناہی صبر و تحمل، بردباری، استقامت، برداشت ان تھک محنت کی دولت سے مالا مال کیا۔ یہ دھرتی عاشقوں اور محبوبوں کی بستی ہے۔ یہ فقیروں، درویشوں، اور دیدہ وروں کی آماجگاہ ہے۔اے رب رحیم! تیرا شکر ہے۔ کہ تو نے ہمیں اس دھرتی میں پیدا کیا۔ہم کو اپنے محبوب و مقبول پیغمبر آخر الزمان کا کلمہ بھی عطا کیا۔حضور ﷺ کو اس خطہ سے خوشبو آئی تھی۔ آج پاکستان دنیا میں ایک ایسا اسلامی ملک کرہ ءارض پر نمودار ہوا بیٹھا ہے۔ جو صرف آنحضور ﷺ کے دین کے نام پر معرض وجود میں آیا۔اے اللہ! تیرے ان انعامات کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔

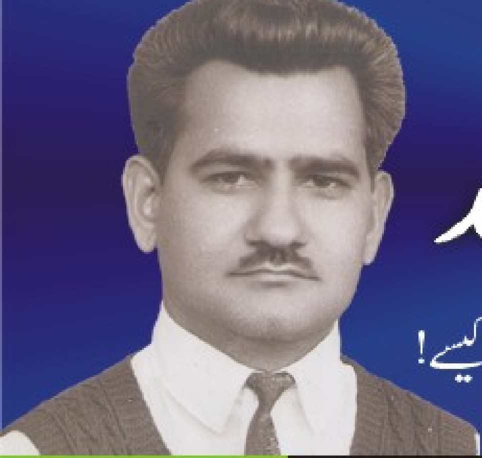

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۲۔ اہل پاکستان کو جس طرح دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا حسین، دلکش، صاف، شفاف، پاک، طیب، پہاڑوں، میدانوں، صحراؤں، دریاؤں، اور سمندروں، کے دلربا امتزاج پر مبنی خطہ ارض عطا کیا ہے۔ وہاں اس دھرتی کے خمیر اور ضمیر کی معطر و مشفق اعلیٰ اہلیتوں، صلاحیتوں کی آمیزش، سے بھر پور اپنے شاہکار انسانوں کو بھی پیدا کیا اور ان کو اعلیٰ کردار، اولیٰ خیال، ہمت و شجاعت سے مالا مال جواں مردوں کو بھی جنم دیا۔ فراخ دلی اور سخاوت کا حوصلہ بھی بخشا۔ عقل سلیم بھی عطا کی اور نور بصیرت بھی۔

۳۔ ملک کی ستر فی صدی آبادی پر مشتمل لوگ دیہاتوں، میں کھیتی باڑی کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ جو کسان کہلاتے ہیں۔ دوسرے بیس، تیس فی صد آبادی شہروں میں رہائش پذیر ہے۔ اس طرح ننانوے فی صد لوگ معاشرے میں زندگی کے تمام شعبوں یعنی کھیتی باڑی، فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، سڑکیں، ڈیم تعمیرات، اور بڑی بڑی بلڈنگیں، محل شاہی ایوان اور ملک کے تمام بڑے بڑے منصوبوں کو محنت، ہمت، کر کے بناتے اور پایہ تکمیل تک پہنچاتے آرہے ہیں۔ اس طرح ملک کو ترقی کی منازل سے مرحلہ وار گزارنے کا عمل جاری رکھتے ہیں۔ اور بقایا لوگ حجام، بڑھئی، ترکھان، لوھار، دکاندار، اور زندگی کے دوسرے تمام شعبوں کو چلاتے ہیں۔

۴۔ پاکستان کا چھ ہزار جاگیردار، سرمائے دار، سیاست دان، حکمران ٹولہ، اور ان کے دور جدید کے پڑھے لکھے، دانش ور، ماہر تعلیم، قانون دان، عقل و فراست کے شاہکار، مغرب کی تہذیب کے نہائت مہذب، علمبردار، انتظامیہ اور عدلیہ کے رہبر و رہنما، یعنی فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی، جو ملک میں حفاظتی، معاشی، معاشرتی، عدالتی، انتظامی، حکومتی امور کو چلاتی ہے۔ جو ملک میں انصاف، عدل کو اعتدال پر رکھنے کے فرائض ادا کرنے کی پابندی کرتی ہے۔ ہر دور حکومت کی پالیسیوں کو مرتب کرتی چلی آرہی ہے، اور اس کی روشنی میں عدل و انصاف اور مساوات کو معاشرے میں اعتدال کے ساتھ قائم رکھتی ہے۔ ملک کے کسان، مزدور، اور تمام پیشوں کے لوگ ملکی وسائل پیدا کرتے اور بڑھاتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح ملکی خزانہ میں اضافہ کرنا انکی ذمہ داری ہے۔ اس ملک کی پیداوار کا تمام نظم و نسق بڑی محنت اور لگن سے ادا کرتے ہیں۔ ملکی ترقی کے تمام منصوبوں کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کے لئے شب و روز کی محنت سے زیادہ سے زیادہ خام مال، وسائل، اور خزانے کو اکھٹا کرتے رہتے ہیں۔ یہی ملک کے ننانوے فی صد عوام ملک کے وارث، ملک کے امین اور ملک کے تمام پیدا کردہ وسائل، دولت، خوراک اور ملکی خزانہ ان کی امانت اور ملکیت ہیں۔

۵۔ ملک کی تمام سرکاری بلڈنگیں، دفاتر، سرکاری رہائش گاہیں، اسمبلی ہال، کنونشن ہال، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس، ایم پی اے ہاسٹل، ایم این اے ہاسٹل، کنونشن ہال، ملک کے تمام ریسٹ ہاؤس، کشمیر ہاؤس، پنجاب ہاؤس، سندھ ہاؤس، سرحد ہاؤس، بلوچستان ہاؤس، سرکاری مرسڈیز، پجارو، لینڈ کروزرز، بڑی بڑی بلٹ پروف گاڑیاں، اور تمام افسر شاہی، منصف شاہی، کے پاس پورے ملک میں پھیلی سرکاری رہائش گائیں، اعلےٰ دفاتر، انگنت سرکاری گاڑیاں انہی کسانوں اور مزدوروں کی ملکیت ہیں۔ صدر اور وزیر اعظم کے سرکاری جہاز اور ہیلی کاپٹر بھی انہی کی ملکیت ہیں۔ دفتروں اور رہائشوں میں تمام قیمتی فرنیچر، قالین، ٹیلیفون، یعنی ہر بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی سرکاری املاک یا وسائل، یا خزانہ، اسی ننانوے فی صد عوام کی خون جگر کی کمائی ہیں۔

۶۔ ایک فی صد ملک کے اقتدار کے فوجی سیاسی رہنماؤں اور ان کی افسر شاہی، اور منصف شاہی، اعلیٰ ایوانوں یعنی ملک کی تمام اسمبلیوں، صدر پاکستان، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر، مشیر، اے سی، اے ڈی سی جی، ڈی سی، کمشنر، ڈی ایس پی، ایس پی، ایس ایس پی، ڈی آئی جی، آئی جی، سیکشن آفیسرز، ڈپٹی سیکرٹری، جائنٹ سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری، سیکرٹری اور ان کا تمام عملہ اور ملک میں پھیلے ہوئے تمام محکموں کے نچلے طبقے کے افسران سے لے کر اعلیٰ افسر شاہی اور منصف شاہی تک کے تمام لوگ اس ننانوے فی صد کسانوں، مزدوروں پر مشتمل عوام کے سرکاری ملازم اور خادم ہیں۔ اسی طرح ملک کی بری، بحری، فضائی، افواج کے سپاہی سے لے کر سی این سی تک ملک کے خزانہ سے تنخواہیں لیتے ہیں اور ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر کوئی دشمن ملک پر حملہ کر دے تو وہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں نہ تو کوئی ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی کوتاہی۔ وہ اپنے فن حرب میں مہارت پیدا کرتے ہیں اور اس کے حصول میں کسی قسم کی غفلت نہیں کرتے۔ وہ ہمیشہ اپنی پیشہ ورانہ اقدار اور ذمہ داریوں سے سرخرو ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ آئندہ بھی ان کو اللہ تعالیٰ توفیق کامل عطا فرمائیں کہ وہ اپنے فرائض منصبی کا حق پوری طرح ادا کریں (آمین) ان تمام افواج کی تمام ضروریات اور تنخواہیں بھی یہی ۹۹ فی صد کسان، مزدور، محنت کش، ہنر مند اور عوام الناس مہیا کرتے ہیں۔

۷۔ دیہاتوں کی ستر، اسی فی صد کسانوں پر مشتمل آبادی ملک کی تمام پیداوار اور چودہ کروڑ عوام کی خوراک، پھل، سبزیاں، میوہ جات، ہر قسم کا گوشت، دودھ، گھی، ہر قسم کا لباس، ملک کے تمام کے تمام وسائل، خام مال اور روزمرہ کی تمام ضروریات اسی دھرتی کے سینہ کو چیر کر، بڑی محنت، بڑی مشقت، بڑی جانفشانی بڑی ہمت، اور اپنی جانوں کو جوکھوں میں ڈال کر یہ اہم اور بنیادی فریضہ بڑی لگن، دل جمی، ہنر مندی، سلیقہ شعاری مہارت، خاموشی، اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ سر انجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔ جہاں انسانوں، اور حیوانوں کے لئے خوراک وغیرہ مہیا کرتے ہیں، وہاں ملک کی تمام فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، چھوٹے چھوٹے دوکانداروں سے لے کر بڑے بڑے تاجروں تک ان کی ضروریات کو مہیا کرنا، ان کے کاروباروں کو جلا بخشنا، اور ان کے تواتر کو قائم رکھنا انہی کی محنت کا ثمر ہے۔ اور یہ سب لوگ فرداً فرداً انہی کی محنت کا پھل کھاتے ہیں۔ زرمبادلہ کے ذخائر انہی کی کاوشوں سے بڑھتے اور ملکی استحکام کا سبب بنتے چلے آ رہے ہیں۔ حکومت کے خزانے اور حکومتی نظم ونسق کے تمام اداروں کے اخراجات انہی کی بدولت مہیا ہوتے ہیں۔ شہروں میں ہر قسم کے سکول، کالج، ٹیکنیکل ادارے، سرکاری اکیڈمیاں، بڑے بڑے ٹریننگ سنٹر، بڑی بڑی یونیورسٹیاں، بڑے بڑے محل اور دفاتر اور یہ تمام سرکاری املاک، انہی کے دم سے پنپتے، پھلتے، پھولتے اور آباد نظر آ رہے ہیں۔ بڑے بڑے پلان، بڑے بڑے منصوبے انہی کی محنت کے ذریعہ پروان چڑھتے ہیں۔ ملک کی تمام افواج کے اخراجات، ہتھیار، حرب، جنگی جہاز، بحری جہاز، آبدوزیں، ٹینک، توپخانے، بکتر بند گاڑیاں، ہر قسم کے میزائیل، ایٹم بم، اور ملکی ڈیفنس کا ہر قسم کا سامان انہی کے خون جگر سے تیار ہوتا چلا آ رہا ہے۔ بڑے بڑے دفاتر، بڑے بڑے بنگلے، کوٹھیاں، محل، اسمبلی ہال، کنونشن ہال، وزیر اعظم ہاؤس، پریذیڈنسی، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ بلڈنگز، ایم این اے، ایم پی اے، سینیٹرز ہوسٹلز۔ اسلام آباد۔ لاہور، کراچی اور بڑے بڑے شہروں میں ملک کے اندر اور بیرون ممالک لاتعداد، ان گنت رائے ونڈ حاؤس اور سرے محل انہی غاصب محدود طبقہ یعنی سیاست دانوں، حکمرانوں اور ان کی افسر شاہی اور منصف شاہی کے انصاف کش سسٹم، کرپشن، رشوت کے ناجائز سرمائے اور ملکی خزانہ کی خیانتوں سے تیار ہوئے، خاموشی تانے بیٹھے ہیں۔ جو ملک وملت کے لئے سراپا سوال بنے کھڑے ہیں۔ وہ سب انہی کے خون جگر کی نمود ہیں۔ ان کے محلوں تک ملک کی تمام اعلیٰ سڑکیں اور موٹروے، تفریح گاہیں، کلبیں، ہیلی کاپٹر، ہوائی جہاز، ہوائی اڈے، پجارو، مرسیڈیز، لینڈ کروزرز، ان گنت سرکاری اور غیر سرکاری کاریں، ٹرک ٹرالے، ٹیلی فون، انہی کی ان تھک جدوجہد کا ثمر ہیں۔ یعنی ملک کے چودہ کروڑ عوام کی خوراک، لباس، رہائش، اور تمام بنیادی اہم ضروری ضروریات سے لے کر بری، بحری، فضائی، افواج، ان کے علاوہ صدر پاکستان، وزیر اعظم، گورنروں، وزیر اعلیٰ، وزیروں، مشیروں، ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹروں کی سویلین افواج، ان کے متعلقہ، تمام سرکاری محکموں، نیم سرکاری اداروں، کے نچلے درجے کے سرکاری ملازمین سے لے کر اعلیٰ افسر شاہی اور منصف شاہی تک کی بڑی بڑی اقتدار کی نوک پر حاصل کی ہوئی غاصبانہ اور غیر منصفانہ تنخواہیں اور اعلیٰ سہولتیں اور بے شمار مراعات انہیں کے پیدا کردہ وسائل اور جمع کئے ہوئے سرکاری خزانوں سے ادا کی جاتی ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں اور چھوٹے گھروندے سے لے کر محلوں تک کوئی گھر ایسا نہیں جس کا چراغ یا بلب ان کی محنت ومشقت کے لہو سے روشن نہ ہو۔

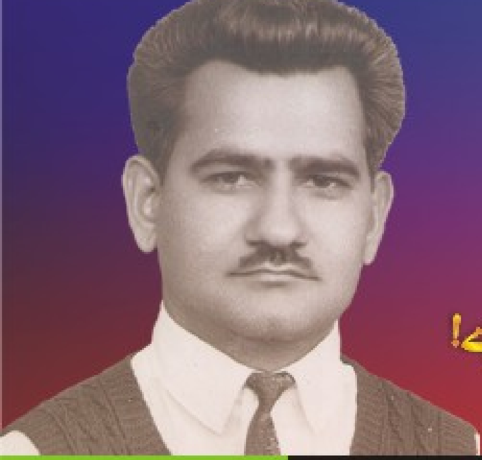

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۸۔ اس ضمن میں درج ذیل حقائق کی روشنی میں ان کی زندگی کو دیکھنا اور پرکھنا نہائت ضروری ہے تاکہ اہل وطن، تعمیر وطن کے اصل معماروں کے کردار کو پرکھیں اور سمجھیں اور فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، جاگیرداروں، سرمائے داروں پر مشتمل فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے حکمرانوں کے بزدلانہ، غیر منصفانہ، ظالمانہ، بے رحمانہ، معاشی قاتلانہ، معاشرتی جابرانہ، اور ان کے استحصالانہ انتظامی اور عدلی شکنجوں کو دیکھیں کہ یہ وحشی بھیڑیئے اور خوں خوار درندے اور ملکی دہشت گرد کس طرح اپنے محسنوں، اپنے کلمہ گو بھائیوں، تن من دھن قربان کرنے والے اہل وطنوں کے ساتھ اقتدار کی نوک پر ظلم، زیادتی، نا انصافی اور بے رحمی کے عمل کو کس طرح اپنائے بیٹھے ہیں۔ اختیارات کی چھڑی اور چھری سے انکا معاشی اور معاشرتی قتل کتنی بے دردی، بے رحمی سے کرتے چلے آرہے ہیں۔

۹۔ کیا کسان ملک میں محنت، جفاکشی، شرافت کی علامت نہیں؟

۱۰۔ کیا کسان سادگی، قلیل ضروریات اور عظیم واعلیٰ ربوبیت کے فرائض دن رات ادا کرنے کا علمبردار نہیں؟

۱۱۔ کیا کسان کھیتی باڑی پر مشتمل تمام فرائض فطرت کے گرم وسرد موسموں کی شدت کو بجلی کی تمام سہولتوں کے بغیر برداشت کرنے، دن رات، محنت و مشقت کرنے، صبر وتحمل، بردباری جیسی اقدار کا محور نہیں؟

۱۲۔ کیا یہ دھرتی کا سینہ چیر کر خون پسینہ ایک کر کے خوراک ۔ لباس، پھل، میوہ جات، سبزیاں، گوشت، دودھ، شہد اور دنیا کی ہر نعمت پیدا کرنے اور اپنے اہل وطن کو مہیا کرنے میں اس کا کوئی ثانی ہے؟

۱۳۔ کیا افواج پاکستان میں انہی دیہاتیوں کے تمام کے تمام نو لاکھ سپوت ملکی افواج کی ریڑھ کی ہڈی یعنی سپاہی سے لیکر تمام نان گزیٹڈ پوسٹوں پر متعین نہیں۔ کیا یہ سپاہیانہ صلاحیت، اقدار، خوبیوں، جراتوں اور جانثاری کے پیکر نہیں؟۔

۱۴۔ کیا انہوں نے چونڈہ کے محاذ پر دشمن کے ٹینکوں کے نیچے بم باندھ کر ان کو نیست و نابود کر کے دنیا کی انوکھی تاریخ مرتب نہیں کی۔ کیا وہ دشمن کی آگ برسانے والی توپوں کو تباہ نہیں کرتے آرہے۔

۱۵۔ کیا جہاد میں شہادت کے جام نوش کرنے اور جانیں قربان کرنے میں پوری دنیا میں ان کا کوئی مد مقابل ہے۔؟

۱۶۔ وہ گلے شکوے سے بے نیاز، وہ نان جویں کا وارث، خدمت خلق میں محو، جس کے شب و روز کار جہاں میں مصروف، فطرت کا خاموش مبلغ، اور انمول ورکر اپنے فرائض دلجمعی سے ادا کرتا چلا آرہا ہے۔ یا نہیں؟

۱۷۔ وہ ربوبیت کے عمل کا آشنا، وہ انسانوں اور حیوانوں کے لئے روزی کے آسمانی تحائف زمین کے بطن سے نکالنے والا، وہ مٹی اور پانی کے ملاپ سے سرسبز فصلیں، رنگا رنگ کے پھول، ہرے بھرے بوٹے اور پودے، پھل دار طرح طرح کے درخت اور پھول اگا کر کھیتوں کو حسین وجمیل رنگا رنگ کے مختلف رنگوں کے طرح طرح کے دلکش زیور پہنا کر انسانی قلب و ذہن کو خوشگوار اور لطیف منظر پیش کرتا ہے۔ یا نہیں؟

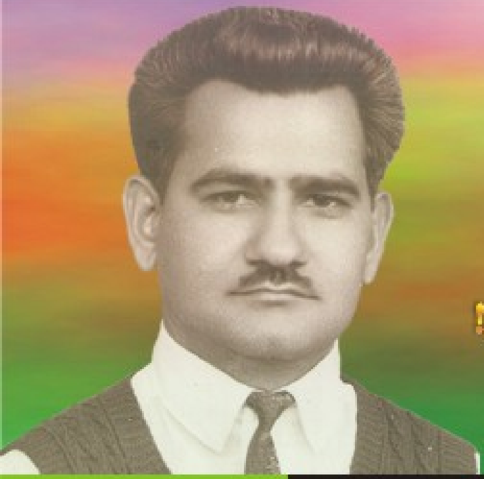

# بابا جی عنایت اللہ

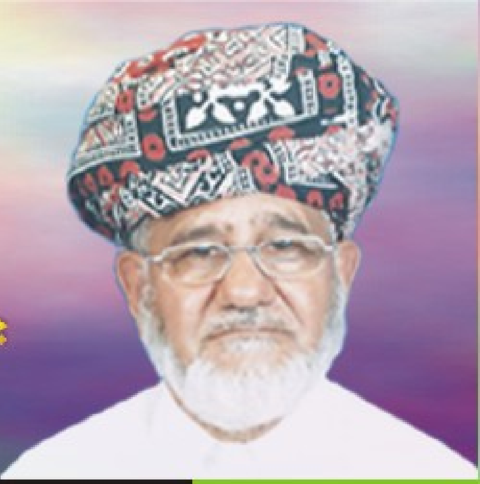

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۸۔ کیا ان کسانوں میں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ فضل ۔ نبی کریم ﷺ کے تمام بنیادی خصائل ، مثلاً پرہیز گاری ، فراخ دلی ، سخاوت ، رحم دلی ، شفقت ، رزق حلال پیدا کرنے اور تمام اہل وطن کو مہیا کرنے کی اعلیٰ اور عمدہ خوبیاں ، اور ان کی یہ تمام عظمتیں ، ایک سچے مسلمان کے کردار کے حسن کی پرنور چمک پیش کرتی ہیں یا نہیں؟

۱۹۔ کیا وہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان یعنی دنیا میں "محنت یوں کرو کہ جیسے ہمیشہ زندہ رہنا ہو اور زندگی یوں بسر کرو کہ جیسے اگلا لمحہ موت کا ہو"۔ پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟

۲۰۔ وہ ملک کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کی تعلیم و تربیت سے بے نیاز ، وہ قدرت کی فطرتی لاجواب اور انمول ایجنسیوں یعنی آنکھ ۔ناک ۔کان ۔ دل ۔ دماغ کی سچائی پر مبنی آگاہی کے علم سے گزر اوقات اور کاروبار حیات چلاتا آ رہا ہے یا نہیں ۔جسم کا سردار دل ہے ۔اس کے حکم کو تسلیم کر لیتا ہے ۔دماغ اس کا وزیر ہے ۔اس سے روزمرہ کی زندگی کے فیصلے سن لیتا ہے ۔آنکھ کے سامنے جب کوئی چہرہ یا منظر آتا ہے ۔وہ فوراً دماغ دل سے ہی فیصلہ لے کر ان کو خوبصورت اور بدصورت چہرے ، اچھے اور برے منظر ، خیر اور شر کی اطلاع وصول کر لیتا ہے ۔اسی طرح کان اچھی اور بری آواز کی اطلاع دماغ سے لے کر سچ کا پیغام اس کو پہنچا دیتا ہے ۔جسم گرمی سردی سے مطلع کر دیتا ہے ۔وہ ان حقائق اور سچائیوں کو تسلیم کرتا ہے ۔اور ان کی اطاعت میں پاکیزہ زندگی گذار دیتا ہے ۔وہ جمہوریت کی طبقاتی ، بد دیانت ، بے حیا ، بے شرم ، استحصالی تعلیمی اداروں سے الگ تھلگ ، پاک ، طیب زندگی گزارتا ہے ۔وہ نہ تو ملکی خزانہ سے تنخواہوں ، گاڑیوں ، پٹرول کے ڈاکے ڈالتا ہے ۔اور نہ کسی قسم کی مراعات حاصل کرتا ہے ، نہ رشوت لیتا ہے ، نہ کمیشن ، نہ قومی خزانہ لوٹتا ہے ۔اور نہ ہی آئی ۔ایم ۔ایف کے قرضے ہضم کرتا ہے ۔نہ ملک کا کثیر زرمبادلہ سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ کرتا ہے ۔اور نہ ہی پٹرول ، گیس ، ڈیزل پر ۔نہ وہ ملک گروی رکھتا ہے اور نہ وہ ملک توڑتا ہے ۔نہ وہ کسی کی حق تلفی کرتا ہے اور نہ ہی کسی کا معاشی قتل ۔وہ خیر سگالی کا پیامبر ہے یا نہیں ۔

۲۱۔ وہ غیر ملکی ، اعلیٰ تعلیم سے محروم ، وہ ملک کے بڑے بڑے انگلش میڈیم تعلیمی اداروں سے نابلد ، وہ شہروں کے اردو میڈیم کی تعلیم سے بے نیاز ، وہ دیہات کی سادہ سی مسجد اور پانچ چھ کلاسوں پر مشتمل ایک ٹیچر کے درخت تلے دیہاتی تعلیمی ادارے کا فارغ التحصیل شاہکار ، جو کھیتی باڑی کر کے طیب رزق پیدا کرنے اور رزق حلال کھانے کا خوگر ، وہ محنت کی کسوٹی کا پاس شدہ پاسے کا سونا ، وہ کریکٹر کے لحاظ سے انسانیت کا مثالی روپ ، ، وہ سادہ ، سلیس اور مختصر ضروریات کا وارث ، وہ جسم ، آنکھ ، کان ، دماغ ، اور دل کے فطرتی احساسات اور محسوسات کے فیصلوں کے علم کا سچا پیروکار ۔وہ علم جو انسانیت کو حق تلفی ، لالچ ، خود غرضی ، عیاری ، مکاری ، دھوکہ ، فریب ، جھوٹ ، لوٹ مار ۔رشوت ۔کمیشن کے سسٹم سے آشنائی کرواتا ہے ۔وہ اس علم سے بالکل بے نیاز ، وہ طیب فطرت اور پاکیزہ کردار کا شاہکار اپنے ماحول اور اپنی مصروفیات میں محو رہتا ہے ۔وہ ملک کے لئے سراپا بے ضرر اور ملت کے لئے مکمل منفعت بخش ہے یا نہیں

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۲۔ ملک کے کسانوں، مزدوروں کو جو دشوار گزار پہاڑوں، میدانوں اور صحراؤں پر مشتمل دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ جو ہمارے وسائل۔ خزانہ کی دولت، زرمبادلہ اور معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ ان کے ساتھ، ہمارے ملک وملت کے بدکردار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور کرپٹ فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی نے انتظامی، معاشی اور معاشرتی قوانین وضوابط، ایسی بددیانتی، ناانصافی، بے رحمی کی بنیادوں سے ترتیب اور ترغیب دیئے کہ ان کے جسموں سے خون کا آخری قطرہ بھی بلوں، ٹیکسوں، اور مہنگائی سے کھینچے چلے آرہے ہیں۔ ان کو معاشی، معاشرتی طور پر اس قدر کمزور ضعیف، بے بس، بے کس، اپاہج اور مجبور کر کے رکھ دیا۔ کہ ان کو عام زندگی کی بنیادی جدید دور کی سہولتیں تو کجا، ان کے بدن سے کپڑے اتار لیئے۔ ان سے اور ان کی اولادوں کے منہ سے نوالہ چھین لیا گیا ہے۔ کراچی، لاہور، اسلام آباد اور ملک کے دوسرے شہروں جیسے نہ ان کے پاس اعلیٰ مغرب کی طرز کے انگلش میڈیم ادارے، سکول، کالج، اکیڈمیاں، نہ ٹیکنیکل ادارے، نہ طرح طرح کی یونیورسٹیاں، نہ ان جیسی اعلیٰ تعلیمی بلڈنگیں، نہ سائنس لیبارٹریاں، نہ لائبریریاں نہ ان جیسے تعلیمی یا ٹیکنیکل ماہرین نہ ان شہروں جیسی عظیم سڑکیں۔ نہ موٹروے، نہ بسیں۔ کروڑوں ، اربوں روپے پر مشتمل دیوقامت، مغرب کی طرز کے وزیر اعظم ہاؤس، نہ اسمبلی ہال اور نہ ان کے پاس پریذیڈنسی جیسے نادر عجوبے، نہ انکے پاس شاہی ایوان نہ رہائشی شاہی محل، نہ ان کے پاس عدل وانصاف کو نگلنے والے مغربی طرز کے خوفناک، دہشتناک، حکومتی ٹولہ کو تحفظ فراہم کرنے والے سپریم کورٹ ہاؤس، نہ ایم این اے، ایم پی اے، سینیٹرز کے اعلیٰ ترین بلڈنگوں پر مشتمل ہاسٹلز اور نہ ہی مزنیچاہی ایوان نہ شاہی ہاؤسز، نہ ملک میں پھیلے ہوئے ان حکمرانوں، فوج شاہی، افسر شاہی، اور منصف شاہی۔ جیسے ریسٹ ہاؤسز، نہ سرکاری خزانوں سے بڑی بڑی تنخواہیں، نہ کوئی ٹی اے، نہ کوئی ڈی اے، نہ فائیو سٹار ہوٹلوں میں ٹھہرنے کی سرکاری سہولتیں، نہ انکے پاس بڑی بڑی سرکاری مرسڈیز، پیجارو، لینڈ کروزرز، نہ ان کے پاس سرکاری پٹرول، نہ سرکاری ڈرائیور۔ نہ روزانہ پروٹوکول کے لیئے افسران اور پولیس کی اسلحہ سے لیس فوج، نہ ان کے پاس ان گنت اخراجات، نہ بیرون ممالک دو تین سو من پسند کے داد، دینے والے جھولی چک، صحافیوں کو دنیا کے مہنگے ترین ہوٹلوں میں سرکاری خزانے سے عیش وعشرت لٹوانے کے اخراجات، نہ سرکاری جہاز، نہ پائلٹ اور نہ اس کا ایندھن، نہ وہ قومی خزانہ، نہ وہ زرمبادلہ اور نہ ہی وہ آئی ایم۔ ایف کے بے پناہ قرضوں کو ان عیاشیوں اور فحاشیوں پر خرچ کرنے کی کبھی سوچ سکتے ہیں۔ ان ستر فی صد کسانوں اور انتیس فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں غریبوں کی اولادوں میں سے نہ کسی نے ان استحصالی اداروں کا رخ کیا۔ اور نہ ڈگریاں حاصل کیں۔ نہ پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کیا اور نہ افسر بنے نہ حکمران۔ نہ عدل و انصاف کو مسخ کیا اور نہ ہی دین سے منافقت کی۔ نہ انسانیت کی حق تلفی کی اور نہ اس کو اذیتوں میں مبتلا کیا۔

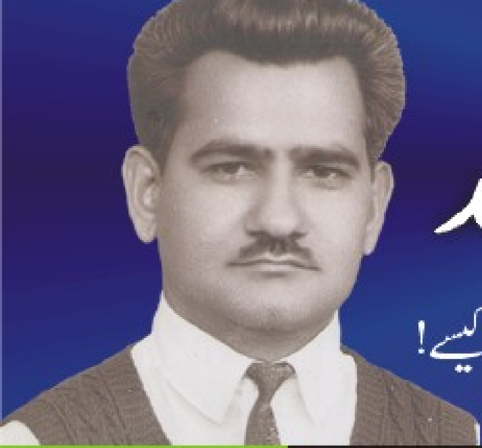

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے !

۲۳ اے فوجی ،سیاسی حکومتی ٹولہ کے دہشت گرد سیاستدانو! اے حکمرانو، اے فوج شاہی، اے افسر شاہی اور منصف شاہی کے استحصالی ٹولہ کے دہشت گردو، ذرا غور تو کرو۔ ان حقائق بالا کی روشنی میں رائج الوقت انصاف کے شیشہ میں اپنے کردار کا چہرہ تو دیکھو۔ یقیناً جو شکل نظر آئے گی۔ اس کا نام قرآن پاک میں زبان پر لانا منع فرما رکھا ہے کیونکہ اس کے نام لینے سے زبان اور وجود ناپاک ہو جاتا ہے۔ ان انسانیت سوز، عدل کش اعمال سے پناہ مانگو! اس جمہوریت کی غاصب طرز زندگی کو ختم کرو۔ اس سے نجات حاصل کرو۔ تم کیسے حکمران ہو۔ کہ ۵۳ سالوں میں انسانوں حیوانوں کو پینے کے لئے تھرپارکر، چولستان جیسے ملک میں پھیلے ہوئے کسی ایک صحرائی اور میدانی علاقوں میں پانی کی پائپ لائن تک نہیں بچھا سکے۔ ان کے جانور پیاس اور بھوک سے مرتے رہتے ہیں۔ جب بارشیں نہیں ہوتیں۔ تو وہاں کے رہنے والے ایسے قحط زدہ علاقوں سے اپنے جانوروں کے ساتھ ہجرت کر کے ملک کے دوسرے علاقوں میں جانیں بچانے کے لئے قافلوں کی شکل میں چل پڑتے ہیں۔ یہ بھوکے، ننگے، یہ پیاسے انسان اور حیوان جو زندگی کی تلخیوں اذیتوں میں مبتلا رہتے ہیں وہ بھی اسی ملک کے باشندے ہیں۔ وہ بھوک اور پیاس کی طویل عملی اذیتوں سے گزرتے ہیں۔ انکے بچے، بوڑھے جوان موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں ، ہے کوئی انکا پرسان حال۔ تم عیش وعشرت میں مبتلا انکے سرکاری خزانے کو عیاشی کی چتا میں جھونکے جاتے ہو۔ تم انسانیت اور مساوات کے قاتل اور عدل وانصاف کے کینسر ہو۔ پھر تم کہتے ہو کہ تمہارے اقتدار پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ انصاف کا آئینہ کبھی کبھی دیکھ لیا کرو، شائد تمہارے ضمیر کا چراغ جل پڑے ۔ اور ندامت کے آنسو اس چراغ کو روشن کر سکیں اور تمہاری مغفرت اور معافی کا سبب بن سکیں۔ خوف خدا کا دروازہ تمہارے دلوں میں کھل سکے۔ تم اس ظالمانہ، غیر فطرتی تفاوت کے عدل کش سسٹم کو دستور مقدس کا غسل دے سکو۔ خدا کے کنبہ کو عزت، ادب اور عدل وانصاف مہیا کر سکو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا سے بچ سکو۔

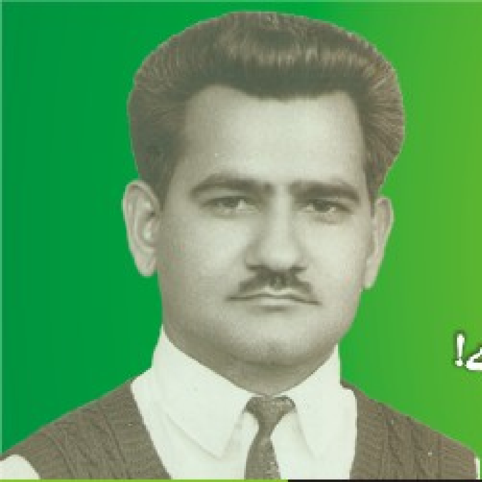

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۲۴ اسکے علاوہ ملک کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ انکے فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کے قلیل سے طبقہ نے دیہات میں کسانوں سے مختلف ادویات، کیڑے مار سپرے، جڑی بوٹیاں تلف کرنے والی دوائیوں مختلف اقسام کی کھادوں، بجلی، تیل کے ٹیوب ویلوں کے اخراجات کے بلوں اور مختلف زرعی ٹیکسوں اور ملک میں رائج کردہ حیرت ناک، عبرت ناک، ٹیکس کلچر سے پیدا کردہ مہنگائی کے شکنجوں سے ان کی تمام فصلیں چھین لیتے ہیں۔ اسی طرح شہروں میں مزدوروں کو فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں، میں اتنی کم تنخواہیں کہ اگر وہ منہ میں نوالہ ڈال لیں، تو جسم سے ننگے، اور اگر جسم ڈھانک لیں، تو پیٹ کی خوراک کے ایندھن سے محروم اور ظلم کی حد تک محنت و مشقت لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں نافذ کردہ تمام ٹیکس اور ان ٹیکسوں کی بدولت مہنگائی کا معاشی اژدھا ان کا خون بری طرح چوستا رہتا ہے۔ وہ سسک سسک کر زندگی گذارنے پر مجبور اور بے بس ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ننانوے فیصد عوام کا خون پینے والا یہ عیاش، غاصب سپر نیچرل طبقہ جسکو آج تک کسی فرد نے چیک نہیں کیا، وہ بدمست ہاتھی کی طرح ملک میں شاہی محلوں میں عیاشیاں لوٹتا اور شاہی گاڑیوں میں دندناتا پھر رہا ہے۔ وہ ٹیکسوں، مہنگائی کے کلچر سے کسانوں، مزدوروں، غریبوں کی محنت و مشقت سے اکٹھی کی ہوئی ملکی دولت، خزانہ اور وسائل کو عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر درندوں کی طرح نوچتے چلے آ رہے ہیں۔ کوئی انکا ظلم والا ہاتھ روکنے کا نام نہیں لیتا۔ کسی قسم کے نئے ٹیکسوں کا اطلاق قوم کے ساتھ ظلم کے مترادف ہوگا۔ ملت کو شاہی طبقہ کی عیاشیوں کا ایندھن بننا بند کریں۔

۲۵ میرے آقا ﷺ کالی کملی والے نے آج سے چودہ سو سال پہلے معاشرے میں عدل قائم کرنے کے لئے اور معاشی ناہمواری ختم کرنے کے لئے زکوٰۃ اور عشر کا نظام اللہ تعالیٰ نے دین مقدس کے ذریعہ انسانیت کو عطا کر دیا۔ مغربی دنیا کے دانش وروں نے اس زکوٰۃ اور عشر کا نام بدل کر اس کا نام ٹیکس سسٹم مقرر کیا۔ اور اس ٹیکس سسٹم کو قانونی حیثیت دے کر اپنے ملک میں رائج کر کے اپنے معاشرے میں انسانی بنیادی حقوق اور معاشی عدل قائم کیا۔ اور اس سے استفادہ کیا۔ لیکن ہمارے حکمرانوں نے، ملک میں زکوٰۃ اور عشر کا نظام بھی نافذ کیا۔ اس کے علاوہ ٹیکسوں کے ذریعہ بھی عوام سے دولت چھیننے کا راستہ اختیار کیا۔ اس ٹیکس کلچر کے نظام کو قائم کر کے ملک میں عدل و انصاف کو کچل دیا۔ عوام سے اس ظالمانہ خود ساختہ سسٹم کے تحت ملکی خزانہ اقتدار کی نوک پر اکٹھا کرتے رہے۔ غیر منصفانہ طریقہ کار سے اس دولت کو لوٹتے اور اپنے تصرف میں لاتے رہے۔ اس نظام سے ملک کی تمام دولت گنتی کے ان چند دہشت گردوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ ملکی خزانہ اور وسائل ان کے شاہی تصرف میں چلے گئے۔ ۹۹ فی صدی عوام ملکی وسائل اور خزانہ سے محروم کر دئے گئے۔ کسمپرسی اور بے بسی کی اذیتوں اور زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہوتے گئے۔ اور یہ ظالم حکمران ہر روز نئے سے نئے ٹیکسوں اور منی بجٹوں کا عذاب نازل کرتے چلے گئے۔ یاد رکھو! کوئی ٹیکس یا کوئی منی بجٹ ہو اس کا تمام کا تمام بوجھ اور اثر عوام الناس پر پڑتا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۲۶۔ اقوام مغرب کا تو اصول ہے جہاں عوام اتنے زیادہ ٹیکس ادا کرتے ہیں، وہاں انکو بیروزگاری کے دوران زندہ رہنے کیلئے حکومتیں معقول گزارہ الاؤنس بھی ادا کرتی ہیں۔ جس سے وہ زندہ رہ سکیں۔ان کو میڈیکل سہولتیں بلا معاوضہ میسر ہوتی ہیں۔ کہ وہ بیماری کی حالت میں علاج بھی کرواسکیں۔ غریب ، یتیم ، بیوہ، اپاہج ، بے کس ، بوڑھے، نادار، انسانوں کی ہر قسم کی ذمہ داری ان حکومتوں پر عائید ہوتی ہے۔لیکن یہاں کا نظام عدل و انصاف ایسا ہے کہ ان سب مفلوک الحال انسانوں کو زکوۃ،عشر ،اور ہر قسم کے ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں۔زکوٰۃ اور عشر کا مال اور یہ تمام کے تمام ٹیکس، ملکی وسائل اور خزانہ ان محتاج، نادار یتیموں، بیوہ کی غاصب اولادوں، یعنی فوجی سیاسی حکمرانوں، سیاست دانوں، فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کی اضافی تنخواہوں، بڑی بڑی گاڑیوں، پٹرول اور بے شمار نا جائز مراعات اور انکی ، رشوت، کمیشن کی نظر ہو جاتا ہے۔اسلام کو تو تم نعوذ باللہ فرسودہ نظام سمجھتے ہو۔تم اپنے پڑوسی ملک چین کی طرف دیکھ لو، وہاں کے تمام مشیر، وزیر، افسر شاہی، منصف شاہی اور تمام اعلیٰ سیاستدانوں سے لیکر ادنیٰ سرکاری ملازم تک تمام لوگ پیدل یا سائیکلوں پر اپنے اپنے دفاتر پہنچتے ہیں۔ پوری قوم نے اسی پالیسی اور طریقہ کار کو پورے ملک میں اختیار کر رکھا ہے۔ان کا یہ کثیر زرمبادلہ سرکاری گاڑیوں اور پٹرول کی مد میں بچتا ہے، جوانکے ملکی ترقی کے کام آتا ہے۔کوئی سرکاری افسر ہو یا کوئی سیاسی حکمران وہ چار پانچ مرلہ کے کوارٹر میں زندگی گزرتے ہیں۔ پاکستان میں تمام کی تمام افسر شاہی ،نوکر شاہی ، منصف شاہی کا طبقہ اور حکمران ٹولہ کے پاس لاکھوں کی تعداد میں اعلیٰ سے اعلیٰ گاڑیاں اور عالی شان شاہی ایوان اور شاہی رہائشیں موجود ہیں۔جن پر اربوں ڈالرز زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے اور پٹرول کا خرچ بھی سالانہ اربوں ڈالرز زرمبادلہ کی شکل میں ان عیاشوں کی نظر ہو جاتا ہے۔سرکاری گاڑیوں اور سرکاری پٹرول کا جو یہ حشر کرتے ہیں ۔ وہ پوری ملت جانتی ہے۔وہ گاڑیاں ان کے ملازمین ، انکے گھر کے افراد، انکی بیویاں بازاروں میں خرید و فروخت، انکے بچے، بچیوں کو مختلف سکولوں، کالجوں میں لے جانے اور لے آنے میں مصروف رہتی ہیں۔اسی طرح ملک کا ستانوے فیصد بجٹ انکی سرکاری ان گنت سہولتوں اور عیاشیوں کی نظر ہو جاتا ہے۔آئی ۔ ایم ۔ ایف کے قرضے اور ملکی تمام وسائل انکی رشوتوں، کمیشنوں، خیانتوں کے سانچوں میں ڈھل کر انکی جاگیروں، ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، کوٹھیوں محلوں، لینڈ کروزروں، کاروباروں اور مخفی ڈالروں کی شکل اختیار کر کے انکے خلاف جرائم کی چیخیں مار مار کر حق اور سچ کی گواہیاں پیش کر رہے ہیں۔ یہ سب سن سکتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں سوائے احتساب کمیشن کے ججوں کے۔خدا انکی کور آنکھوں کو نور بصیرت عطا فرمائے۔آمین! جب تک یہ بے دین غاصب نظام اور استحصالی سسٹم ،فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ اور مغربی جمہوریت کا نظام حکومت ملک میں نافذ العمل رہے گا۔اس وقت تک تفاوتی شاہی تنخواہیں، بادشاہی مراعات، رشوتیں، کمیشنز ہر قسم کی کرپشن کا دور چلتا رہے گا اور ہر دور میں استحصاب یوں ہی ہوتا رہے گا۔صحرانشینوں پر آفتوں کا نزول، قحط سالی کے عذاب، انسانی اور حیوانی زندگیاں سسک سسک اور تڑپ تڑپ کر اس بے رحم ،بدکردار، عدل کش، انسانیت سوز، سسٹم اور اسکے دہشت گردوں کی بھینٹ چڑھتی رہیں گی۔

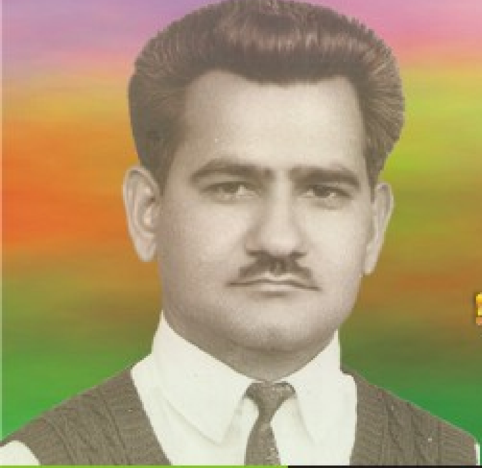

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۲۷۔ جمہوریت کے لاتعداد مقبروں یعنی شاہی ایوانوں، شاہی محلوں شاہی نظام میں سے اگر یہ عدل کش بلڈنگیں نہ بنتیں۔اور اس قسم کے فرسودہ بیرونی دورے نہ کئے جاتے۔تو آج تک ایسے تمام علاقے پانی سے محروم نہ ہوتے۔۔ڈیم اور پائپ لائنوں کے ذریعے ان کو یہ پانی جیسی بنیادی ضرورتیں مہیا ہوتیں ہتو انکے یہ علاقے گل وگلزار، مختلف باغات ،لہلہاتی فصلوں، بیشمار طرح طرح کے درختوں، بھیڑ بکریوں گائے بھینسوں، سڑکوں، رہائشوں، سکولوں، مسجدوں پر مشتمل انسانوں کی خوبصورت، دلکش بستیوں کے مرکز بنے ہوتے۔پچھلے ۵۳ سالوں سے یہ حکمران اوران کی فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، جمہوریت کے نظام تعلیم، نظام عدل، انتظامی ڈھانچے، انسانیت سوز قانون سازی، معاشی قتل کے طریقوں کو مروج کرنے کی بجائے شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ کر کے ملک وملت کا کردار اسلامی اقدار کی روشنی میں سنوارتے۔تو پاکستان کا وجود دنیائے عالم میں ایک الگ تھلگ مقام حاصل کرتا اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص اور پوری انسانیت کے لئے بالعموم باعث رحمت ثابت ہوتا۔حکومت وقت کو نظر ثانی کا موقع میسر ہے۔اگر یہ دستور مقدس کیے خانے کا جام پی لیں تو اس سے یہ خود بھی لطف اندوز ہوں گے، اہل وطن بھی اپنے بنیادی حقوق حاصل کر سکیں اور پوری انسانیت بھی اس کا پھل کھا سکے گی۔

۲۸۔ ملک کا خزانہ، وسائل، ان کرگسوں، گدھوں، درندوں اور بھیڑیوں کے ہاتھ میں نہ ہوتا۔خدا کی حکمرانی کو تسلیم کرنے والے کسی امین کے ہاتھ میں ہوتا۔تو یقیناً انصاف ہر اہل وطن، کو بلا معاوضہ بغیر کسی اخراجات اور پریشانی کے میسر آتا۔معاشی اعتدال ملک میں قائم ہوتا۔تو آج ملک اس کسمپرسی کی حالت میں ہرگز نہ ہوتا۔نہ یہ تفاوت پر مبنی طبقاتی، استحصالی جمہوریت کا باطل، غاصب نظام ہوتا، نہ یہ فاجر، فاسق دہشت گرد حکمران ٹولہ ہوتا۔

۲۹ قرآن پاک کا ضابطہ حیات ازلی اور ابدی ہے۔اس میں ترمیم ممکن نہیں ہے۔لیکن جمہوریت کے اس موجودہ نظام میں ہر روز کے بدلے ہوئے جرائم کے قوانین کی پی ایل ڈی ہر ماہ شائع ہوتی ہے۔پرانے جرائم ختم اور نئے جرائم جاری کرنے کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔یہاں تو وکیلوں، سفارشوں، رشوتوں سے قانون ہر قدم پر توڑا موڑا جاتا ہے۔فوجی سیاسی ملکی غدار ٹولہ کی انتظامیہ عدلیہ اسکی اپنی پسند کی ذاتی ہوتی اور انکا ہر جرم قانون بنتا جاتا۔ان غاصب منصفوں، وکیلوں کے ملاپ سے انصاف کا قتل عام روزانہ ہوتا ہے اور یہی عدل کش طبقہ، ملک کا باوقار، تہذیب یافتہ، صاحب علم، اہل دانش، قانون دان، دور حاضر کے نظام کے اعلیٰ عارف اور معززین سمجھے جاتے ہیں۔خدا ان عقل کے شعور کے ضمیر کے اندھوں کو نور کی روشنی عطا فرمائے۔آمین

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۰ کاش باب العلم حضرت علیؓ کی نگاہ کا فیض نظران دینی درس گاہوں سے جلوہ افروز ہوتا۔ اور انسانیت کو نور کی روشنی عطا کرتا اور دلوں کو منور کرتا اور حضرت عمرؓ کے نظام عدل جیسے امین خلیفہ مملکت خداداد پاکستان کو میسر آتے تو مساوات محمدی ﷺ قائم کرتے تو عدل وانصاف کی قندیلیں پوری دنیا میں روشن ہوتیں۔ اگر دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مرجاتا۔ تو اس کی ذمہ داری اپنے آپ پر عائد کرتے اور اسکی تلافی کرتے۔

۳۱ حکمران طبقہ، ملک کی افسر شاہی نوکر شاہی اور منصف شاہی ملکی وسائل، ملکی غیر ملکی قرضوں، خزانہ کے امینوں، اور ان رکھوالوں کو عوام الناس کی عدالت میں پیش کر کے درج ذیل سوالات پر مبنی الزامات کا ریفرنڈم کے ذریعہ فیصلہ مانگ لیتے ہیں کہ کوئی خاندان، فیکٹری مالک، مل مالک اور کارخانہ دار اپنے کاروبار کو چلانے کے لئے کیسے ملازموں کا چناؤ کرتا ہے جس سے وہ اپنے ادارے کو بہتر انداز میں چلا سکے۔ اور اسے قائم رکھ سکے۔ ان ملازمین کی اہلیت کے اہم پہلو کونسے ہوتے ہیں

۳۲۔ کیا وہ ادارے کا مالک چور، ڈاکو، راہزن، بددیانت، ہیرا پھیری کرنے والے بے ایمان، نااہل، راشی، کمشن خور اور کرپٹ اہلکاروں یا عہدیداروں کو بھرتی کرتا ہے۔ یا ایسے ورکر جو ایماندار، لائق فائق اور محنتی ہوں انکو ملازمت مہیا کرتا ہے۔؟

۳۳۔ کیا ادارے کا مالک ان ورکروں کا جو پیشہ ورمہارت رکھتے ہوں۔ یعنی کھانا پکانے والا باورچی، جھاڑو دینے والا خاکروب، کپڑے دھونے والا دھوبی، گاڑی چلانے والا ڈرائیور، بجلی ٹھیک کرنے والا الیکٹریشن، بازار سے خرید وفروخت کرنے والا ملازم، حساب کتاب رکھنے والا منشی، تمام انتظامی امور کی دیکھ بھال کرنے والا مینیجر، فیکٹری، مل اور کارخانے میں حسب ضرورت انجینئر وغیرہ وغیرہ کو اپنے کاروبار چلانے کے لئے بھرتی کرتے یا نااہل اور ادارے کو تباہ کرنے والے ورکرز کو بھرتی کرتے ہیں۔

۳۴ وہ ان تمام ملازمین، نوکروں، اور خادموں کو اتنی تنخواہ اور مراعات دیتے ہیں جتنی وہ مناسب سمجھتے ہیں ۔ جتنے ان کے ادارے ان کو آمدن مہیا کرتے ہیں۔ وہ اپنے اور اپنے ورکروں کے درمیان ایک مناسب قسم کا انصاف اور اعتدال قائم رکھتے ہیں۔

۳۵ وہ ان کی تنخواہوں میں اعتدال اور عدل قائم کرتے ہیں۔ وہ اپنے کاروبار کو بھی تحفظ دیتے ہیں۔ اور ان کی ضروریات کو بھی مناسب اعتدال پر رکھتے ہیں تاکہ ان کا کاروبار بہتر، مناسب اور موزوں طریقے سے جاری وساری رہے۔ ادارہ بھی پھلتا پھولتا اور قائم رہے اور ملازمین بھی عوام الناس کی طرح مناسب زندگی بسر کرسکیں۔ ادارہ اور ورکر دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ وہ دونوں صرف عدل اور انصاف کو قائم رکھ کر ہی چل سکتے ہیں۔ ورنہ دونوں کا انجام نامناسب ہی نہیں بلکہ مہلک اور تباہ کن ہوگا۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۶۔ وہ کبھی بھی یہ برداشت نہیں کرتے کہ وہ قرض لے کر فیکٹری مل، کارخانے، یا اپنے ادارے میں سرمایہ لگاتے جائیں۔ خود غربت، تنگ دستی، بھوک، افلاس، بے بسی، بے کسی، ناداری سے دوچار ہوں اور وہ اپنے ان ملازمین کو اعلیٰ رہائش گاہیں، اعلیٰ گاڑیاں، پٹرول، ڈرائیور، بے شمار شاہی سہولتیں، اعلیٰ مزین دفاتر، ٹیلی فون، بڑی بڑی تنخواہیں، ٹی اے، ڈی اے، میڈیکل کے اخراجات، ملک کے اندر اور باہر انکی غیر ضروری ٹریننگوں کے اخراجات، ہیلی کاپٹر، ہوائی جہاز، اعلیٰ دفاتر ہر قسم کی لوٹ سیل کا عمل جاری رکھنے کی اجازت دیں۔

۳۷۔ وہ مالک خود تو سود در سود کا قرض لے کر اپنی معاشی بدحالی کو دور کرتے کرتے خود اس میں بھسم ہوتا چلا جائے اپنے اور اسکے بچوں کے پاؤں میں نہ جوتا ہو اور نہ منہ میں نوالہ اور اسکے یہ تمام ملازمین، بگڑے ہوئے نوابوں کیطرح یہ ان گنت شاہ خرچیاں اور بے شمار عیاشیاں، ملکی خزانے اور وسائل کو رشوت کمیشن اور کرپشن کے ذریعے لوٹ مار کر کے اس کی تباہی کا باعث بنتے جائیں۔ تمام ادارے کے بنام پر حاصل کیئے ہوئے قرضے بھی اپنی ملکیت بناتے جائیں۔ کیا وہ ایسے بے رحم، سفاک، راشی، بددیانت، غاصب ملازم رکھے گا؟ کیا ان ناگزیر حالات میں فیکٹری مل کارخانہ یا ملک بچانا ان سے ضروری ہے یا نہیں؟ کیا ان سے لوٹا ہوا مال اس مالک کو واپس لینے کا حق بنتا ہے یا نہیں؟ کیا ملت کا ان بدبختوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے کہ نہیں؟

۳۸۔ جمہوریت کے ناطق سے چپٹے ہوئے بیشتر ہوس پرست، زر پرست، زن پرست، شراب اور شباب کے رسیا، رسہ گیر، بھتہ خور، چور، ڈاکو، رہزن، لٹیرے، جنہوں نے ملکی خزانہ، وسائل اور دولت لوٹی اور اس سے حاصل کیا ہوا معاشرتی مقام اور جماعتوں کے بل بوتے پر اپنے اپنے علاقوں سے کامیاب ہو کر اسمبلیوں اور سینیٹ میں پہنچ جانے والے دھوکہ باز رہنما جو رہزنوں، ڈاکوؤں کا رول ادا کریں۔ کیا ان غاصب، جابر، ظالموں کو ایسا کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے یا نہیں؟

۳۹۔ یہ چھ سات ہزار جاگیردار، سرمایہ دار، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کا ایک فی صد سے کم جابر، غاصب ٹولہ نے ملک کی ۹۹ فی صد دولت پر ہر قسم کے غاصبانہ قانون اور باطل عمل سے قبضہ کر رکھا ہے۔ اس بدبخت ٹولے سے نجات حاصل کرنا، ان سے لوٹی ہوی دولت اور وسائل واپس لینا ضروری ہے یا نہیں؟

۴۰۔ جمہوریت کے اس باطل نظام، یعنی طبقاتی سیاسی نظام، طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی انتظامی نظام، طبقاتی عدالتی نظام، طبقاتی معاشی نظام، طبقاتی معاشرتی نظام کے شکنجوں سے ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں ہنرمندوں اور چھوٹے چھوٹے کاروباری لوگوں جو ملک کی بنیادی ضرورتوں کو پورے معاشرے کو مہیا کرتے ہیں اور فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں اور کاروباروں کو چلاتے ہیں۔ ان کے حقوق کا تحفظ کرنا اور اس ظالم، عدل و اعتدال کے منافی، طبقاتی حکمران سسٹم کو ختم کرنا ضروری ہے کہ نہیں؟

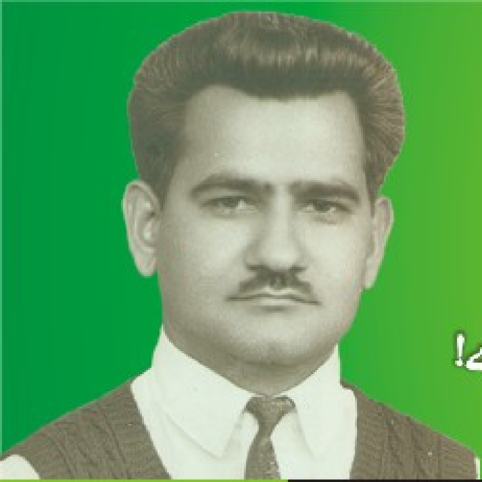

# باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۱۔ کیا اسلام میں طبقاتی تعلیم، طبقاتی معاشی نظام، طبقاتی معاشرتی نظام، طبقاتی سیاسی نظام، طبقاتی انتظامی نظام، طبقاتی عدالتی نظام کی گنجائش ہے، اگر نہیں ہے تو یہ طبقہ خدا اور رسول ﷺ کے ضابطہ حیات کے خلاف جنگ میں ملوث ہے۔ کیا آپ ایسا چاہتے ہیں۔ اگر نہیں چاہتے تو اس پورے سسٹم کو ملک سے ختم کرنا ضروری ہے کہ نہیں؟

۴۲۔ کیا نشر و اشاعت کے تمام ادارے، اخبار، رسائل، ریڈیو، اور ٹی وی کو انکے باطل، غاصب، جابر، بے حیا، بے شرم، جمہوریت کی چھتری میں پنپنے والے اس ظالم سسٹم یا طرز حکومت کو چلانے کی تشہیر کی اجازت ہونی چاہیے، کیا دستور مقدس کے ضابطہ حیات کی تشہیر انکے مذہب کے خلاف ہے؟

۴۳۔ جس طرح جاگیرداروں، سرمائے داروں، سیاست دانوں اور ان بدبخت حکمرانوں کو جیل بھیج کر احتساب کا عمل جاری کیا گیا ہے۔ کیا اسی طرح اس افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کو حکومت کے تمام اداروں سے فارغ کر کے ان کا احتساب کرنا ضروری ہے کہ نہیں؟ حکومت میں انکی موجودگی اس سسٹم، اس کرپشن، اس اجارہ داری کو پرورش کرنے کے مترادف ہے۔ اسلامائزیشن، کی روشنی میں الہامی اقدار کو ملک میں رائج کر کے ان مراعات یافتہ، عدل خور، وسائل خور، بجٹ خور، رشوت خور، بھیڑیوں اور درندوں سے کروڑوں معصوم عوام کو نجات دلانا واجب ہے یا نہیں؟

۴۴۔ مسلمانوں نے انگریزوں سے آزادی اور ہندوؤں سے علیحدگی اس لئے حاصل کی تھی کہ مسلمان اپنے ملک میں اپنے دین کے اصول و ضوابط کے مطابق ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیں گے۔ جس میں انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک دین کی رشد و ہدایت پر مشتمل عدل و انصاف اور تمام اقدار یعنی حسن کردار، اخلاق، عدل، ادب، محبت، اخوت، خدمت، ایثار و نثار، ایمان داری، دیانت داری کو زندگی کا حصہ بنائیں گے۔ ہر قسم کے انسانیت کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کریں گے۔ معاشرے اور ملت کی تشکیل و تکمیل خدا رسول ﷺ کے عطا کردہ ضابطہ حیات کی روشنی میں پروان چڑھائیں گے۔ جس سے دین کی اصل روح کی حقیقتیں بنی نوع انسان پر منکشف ہو سکیں گی۔ اقوام عالم اور مخلوق خدا کی بہتری، بہبود اور اخوت و محبت کی روح پرور صلاحیتوں کو اجاگر کریں گے۔ فطرت کے اس انمول فریضہ کو ادا کرنے کے لئے فطرت شناس انسانوں کو خوف خدا سے سینچیں گے۔ عبادت اور ریاضت کی قندیلوں کو دلوں میں منور کریں گے۔ سادگی، شرافت کے مچ جلا کر حرص و ہوس، لالچ و فریب کو ان میں بھسم کریں گے۔ مساوات و اعتدال، اس ملت کے بہترین اوزار ہوں گے۔ خیر کی گھنٹیاں محروم انسانیت کو سکون و راحت، تسلی و تشفی کے قرار کے لئے محبت و اخوت سے پکاریں گی۔ بے قرار روحیں قرار پائیں گی۔ رحمت العالمین ﷺ کی رحمتیں انسانی کردار میں ڈھل کر پورے جہان میں رحمتوں کے بادل بن کر برسیں گی۔ لیکن یہ تمام جذبے اور ارمان آج تک سسکتے تڑپتے، اور دم توڑتے جا رہے ہیں۔ آؤ مل کر اس روح پرور ساز کو چھیڑیں۔ آؤ انصاف و عدل کی تانوں سے محبت و اخوت، برداشت، بردباری، صبر، تحمل، خدمت، ادب، پیار اور لطافت کے جذبوں کی سروں کو چھیڑیں۔ آؤ مل کر کردار کے جادو سے نفرت و نفاق کے اژدھا کو انسانی دلوں سے باہر نکال پھینکیں آؤ احسن تقویم کی کھوئی ہوئی طاقتوں اور صلاحیتوں کو واپس لوٹائیں۔ آؤ مل کر ان چراغوں کو آندھیوں اور طوفانوں سے محفوظ کریں۔ اے رب رحیم یہ الفاظ بھی تیرے ہیں۔ یہ انعام بھی تیرے ہیں۔ ان الفاظ کی تاثیریں بھی تیری ہیں۔ یا اللہ تو ان الفاظ کی تاثیر کا چہرہ اپنی مخلوق کو دکھا۔ آمین۔

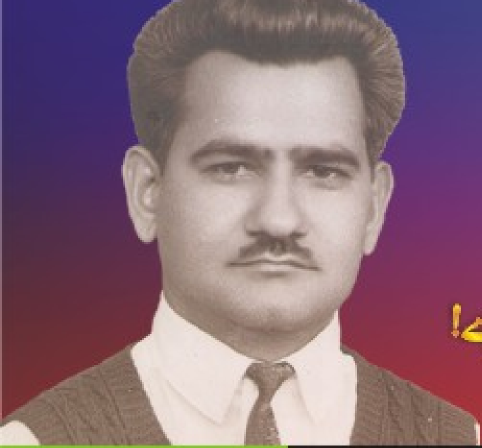

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۵۔ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان آزاد ہوا تو اس وقت انگریزوں نے ایک مفتوحہ ملک میں ایسے کالے قوانین ،ضوابط رائج کر رکھے تھے ۔ایسا غاصب ضابطہ حکومت مروج کیا ہوا تھا کہ وہ اس ملک کی تمام دولت ، وسائل ، اور محنت کشوں کی محنت ، اکٹھی کر کے برطانیہ لے جاتے ۔کوئی شخص ان کے سامنے چوں چراں کرنے کی جرات نہ کرتا ۔وہ ایک مفتوحہ قوم کے ساتھ جو حسن سلوک کیا جاسکتا ہے ۔وہ بروئے کار لاتے ۔ ذرا سر اٹھانے والے کو باغیوں کی طرح کچل کر رکھ دیتے ۔انہوں نے اس نظام حکومت کو چلانے کے لئے جاگیر دار اور سرمایہ دار طبقہ پر مشتمل ایک ایسا ٹولہ تیار کیا ۔جن کے ذریعے انہوں نے پورے معاشرے کے عوام کو اپنی گرفت اور ملکی نظم ونسق کو اپنی گرپ کے شکنجوں میں جکڑ رکھا ۔جوں ہی انگریز اس ملک کو آزادی دے کر یہاں سے رخصت ہوئے ۔تو پھر اسی ٹولہ کے غاصبوں اور غداروں نے جمہوریت کا ایک ایسا طریقہ کار اپنایا اور الیکشنوں کے ذریعے پاکستان کے اعلیٰ حاکمیت کے اداروں پر قابض ہو بیٹھے ۔ملک کے تمام عوام ووٹر کی حیثیت بن کر رہ گئے اور یہی نواب ، جاگیردار ،سرمایہ دار ٹولہ ، ایم پی اے ، ایم این اے ، اور سینیٹرز ، چنے جانے لگے ۔انگریز کی یہ پالتو اور تربیت یافتہ اولاد پاکستانی عوام کو ایسے چمٹے کہ انہوں نے ملک کے تمام وسائل ، مکمل ملکی خزانہ ، ملکی اور غیر ملکی تمام قرضوں پر قابض ہو بیٹھے ۔ہر طرح کی بدعنوانیوں ، رشوت ، کمیشن ، کرپشن سے پچھلے ۱۹۴۷ سے ملک کو نوچتے چلے آ رہے ہیں ۔اقتدار اور اختیار کی نوک پر ملک کی تمام دولت اور ذرائع ، اپنے تصرف میں لاتے رہے ۔عوام کی شب و روز کی محنت کو نوچتے رہے ۔اس کے علاوہ عوام کو قدم قدم پر استحصالی پھندے ، زندگی کے ہر شعبہ میں ٹیکسوں کی سولیاں ، بے شمار منی بجٹوں سے مہنگائی کی پھانسی کی ٹکٹکیاں ، ملک میں قائم کیں ۔ایم پی اے ، ایم این اے ، ڈپٹی سپیکرز ، سپیکرز ، سینیٹرز ، چیئر مین سینیٹ ، مشیر ، وزیر ، وزیر اعلیٰ ، گورنر ، وزیر اعظم ، صدر پاکستان ، ملک کا تمام بجٹ ان کی اعلیٰ تنخواہوں ، ان گنت سرکاری سہولتوں ، شاہانہ بود و باش ، کی نذر ہوتا چلا آ رہا ہے ۔یہ تمام حکومتی عہدے ، ان کی ذاتی ، معاشی ترقی ، ذاتی سرے محلوں ، ذاتی رائے ونڈ ہاؤسوں ، ذاتی کاروباروں ، ذاتی فیکٹریوں ، ذاتی ملوں ، ذاتی کارخانوں ، ذاتی لینڈ کروزروں ، پجاروں ، بلٹ پروف کاروں ، ہیلی کاپٹروں ، جہازوں اپنے محلوں میں سوئی گیس ، بجلی ، ٹیلی فونوں ، اعلیٰ قسم کی سڑکوں اور ہر قسم کی جدید ترین قیمتی اشیاء سے مزین محلوں تک اندرون ملک اور بیرون ممالک ، ملکی تمام خزانہ ، وسائل ، اندرون ملک اور بیرون ممالک کے تمام قرضے ان کی نظر ہوتے چلے آ رہے ہیں ۔۹۹ فی صدی عوام کی محنت اور خون پسینے کی کمائی بلوں ، ٹیکسوں مہنگائی کی سرنجوں سے کھینچے چلے آ رہے ہیں ۔ملک کی دولت ، خزانہ ، وسائل ، اور عوام الناس کی محنت ان کے غاصبانہ طرز حیات کی نذر ہوتا چلا آ رہا ہے ۔اس نظام ، سسٹم اور طرز حکومت کے دانشور حکمرانوں کی کور آنکھ ، انصاف کا معاشی گھونٹ پینے کو تیار نہیں ۔ملک میں عدل کیسے قائم ہو سکتا ہے ۔ملکی وسائل ، دولت ، خزانہ اور کروڑوں عوام کی محنت ، مشقت کو کب تک محلوں ، لینڈ کروزروں اور ہر قسم کی عیاشی کے ساز و سامان میں غرق اور تباہ کرتے رہیں گے اور تمام ملکی وسائل ، معاشی طاقت کو چند عیاشوں کے کھلونوں کے لئے وقف کر کے ملت کو اذیت میں مبتلا کرتے رہیں گے ۔یاد رکھو! ملت اسلامیہ کو تو مختصر سادہ ، سلیس ، صاف ، شفاف ، ستھری ، زندگی درکار ہوتی ہے ۔آئی ایم ایف کے قرضے ان تمام لٹیروں ، رہزنوں سے وصول کر کے ادا کرو ۔عوام الناس کے خزانہ سے کیوں؟

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

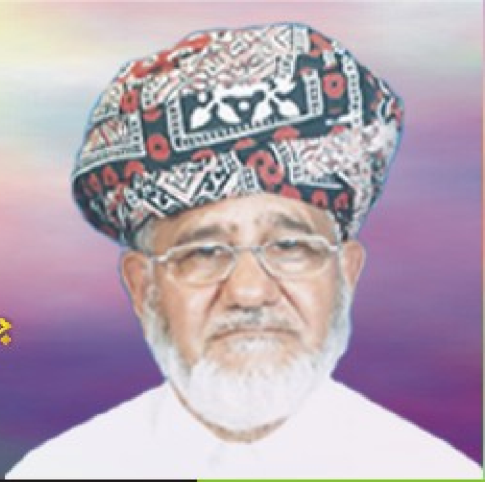

صدائے وقت | سرزمین وطن ، کسان، محنت کش، ہنر مند، اور مظلوم عوام | باب 2 پیرا 47-46

۴۶۔ جتنی دولت اور محنت کا ضیاع۔ اس غاصب اور استحصالی، سسٹم اور کلچر پر ضائع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ اگر اس دولت، وسائل، اور عوامی طاقت کو کسی احسن طریقہ کار کے تحت منصوبہ بندی کر کے ملک وملت کے استعمال میں لایا جاتا تو یقیناً آج ہمارے اجڑے ہوئے صحرا اور فاقہ زدہ صحرانشین، زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا نہ ہوتے۔ بلکہ ان صحراؤں کو خوبصورت اور دلکش بستیوں میں بدل چکے ہوتے۔ اگر یہ عیاش طبقہ اربوں ڈالر زرمبادلہ ان گاڑیوں کی دوڑ میں برباد نہ کرتا۔ تو آج یہ ملکی خزانہ کی میراث ہوتا۔ ملکی حالات کی روشنی میں اس کلچر اور سسٹم پر نظر ثانی کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے فیملی کی بنیاد پر اور مناسب ضرورت کے مطابق گھروں کو سادہ اور مختصر کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ گاڑیوں کا سیلاب بند کرو۔ رشوت، کرپشن، کمیشن اور تفاوت کا نظام ختم کرو۔ محلوں اور گاڑیوں، پر ضائع ہونے والی دولت، اور بلاک ہونے والا خزانہ بچاؤ۔ اور ملک کی حالت سنوارنے پر خرچ کرو۔ ان شعبوں پر فوری پابندی عائد کرو۔ ملک میں ان محلوں اور شاہی گاڑیوں کی تعداد گن لو۔ ملکی دولت کی صورت حال آپ کے سامنے آجائے گی۔ ملک کا ارب ہا سرکاری روپیہ، زرمبادلہ بھوکی ننگی مظلوم کروڑوں عوام کا ان بدنصیب، بددیانت، عیاش حکمرانوں، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے غیر منصفانہ، غیر عادلانہ شاہی اخراجات، سرکاری سہولتوں اور عیاشیوں کی نظر ہو رہا ہے اس کو کون روکے گا؟ وہ جوان جرائم اور تفاوتی زندگی کے نظام اور سسٹم کو رخصت کرے گا اور حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرے گا۔

۴۷۔ اے فوجی ڈکٹیٹرو! اگر فوجی حکومتی ٹولہ، فوجی ٹینٹوں کی زندگی اختیار کر لیں۔ ان جاگیرداروں، نوابوں، سرمایہ داروں، ان کی افسر شاہی، منصف شاہی، اور نوکر شاہی کے انصاف کش غیر فطرتی، موروثی نظام کو دستور مقدس کے نظام میں عدل و نصاف میں سے گزار دیں۔ تو ان کو پتا چلے کہ اسلام نعوذ باللہ ایک فرسودہ نظام نہیں بلکہ ملک میں عدل و انصاف قائم کرتا ہے۔ ملت وملک کو بام عروج کی منازل طے کرواتا ہے۔ یہ کام صرف اسلام کے نفاذ سے ہی ہو سکتا ہے۔ ان تمام اقتدار پر قابض لوگوں کا یہ رائج الوقت غاصب نظام اور ان کا استحصالی سسٹم دستور مقدس کو کیسے تسلیم کر سکتا ہے۔ اس سے تقریباً ایک فی صد ظالم، غاصب ڈاکو، راہزن، نہ بچ سکتے ہیں، نہ بھاگ سکتے ہیں۔ ملک کے مجاہدوں اور غازیوں سے توقعات رکھنا اچھی بات ہے۔ خدا ان کو اس کار خیر کی توفیق دے۔ فوجی جرنیلوں سے دوبارہ ملتجی ہوں! کہ فوجی ٹینٹوں کی زندگی اور پیدل چلنے کا عمل جاری کریں اور ایک آدھ نارمل مکان پر اکتفا کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ اس حکومتی ٹولہ کے محل رہیں گے اور نہ ہی زرمبادلہ کو جلانے والی گاڑیوں کو یہ سڑکیں ایسا کرنے کی اجازت دیں گی۔ ورنہ یہ کلچر، اپنے شعلوں میں تمام ملکی وسائل، دولت، اور ۹۹ فیصد عوام کی محنت ومشقت کو اپنی لپیٹ میں لے کر ہر حکمران کو تباہ و برباد کرتا رہے گا۔ قومیں عدل و انصاف کے اعلیٰ کریکٹر اور کردار سے تیار ہوتی ہیں اور بگڑے ہوئے اطوار سے نیست و نابود اور ذلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہیں۔ حکمران اگر پرہیز گار، متقی، دین دار، صالح، امانت دار، منصف، دیانت دار، اعتدال پسند، مستعد، اور چوکس ہو اور خوف خدا اس پر وارد ہو اور ملک میں انہی بنیادوں کو مضبوط کر کے ملک میں امن وامان اور سکون کی دولت عام کر دیتا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ عوام کے دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ جو اس کو صحیح معنوں میں ظل الٰہی سمجھتے اور اس کی درازی عمر کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ پھر اسکی طرف آنکھ اٹھانے والا کوئی نہیں ہوتا، اسکا آغاز اپنی ذات سے شروع کرو۔

# باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۴۸۔ یاد رکھو یہ مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام اور سسٹم اپنی زندگی کے ایام پورے کر چکا ہے' اتنے واضح حقائق اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ کوئی بھی حکمران اور اسکے اقتدار کے ساتھی، اس فوج شاہی، افسر شاہی نوکر شاہی اور منصف شاہی اور اس باطل، غاصب، ظالم، نظام اور سسٹم کے اذیت ناک موت کے پھندے کو اپنے اور اپنے احباب کے گلے میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہوتا مگر یہ نظام اور سسٹم کے ماہرین کا پھندا ہر آنے والے حکمرانوں کو وراثت میں ملتا چلا آرہا ہے۔ انکے کرتب کی صفائی یہ ہے کہ وہ اپنی طرف کسی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ ان فنکاروں اور ان کے سسٹم سے نجات حاصل کر لی جائے تو ملک بچ سکتا ہے۔

۴۹۔ ہمارے ملک کا حصول آمدن کا ذریعہ صرف زراعت ہی تو ہے۔ اس لئے ہمیں زراعت کے میدان میں خاص توجہ دینی ہوگی۔ کسانوں کو عزت وتکریم دی جائے۔ اس پیشے کی عزت وعظمت کو بحال کیا جائے۔ جو زمین سرکاری افسران اور سیاسی حکمرانوں کو تحفے یا رشوت کے طور پر الاٹ کی گئیں وہ سب منسوخ کر کے کسانوں کو دی جائیں۔ انگریز کا دیا ہوا گھناؤنا طریقہ کار بند کیا جائے زمین صرف زمینداری کرنے والوں کو دی جائے۔ ملک میں بنجر اور فالتو زمینوں کو بروئے کار لایا جائے۔ زیادہ تر عوام کی توجہ زراعت کی طرف مبذول کروائی جائے۔ زرعی انقلاب لانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر قوم کو ابھارا جائے۔ پھل دار درختوں، پھولوں اور پھلوں کو زمین کا زیور بنا دیا جائے۔ دریاؤں کے کناروں پر درختوں کے جنگل لگائے اور اگائے جائیں ملک میں ہر قسم کے مفید اور پھلدار درخت لگانے کا عمل ہنگامی بنیادوں پر جاری کیا جائے۔ کاروباری ضرورت اور ایندھن کے لئے زیادہ سے زیادہ لکڑی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور ان سے عمدہ لکڑی فرنیچر اور زندگی کے دوسرے شعبوں یعنی تجارت کے استعمال میں لائی جائے۔ موٹروے، جی ٹی روڈ، ریل گاڑیوں، کی لائنوں کی دونوں اطراف زمین کو ہموار کر کے اس کو سبزیوں، پھل دار درختوں کے استعمال کیلئے مختص کیا جائے اور ہر قسم کی اجناس پیدا کرنے کے لئے استعمال میں لایا جائے۔ ملک میں گندم، مکی، باجرا، چنے، دالیں، چاول۔ سویابین، کپاس، پٹ سن، ہر قسم کی سبزیاں، اور ہر قسم کے پھل، ہر قسم کی اجناس کو ملکی ضروریات سے وافر پیدا کر کے بیرون ممالک بھیج کر کثیر زرمبادلہ کمایا جانے کا عمل جاری کیا جائے۔ جانوروں کی آفرینش یعنی بھیڑ بکریاں، گائے، بھینس، مرغیاں پالنے کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ دودھ، گوشت، انڈوں جیسی غذا کو وافر مقدار میں پیدا کر کے ملکی ضرورت کو پورا کرنے کے بعد بیرون ممالک بھیجنے کے انتظامات کئے جائیں۔ محنتی، جفاکش محترم کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں کو عزت واحترام دیا جائے اور انکا ہر قسم کا استحصال ختم کیا جائے۔ بیلداروں، مالیوں اور دوسرے سرکاری عملہ کو افسر شاہی، نوکر شاہی کے گھروں میں نجی کام کروانے کی بجائے سڑکوں اور گاڑی کی لائینوں کے دونوں اطراف زمین ہموار کر کے پھل دار درخت لگاتے، سبزیاں اگاتے اور موسم کے لحاظ سے مختلف اجناس پیدا کرتے۔ ذرائع آمدورفت مہیا ہونے کی وجہ سے پیداوار حاصل کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہوتی۔ ملت کو منظم اور اسکی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے سے ملک کی کفالت بھی ہوتی اور باہر ممالک بھیج کر زرمبادلہ بھی حاصل کیا جاتا۔ لیکن ایسا کون کرتا۔ یہ راشی، کرپٹ، کمیشن خور نظام اور اسکا مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ۔ ایسے کام تو زندہ قومیں کرتی ہیں جن کے لیڈر، رہنما انسانی قدروں سے مالا مال ہوں۔ کھالوں سے چمڑا، حاصل کر کے ملکی کفالت پوری کی جائے۔ باٹا کے جوتوں کے مقابلہ میں اعلیٰ جوتے تیار کر کے ملکی معیشت کو مضبوط بنایا جائے۔ جیکٹیں تیار کی جائیں اور فالتو تیار کردہ اشیاء کا سٹاک بیرونی ممالک بھیجا جائے۔ انشاءاللہ اہل وطن اور دنیا، ان محنت کشوں، ان محبّ وطن ایمان دار، محنتی، جفاکش کسانوں، بچے، جوانوں اور بوڑھوں کی محنت اور کوشش سے صنعتی اور سرسبز زرعی انقلاب ملک میں لایا جانا اب ضروری ہو چکا ہے۔ تمام اہل وطن اس انقلاب کو شان کریمی کا انعام تصور کریں گے۔ ان کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں کی ہمت، محنت، کوشش، اور عظمت کو جھک کر سلام کریں گے۔

۵۰۔ عوام الناس کے لئے محنت کے دروازے کھل جائیں گے۔ باطل نظام کے پروردہ چند معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں، غاصبوں، ڈاکوؤں، لٹیروں، رشوت خوروں، کمیشن خوروں، بھتہ خوروں، زمین مافیہ، بدکرداروں، عیاشوں، عشرت کدوں کا مکمل خاتمہ ہوگا۔ چند ہاتھوں میں ملکی دولت اور وسائل کا قبضہ ختم ہوگا۔ ان کا یہ مجرمانہ کلچر معاشرے سے پوری طرح ختم ہوگا۔ ان کی ان قباحتوں، بداعمالیوں کا بوجھ ان کے دلوں سے اترے گا۔ یہ سیاہ کار خود بھی اس خودغرضی، ناانصافی، کی وحشیانہ اقدار کے دوزخ سے رہائی پا کر سکون محسوس کریں گے۔ یقیناً ان غاصبوں کو اسلامی طرز حیات میں رزق حلال کمانے میں کسی حد تک دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ محنت کی بجائے ناجائز حربوں سے ملکی خزانہ اور ملکی وسائل لوٹنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس نظام میں اس قسم کی ناجائز اور ناپاک ناانصافی کے طریقہ کار کی کسی کے لئے بھی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ ذرا غفلت کی نیند سے جاگ کر تو دیکھو۔ اللہ کا فضل اور کرم کیسے اپنے انعامات کی بارش برساتا ہے۔

۵۱۔ ملک میں، زراعت میں سخت محنت اور کھیتی باڑی کے پیشہ کی عزت اور محنت کا صلہ بحال کر کے زیادہ سے زیادہ خام مال اس شعبے سے حاصل کیا جائے گا۔ ملک میں سب سے بڑی اور سب سے منفعت بخش اس زرعی انڈسٹری کو کامیاب و کامران کرنے کے لئے بہتر سے بہتر عملی شکل دی جائے گی۔ آنے والی نسلوں کو زراعت کے پیشہ کی عظمت سے آگاہ کرنا اس پیشہ کو منفعت بخش بنانا کھیتی باڑی کو عوام الناس کی دلچسپی کا مرکز بنانا، جدید زرعی اوزاروں کو بروئے کار لانا نہائت ضروری ہوگا۔ کھیتوں کو پھلدار درختوں اور فصلوں کا زیور پہنایا جائے گا۔ تاکہ لوگ شہروں کے عذاب سے نکل کر دیہاتوں کی پاک، مصفٰی فضاؤں میں سانس لینے اور شہروں سے بہتر روزی کے مواقع میسر آنے، ہر قسم کی اجناس، سبزیاں، پھل، گوشت، دالیں، ان کے بہترین ذریعہ معاش ہوں گے۔ مالیہ، بلوں اور ٹیکسوں کے بے جا عذاب سے نجات دلائی جائے گی اس شعبہ میں ہر قسم کی سہولت مہیا کی جائے گی۔ کیونکہ پاکستان کی ۷۰ فی صدی آبادی کا انحصار زمینوں اور دیہاتوں پر منسلک ہے اور باقی انتیس فی صدی شہری عوام ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، میں ان کے پیدا کردہ مختلف اجناس کے خام مال کی بدولت محنت، مزدوری، اور روزی کے مواقع سے استفادہ کرتے ہیں اور ملک میں یہی ایک ایسی ایجنسی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ خام مال تیار کر کے ملک کو خوش حالی کی منزل تک پہنچا سکتی ہے۔ انشاءاللہ عوام کی بدحالی کو خوش حالی میں بدلنے کا یہ نسخہ اکسیر ثابت ہوگا۔ ملک خود بخود آسودگی اور فراوانی کی دولت سے مالا مال ہوگا۔ ننانوے فیصد عوام آسودگی اور خوشحالی کی زندگی گزاریں گے۔ ایک فیصد غاصبوں کا احتساب خود کار نظام کے تحت ایسا ہوگا کہ یہ اپنے انجام کا چہرہ دیکھ لیں گے۔ ملک ترقی کی منازل کی طرف گامزن ہو جائے گا۔

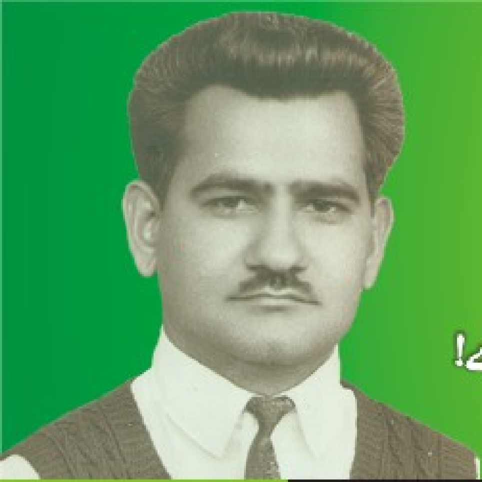

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۲۔ جنگلوں سے حاصل کردہ لکڑی سے فرنیچر تیار کرنے کے کارخانے، گندم سے فلور ملیں، چنوں سے دال ملیں، چاول چھڑنے کے کارخانے، گنے سے چینی بنانے کے کارخانے، گھی کے کارخانے، چمڑے سے جوتے بنانے کے کارخانے، جیکٹیں تیار کرنے کی فیکٹریاں، روئی بیلنے کے کارخانے، دھاگہ بنانے کے کارخانے، کپڑا تیار کرنے کے کارخانے، چاولوں کی پرالی سے چپ بورڈ تیار کرنے کے کارخانے اور صابن کے کارخانے، ڈبل روٹی پلانٹ، بکریاں اور ڈیری فارم سے دودھ اور مکھن کی ملکی ضرورت پوری کرنے کے وسائل۔ جتنی زیادہ توجہ زراعت پر دی جائے گی' اتنا ہی زیادہ خام مال مہیا ہوگا اور اتنے ہی کارخانے اور صنعتیں زیادہ سے زیادہ ملک میں تعمیر ہوں گی۔ ملک میں بیروزگاری کا مکمل خاتمہ ہوگا۔

۵۳۔ جنگلوں و رباغوں میں شہد بانی سے ملکی ضرورت پوری کرنے کے بعد زرمبادلہ کمانے کا بہترین نظام قائم کیا جائے گا۔ زراعت ہی ہماری خوراک، لباس، پھل اور ہر قسم کی ضروریات پوری کرنے کی ماں ہے اور زرمبادلہ کمانے کی ریڑھ کی ہڈی اور ملک میں بیروزگاری کا نام ونشان مٹانے کی چابی اور خوشحالی کی ضامن۔۔ جتنا زیادہ خام مال زراعت سے مہیا ہوگا۔ اتنی ہی صنعتیں، ملک میں پھیلیں گی۔ کپاس پیدا کرنے میں ہمارا ملک دنیا میں ایک الگ تھلگ مقام رکھتا ہے۔ گانٹھوں کی شکل میں ایک پونڈ وزنی کپاس کی قیمت صرف چند سینٹ ہے۔ باہر کے ممالک ہمارے اسی خام مال سے دھاگا، اور کپڑا تیار کرتے ہیں اور اس کے بعد گارمنٹس کی شکل میں ڈالروں کے حساب سے فی پونڈ کے حساب سے دنیا میں فروخت کر رہے ہیں۔ انشاءاللہ ملک میں روئی بیلنے سے لے کر گارمنٹس تیار کرنے کے کارخانوں اور فیکٹریوں تک تمام قسم کے کارخانے اسی ملک میں لگیں گے۔ جتنے زیادہ کارخانے لگیں گے۔ اتنی ہی محنت، مزدوری اور روزی کے دروازے کھلتے جائیں گے۔ اسی طرح ہر پیداوار اور خام مال کی تمام شعبوں کی مشینری ملک میں بنائی اور لگائی جائے گی اور روزگار کے ذرائع انشاءاللہ دن بدن بڑھتے چلے جائیں گے۔ غربت، افلاس، اور بیروزگاری کا مکمل خاتمہ ہوگا۔ ملت کو محنت و مشقت، ہنرمندی اور ہر قسم کی جدید ٹیکنیک سے آراستہ کیا جائے گا۔ تاجر اور کاروباری حضرات اس ظالم بے دین نظام اور استحصالی سسٹم سے نجات حاصل کریں گے۔ ملک وملت کو ان غاصبوں سے نجات مل جائیگی۔ ملک ہر فیلڈ میں ترقی کرے گا۔

۵۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ بغیر چھانے آٹے کا استعمال کرنا صحت کے لئے بہتر ہے۔ پاکستان میں ایک رواج رائج ہو چکا ہے کہ جس میں آٹے سے چوکر نکال کر سفید آٹا، فائن آٹا، سپر آٹا، میدہ کے استعمال کا رواج عام ہو چکا ہے۔ ان اقسام کے آٹے کے استعمال کرنے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ اس معدہ سے آنتوں میں چکناہٹ جمع ہو کر اس کے قدرتی کام کرنے کی صلاحیت کو ختم کر دیتی ہے۔ خون کو گاڑھا کرتی ہے' جس سے معدہ کی تبخیر اور دوسری بیماریاں معدے اور جگر کو ناکارہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے انسانی جسم میں شوگر پیدا ہوتی ہے۔ گردے خراب ہوتے ہیں' بلڈ پریشر کا مرض انسانی زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔ خون گاڑھا ہونے کی وجہ سے انسانی جسم پر فالج کا حملہ اور دل کا اٹیک کا مرض ملک میں عام ہو چکا ہے۔ جہاں یہ فائن اور سفید آٹا زندگی کے لئے مہلک ہے' وہاں دوسری طرف کم از کم پندرہ بیس فی صد چوکر آٹا سے نکالنے سے ملکی معیشت بھی بری طرح تباہ ہوتی ہے۔ ہر سال پندرہ سے بیس فی صد گندم ملکی ضرورت پورا کرنے کے لئے باہر کے ممالک سے خریدی جاتی ہے اور اس طرح اربوں ڈالر ملکی زرمبادلہ اس بنیادی ضرورت کو حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ملک میں ان بیماریوں میں مبتلا مریضوں کی تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ مغرب میں چھان والی ڈبل روٹی کا رواج عام ہو چکا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی اس قسم کی بیماریوں میں مبتلا مریضوں کے لئے ڈاکٹر چھان والے آٹے اور چھان والی ڈبل روٹی کے استعمال کی ہدایات دیتے چلے آ رہے ہیں۔ ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم کی اطاعت کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اس میں ہماری صحت اور خوشگوار زندگی گزارنے کا راز پنہاں ہے اور ملکی زرمبادلہ کے عظیم نقصان سے بچنے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ اس سے ہسپتالوں اور ادویات کے عذاب سے نجات بھی میسر ہوگی اور صحت بھی بحال ہوگی۔ ان حقائق کو کوئی جھٹلانے کی جرات نہیں کر سکتا۔ مگر ان حقائق کو ٹی وی پر مشتہر کرنے اور عوام کو اصلیت سے آگاہ کرنے سے انکی رشوت اور کرپشن اور کاروبار پر برا اثر پڑتا ہے۔ البتہ ایسا کرنے سے ملکی خزانہ، عوامی صحت، ایمانداری کا راستہ، ٹیکسوں میں کمی اور استحکام کا موقع میسر آ سکتا ہے۔

۵۵۔ ملک میں مختلف مغربی مشروبات یعنی سیون اپ، شیزان، کوکا کولا، پیپسی کولا، مرنڈا، فراسٹ، وغیرہ وغیرہ کا استعمال اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ جس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔ یہ تمام مشروبات باہر کی مادہ پرست یہودی کمپنیوں کی پیداوار ہیں۔ وہ ان کا خشک میٹریل پاکستانی ایجنٹوں کو مہیا کرتے ہیں اور یہ اس میٹریل کو ان کے کلیہ کے مطابق اسی تناسب سے پانی میں حل کر کے بوتلوں میں بند کر کے گلی گلی، محلہ محلہ، گھر گھر، شہر شہر، پورے ملک میں مہیا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہاں یہ بات واضح کرنی نہائت ضروری ہے کہ اس سٹاک کو محفوظ رکھنے کے لئے کیمیکل کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان میں ویسے بھی مختلف سینٹ اور کیمیکل استعمال ہوتے ہیں جو انسانی زندگی کے لئے مہلک ہوتے ہیں۔ جس سے انسانی گردے، معدہ، جگر، بلڈ پریشر، بینائی اور سماعت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ ان سے مختلف بیماریاں مثلاً گردے کی بیماریاں، شوگر، بلڈ پریشر، کینسر اور دوسری ہر قسم کی بیماریاں پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ جہاں ملک میں یہ بیماریاں عام ہوئی ہیں وہاں کثیر زرمبادلہ کا نقصان بھی ہوتا چلا آ رہا ہے۔ چونکہ ان مشروبات کی ایجنسیوں کے الاٹی یا مالک ملک کے برسر اقتدار لوگ یا ان کے عزیز و اقارب ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ملک کا اربہا سرمایہ عوام الناس کی جیبوں سے کھینچتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم ملکی زرمبادلہ سے کینسر، دل کے مرض، گردوں کی خرابی، سماعت، بینائی اور بہت سی بیماریاں خریدتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے مغربی مالکان یعنی مادہ پرست یہودی اور یہاں کی یہ مخفی شخصیات اس معاشی قتل اور عوامی صحت کو تباہ کرنے میں پیش پیش ہیں۔

۵۶۔ اے اہل وطن! ان حقائق کی چھان بین کریں۔ ان کے اصل حقائق تک رسائی حاصل کریں۔ ان ملکی ایجنٹوں کا کھوج لگائیں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ حکومت وقت سے گزارش کی جائے کہ وہ ان تمام ایجنسیوں کے مالکوں کے نام کی فہرست شائع کرے تو بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ عوام کو زندگی کے حقائق سے کتنا دور رکھا جاتا ہے۔

۵۷۔ پوری قوم سے ان حقائق کی روشنی میں التجا کرنا ضروری ہے کہ وہ مغربی مشروبات استعمال کرنے کی بجائے ملکی مشروبات کی طرف توجہ دیں۔ ہمارے ملک میں مسمی، مالٹا، فروٹر، کینو اور سنگترہ کے باغات وافر مقدار میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے پھلوں اور سبزیوں کے جوس ملک میں ہی تیار کئے جا رہے ہیں۔ اس فیلڈ کی طرف توجہ دے کر ہم ملکی مشروبات کو زیر استعمال لا کر ملک کا زرمبادلہ بھی بچا سکتے ہیں اور اس معاشی اور معاشرتی عذاب اور طرح طرح کی بیماریوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات بھی حاصل کر سکتے ہیں اور انشاء اللہ ان مشروبات کے سٹاک بیرون ملک بھیج کر ایک معقول زرمبادلہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں مولی، گاجر، سیب، کیلا، انار، گنا، کنو، مسمی، مالٹا، فروٹر، آم اور ہر قسم کے پھل اور سبزیاں موجود ہیں۔ ان کے جوس غیر ملکی مشروبات کا بہترین نعم البدل ہیں۔ انکے استعمال میں کئی بیماریوں کا قدرتی علاج بھی موجود ہے۔ مثلاً ہر قسم کے یرقان کیلئے یہ جوس نہائیت مفید ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں جنجر کی بوتلیں پیٹ کے درد اور ہاضمہ کیلئے استعمال میں چلی آ رہی ہیں۔ مغربی مشروبات اور انکی افادیت اور نقصانات سے عوام الناس کو آگاہ کرنا نشر و اشاعت کے اداروں کا کام ہے۔ کم سے کم ٹی وی پر سگریٹ کے اشتہار کے بعد اس طرح کی عبارت ''تمباکو نوشی صحت کے لئے مضر ہے'' (محکمہ صحت) جیسا اشتہار ہی دے دیا جائے۔ صندل کے شربت سے لے کر شربت بزوری تک، جام شیریں سے لے کر روح افزا تک کے مشروبات کی افادیت سے آگاہ کرنا اور اعلیٰ معیار کو قائم رکھنا ہمارے ان ہنر مندوں کا کام ہے تا کہ وہ ملکی مشروبات کو بین الاقوامی سطح پر معیاری ثابت کر سکیں اور عوام بھی مغرب کے مشروبات کی بجائے ملکی جوس اور مشروبات کے استعمال کی طرف توجہ دیں۔ ملک ایک بہت بڑے زرمبادلہ کی کثیر رقم بچا سکے گا، جس سے مختلف بیماریاں اور موت خریدی جاتی ہے نیز ان ایجنٹوں سے بھی نجات مل سکے گی۔ غور کریں بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی بچتیں ملکی معیشت کو آکسیجن کا کام دیتی ہیں۔ کاش اہل اقتدار میں کوئی اہل درد بھی ہو۔ یا اللہ ہمیں اس مجرمانہ نظام حکومت اسکے دہشت گردوں سے بچا۔

# بابا جی عنایت اللہ

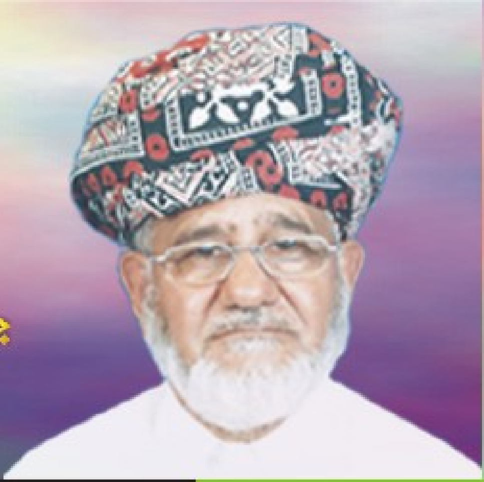

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۵۸۔ اس سے قبل ڈاکٹر صاحبان بلڈ پریشر، گردوں اور دل کے مریضوں کو دیسی گھی کا استعمال فوراً بند کروا دیتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک یہ دیسی گھی ایسے مریضوں کے لئے مہلک تھا۔ ڈالڈا تیل استعمال کرنے کی ایسے مریضوں کو اجازت دیتے تھے بلکہ پابند کرتے تھے۔ اب جدید سائنسی ترقی سے یہ ثابت ہوا کہ دیسی گھی انسانی درجہ حرارت کے مطابق ہے اور یہ انسان کے جسم میں جا کر جمتا نہیں۔ اس کے برعکس ڈالڈا گھی مختلف کیمیکلز کے ذریعہ تیار ہوتا ہے۔ بلڈ پریشر، گردوں اور دل کے امراض کیلئے نہائت مضر اور نقصان دہ ہے۔ کیونکہ یہ گھی اور تیل اندر جا کر جم جاتا ہے۔ تمام اہل مغرب اس گھی کا استعمال برائے نام کرتے ہیں جبکہ پاکستان میں اس کا استعمال روزمرہ زندگی میں بہت زیادہ ہے۔ معاشرے میں ہر قسم کا کھانا گھی کی بہتات سے تیار ہوتا ہے۔ گھی میں فرائی کھانے کی اشیاء کا رواج ہے۔ یہ ڈالڈا گھی انسانی جسم میں جا کر تمام بیماریوں کا موجب بنتا ہے۔ عوام الناس کو ان حقائق سے آگاہ کر کے اس گھی کے استعمال میں کم از کم ساٹھ فی صد کمی کی جاسکتی ہے۔ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ یہ مقولہ تمام حکماء اور ڈاکٹروں کا متفقہ تسلیم شدہ ہے۔ ہم روزمرہ زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے استعمال میں کمی کر کے اربوں ڈالرز کے زرمبادلہ کی بچت کر سکتے ہیں اور ملک میں اسی لحاظ سے امراض میں کمی بھی ہوسکتی ہے۔ ان حقائق کو ٹی وی پر مشتہر کرنا اور عوام الناس کو آگاہ کرنا ضروری ہے تاکہ عوام کی صحت اور معاشی نقصان کا تدارک کیا جاسکے اور ملک گھی کے معاملے میں خود کفالت بھی حاصل کر سکے گا اور ملکی زرمبادلہ بھی بچایا جاسکے گا۔ عوام الناس کو بیماریوں پر کنٹرول بھی ہوگا اور صحت بھی بحال ہوگی۔ کیا ایسا کرنے سے ملکی معیشت اور عوام کی صحت بچائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یہ اتنا مشکل کام کون کرے گا؟ یہ زرمبادلہ کون بچائے گا؟ عوام الناس کی صحت کی حفاظت کون کرے گا؟ عوام کو ان حقائق سے آگاہ کون کریگا؟ کیا یہ فریضہ اس کاروبار اور دھندہ میں ملوث مادہ پرست یہودی ایجنٹ جو حکمرانی ٹولہ میں گھسے ہوئے ہیں وہ کریں گے۔

وہی مردِ حر یہ فرائض ادا کریگا جس کے پاس یہ ملی احساس موجود ہوگا۔ ایسے مردِ ملت کے کردار کا رخ موڑنے کا اہم فریضہ ادا کیا کرتے ہیں۔

۵۹۔ اس کے علاوہ تیل، گیس، ہر قسم کی معدنیات، یعنی تانبا، لوہا، سونا، یورانیم، سنگ مرمر اور بے بہا موتیوں اور ہیروں کے مخفی خزانے پاکستان کی سرزمین انشاء اللہ ایسے اگلے گی کہ دنیا محو حیرت ہو جائے گی۔ قدرت نے پاکستان کی سرزمین کو چار موسموں کا حسین و جمیل فطری نظام عطا کیا ہے۔ ان موسموں کے دلکش نظارے، خوبصورت پہاڑ اور ان کے دامن، حسین سرسبز میدان، دلکش صحرا، کوہ و بیاباں کی خاموشی کے منظر، دلربا ساحل سمندر، میٹھے ٹھنڈے چشموں اور زمینی پانی کے ذخائر۔ دریا، نہریں، ڈیم، کیا کچھ نہیں جو اس خطے میں میسر نہ ہو۔ دنیا کی ہر جنس، ہر پھل، ہر پھول، ہر قسم کے درخت، جڑی بوٹیوں کی لاجواب و لازوال سرزمین، ہر قسم کی نعمت اللہ تعالیٰ نے اس خطہ کی زمین کو پیدا کرنے کی طاقت، صلاحیت، توفیق اور بہترین اعلیٰ خوبیاں بخشی ہیں۔ اس کے علاوہ موسموں کی تبدیلی کا فطری عمل اور بارشوں سے ماحول کی آلودگی کا خاتمہ اور اس کے پانی سے زمین کی سرسبز رونقیں بحال، اس ملک کا ذرہ ذرہ عشق و محبت کا امین، حکیموں، طبیبوں، محنت کشوں، دانش وروں، دینداروں، عالموں، فقیروں، درویشوں کی آماجگاہ ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۰۔ ملکی جڑی بوٹیوں سے افادیت حاصل کرنے کیلئے طب کی طرف سرکاری سطح پر پوری توجہ دینا نہائیت ضروری ہے۔ جسطرح مغربی دنیا جراحی میں مقام عروج حاصل کر چکی ہے، اسی طرح ان جڑی بوٹیوں سے آفادیت حاصل کر کے اور ان سے مختلف ادویات تیار کر کے دنیا میں منفرد مقام اور عروج حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً لیموں جسم اور خون میں چربی کو زائل کرتا ہے۔ لہسن خون کو پتلا اور خون میں جالے کو ختم کرتا ہے۔ ادرک جسم سے بادی اور دردوں کو دور اور ہاضمہ کو درست کرتا ہے۔ شہد کو ام الشفا کے خطاب سے قرآن پاک نے پکارا ہے۔ اگر ایک چھٹا نک لیموں کا عرق، ایک چھٹا نک لہسن کا عرق، ایک چھٹا نک ادرک کا عرق حاصل کر کے تین چھٹا نک شہد میں ملا کر محلول تیار کیا جائے اور بوتل میں محفوظ کر لیا جائے تو آدھا چمچہ چائے کا رات سوتے وقت آدھا کپ پانی میں ڈال کر استعمال کرنے سے خون میں چربی، خون کا گاڑھا پن، خون میں جالا ختم ہو جائے۔ معدہ صحیح کام کرے۔ درد وجود سے ختم ہو جائے۔ دل کے تمام جملہ امراض کے لئے اکثیر کا کام کرتا ہے۔ خون کی بند نالیاں کھل جاتی ہیں تو کیا لاکھوں روپوں سے بائی پاس کروانا ضروری ہے؟ سونف اگر پیغمبر ﷺ کے پیٹ کے درد کو ختم کر سکتی ہے تو آج اس کے استعمال سے گریز کیوں؟ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے خوراک کے سادہ اصولوں کو زندگی میں اپنایا جائے تو بیماریوں اور ہسپتالوں سے بڑی حد تک نجات میسر ہو سکتی ہے۔ اپنے ملک کے مشروبات' اپنے ملک کی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ مختلف مشروب اور ادویات عوام کو سکھ دیں گی۔ عوام کو راحت اور سکون بخشیں گی۔ عوام کو تندرستی اور صحت عطا کریں گی۔ عوام ان لغویات سے نجات بھی پائے گی اور ملکی بجٹ بھی بچے گا۔ ملک خوشحالی کی طرف گامزن ہو گا۔ ملک میں حکمت اور جڑی بوٹیوں سے استفادہ کرنے کی سرکاری سطح پر سرپرستی کون کرے گا؟ جب ڈاکٹروں' سرجنوں کی فیسوں اور آپریشنوں کی بڑی بڑی رقمیں وصول کرنے والا ظالم سسٹم اور دہشت گرد طبقہ ختم ہو گا۔ ملک کے تعلیمی اداروں میں میڈیکل کالجوں کی طرح اسکا نصاب کون مقرر کرے گا؟ حکمت کے معزز پیشہ کے تقدس کو کون بحال کرے گا؟ یاد رکھو یہ اس وقت ہو گا جب ملت کی نبض کسی دانائے وقت حکیم کے ہاتھ میں ہو گی۔

۶۱۔ جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کے ایک طرف پاکستان کا ایک عظیم دوست اور ہمسایہ ملک چائنا (China) ہے۔ دوسری طرف افغانستان، ایران ، روس اور اس سے آزاد ہونے والی بارہ ریاستیں۔ ان تمام ممالک کی تجارت کا موزوں ترین راستہ۔ لنڈی کوتل سے لے کر کوئٹہ اور کراچی تک بذریعہ موٹر وے۔ تمام ایشیاء اور مغربی ممالک کے رابطہ کا اندرونی اور بیرونی اہم دروازہ پاکستان ہی تو ہے۔ انشاءاللہ اس موٹروے کی آمدن آپ کے موجودہ بجٹ سے کہیں زیادہ ہو گی اور ہمسائیگی کے تعلقات میں اخوت و محبت کے رشتے الگ استوار ہوں گے۔ پاکستان صرف اپنے عوام کی کفالت ہی نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک کے عوام کی مدد و معاونت بھی کرنے کے قابل ہو گا۔ پاکستان دنیا میں تجارت کی شاہ رگ کا کام دے گا۔ اس کامیابی کو حاصل کرنے کے لئے شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ اور اس کی تعلیمات کی روشنی میں تربیت کا ہونا لازمی ہے کیونکہ ملی کردار ہی کسی قوم کی ترقی اور کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے۔ اسوہ حسنہ اور حسن خلق، امانت و دیانت، اخوت و محبت کے چراغ روشن کرنے کا طیب فریضہ کو کون ادا کریگا۔ وہ جو نصیب کا شہنشاہ ہو گا۔

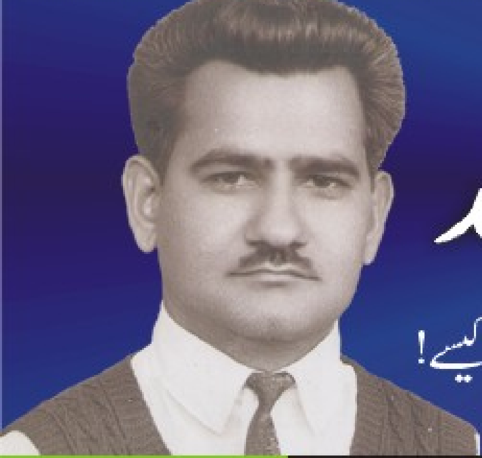

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۲۔ ملک میں ڈیموں کا جال بچھا کر ماہی گیری کی صنعت کی طرف پوری توجہ دی جائیگی ۔مچھلی کی ملکی ضرورت اس طرح پوری کی جائے گی اور سمندر سے حاصل کردہ اعلیٰ اقسام کی مچھلی کو بیرون ممالک سپلائی کر کے ایک کثیر رقم کا زرمبادلہ کمانا کوئی مشکل کام نہ ہوگا ۔ ہماری سمندری مچھلی کی ڈیمانڈ بیرون ممالک بڑھے گی اور ہماری آنے والی نسلوں کو محنت' مزدوری اور روزگار کے بے شمار مواقع میسر ہوں گے ۔ ملک میں سیاسی جماعتوں کے منشور' تمام دعوے اور تمام نعرے ان سیاست دانوں کے ہاتھوں اپنے اپنے انجام تک پہنچ چکے ہیں ۔ کرپشن اور اسکے منتظمین کا دہشت گرد ٹولہ ملک سے فارغ کرنا صاحبِ اقتدار کا کام ہے، ملک کی خوشحالی اسکا انعام ۔اللہ تعالیٰ آپکو ایسا کرنے کی توفیق عطا کرے ۔آمین

۶۳۔ ملک میں رائج الوقت مغربی جمہوریت کی کالی ماتا کا طلسم بے اثر ہو چکا ہے اور اس کے سیاسی منتریوں کا دور ختم ہو چکا ہے ۔ یہ اپنے ہی طلسمی نظام کے شکنجے کی گرفت میں بری طرح پھنس چکے ہیں ۔ان کا انجام ان کے سامنے ہے ۔ ملک کے کروڑوں عوام کا انعام نفاذ اسلام ہی میں مضمر ہے ۔اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو اس باطل نظام اور غاصب سسٹم کے اندھیروں سے نجات عطا فرماویں ۔آمین

۶۴۔ اسلام ہی پوری کائنات کے مسائل کا حل ہے ۔ جب تک ہم ایک مسلمان کا عملی کردار اور اسلامی ضابطہ حیات کی روشنی اور پوری اطاعت پر مبنی ملک میں معاشرے کو تشکیل دے کر دنیائے عالم کے سامنے نمونہ پیش نہیں کرتے ۔اسلامی جمہوریت کے خلیفۂ وقت اور مجلس شوریٰ کے ممبران کی ضروریات قلیل سے قلیل' اخراجات کا بجٹ نہ ہونے کے برابر' عوام کے سامنے جوابدہ' زندگی نہائیت سادہ' اخوت' محبت' ادب' پیار' خدمت' ایمان داری' انصاف' درگزر' عفو' بھائی چارہ' دادرسی' انسانیت کا ادب واحترام' محنت وجفاکشی کے پیکر' انسانی حقوق کے امین' گناہ کے مطابق حکم خداوندی کے نافرمانوں کو بلا تمیز سزا دینے اور معاشرے کو ہر قسم کے جرائم سے پاک کرنے کے پابند ہر برائی اور ہر قسم کے ظلم کا فوری قانونی علاج' لین دین اور کاروبار میں ایمان داری' ہر برائی کو حکمِ خداوندی کے قوانین کے مطابق نیست ونابود اور ختم کرنے کے پابند عدل وانصاف کی قندیل کی روشنی میں اقوام عالم کی رہبر و راہنمائی کرنے کی سعادت کے وارث' اطاعت رسول ﷺ اور اطاعت خداوندی ان کی زندگی کا نصب العین' پوری مخلوق اور انسانیت کے لئے رحمت عالم' اس دور کے انسانوں کے مہتاب و آفتاب' دلکش ودلربا' پرکشش' پرلطف' پرکیف' پربہار' پرنور' پرسرور' پرشوق' پرذوق' پرسوز' رحمت اللعالمین ﷺ کی ان مست الست بہاروں کو کرہ ارض میں اس طرح پھیلانے کے پابند باد نسیم' بادِ شمیم کے کندھوں پر خدمت ادب' احترام' عزت' سلامتی' مہر' کرم' محبت کے آسمانی تحائف کا لامتناہی نور دہر میں ضیائے سحر کی طرح ہواؤں اور فضاؤں میں پھیلانے میں مست ومحو ۔یا اللہ یہ کائنات امن، آشتی، سکون، راحت، کی آماجگاہ بنادے ۔یا اللہ ۔۔۔ بنی نوع انسان کو اس راز کی آگاہی اور آشنائی سے روشناس فرما! اے اللہ تیرے پاس تو بڑی توفیقیں ہیں ۔یا اللہ تو ہمیں اس نجس نظام اور عدل کش سسٹم کے غیر جمہوری اور غیر اسلامی شکنجوں سے نجات عطا فرما ۔یا اللہ تو ہمارے کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کو اس ایک فیصد حکمرانوں، سیاستدانوں، جاگیرداروں، سرمائے داروں، فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی پر مشتمل معاشی قاتلوں، معاشرتی دہشت گردوں کے ٹولہ کی ظالمانہ گرفت سے بچا ۔تو اس دنیا کو عبرت کدے سے امن کدے میں بدلنے کی طاقت اور توفیق رکھتا ہے ۔یا اللہ ! یہ اس دن کو اس عہد کے نصیب کا حصہ بنا ۔۔ آمین ۔یا اللہ! مسلمانان پاکستان، ملت اسلامیہ اور پوری کائنات کو ذہنی، قلبی، اور روحانی، سکون عطا فرما ۔اور شریعت محمدی ﷺ کی نوری روشنی سے دنیا کو منور فرما ۔یا اللہ ہمیں یہ دن ہماری زندگی میں دکھا ۔آمین

۱۔ اسلام ایک نور کا خزانہ ہے۔ قرآن پاک اس نور کی قندیلوں سے بھرا پڑا ہے۔ پوری انسانیت کے لئے رشد وہدائت کے چراغ اسی سے روشن ہوتے ہیں۔ اس کتاب مقدس کو علمائے دین پڑھانے، سمجھانے اور ضابطہ حیات کی حدود وقیود سے مخلوق خدا کو آگاہی اور آشنائی کرواتے آرہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت وسنت کا درس، علم و عمل کی روشنی کی کرنیں عام کئے جاتے ہیں۔ اب بھی اس اجڑے گلستان میں قلیل سی تعداد میں بلبلیں نالہ، سودوزیاں، چھیڑے اسلام کے نفاذ کیلئے عمل پیرا اور جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

۲۔ دوسرے مشائخ کرام جو دنیا کی بے ثباتی اور حقائق کی روشنی میں اس دارالفناہ کے فانی ہونے کا احساس عنائیت کرنے والے۔ سائل کو اثر وتاثیر بخشنے والے، محبت واخوت اور درد دل بانٹنے والے، سوز وگداز عطا کرنے والے، آنسوؤں کو موتیوں میں ڈھالنے والے، سودوزیاں میں ڈوبے ہوؤں کو کنارے لگانے والے، شب بیداری کے ساز کو سوز بخشنے والے، من کی بانسری کو سروں میں ڈھالنے والے، تنہایوں میں ھو سے تعارف کروانے والے، مدینۃ العلم اور باب العلم کی گلیوں میں نقش پا کو چومنے والے، جن کے دلوں کے راڈار میں صرف اور صرف صَلِ علیٰ، صَلِ علیٰ کی لہریں رقص کرتی ہوں۔ جو اس ذکر وفکر کے ریموٹ کنٹرول سے نگاہ شوق سے علم عطا کرتے ہوں۔ اور سوئے حرم کا سفر جاری وساری رکھے ہوئے ہوں۔ یعنی درویش، فقیر، ولی اللہ۔ یا اللہ والے، جو دین محمدی ﷺ کے نور سے سراپا منور ہوتے ہیں۔ وہ انسانیت کو باطن کے ظلمت کدہ سے نکال کر روحانیت کے تقدس کے روشن چراغ دلوں میں جلاتے چلے آرہے ہیں۔ وہ سوز دل، سوز جگر، کی تڑپ سے بیدار دل اور بینا آنکھ عطا کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ اس دور جدید میں چند ایک علما جن کے اصل فرائض دین کی ظاہری تعلیم وتربیت کرنا، اور دوسرے مشائخ کرام کا فریضہ اس ظاہری علوم کو نگاہ فیض سے معطر اور مشفق کر کے روحانیت کے چراغ روشن کرنا تھا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ دنیا کی بے ثباتی کی قندیلیں دلوں میں روشن کرتے۔ ضروریات قلیل سے قلیل رکھنے کی تلقین فرماتے اور زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق گزارتے اور مخلوق خدا کے حقوق کی بجا آوری کا خیال رکھتے اور حضور نبی کریم ﷺ کے عمل کی شمع سے منور کرتے۔ کتابی علم اور اس کائنات کی کھلی کتاب میں غور اور فکر کی عبادت سے آشنا فرماتے۔ وہ خوف خدا کو انسانوں کے دلوں میں وارد اور مسلط کرتے۔ وہ حق تلفیوں، ظلم، زیادتی، ناانصافی، عدل کشی، ڈاکے، رشوت، کمیشن، دہشت گردی کے مافیا یعنی دین ودنیا کی بداعمالی اور بربادی سے انسانیت کو محفوظ فرماتے۔ جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاست دانوں، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی اور حکمرانوں کو راہ راست پر لاتے۔ وہ اخوت ومحبت، ادب وخدمت، ایثار، نثار، انسانی ہمدردی، درگزر اور بہترین اوصاف اور اعلیٰ اخلاق کی نشو ونما فرماتے۔ ناصب، فاجر، فاسق، منافق اور ہر قسم کی بدکرداریوں کو دین کی اس چتا میں بھسم کر کے ملک وملت کو ایک اعتدال ومساوات اور جذبہ، خدمت وادب سے لبریز معاشرے کی تشکیل وتکمیل فرماتے۔ ملک امن کا گہوارہ بنا ہوتا۔ انہوں نے تو اپنے اپنے گھونسلوں میں دین کی شمع روشن کرنے کی بجائے، مسجدوں اور پیر خانوں میں رشد وہدایت کا سبق سکھانے کی بجائے، ملت کو شرم وحیا کا لباس پہنانے کی بجائے، انسان کو انسانیت سے متعارف کروانے کی بجائے، مقصد حیات کے رموز اور سرائے فانی کے عقدے کھولنے کی بجائے، حق وباطل کے میٹھے کڑوے سمندروں کی نشان دہی کرنے کی بجائے، علم کو عمل کا لباس اور مسلمانوں کو فقر کی زرا پہنانے کی بجائے، اخوت ومحبت کا پیغام مخلوق خدا تک پہنچانے کی بجائے، حرص وہوس کی تند وتیز آگ بجھانے کی بجائے، مساجد اور درسگاہوں میں اصحاب صفہ کی طرز کے نایاب گوہر تیار کرنے کی بجائے، حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور حسن خلق کو اپنانے کی بجائے، وہ اس انسانی فلاح کے روشن ومنور راستہ کو بھول گئے۔ وہ میر کارواں، رہزن کارواں بن گئے۔ ان سے ایسی بھول ہوئی کہ وہ احساس زیاں سے بھی محروم ہوتے گئے۔ وہ دنیا اور اسکی ضروریات کے حصول میں گم ہوتے گئے۔ وہ حکومتی ٹولہ، انکے مغربی جمہوریت کے قرآن حکیم کے متصادم کفر کے نظام حکومت کے دعا گو بن گئے۔

۴۔ ان دونوں بدبخت، خودساختہ خودغرض سیاسی علماء اور بے نور مشائخ کرام نے ملت کے ساتھ ایک ایسا دھوکہ کیا کہ دین محمدیﷺ کے ان دونوں دینی بازؤں نے مغربی جمہوریت کے نظام حکومت سے مفاہمت اور اسکی اطاعت قبول کر لی۔ملت اسلامیہ کے بنیادی اسلامی اقدار اور کردار کو کفر کے نظام حکومت کی تلوار سے تہس نہس کر دیا۔ان بے عمل دنیادار اور بصیرت سے محروم نام نہاد مذہبی پیشواؤں نے مرسیڈیز، پجارو، لینڈ کروزر، رشوت، کمیشن، کوٹھیوں، محلوں، شاہی ایوانوں اور ہر قسم کے قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف جمہوریت کے استحصالی مغربی کلچر کے حکومتی مافیا میں شامل ہوتے اور اسکے کلچر کے مافیہ کا حصہ بنتے گئے۔دولت اور ڈالروں کی جھنکار اور حکومتی ایوانوں میں مست ہو کر ملک میں مادہ پرست یہودیت، عیسائت، ہندوازم کے نظریات پر مبنی مغربی جمہوریت کے کھیل میں شامل ہوتے گئے۔مسلم امہ کے کردار و تشخص کو کینسر بن کر چمٹ گئے۔قرآن حکیم کے نظریات کی عملی زندگی، اسلامی تعلیمات اور بنیادی اقدار کو سرکاری سرفرازی سے محروم کر کے رکھ دیا۔مغربی جمہوریت کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ خودساختہ باطل اصول وضوابط اور غاصب قوانین اور طریقہ کار کا حصہ بنتے گئے۔دینی رہبر دینی رہزن بن گئے۔فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے چھ سات ہزار جاگیردار، سرمایادار غاصبوں سے منسلک ہو کر دینی سیاسی جماعتیں تشکیل دیں اور عملی طور پر اس باطل نظام حکومت کی روشنی میں الیکشنوں میں حصہ لیا۔صوبائی، وفاقی اور سینیٹ کے ممبران بنے۔اسی نظام حکومت کے مشیروں، وزیروں کے عہدوں پر بھی فائز ہوتے آرہے ہیں۔مغربی جمہوریت، اسکا مغربی تہذیب وتمدن اور مغربی کلچر کو مسلم امہ پر مسلط کرنے کے برابر کے شریک اور مجرم ہیں۔ملت کو اسلامی ضابطہ حیات عطا کرنے والے مغرب کے میخانہ کے ساقی بن گئے۔

۵۔ ان علمائے دین نے اپنے سیاسی ورکروں کو تیار کیا اور ان اسلامی درسگاہوں میں صدقات، زکوۃ، چندوں۔قربانی کی کھالوں اور حکومت کو بلیک میل کر کے اکھٹی کی ہوئی دولت سے اپنی بودوباش اور عیش وعشرت کی زندگی کو اپنایا۔رزق حلال اور محنت کی زندگی سے گریز کیا اور یہ سیاسی دینی ادارے اپنی منفعت اور پجارو کلچر کے لئے چلائے۔اسی طرز پر پیرانِ کرام، گدی نشینوں، مشائخ کرام نے عقیدت مندوں سے نقد نذرانے اور ووٹ حاصل کیے، تحفے، تحائف، چندے اور حکومتی اقتدار میں مشیروں، وزیروں، وزیراعظم کے عہدے حاصل کیے۔بقایا نے حکومت وقت سے تعاون کر کے چوری چھپے وظائف لیتے چلے آرہے ہیں۔تعیش کی زندگی کو چلانے کیلئے ہر قسم کی جائز وناجائز، مراعات، سہولتیں ہر دور حکومت میں اپنی خواہشات کے مطابق حاصل کرتے آرہے ہیں۔ان مادی وسائل کے حصول کے عوض انہوں نے ان شعبوں کے تقدس، عظمت، اور حیا کو سرعام فروخت کیا۔اپنے آباؤ اجداد کے قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات اور اصلی روحانی مشن، تعلیم وتربیت، اور روحانیت کی طاقت کو اپنی ان بداعمالیوں، بدکرداریوں، ہوس پرستی، زن پرستی، زرپرستی، اور ہر قسم کی دنیاوی غرض وغائیت کی بھینٹ چڑھا دیا۔اپنے آباؤ اجداد کے عظیم ناموں، کارناموں، اور ان کے مزارات سے منسلک روحانی فیوض حاصل کرنے والے عوام الناس کو ان طیب ہستیوں سے متنفر اور گمراہ کرنے میں وہ رول ادا کیا۔جو دین کے منکر اور کافر بھی نہیں کر سکتے۔

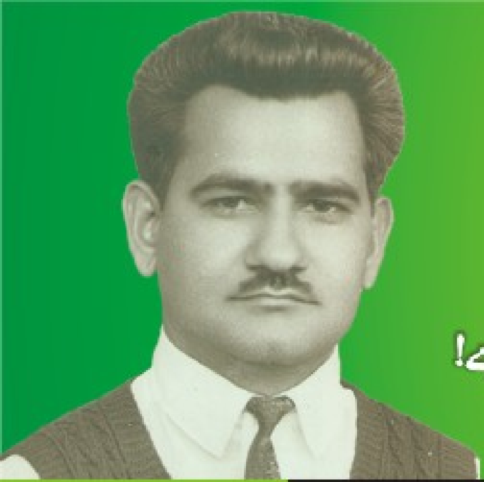

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۔ انہوں نے مشائخ کرام کے روپ میں لنگر خانے، قائم کر رکھے ہیں۔ بڑے بڑے کھانوں اور شاہی اخراجات اور سامان تعیش کو اپنی تمام بداعمالیوں، بے حیائیوں، سمگلنگ، چور بازاری، لوٹ کھسوٹ، ناجائز ذرائع آمدن، رشوت، کمیشن اور کرپشن کے ڈھانپے ہوئے پردوں میں اس سلسلہ کو جاری کیے ہوئے ہیں اس طرح وہ نام نہاد بزرگانِ دین دعا کے فیض بانٹتے ہیں۔ان بڑے بڑے لنگر خانوں اور شاہی اخراجات سے سادہ لوح عوام الناس کو ورطہء حیرت میں ڈال رکھا ہے اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ ان کو یہ مخفی خزانے، ان بزرگان دین اور صاحب مزار ہستیوں نے عطا کیے ہیں۔جن کے وہ نائب اور مصاحب ہیں۔وہ بھول گئے کہ ان طیب ہستیوں نے تو یہ لنگر شریف درس و تدریس حاصل کرنے والے طالب علموں، مسافروں، اور مستحق عوام الناس کی بہبود اور دین کو پھیلانے کی غرض سے معرض وجود میں لائے تھے۔وہ تو اصحاب صفہ کی طرز پر انمول کردار دین کی روشنی میں تیار کرتے۔جو اس ظلمت کدہ کے گھپ اندھیروں میں ماہتاب کا فریضہ ادا کرتے۔وہ لنگر خانے نہائت سادہ، مختصر، اور کم خرچ کھانوں پر مشتمل ہوتے۔وہ انہیں انسانیت کی ضرورت اور دین کی خدمت کے تصرف میں لاتے، نہ کہ ان دین کے روحانی بھیڑیوں کی طرح ان شاہی اور تفاوتی لنگر خانوں کو اپنی انا، شہرت، عزت اور سیاسی اثر و رسوخ یا بڑے پن کو قائم رکھنے کے لئے بڑے بڑے شاہی کھانے، شاہی ہوٹلوں کی طرز پر، وقت کے غاصبوں، مشیروں، وزیروں، لیڈروں اور اپنے حلقہ کے عقیدت مندوں کو پیش کرتے اور اپنی روحانی طاقت کے تصرف کا مظاہرہ کرتے۔ہر نئے آنے والے کو ورطہء حیرت میں ڈالنے، اور اچھے کھانے پیش کر کے اپنی فقیری کی دھاک بٹھاتے چلے آرہے ہیں۔سیاہ کار سیاستدانوں، غاصب حکمرانوں اور اقتدار کے بھوکے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے ان بھگیاڑوں کو اس باطل، غاصب بے دین جمہوری نظام کو چلانے کیلئے دعا کا فیض جاری کرنے کو دین سمجھ بیٹھے ہیں۔جبکہ یہ بدنصیب خدا اور رسولﷺ کے خلاف کھلی جنگ میں ملوث ہیں اور عوام الناس کو دین کی عقیدت و ادب کے عذاب میں ڈھالنے کا ذریعہ بنا چکے ہیں۔حالانکہ یہ تمام اخراجات اور یہ تمام عیش و عشرت کی زندگی، ٹیلی فون، کوٹھیاں، کاریں، زمینیں، جائیدادیں، انہی بڑے بڑے عقیدت مندوں کے پیش کردہ نذرانوں اور حکومتوں کے سرکاری بھتوں اور بلیک میلنگ سے حاصل کی ہوئی حرام، باطل، دولت کا یہ اسلام کش کھیل، فقیروں، درویشوں، کے مسکنوں میں ان کرگسوں اور گدھوں نے دین کے مقبول و محبوب نظام کو نوچنے اور اپاہج کرنے کے عمل کو جاری کر رکھا ہے۔یہ دین کے علوم کے کینسر، یہ دینی روحانیت کے کینسر، ان کے حساب بیباک ہونے کا وقت آن پہنچا ہے۔راہ سلوک کے مسافران راہزنوں کو عبرت گاہ تک پہنچانے کا شاہی فرمان وصول کر چکے ہیں۔ان کے باطل کدوں میں ان کی بربادی کا گجر بج چکا ہے۔ان کے زندگی کے ایام اب سمٹ چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماویں اور توبہ کا دران پر وا کریں۔آمین

۷۔ معزز علمائے کرام اور اہل نسبت درویشوں، بزرگان دین کے عملی کردار کو عزت واحترام، ادب ومحبت، خدمت وایثار، پیش کرنے والوں سے بڑی عجز وانکساری سے گوش گزار ہوں کہ ان حقائق کو سمجھیں، پرکھیں، خدا ورسول ﷺ کی خوشنودی کے لئے آگے بڑھیں۔ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ زمانہ بڑی تیزی کے ساتھ نئی صدی کے جدید دور میں نئی نئی جدتیں، بڑی بڑی کامیابیاں، بڑے بڑے کارناموں کے ساتھ داخل ہو رہا ہے۔ آپ بھی مسلمانوں کو اسلام کی اصل روح سے متعارف فرمائیں۔ قول وفعل کے تضاد کے عذاب سے ملت کو نجات دلائیں۔ اس ملت کے ساتھ اقوام عالم کا رویہ اور حسن سلوک کیا ہے۔ اور بین الاقوامی سطح پر اس پر کیا گزر رہی ہے، اسکی وجہ کیا ہے اس پر بھی غور کریں۔ کیا انکی بداعمالیاں وجہء ذلالت تو نہیں۔ امریکہ ہو یا روس، اسرائیل ہو یا ہندوستان، مشرق ہو یا مغرب، مسلمان جہاں جہاں بھی ان کو نظر آئے' ان کے ساتھ ظلم، تشدد، بربریت، ان کے قتال، ان کو نیست و نابود کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں۔ مصر ہو یا شام، اردن ہو یا فلسطین، عراق ہو یا ایران، پاکستان ہو یا افغانستان، کوسووا ہو یا بوسنیا، انڈونیشیا، ہو یا چیچنیا۔ سعودی عرب ہو یا کوئی اور گلف سٹیٹ، وہ سب اقوام، ممالک اور عالمی طاقتیں مسلمانوں کو کچلنے اور ختم کرنے پر تلے ہوئی ہیں۔ اور اسی نصب العین کے تحت، دنیا کے ہر کونے میں مسلمانوں کے لئے سازشوں کے جال پھیلائے ہوئے ہیں اور ان کو اس صفحہ ہستی سے مٹانے کا عمل جاری ہے۔ ادھر گھر میں یعنی مسلمانوں میں ان عالموں اور مشائخوں نے ات مچا رکھی ہے۔ دین کی اقدار کو نگلنے میں بڑا اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ بھیڑیوں کی طرح اقتدار کے درندوں سے مل کر ملت اسلامیہ کی اصل روح مسخ کر رہے ہیں۔ معاشی خون پی رہے ہیں اور گوشت پوست نوچتے چلے آ رہے ہیں۔ دین کے متضاد، باطل، غاصب اقدار کو اپنا کر انہوں نے ملت کے تشخص کو مسخ کر دیا اور اس طریقہ کار نے ملک کو دنیا کی بدترین اسلامی درس گاہ بنا رکھا ہے۔ یہ اقوام عالم میں رسوائی اور ذلت سے دوچار کرنے میں حکمرانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اچھا کردار اعلیٰ کردار، اور حسن کردار، جس سے خدا کی آواز کی گونج پیدا ہوتی ہے۔ وہ ملک میں جاگیرداروں، سرمایہ داروں، نوکر شاہی، فوج شاہی، منصف شاہی، ان معزز علمائے کرام اور مشائخ کرام نے مل کر اس آسمانی گونج کو ختم کر دیا ہے۔ ملت کو دین اور اس کے عمل کے معجزات سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اب جوش کردار کی تمنا مسلمانوں میں بیدار ہو چکی ہے۔ ذوق انقلاب کی راہ، بڑی تیزی کے ساتھ بحال کرنے کا اپنا عمل شروع کر چکی ہے۔ یہ بیداری، یہ اضطراب، یہ درد، یہ سوز، یہ نالے، یہ آہ وفغاں، یہ تڑپ، یہ احساس زیاں، اس آرزو کی آبیاری کر رہے ہیں۔ یہ بتانِ آزری اپنا وقت پورا کر چکے ہیں۔ ان کا پاش پاش ہونا ان کا مقدر ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

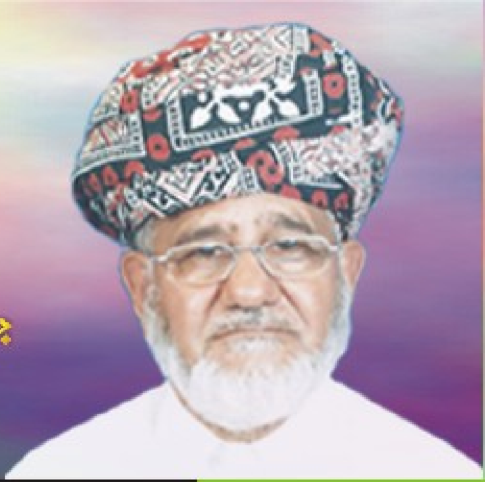

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۸۔ جب کہ گزشتہ بزرگان دین کی عملی زندگی نہائت سادہ، عبادت گزار، شب بیداری، ایثار و نثار، محبت، اخوت، درگذر، عفو، پرہیز گاری، دین کی اصل روح کے قریب گزری۔ ان کے عمل کی خوشبو جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے معطر و مشفق ہوتی جاتی ہے۔ یہ مشفق، پاک باز اور معطر ہستیاں لوگوں کو اپنی روحانی کشش سے تر و تازہ رکھتی اور اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں۔ لیکن اس دور کے بہروپیوں کے ظاہری فقیرانہ روپ کو دیکھ کر بڑے بڑے لوگ، مشیر، وزیر، سیشن جج، ہائی کورٹ کے جج، سپریم کورٹ کے جج اور چیف جسٹس صاحبان اور بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائض، افسرانِ بالا، ان کے علاوہ سرمائے دار، جاگیردار، سیاست دان، حکمران اپنی اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے ان کی چوکھٹ پر حاضری دیتے چلے آ رہے ہیں اور ان کے فیض سے مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام میں یہ کامیاب و کامران زندگیاں گزارتے ہیں۔ انہوں نے اس باطل طرز حیات کو اپنایا اور روحانیت کی ان روحانی گدیوں کو چلا کر ضرورت اور اقتدار کے مارے، بھوکے، لالچی، خودغرض، سمگلروں، رشوت خوروں، لٹیروں، رہزنوں، بھیڑیوں، بھگیاڑوں اور درندوں کو دعاؤں کے فیض سے نوازتے چلے آ رہے ہیں۔ حکومت وقت سے ان کے جائز، ناجائز کام کروا کر اپنی رشوتوں کے معقول معاوضے اور بھتے حاصل کرنے کا نظام قائم کر رکھا ہے۔ یہ مسیحا، بیماروں کو شفا بخشنے کے مختلف طور طریقوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ عبرت کے بحر میں فنا ہونا ان کا مقدر بن چکا ہے۔ یہ شب بیداری کی ندائیں، آنسو، سسکیاں، ہچکیاں، آہیں، آہ و زاریاں، شوق و ذوق کی ہواؤں سے مغموم معمور مخمور، فضاء پیدا کر چکی ہیں۔ اب یہ ساز مضراب کے لئے مضطرب ہے۔ اتنا جانتا ہوں کہ الفاظ بھی وہی ہوتے ہیں۔ اور ان کے معنی بھی وہی ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ اے رب رحیم، جب تیری ذات اقدس، ان کو تاثیر بخشتی ہے۔ تو ان میں طاقت اور توفیق کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور انسانوں کے دلوں میں ان کا عزت و وقار، قائم ہو جاتا ہے۔ یا اللہ! اس ملک اور ملت کو دین اور دنیا میں سرفرازی عطا فرما۔ دیدہ بینا بھی دے اور بیداری بھی عطا کر۔ چٹائی رسول ﷺ بھی بخش اور اس کے انعامات سے بھی نواز۔ اسلام کی تعلیمات اور اقتدار کو بروئے کار لانے کی دعا بھی قبول فرما۔ آمین۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۹۔ کبھی خاموش دعا، کبھی کسی صاحب مزار کے پاس دعا کے لئے حاضری کا حکم، کبھی کوئی صدقہ ادا کرنے کا حکم، کبھی کوئی ورد، کبھی کوئی تعویز، یعنی یہ ہر قسم کی حاجت روائی، ہر مشکل کی کنجی، ہر میدان کی فتح، ملازمتوں، اقتدار، حکومتوں کو فناہ و بقا کے احکام جاری کرتے، کامیابی اور کامرانی کے فیوض، تقسیم کرتے اور بخشتے رہتے ہیں۔ جتنے بڑے بڑے معاشی معاشرتی قاتل بلیکئے، سمگلران کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ وہ اتنے ہی مستند درویش اور فقیر مانے جاتے ہیں۔ دین کو ضروریات کا بت بنا کر خود اسکے متولی بن گئے ہیں جتنی زیادہ حرص و ہوس کی گدھیں انکے گرد جمع ہوتی ہیں اتنے ہی یہ مستند مشائخ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ خدا نخواستہ یہ کبھی خود بیمار پڑ جائیں۔ تو بڑے بڑے ڈاکٹروں، ہسپتالوں' ملک کے اندر یا بیرون ممالک اپنی بیماریوں کے علاج معالجے کے لئے دربدر، بدحالی کے روپ میں ذلیل و خوار ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر مغربی ممالک یا ان کے قائم کئے ہوئے ملکی ہسپتالوں میں دم توڑتے اور فارغ ہوتے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے مغرب کی تہذیب، اور انہی کی جمہوریت کے سیاسی کردار کو اپنایا۔ چند ایک علماء اور مشائخ کرام ان عظیم ہستیوں کے روپ میں اس دور کے ابو جہل، مغرب کے جمہوریت کے آلہ کار بن کر ملت اسلامیہ کو گمراہ اور اسکے ساتھ دھوکا کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ جمہوریت کی کشتی میں بیٹھ کر اس کے تمام غیر اسلامی قوانین، ضوابط۔ اصول، طریقے، اور طرز حیات کو اپناتے چلے آرہے ہیں۔ وہ مغربی جمہوریت کے وضع کردہ قوانین و ضوابط کے تحت غیر اسلامی، غیر دینی، بدترین نظام حکومت کو ملک میں قائم کرنے کے لئے الیکشنوں میں حصہ لینے، اور کامیابی کی صورت میں صوبائی، اور وفاقی اسمبلیوں کے ممبران بنتے چلے آرہے ہیں اور ان کے علاوہ بیشتر ان نام نہاد مشائخ کرام کی دعاؤں کا نتیجہ نظر آتے ہیں۔ جمہوریت کی بننے والی صوبائی، وفاقی، حکومتوں میں مشیر و وزیر بھی بنتے چلے آرہے ہیں اور جمہوریت کے عمل کو اپنانے اور انہی کے تحت اپنی زندگیوں اور اپنے پیروکاروں کی زندگیوں کو ڈھالنے کا عمل اپنائے ہوئے ہیں۔ اس جمہوریت کے باطل، غاصب اور بے دین نظام حکومت اور اس کے ارکان کے دعاگو، پیرانِ کلیسا بھی ان عالموں اور مولانا صاحبان سے کسی لحاظ میں پیچھے نہیں رہے۔ یہ دونوں بہروپئے دین کے روپ میں اہل وطن کے ساتھ منافقت کا بدترین کھیل کھیلنے میں مصروف چلے آرہے ہیں۔ عوام ان کی گمراہی کے ثمرات سے دوچار ہو رہے ہیں۔ کفر اور منافقت کی تمام باطل، غاصب، بے دین قوتیں، انہی کے زیر اثر معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لئے جا رہی ہیں۔ اسلام کے نام پر غیر اسلامی طرز حیات انکی زندگی کا نصب العین بن چکا ہے۔ ورثہ میں ملے ہوئے اس دینی اور روحانی غیر اسلامی مغربی جمہوریت کے نظام حیات نے مسلمانوں کے کریکٹر و کردار کو کینسر کی طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۰۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ کم از کم دینی جماعتیں اور مشائخ کرام تو ایک مرکز پر اکٹھے ہو کر اسلامائزیشن کے لئے کام کرتے۔ یقیناً عوام الناس ان کا پوری طرح ساتھ دیتے۔ لیکن یہ تو خود اس سسٹم اور نظام سے ذاتی منفعتیں، سیاسی اثر و رسوخ اور اسی نظام میں اقتدار حاصل کرنے کیلئے اس نظام کو قائم رکھنے اور چلانے کے لئے کوشاں چلے آ رہے ہیں اور اسی باطل نظام اور سسٹم کے پجاری بن چکے ہیں۔ ان کا دین کے ساتھ کوئی دور کا تعلق بھی نہیں۔ وہ تو پیرانِ کلیسا ہی کہلا سکتے ہیں۔ ایسے کریکٹر خارج از اسلام اور بدترین منافق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھائے اور سادہ لوح معصوم انسانوں کو ان نام نہاد دینی درندوں سے نجات عطا فرماویں تا کہ اسلام کے نام لیوا مسلمان دینی تعلیمات کی روشنی میں تمام دینی اقدار اور اعلیٰ اخلاق اپنانے کے قابل ہو سکیں۔ آمین۔

۱۱۔ پچھلے ۵۳ سالوں سے علما کرام رائج الوقت حکومتوں کے ساتھ مختلف شکلوں میں اپنا رول ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ کچھ حکمرانوں کا ساتھ دیتے اور کچھ ان کے خلاف یعنی اپوزیشن کے ساتھ منسلک ہوتے۔ ان میں سے بیشتر نے اسلام کے نام پر فرقہ وارانہ اپنی ذاتی دینی سیاسی جماعتیں تشکیل دے رکھی ہیں۔ ان دینی رہنماؤں نے اس غیر اسلامی نظام کو چلانے اور اس کی جڑیں مضبوط کرنے کے جرم میں برابر کے شریک اور اپنا اہم رول ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ بطور ایم پی اے، ایم این اے، سینٹر، مشیر، وزیر کے اہم سرکاری عہدوں پر فائض ہوتے رہے۔ غیر اسلامی نظام حکومت کے اعلیٰ منصب، سماجی اثر و رسوخ، سرکاری خزانہ میں باطل سسٹم کے مطابق ناجائز سرکاری مراعات، کوٹھیاں، کاریں، شاہی رہائشیں، اپنے احباب اور سیاسی ورکروں کے جائز ناجائز کام ہر دور میں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ اسلام کے نام پر جماعتیں تشکیل دیتے ہیں اور اسلامی ڈھانچے کو نیست و نابود کرنے والے ادارے، جمہوریت کے نظام کو بڑے فخر سے چلاتے اور حکمرانی کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ یہ کیسے منافق دینی علما کرام ہیں۔

۱۲۔ اسی طرح کور چشم، گدی نشین پیران اور ان کے حلقہء عقیدت کے معصوم اور سادہ لوح عقیدت مندوں کے پاس، ایسے پیران کی مستند فقیری اور درویشی اور اللہ والے ہونے کی ظاہری اور باطنی سند یہی ہوتی ہے کہ ان کی چوکھٹ پر ملک کے تمام حاکم وقت حاضری دیتے ہوں۔ ایم پی اے، ایم این اے، مشیر، وزیر، افسرانِ بالا راشی، کرپٹ، ظالم، سفاک، سمگلر، معاشی قاتل، رہزن، سیاسی لیڈران، اعلیٰ قسم کے مقرر، خوش الحان علما کرام، عظیم نعت خواں، ان کی شان میں الفاظ کی حرمت کی توہین کرتے ہوئے ایسے جملے ادا کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے ایسے روحانیت کے درجات بیان کرتے جاتے ہیں۔ جن کے نہ تو وہ معنی جانتے ہوتے ہیں اور نہ ان مقامات سے کبھی گزرے ہوتے ہیں۔ یہ تمام جاہل علما اور جھوٹے تعریفیں کرنے والے مقررین اور پیشہ ور خوش الحان نعت خواں کا اجتماع اپنی پیری فقیری اور روحانی مقامات کے درجات کی بلندی کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلام کے ایک طاقتور روحانی شعبہ کو یہ بدبخت اپنی آسودہ زندگی گزارنے، جاہ و حشمت اور اپنی سیاسی روحانی گدی کو جلا بخشنے اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے اپنی عظمت کے باطل کدہ کو مقام عروج تک پہنچانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے کھانے کسی روحانی طاقت یا جنات کے وسائل سے مہیا نہیں ہوتے۔ وہ تو بڑے بڑے کاموں کے عوض شاہی نذرانے، سرکاری بھتے، ہر گھناؤنے جرم سے حاصل کی ہوئی آمدنی، اس طیب شعبہ کی عصمت کو فروخت کر کے اکٹھی کی ہوئی دولت، ان طرح طرح کے معاشی آلودگی کے تعفن اور سڑاند سے بھرے ہوئے بے شمار کھانے ان کی باطل روحانی اکیڈمیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں کی پیداوار رہیں۔ ان کی دعاؤں کے فیض سرعام فروخت ہوتے ہیں۔ ان کی دعائیں اتنی باطل، غاصب اور ان کی طرح عیار، مکار و منافق ہیں کہ دین کی روشنی میں ملت کی کردار سازی کی طرف اٹھتی ہی نہیں۔

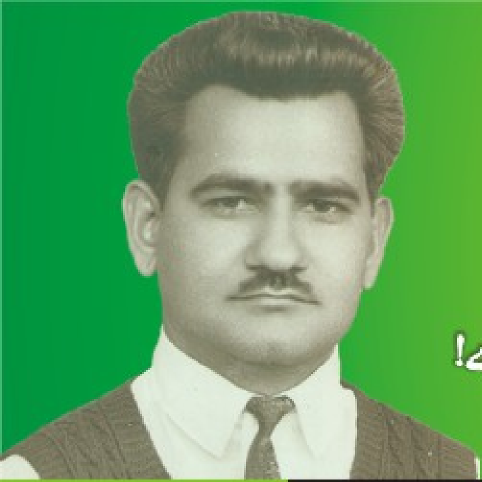

۱۳۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اگر ان کا بیٹا، بھائی یا کوئی اور رشتہ دار اس جہان فانی سے رخصت ہو جائے تو اس کی خبر پورے ملک میں آگ کی طرح پھیل جائے۔ افسوس اور غم میں شرکت کے لئے سیاست دانوں، ورکروں، طالب علموں اور ان کے نمائندوں کا ہجوم اکٹھا ہو جائے اور کئی روز تک یہ ماتم کدہ اور غم کدہ آباد اور سلسلہ جاری رہے۔ دوسری طرف یہ اپنے اپنے فرقے کے داعی، اسلام کے فدائی، سچے عاشق رسول ﷺ، توحید پرستی کے رہبر و رہنما، ہر مسجد، ہر منبر، ہر سٹیج اور ہر مقام پر اپنے اپنے علم کی روشنی میں اسلام کی سرفرازی کو قائم رکھنے کے لئے بڑی بڑی تقریریں، جان، مال اور اولاد کی قربانی کو حکم خداوندی کے تحت، پیش کرنے کی تلقین کرنا، ان کی تبلیغ کا بنیادی حصہ ہے۔ کافروں کے خلاف صف آرا ہو کر جہاد کرنے کا حکم دیں اور اس عمل میں کوتاہی کرنے والے کو خارج از اسلام قرار دیں۔ لیکن ان کا اپنا کمال یہ ہے کہ اس کے برعکس اور متضاد اسلام ہی کی ازلی اور ابدی قدریں اور خدا اور رسول ﷺ کے تمام احکام اور شریعت محمدی ﷺ کے تمام اصول وضوابط اور بنیادی عقائید کو پس پشت ڈال کر اس کی جگہ مادہ پرست عیسائیت کا جمہوری نظام۔ مادہ پرست یہودیت کا معاشی نظام اور ہنود کے طبقاتی نظام کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے پاس کروا کر مسلمانوں پر زبردستی نافذ العمل کرنے والے ٹولہ کے ساتھی اور معاونین کے فرائض ادا کرتے چلے آئیں۔ ملک میں تمام نشر و اشاعت کے ادارے اور ٹی وی پر مغربی جمہوریت کے گیت گائے جائیں اور اس طرح اسلام کی تمام خوبیاں اور تمام صفات اور تمام ارکان ملک میں سسک سسک کر، تڑپ تڑپ کر پچھلے ۵۳ سالوں سے آہستہ آہستہ ان کے سامنے دم توڑ ے جائیں۔ یہ تمام اسلامی اقدار نا قابل استعمال بنا کر نیست و نابود، نا پید اور پامال کرتے جائیں تو ان تمام فرقہ اور عقیدہ پرست اسلام کے سیاسی، مذہبی رہنماوں مفکر عظیم، دینی علمبر دار، حضور ﷺ کے عاشقین، کافروں کے ساتھ جہاد کے وارثوں، کے گھروں میں نہ تو اس عظیم ملی المیہ پر کبھی ان کے ہاں صف ماتم بچھی ہو اور نہ ہی کبھی کوئی آنسو گرا ہو اور نہ ہی افسوس کے لئے ان کے پاس ان کے یہ تمام سیاسی، مذہبی، لٹیرے ساتھی، ورکر اور ان کی درس گاہوں کے طالب علم اس ناگہانی آفات اور اموات سے دوچار ہونے پر کبھی اکٹھے ہوئے ہوں۔ انہوں نے یہ تمام ذرائع تعلق اور ورکر، اپنی اپنی ساخت، اور سیاسی طاقت شو آف کرنے کے لئے محفوظ رکھے ہوتے ہیں۔ وہ تو ان تمام اسباب کو حکومتیں بدلنے، ملک میں توڑ پھوڑ کرنے، ڈنڈے گولیاں، کھانے، اور اسلام کے نام پر شہید ہونے کے لئے پالے ہوتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ان کا اسلام، ان کے مقاصد کی تکمیل تک ہوتا ہے۔ انصاف کا ترازو، انہی مذہبی سیاست دانوں کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ ان علمائے دین، مشائخ کرام اور ان کے اس گھناؤنے، متواتر اور مسلسل اسلام کش عملی زندگی کے بارے میں انہی سے فیصلہ کروا لیتے ہیں کہ یہ اسلام کی روشنی میں دین کی کون سی کیٹگری سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا وہ مادہ پرست عیسائی ہیں۔ یہودی ہیں یا طبقہ پرست ہندو ہیں۔ فاجر ہیں۔ فاسق ہیں۔ مشرک ہیں، منافق ہیں یا مسلمان؟ ان کے یہ اعمال کسی لحاظ سے بھی قابل معافی نہیں۔ فقیروں، درویشوں اور اللہ والوں کی مسند اور مسکن میں بیٹھے ہوئے رہزنوں کو نشانہ عبرت بننا ہوگا۔ دین کے المیہ کے یہ تمام اسباب منظر عام پر آچکے ہیں۔ کڑکتی بجلیاں انکے مسکنوں میں گھس چکی ہیں۔ خاکستر ہونا ان کا مقدر بن چکا ہے۔ یا اللہ یہ بھی تیری ہی مخلوق ہے ان پر رحم فرما۔ ان کی غفلت والی آنکھ کو بیداری عطا فرما۔ آمین

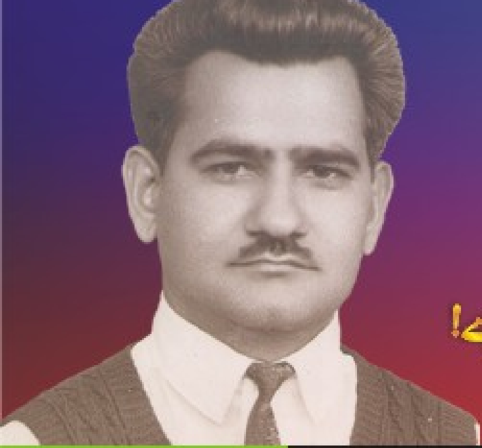

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۴۔ یہ عالم دین، یہ مذہبی جماعتوں کے سیاسی رہنما، جو مغربی جمہوریت کے باطل بطن سے پیدا ہونے والی حکومتوں، حکمرانوں اور اپوزیشن سے برابر کے تعلق قائم رکھتے ہیں اور عملی طور پر جمہوری حکومتوں میں حصہ لیتے ہیں۔ ذاتی منفعت کی سودا بازی کا کھیل خوب سمجھتے اور کھیلتے ہیں۔ جب بھی کوئی حکومت ان کے رشوتی بھتے، جگا ٹیکس اور چندوں میں کمی بیشی کرے یا اپوزیشن سے بہتر مفاد میسر آ رہے ہوں۔ جس طرف کی ہوا کا رخ مناسب اور بہتر ہو۔ یہ اسی طرف کا رخ اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے حالات میں ان کا دین محمدیﷺ کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں رہتا۔ جب بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اسلام کے دیوانوں اور فرزانوں کو یعنی جماعتوں کے طالب علموں، اور ورکروں، کو حکومت وقت سے ٹکرانے، زندگی اور موت کا کھیل کھیلنے کے لئے میدان عمل میں اتار دیتے ہیں۔ اس انقلابی تبدیلی میں نہ ان کا کبھی بیٹا، بھائی، یا کوئی لیڈر مرا ہے۔ اور نہ ہی پچھلے ۵۳ سال کی تاریخ میں ان تمام مذہبی، سیاسی رہنماوں میں سے کسی ایک رہنما کو بھی شہادت نصیب ہوئی ہے۔ جب کہ یہ بے شمار عوام اور ورکروں کو اپنی ذاتی غرض و غائت اور اقتدار کے لئے مرواتے چلے آ رہے ہیں اور شریعت محمدیﷺ کے نفاذ کے لئے اہل دین، اہل ایمان، اہل وطن، اہل طالب حق پرستوں کو بری طرح بلیک میل کرتے چلے آ رہے ہیں۔

۱۵۔ اسلام کی اوٹ اور آڑ میں یہ مغربی جمہوریت کا کھیل کھیلنے والے مذہبی جماعتوں کے یہ قد آور سیاست دان اپنے معاشی فوائد، وزارتوں اور اقتدار کی ہوس اور سیاسی اثر و رسوخ، ہوس زر، دولت اور اپنی اپنی انا کے پجاری، ملکی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے، قتل و غارت اور تشدد کا راستہ اختیار کرنے والے حکمرانوں اور اپوزیشن کے عروج و زوال کے آلہ کار بننے والے۔ شریعت محمدیؐ کے نفاذ کے کیسے داعی ہو سکتے ہیں۔ یہ پیشہ ور دینی دہشت گرد، کاروں، پجاروں، لینڈ کروزروں میں یوں دندناتے پھرتے ہیں۔ جیسے کوئی بلیکیا ڈاکو، سمگلر یا معاشی، معاشرتی قاتل۔ یعنی مغربی جمہوریت کے کفر کے معتبر اور معزز ارکان یا حکمران ہوں۔ ان کے اسلحہ سے لیس باڈی گارڈان کی عظمتوں کے یہ نشان ہیں۔ انکا دین کیساتھ کیا واسطہ، وہ تو معاشی اور معاشرتی دہشت گرد ٹولہ کے ممبران اور لیڈران ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

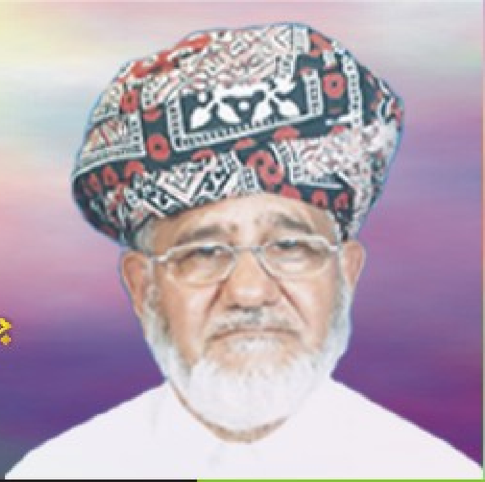

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۶۔ اے پیارے دوستو، ساتھیو اور طالب علمو! وطن عزیز کے رکھوالو! اے دینی سیاسی جماعتوں کے ورکرو! ان کی گرپ اور گرفت سے باہر نکلو۔ ان کو راستگی کا راستہ دکھاؤ۔ سادگی اپناؤ۔ اپنی صفوں کو درست کرلو۔ اسلامائیزیشن کے ملکی اور عملی سطح پر نفاذ کے لئے آگے بڑھو۔ اس قسم کے عالم، فاضل، مفتی، ہر دور میں موجود ہوتے ہیں۔ انہوں نے تو علامہ اقبالؒ اور قائد اعظمؒ کو بھی کبھی معاف نہیں کیا۔ پاکستان کے وجود کے خلاف کام کیا۔ ان کا ماضی اور حال ایک دوسرے سے پوری طرح مطابقت رکھتا ہے۔ ان کی تباہی اور بربادی اپنے عبرت کدے کی دہلیز پر پہنچ چکی ہے۔ ان کا تفاخر، ان کا گھمنڈ، ان کا عطر سے ڈوبا ہوا لباس، ان کی موٹی موٹی گردنیں اور بے ہنگم پلے ہوئے جسم اور بڑی بڑی توندیں، ان کی زندگی کے پورے احوال، خوفناک حد تک بگڑ چکے ہیں۔ دور حاضر کے یہ مذہبی رہنما، جو جمہوریت کے ٹولے کے عملی ورکر۔ وہ ملک میں حسب ضرورت قومی اتحاد قائم کر کے حکومتیں بدلنے کے ماہر اور اس باطل بے لگام نظام کے اندرون خانہ محرم راز۔ سیاسی اقتدار۔ مال، شہرت، بیرون ممالک سے امداد، زکوۃ، صدقات، اور چندوں کی بھرماران کا فناہ فی الدنیا ہونے کے واضح ثبوت ہیں۔ وہ تو سیاست دانوں کی طرح کوٹھیوں، کاروں، فحاشیوں اور آسائشوں کے ایندھن بنے پڑے ہیں۔ دھوکہ دینے والے کے لئے اس سے بڑا اور کیا دھوکہ ہوسکتا ہے کہ وہ دھوکے اور منافقت کی عادت میں ملوث ہو جائے اور وہ بھی جو دین محمدیﷺ کے نام پر دھوکہ دیا جائے۔ یہ اپنی آخرت خراب اور برباد کر چکے ہیں۔ یہ حضورﷺ کی قربت اور ان کی عملی، باطنی اور روحانی زندگی کے کیسے وارث ہوسکتے ہیں۔ ان کی اپنی اولادیں تو مغرب کی تہذیب اور تعلیم کے حصول کیلئے بیرون ممالک پلیں اور پڑھیں اور اسی تہذیب وتمدن کی عیاشیوں اور فحاشیوں سے کھیلتے رہیں۔ وہ اسلام کی کیا خدمت کریں گے۔ آؤ مل کر عوام کو حضور نبی کریمﷺ کی سادہ زندگی، انسانیت کی عزت، ادب، محبت، خلوص، خدمت، اور احترام کے بھولے ہوئے سبق سے آشنا کرائیں۔ اسلام کے ملک میں نفاذ کے لئے کوشش و عمل جاری کریں۔ عدل وانصاف کو معاشرے میں قائم کریں۔ ازلی اور ابدی اقدار کو مسلمانوں کے کردار کا حصہ بنا کر خوشبوئے محمدﷺ زمانے میں پھیلائیں۔ اور ان کی شمع کو روشن کریں۔ اسلام کے نفاذ کے بعد ان غاصبوں کا احتساب بھی پورا پورا ہوگا۔ اس کے بعد اس قسم کی کوئی کونپل اس دھرتی میں نہ پیدا ہوگی اور نہ پنپے گی۔ ان مذہبی سیاست دانوں کا مستقبل بھی انہی حکمرانوں سے وابستہ اور منسلک ہے۔ اگر یہ جماعتیں اسلام کی سچی اور حقیقی داعی ہوتیں۔ تو کبھی بھی اس غیر اسلامی جمہوریت کے نظام میں شمولیت ہرگز ہرگز نہ کرتیں۔ کیونکہ وہ اسلام اور کفر کے فرق سے اچھی طرح آگاہ اور آشنا ہیں۔ وہ اس بات سے بھی اچھی طرح واقف ہیں کہ اس سسٹم اور جمہوری نظام میں شمولیت کے بعد الیکشن میں حصہ لینے، مادہ پرست عیسائیت، یہودیت، طبقہ پرست ہنود کے مروجہ، غیر اسلامی طریقہ کار کو اپنانے، اور اس نظام کے نمائندہ بننے مشاورتوں اور وزارتوں کے قلمدان سنبھالنے کے بعد، ان سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو کس نام سے پکارا جا سکتا ہے۔ عیسائی، یہودی، ہنود، منافق، یا مسلمان؟ ان سے یہ بھی پوچھ لینا مناسب ہوگا کہ سور کا گوشت کلمہ پڑھ لینے سے پاک ہو جاتا ہے اور کھایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی بھی وضاحت کروالیں کہ قرآن پاک پر حلف اٹھا لینے کے بعد دین کے منافی مغربی قوانین وضوابط، باطل، غاصب سسٹم کی پیروی کرنا مسلمانوں کے لئے جائز بن جاتا ہے۔

۱۷۔ خدا ان تمام سیاست دانوں، مذہبی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں، پیران کلیسا کو کفر، منافقت اور جہالت کے اندھیروں سے نجات عطا فرماویں۔ ان تمام مذہبی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو مل بیٹھ کر اس غیر شرعی، غیر اسلامی، غیر دینی طریقوں کو اپنانے کی غلطی کا اعتراف عوام الناس کے سامنے کرنا ہوگا۔ کہ وہ غلطی پر تھے اور ہیں اور ان کو اپنے اس عمل پر استغفار پڑھ کر اس سسٹم اور نظام کی سیاست کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنا ہوگا۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اور ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس باطل، غاصب، اور بے دین زندگی سے نجات حاصل کرلیں۔ اور اس نظام کے تحت ملک میں الیکشنوں کا بائیکاٹ کرنا، دنیاوی زندگی اور آخرت کے لئے بہتر ہوگا۔ اس کے بعد اس سسٹم اور نظام کے خلاف تمام مذہبی جماعتوں کو متحد ہو کر اسلام کے نفاذ کے لئے عمل پیرا ہونا لازم ہوگا۔ پہلے اسلام کا نفاذ اپنی ذات پر کرنا ہوگا۔ پھر حکومت وقت کو اسلامائزیشن کے لئے مجبور کرنا اور اس سلسلہ میں ان کے ساتھ تعاون کرنا ایک نیک شگون ہوگا۔ دنیا میں وہ لوگ عظیم ہوتے ہیں۔ جو اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتے ہیں۔ اگر تنہائی میں اکیلے دینی یا دنیاوی غلطی کی ہو۔ تو تنہائی میں اکیلے معافی مانگ لینا عین حق ہے۔ اگر اجتماع کے روبرو دین کے خلاف کوئی غلطی سرزد ہوتی رہی ہو اور ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو ایسے عمل کی غلطی کی معافی اجتماع کے روبرو مانگنا ضروری ہوتی ہے۔ ان حقائق بالا کی روشنی میں ان کو دین کی اصل اقدار کو اپنانے اور بہتر عاقبت کی توفیق عطا ہونے کی ہم سب مل کر دعا کرتے ہیں اور اس نجس منافقانہ فکر و عمل سے اللہ تعالیٰ ان کو نجات عطا کرے۔ آمین

۱۸۔ یہ مذہبی سیاسی جماعتیں اسلام کے نفاذ میں عملی طور پر بڑی بری طرح حائل ہو چکی ہیں۔ اگر یہ ملک میں اس مغربی جمہوریت کے نظام میں شمولیت نہ کرتیں اور اپنے مشن پر قائم و دائم رہتیں تو یقیناً آج ملک کی صورت حال کچھ سے کچھ ہوتی۔ لیکن یہ نفس پرست، زر پرست، عیش و عشرت کے دلدادہ، پجارو اور لینڈ کروزروں اور شاہی محلوں میں لطف اندوز اور عیش و عشرت کی رنگینیاں اور غیر دینی زندگی کو یہ کیسے اپناتے۔ خدا ان مذہبی جماعتوں کے سیاسی رہنماؤں کو درگزر اور معاف فرمائے اور ان کو دین کی آسودگی عطا کرے۔ اپنے منصب کے فرائض نبھانے کی توفیق بھی دے۔ آمین

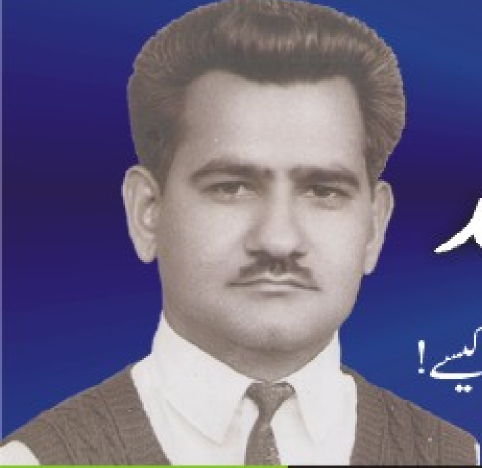

۱۹۔ دین کی تعلیمات کی قندیلیں، جہاں دل و دماغ کو روشن اور منور کرتی ہیں۔تاریکی سے نکال کر روشنی کا سفر عطا کرتی ہیں۔ جہاں مخلوق خدا کے ادب واحترام اور اخوت کے درس سے آگاہی دیتی ہیں۔ جہاں عمدہ، بہتر اور پرکشش، اخلاق پیش کرنے کے آداب سکھاتی ہیں۔ جہاں فطرت کے مطابق عمل کا درس اور اس کی افادیت سمجھاتی ہیں اور انسانیت کو فطرت شناس کراتی ہیں۔ جہاں انسانیت کو عدل وانصاف کے بنیادی ضوابط سے آگاہ کرتی ہیں، جہاں مساوات کے ازلی اصولوں کے ایسے الہامی گر سکھاتی ہیں۔ جو انسانی فطرت کے مطابق اور ہر کس و ناکس کے حقوق کا تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ جہاں رنگ ونسل جغرافیائی حدود کے امتیازات، ختم کرکے آقا وغلام کے معنی بدل کر سب قیود سے بالا ہو کر ایک صف میں کھڑا کر کے ایک جیسے حقوق، ایک جیسی عزت و احترام کے مقام سے آشنائی کی دل کش روشنی، میں پوری انسانیت کو اپنے احاطے میں لے لیتی ہیں۔ جہاں سائل کو سوال سے پہلے اس کے مسائل کو حل کرنے کی تمنا بیدار کرتی ہے۔ جہاں اخوت ومحبت کے رشتوں میں پوری انسانیت کو ایک تسبیح کے دانوں کی طرح سمیٹ لیتی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید، اس کی حمد وثنا اس کے آسمانوں، زمین، سورج، چاند، ستاروں، پہاڑوں، دریاؤں، سمندروں، میدانوں، صحراؤں، بیابانوں، بادلوں، گرج، چمک، اور بارشوں، زمین پانی کے ملاپ، خوراک، لباس، سبزیاں، پھل، میوہ جات، سبزہ گل، رنگ وبو، حیوانات، جمادات، نباتات، ذرے کا دل چیر نے سے لے کر دل کی آہ تک۔ بابا آدم سے لے کر اماں حوا تک، خیر سے لے کر شر تک، اس جہان رنگ وبو سے لے کر موت تک، مقام برزخ سے لے کر قیامت تک، دوزخ سے لے کر جنت تک، کے مالک کل، یعنی اللہ تعالیٰ سے آشنائی اور اس کی کبریائی کی آگاہی کے انعامات سے نوازا۔انسانیت کی درس و تدریس کیلئے جہاں، اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خدا انسانوں کی رہبری ورہنمائی کے لئے اس کائنات میں وقتاً فوقتاً مختلف ادوار میں مخصوص تعلیم کے ساتھ بھیجے، اور انہوں نے اپنے اپنے فرائض ادا کیے۔توریت، انجیل، زبور، مقدس الہامی کتابیں معاشرے کی اصلاح وتشکیل کے لئے نازل فرمائیں۔ ان کی امتوں نے ان کی کتابوں کو بدل دیا۔اور اس کے بعد پوری انسانیت کے لئے جامع اور آخری کتاب قرآن پاک اپنے مقبول ومحبوب پیغمبر، حضرت محمدﷺ پر نازل فرمائی۔یہ آخری نبی مکمل ضابطہ حیات یعنی قرآن حکیم کی شکل میں آخری صحیفہ نور، منبع توحید، منبع رسالت، منبع رشد وہدائت، تا قیامت، بروئے کار لانے کے لئے آپﷺ تشریف لائے۔جس وقت حضورﷺ تشریف لائے۔تو اس وقت بتوں کی پوجا کا بدترین دور تھا بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی ظالمانہ رسم قائم تھی۔قتل وغارت عروج پر تھی۔آقا وغلام کا وحشت ناک، افسوسناک دور تھا۔پوری انسانیت کو بربریت، ظلم وستم، قتل وغارت، جہالت، بت پرستی، معاشی اور معاشرتی ابتری کا سیلاب، اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھا۔معاشرے کی تشکیل کی بنیادیں، کفر اور جبر پر قائم تھیں۔پوری انسانیت تاریکی اور ظلمات میں گھری پڑی تھی۔عدل وانصاف کا مکمل فقدان تھا۔جہالت اپنے عروج پر تھی۔

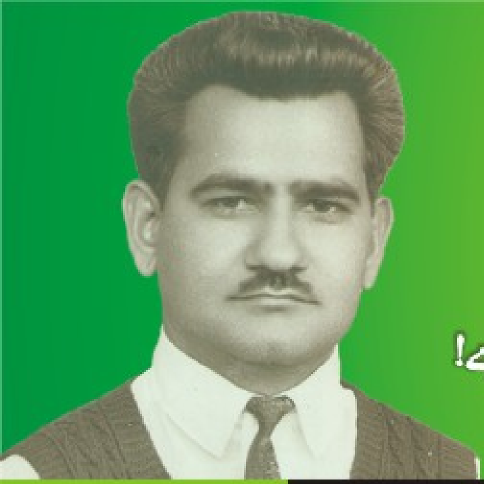

۲۰۔ شمع رسالت ﷺ کے نور کا جب ظہور ہوا۔ تو اس نور نے کفر، جبر، بربریت، قتل وغارت، بت پرستی، جہالت کی تاریکیوں کو دیکھتے ہی دیکھتے ختم کر دیا۔ انسان کو انسانیت کے فطرتی حقوق اور رموز سے آگاہی عطا فرمائی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ذمہ داریوں، فرائض، اور آداب سے آشنائی عطا کی۔ جو مقامات جو نقاط، جو الجھی ہوئی گھتیاں، جو مسائل، نقطہ وروں، فلسفیوں، اور منطقیوں، سے نہ کھل سکے۔ نہ حل ہو سکے ان کی وضاحتیں، ان کی تشریحیں، ان کی توضیحیں، کملی ﷺ والے نے کمال ہنرمندی سے سلیس، سادہ مختصر نقاط میں بیان فرما دیں۔ سلامتی کے راستے عمل کر کے دکھائے۔ کوڑا پھینکنے والی مائی کی تیمارداری کے لئے خود ان کے گھر حاضر ہوئے۔ فتح مکہ کے بعد تمام دشمن، قاتل، ظالم عناصر کو معاف کر کے اپنے حسن عمل سے عمل کی زینت کو چراغ ہدائت بخشا۔ بے شمار دفعہ گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز میسر نہ ہوتی۔ اس عمل کے راستہ سے گذر کر توکل اور صبر کا عمل عطا کیا۔ تنہایئوں میں سکون و دلجمعی سے بارگاہ الٰہی میں حاضری، غور و فکر کے چراغ، غاروں میں جلائے۔ روحانیت کی منازل طے کیں اور عمل سے گزر کر سلیقہءعبادت و ریاضت کے علم سے آگاہ کیا۔ دین کی خاطر مکہ سے ہجرت کر کے عظمت ہجرت اور اس کا عمل متعارف کرایا۔ شادیاں کیں ان کے ساتھ عدل و انصاف، ان کے حقوق، میں مساوات کا عمل روا رکھ کر چار بیویوں کو ایک وقت میں رکھنے کے علم سے آشنائی کروائی۔ پھوپھی، خالہ، ماں، بہن، بیٹی، بیوی، کے رشتوں کے تقدس کے ربی علم کو عمل میں لا کر انسانیت میں معاشرے کی تشکیل کا معاشرتی اور ازدواجی رشتوں کے اقدار کا علم اور عمل عطا کیا۔ اصحاب صفہ کی تربیت کر کے اسلامی درس گاہوں میں علم کو عمل کا پیرہن عطا کیا۔ اور اس دینی تربیت سے نوازتے ہوئے لوگوں کو معاشرے کی ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ اور اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک، بغیر کسی روک ٹوک کے، اعلیٰ اوصاف، ایمان داری، دیانت داری، انصاف، عدل، اہلیت، جذبہءخدمت، قلیل ترین ضرورتوں، امانت، دیانت، اخوت، صداقت، چٹائیوں پر بیٹھ کر بڑی سادگی، بڑی حلیمی، اور بڑی کریمی سے ملکی، معاشرتی، معاشی، عدل و انصاف اور مساوات قائم کی۔ بیت المال یا سرکاری خزانے کا اس طرح تحفظ کیا کہ اگر کسی خلیفہ وقت کے گھر میں مستورات تھوڑا تھوڑا آٹا، گھی، میٹھا، بچا کر کبھی حلوہ تیار کر لیتیں، تو اسی وقت پوچھ گچھ ہو جاتی۔ ذمہ دار محافظوں کو ہدائت کر دی جاتی۔ کہ وہ روزانہ کے سٹاک میں سے اتنا سٹاک کم جاری کیا کریں۔ کیونکہ ان کی گذر اوقات اتنے سٹاک میں ممکن ہے۔ اگر مال غنیمت میں ملی ہوئے چادر سے کوئی خلیفہ وقت کرتہ بنا لیتا۔ تو عوام الناس ان سے پوچھ لیتے کہ آپ نے یہ کرتہ کیسے بنایا ہے۔ تو ان کو یہ بتانا پڑا۔ اور اپنی صفائی دینی پڑی۔ کہ دوسری چادر میں نے اپنے بیٹے سے لے کر کرتہ تیار کروایا ہے۔ نہ کہ مال غنیمت سے اضافی چادر حاصل کی۔ یا نا انصافی سے دو چادریں لے کر یہ کرتہ تیار کروایا ہے۔ کتنے عظیم علم اور عمل کے مغنی تھے جو پوری رعیت کے سامنے جواب دہ اور اپنی پوزیشن واضح کرنے کے پابند ہوتے۔ ایسا معاشرہ، ایسا نظام، ایسا خلیفہ، ایسا دانا، ایسا حکیم، ایسا حلیم،، ایسا متحمل، ایسا عادل، ایسا صابر، ایسا صادق، ایسا شاہکار، کردار انسانیت کے روپ میں روئے زمین میں کسی اور مذہب یعنی عیسائی، یہودی، ہندو یا کسی اور نظام یعنی کیمونزم سوشلزم، کیپٹلزم، نے تیار کیا ہے، تو پیش کریں۔ معیوب اعمال، معیوب کردار، معیوب طریقے، معیوب انداز، سبھی معتوب ہوئے انسانی حقوق کو پامال کرنے کی بجائے انہیں احسن طریقوں سے ادا کرنے کا سبق عطا ہوا۔ احسن تقویم کو احسن کردار کے تمام آداب و خصائل، جو انسان کو انسانیت کی معراج تک کا سفر طے کرواتے ہیں، وہ بھی بخشے۔

۲۱ دور حاضر کے عالم دین، پیروں، درویشوں، فقیروں، جنہوں نے ان دینی درس گاہوں کا نظام چلا رکھا ہے۔انہوں نے دینی مدرسے اور ادارے، تو اسی نقش قدم کے تحت مساجد، یا مزارات کے ساتھ ترتیب دے لئے۔انہوں نے قران حکیم کی تعلیم وتربیت کو جاری رکھا۔مگر مختلف مسلک میں دین کی وحدت کو بکھیرا۔ مسلمانوں کی وحدت کو فرقوں اور مسلکوں میں تقسیم کیا۔پیروں نے اپنے مدرسوں میں اپنی اپنی عقیدتوں اور سلسلوں کا درس چلایا۔دین کو غریب، یتیم، مسکین، کمزور، ناتواں، نادار، بے کس، مجبور محکوم، بے روزگار، منگتا، بھکاری اور محنت سے عاری بنا دیا اور چندوں، صدقوں، خیراتوں، زکوتوں، کھالوں اور عقیدتوں کی ضرب سے چھینے ہوئے نذرانوں سے اپنے اپنے مدرسوں، مزاروں، مسجدوں، اور اداروں کی تعمیر، تکمیل کے لا متنائی منصوبے جاری کرر کھے ہیں۔ان پر محنت کر کے پیسہ کمانا جرم بن چکا ہے اور رزق حلال کمانا اور کھانا ان کی سرشت سے فارغ ہو چکا ہے۔ان دینی مدرسوں، اداروں، پیر خانوں، کے لنگروں کو سپر سٹار ہوٹلوں کی شکل دے رکھی ہے۔اسلاف کے سادہ، مختصر کھانے کے آداب فارغ کر دیئے گئے ہیں۔تفاوتی دستر خوان، ان کی عظمتوں کی پہچان بنے پڑے ہیں۔جاگیر دار، سرمایہ دار، بڑے بڑے تاجر، افسر شاہی، منصف شاہی، ممبر، وزیر، وزیر اعلیٰ۔گورنر، صدر، مشیر، وزیر اعظم، افواج پاکستان کے بڑے بڑے افسران، انتظامیہ، عدلیہ کے ممبران ان کی دعاؤں کے چراغ اور ان کے علم اور سیاسی اثر ورسوخ کے خریدار، یہ حکمران، اپوزیشن ارکان سبھی لیڈران، ان کی دعاؤں کے عوض ان کے سیاسی اثر ورسوخ کی بنا پر ان کی تجوریاں بھرتے رہتے ہیں۔بیشتر عالموں نے مغربی جمہوریت کی سیاست میں اپنی جماعتیں تشکیل دے رکھی ہیں۔وہ حکمرانوں کو بلیک میل کر کے بڑی بڑی رقمیں بٹورنے اور عیش وعشرت کی زندگی گذارنے اور فرعون کی اتباع میں زندگی کورواں دواں رکھے ہوئے ہیں۔یہ ۵۳ سالوں میں ملک میں اسلام نافذ نہیں کروا سکے۔ پیران بھی پجارو، لینڈ کروزرز، اور شاہی محلوں، میں اپنے اپنے علاقے کے تاجران روحانیت بنے بیٹھے ہیں۔جو اپنے اپنے محلوں کو غار حرا بنائے ہوئے ہیں۔اپنے اسلاف کی عزت وناموس کو، ان کی شان عظیم کو، ان کے روحانی فیوض کو، ان کی دینی خدمات کو، ان کی فاقہ مستی کو، ان کی حق اور سچ کی تلاش کی راہوں کو، ان کے دین کے پیوند لگے جبہ کو۔اور ان کے دستار مبارک کو ان کی عظمتوں کو۔ان کے فرمودات کو، ان کے اقوال کو، ان کی توحید پرستی کو، ان کے رہبر ومرشدوں کی عطا کردہ بصیرت کو۔ان کی نگاہ فیض کو، ان کی عشق رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی نعت گوئی کو۔ان کے حال سے مخلوق خدا اور طالبان حق کو اپنی فرعونی زندگیوں، اعلیٰ محلوں، عیاشیوں، فحاشیوں، پجارو، لینڈ کروزروں، بینک بیلنسوں، لاکھوں، کروڑوں کی جائیدادوں، ہزاروں لاکھوں کے اخراجات، فقیری اور درویشی کے متضاد، تمام طور طریقوں، ناانصافیوں، غیر فطرتی، غیر دینی، ان کے رائج الوقت اصول وضوابط اور نظام حیات نے عقیدت، محبت، ادب، والی مخلوق کو تنفر اور اصل حقائق سے محروم کر دیا ہے۔یہ بدعمل، یہ بدروحیں پیران کلیسا، یہ فاجر عالم دین، یہ منافق پیر دین، وہ جمہوریت کے کفر کے سودائی، یہ جمہوریت کے کفر کے فدائی ہیں۔ یا اللہ ان کو راہ راست دکھا۔ یا اللہ ان کو مقام شکر اور مقام استغفار سے آشنا فرما۔یہ ہمارے بزرگان دین کے شعبوں کے وارث ہوں۔یا اللہ ان کو سچا وارث بنا۔یا اللہ ان کو بینا آنکھ عطا کر۔ان کو مقام شکر اور مقام استغفار سے بھی آشنائی فرما۔انہوں نے جہاں شکر ادا کرنا ہو وہاں استغفار ادا کرتے رہتے ہیں اور جہاں استغفار ادا کرنی ہو وہاں شکر کے سجدے بجالانے میں محو رہتے ہیں۔یا اللہ انہیں سیدھا راستہ دکھا۔یا اللہ ان کو شریعت محمدی ﷺ نافذ کرنے کی توفیق بھی عطا فرما۔یا اللہ ان کو کھانے کے امتیاز سے نجات عطا فرما۔انکو اور انکے رفقاء کو مرغوں، رانوں اور اعلیٰ کھانوں کے عذاب سے نکال کر مدرسے کے طالب علموں اور ملازمین کے ساتھ ایک صف میں بیٹھ کر لمبے، بے سوادے شوربے کی رکابیوں پر بیٹھنے کی توفیق عطا فرما۔آمین

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

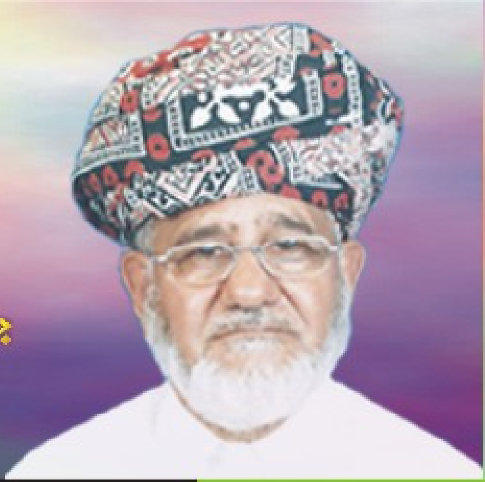



۲۲ اب تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے ورکروں کو غور و فکر سے کام لینے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر وہ مسلمانوں کی موت مرنا چاہتے ہیں اور زندگی حضور نبی اکرم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کی اطاعت میں گزارنا چاہتے ہیں۔ تو اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کو الوداع کہیں۔ ۵۳ سال سے تو یہ ایک دوسرے کا اسی طرح اور ایسے ہی احتساب کرتے چلے آرہے ہیں۔ اہل وطن اور پیارے عزیز دوستو، بھائیو، طالب علمو اور ان جماعتوں کے ورکرو! آپ سے بڑی عجز و انکساری سے گزارش کی جاتی ہے کہ ۱۹۴۷ء کی طرح آگے بڑھیں۔ شریعت محمدی ﷺ کے نفاذ کے لئے دل و جان سے عملی کام کریں۔ اور ملک میں اسلامی آئین نافذ العمل کرا کرامت کا یہ بگڑا ہوا کام سنوار دیں۔ ان چھ سات ہزار جاگیرداروں، سرمائے داروں اور تمام سیاست دانوں اور ان تمام سیاسی پیشہ ور علماء اور روحشی مشائخ کا اس طرح احتساب کریں۔ کہ کسی کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی بھی نہ ہو۔ اور ان کی بداعمالیوں کو معاف بھی نہ کیا جائے ۔ ملک کا قرضہ / لوٹی ہوئی دولت انہی چند ہاتھوں میں ہے۔ ان سے واپس لے کر قرضے کی تمام رقم کی ادائیگی ایک سچے مسلمان کی طرح آئی ایم ایف اور دوسرے ممالک کو واپس لوٹائی جائے۔ معصوم بچوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، طالب علموں، جوانوں، بوڑھوں، بزرگوں! جنہوں نے اسلام کے نظام کے نام پر بھیانک اذیتیں برداشت کیں۔ جانی، مالی شہادتوں کے نذرانے پیش کئے۔ ان کے اس مشن کی تکمیل کا کام پورا کرنے کا عہد دوبارہ کریں۔ یعنی ملک میں شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ، کرنے کے لئے ہر قسم کی جانی، مالی، بدنی قربانی حضور اکرم ﷺ کے نام پر پیش کرنے کے لئے ایک مرکز پر اکٹھے ہو جائیں۔ اے اللہ! تو اس دور کے پاکستانی مسلمانوں کو توفیق عطا فرما۔ کہ وہ اسلام کے نفاذ کا ملکی سطح پر رائج کروانے کی ذمہ داری کا کام سرانجام دے سکیں۔ (آمین) اور ان تمام معصوم بچوں، بچیوں، عورتوں، مردوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور طالب علموں، جنہوں نے پاکستان کو بنانے اور ہجرت کر کے پاکستان آنے میں اذیتوں، مصیبتوں، تکلیفوں، کو برداشت کر کے، مالی، جانی، شہادتوں کا اس ملک کی خاطر نذرانہ پیش کیا۔ ان کے روبرو جھک کر بڑی عاجزی سے ان کی عظمت کو سلام پیش کریں اور ان کی ناراض روحوں کو شریعت محمدی ﷺ کے وعدہ کو ایفا کر کے ان کے اس روحانی صدمے کا کسی حد تک ازالہ کر سکیں۔ یا اللہ ہم پر رحم فرما۔ آمین

۲۳ یا اللہ یہ جہان تیرا ہے۔ یہ مخلوق تیری ہے۔تو خیر کا مالک ہے۔تو شر کا بھی وارث ہے۔ یہ تمام خدائی تیری ہے۔ یہ تمام نظام تیرے ہیں۔ یہ چاند تیرا ہے۔ یہ ستارے تیرے ہیں۔ یہ کہکشاں تیری ہے۔ یہ نیلگوں آسمان تیرا ہے۔ یہ سورج تیرا ہے۔ یہ تپش تیری ہے۔ یہ فضائیں تیری۔ یہ ہوائیں تیری۔ یہ بادل تیرے۔ یہ سمندر تیرے۔ یہ درند تیرے۔ یہ پرند تیرے۔ یہ حیوان تیرے۔ یہ حیوان ناطق تیرے۔ یہ انسان تیرے۔ یہ بندے تیرے۔ یہ جانور تیرے۔ یہ نباتات تیرے۔ یہ پیغمبر تیرے۔ یہ پاکباز تیرے۔ یہ فقیر تیرے۔ یہ گنہگار تیرے۔ یہ دریا تیرے۔ یہ ندی نالے تیرے۔ یہ تالاب تیرے۔ یہ چشمے تیرے۔ یہ صحرا تیرے۔ یہ میدان تیرے۔ یہ پہاڑ تیرے۔ یہ بیابان تیرے۔ یہ مور تیرے۔ یہ چکور تیرے۔ یہ دھوپ تیری، یہ چھاؤں تیری، یہ لوح وقلم تیرے۔ یہ حجاب تیرے۔ یہ انکشافات تیرے۔ یہ نیکی تیری، یہ بدی تیری، یہ مسافر تیرے۔ یہ مسافر خانے تیرے۔ یہ کھانا تیرا۔ یہ پینا تیرا۔ یہ کارخانہ تیرا۔ یہ کارخانے کا ہنگامہ تیرا۔ یہ موت تیری۔ یہ زندگی تیری، یہ شور تیرا یہ سکوت تیرا۔ یہ دل تیرا یہ احساس تیرا۔ یہ آنکھ تیری، یہ نظارہ تیرا۔ یہ آواز تیری۔ یہ کان تیرے، یہ سوچ تیری، یہ دماغ تیرا، یہ جلوہ تیرا یہ جلوہ گری تیری، یہ ظلمات تیرا، یہ نور تیرا، یہ دن تیرا یہ رات تیری، یہ دلبر تیرا، یہ دلبری تیری، یہ جان تیری، یہ مال تیرا، یہ حسن تیرا، یہ آنکھ تیری، یہ سر تیرا۔ یہ ساز تیرا، یہ قال تیرا، یہ حال تیرا، یہ درد تیرا، یہ دوا تیری، یہ گردوارہ تیرا، یہ کلیسا تیرا، یہ مندر تیرا، یہ مسجد تیری، یہ گیان تیرا، یہ دھیان تیرا، یہ رونق تیری، یہ بازار تیرا، یہ رونا تیرا، یہ ہنسنا تیرا، یہ ادھر تیرا، یہ ادھر تیرا، یہ اونچ تیری، یہ نیچ تیری، یہ روپ تیرا، یہ بہروپ تیرا، یہ کن تیرا، یہ فیکون تیرا، یہ چہک تیری، یہ مہک تیری، یہ پھول تیرا، یہ بو تیری، یہ رنگ تیرے، یہ رنگ سازی تیری، یہ بیماری تیری، یہ شفا تیری، یہ کھیل تیرا، یہ تماشا تیرا، یہ یہودی تیرے، یہ عیسائی تیرے، یہ بدھ تیرے، یہ جین تیرے، یہ ہندو تیرے، یہ سکھ تیرے، یہ منافق تیرے، یہ منکر تیرے یہ کفر تیرا، یہ اسلام تیرا، یہ دوزخ تیرا، یہ جنت تیری، یہ مخلوق تیری، یہ سبھی مہمان تیرے، یہ سبھی انعام تیرے، یہ محمد ﷺ تیرا، یہ قرآن تیرا، یہ جبریل تیرا، یہ عشق تیرا، تو رب العالمین ہے، وہ رسول عربی رحمت اللعالمین ﷺ ہیں۔وہ تیرے آخری رسول ﷺ ہیں۔وہ تیرے ہی محبوب ﷺ ہیں۔یا اللہ! جب آپ نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی امت میں پیدا کیا۔ہمیں ان کی تعلیم، اقدار اور اوصاف کے فیض سے بھی نواز۔یا اللہ! ہمیں انسانیت کا ادب، محبت، خدمت، ایثار، نثار، درگزر، عفو، انس، احترام، اعتدال، مساوات، عدل، انصاف کی قندیلیں روشن کرنے کی توفیق بھی عطا فرما تا کہ ظلم، نفرت، حقارت، حق تلفی، زیادتی، چھینا جھپٹی، قتل وغارت، عدل کشی، انسانیت سوزی، کے اندھیروں اور اس سیاہ تاریک رات اور ظلمات کی تاریکیوں سے اس خوبصورت جہان رنگ وبو کے وسنیکوں کو نجات ملنے کا سبب مہیا ہو سکے۔اس دھرتی کے درویشوں، فقیروں، مستوں، ولیوں، مجذوبوں، محبوبوں، شہیدوں، کی لامتناہی کوششوں کاوشوں، ہمتوں، جہدوں سے یہ ملک تیرے محبوب، حضور ﷺ کے نام کے صدقے حاصل ہوا۔اس کے منشور، اس کے قانون، اس کی اقدار، اس کا انصاف، اس کا عدل، اس کی مساوات اور اس کے دستور مقدس کے نفاذ کی توفیق بھی عطا کر۔قران پاک کی تعلیمات کی روشنی بھی عطا کر اور عمل بھی۔اے اللہ! جس طرح تو نے جسد انسانی کو آنکھ، کان، دل، دماغ، جسم، خون، گوشت، پوست، ہڈیاں، دل کی دھڑکن اور زندگی عطا کی۔اسی طرح مولا تو ملت اسلامیہ اور نسل انسانی کو معاشرتی زندگی کے تمام فطرتی، الہامی، روحانی، طرز حیات کے اصول وضوابط، اخوت، صداقت، امانت، امامت۔ایثار وثار، اخلاق وکردار، عدل وانصاف، مساوات، اعتدال، مہر ومحبت، صبر وتحمل، برداشت، محنت، جہد، حضور ﷺ کے تمام اوصاف حمیدہ معاشرتی، سانچے، ڈھانچے میں نمود حیات نو، کو نور کی روح بھی بخش۔دلوں کے چراغ کو نور ہدایت سے منور فرما۔دنیائے رنگ وبو، جہان ہر سو کو امن وآشتی کا گہوارہ بنا، یا اللہ اپنی مخلوق پر رحم اور فضل خاص فرما۔یا اللہ ہمیں اس مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جہاد کی توفیق بھی بخش۔آمین

۱۔ کسی بھی نظام حکومت کو چلانے کے لئے اس کی نظریاتی اساس کے مطابق ایک مخصوص قسم کے اعلیٰ منتظمین، لاجواب عدلیہ ایماندار ماہرین اور دیانتدار، جفاکش، تجربہ کار بہترین ورکروں کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔جن کے تعاون، معاونت، اور نگرانی میں ملک اور معاشرے کے تمام انتظامی اور عدل وانصاف کے امور کے اصول وضوابط کو مرتب اور مروج کیا جاتا ہے۔اور انکی روشنی میں ملک میں اعتدال۔مساوات اور عدل وانصاف، کا میزان قائم کیا جاتا ہے۔اور پھر انہی عمدہ اور بہترین اقدار پر مبنی، معاشرہ تشکیل اور ترتیب پاتا ہے۔اگر کسی قسم کی کوئی کوتاہی، غلطی، یا کمی بیشی اس نظام کو چلانے میں پیش آئے اور وقت کا سبب یا رکاوٹ بنے۔اس کو حسب ضرورت اچھے یا بہتر انداز میں بدل دیا جاتا ہے۔تاکہ ملک یا معاشرے میں کسی قسم کا ہیجان، دشواری، بدنظمی، مشکل یا انارکی نہ پھیلے۔

۲۔ ہمارے ملک میں مغرب کے نظریات پر مبنی جمہوریت کا سیاسی نظام حکومت موجود اور رائج ہے۔اس کی روشنی میں بذریعہ الیکشن نمائندوں کا چناؤ ہوتا ہے' جو ممبر کامیاب ہوتے ہیں' وہ اسمبلیوں اور سینیٹ میں پہنچ کر صوبوں اور وفاق میں حکومتیں تشکیل دیتے ہیں اور حکمرانی کرتے ہیں۔ہمارے ملک میں دو اعلیٰ طبقے' جاگیردار اور سرمایہ دار موجود ہیں جو اپنے اپنے مخصوص زیر اثر علاقوں سے الیکشن لڑتے ہیں اور کامیاب ہو کر اسمبلیوں میں پہنچتے ہیں۔یہ بات بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ اس جمہوریت کے نظام میں صرف ملک کے ان چھ سات ہزار افراد پر مشتمل ایک سیاسی اکیڈمی ہے اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو مالی استطاعت رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ اپنے اپنے علاقوں میں اپنے مخصوص اثر ورسوخ کی بنا پر الیکشن میں کھڑے ہوتے ہیں اور صرف اور صرف یہی لوگ الیکشن کے متحمل ہوتے ہیں۔وہی اخراجات برداشت کر سکتے ہیں۔وہی تھانوں، کچہریوں اور مختلف سرکاری اداروں سے ہر جائز ناجائز کام لے سکتے ہیں۔

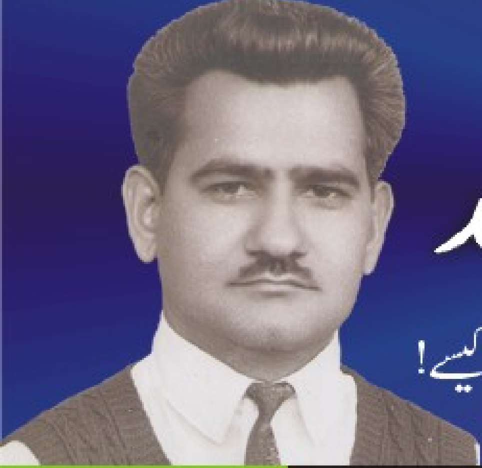

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔ اسی کوالیفیکیشن کی بنیاد پر وہ الیکشن میں حصہ لیتے ہیں اور یہی دونوں طبقے سرکاری ایوانوں میں پہنچ کر ملک کا نظم و نسق سنبھالتے ہیں اور ملک کے تمام وسائل، دولت، اور خزانہ پر قابض ہو جاتے ہیں۔ عزت و شہرت اور حکمرانی کرتے اور عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے چودہ کروڑ عوام ان کے ووٹر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے قلیل ذرائع آمدن، اپنی مالی کمزوری اور پورے علاقہ میں اثر و رسوخ کی محرومی کی وجہ سے اس اقتدار کی اکیڈمی میں داخل ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ یہ دونوں شاہی طبقے عوام الناس کو جماعتوں میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ ان سے زندہ باد، اور مردہ باد کے نعروں اور ملک میں سرکاری املاک کی توڑ پھوڑ کا کام لیتے ہیں اور حکومتیں اسی طریقہ کار سے بدلتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی اسی کامیابی کی خاطر، ملت سے وحدت خیال چھین کر اور ملی اتحاد کو ختم کر کے عوام میں نفرت اور صوبائی تعصب پھیلاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لئے ہر قسم کا عمل کر گزرتے ہیں۔ پہلے بھی مشرقی پاکستان کو انہی حرکات سے نگل چکے ہیں۔ اور ملک میں انارکی پیدا کر کے خود حکمرانی کے مزے لوٹتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ ملک کے تمام وسائل اور خزانہ کو چبا جاتے ہیں۔ اور غیر ملکی قرضوں کو ساتھ ساتھ ہڑپ کرتے جاتے ہیں۔

۴۔ ملک کے چودہ کروڑ عوام الناس جن میں کسان، مزدور، ہنرمند اور معاشرے کے تمام ارکان شامل ہیں۔ ان سات آٹھ ہزار جاگیرداروں۔ سرمائے داروں کے پھندے میں پھنس کر جمہوریت کے اس طریقہ کار اور سسٹم میں مقید ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ ملک کے تمام وسائل، تمام دولت، تمام خزانہ وہ اپنے کنٹرول میں لے لیتے ہیں۔ وہ اس طریقہ کار سے استحصالی عمل بروئے کار لا کر ملک کی تمام دولت، خزانہ اور وسائل بڑی بے دردی۔ بے رحمی نا انصافی سے قرضوں، شاہی سرکاری سہولتوں یا مختلف کرپشن کے طریقوں سے اقتدار کی نوک پر حاصل کر کے ذاتی ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، زمینوں، محلوں، کاروں، بنک ڈالروں کے کلچر کو فروغ دیکر ملک میں معاشی، معاشرتی عدل و انصاف کو پامال اور مسخ کرتے چلے آ رہے ہیں اور دوسری طرف چودہ کروڑ عوام الناس کے جسم سے کپڑے اتار لئے اور منہ سے لقمہ چھین لیا۔ منی بجٹوں۔ ٹیکسوں، بلوں اور مہنگائی کے جان لیوا شکنجے کس لئے۔ ملک کو معاشی قتل گاہ بنانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

۵۔ انگریزوں نے سو سال کی غلامی کے بعد پاک و ہند کو ۱۹۴۷ میں آزاد کیا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ملک کا نظام و سسٹم اور قانون اسی طرح قائم و دائم رہا۔ وہی تھانے، وہی کچہریاں۔ وہی سرکاری ملازمین، وہی افسر شاہی، وہی منصف شاہی، وہی وکیل، وہی جیلیں، وہی طبقاتی نظام، وہی جاگیردار، وہی سرمائے دار، وہی جعلی اور جھوٹے مقدمے، وہی ججوں کے بے بنیاد فیصلے، وہی فوجداری مقدمے، وہی نہ ختم ہونے والے سول کیس۔ انگریز اس مفتوحہ قوم کا چارج اپنے پسندیدہ قابل اعتماد اور وفادار کالے انگریزوں کے سپرد کر گئے' جو ان کی سو سال تک مدد و معاونت کرتے رہے۔ ان کے بعد انہوں نے انکے مروجہ قوانین و ضوابط کی، انکے نظام کی اور انکے سسٹم کی مکمل پیروی کی۔ جمہوریت کے نظام کو اپنایا اور اقتدار کو اپنے گھر کی لونڈی بنا لیا۔ اصل میں یہ آزادی ملک و ملت کو نہ دی گئی۔ بلکہ یہ ملک اور ملت ان جاگیرداروں اور سرمائے داروں کو انکی غداری، معاونت، وفاداری کے عوض بطور بخشش دے گئے۔ ایک مفتوحہ قوم کا چارج ان حکمرانوں کے سپرد کر گئے۔ اس طرح یہ کالا حکمران طبقہ بغیر کسی خوف خطرہ کے کالے قوانین مرتب کرتا انکا نفاذ کر کے ملکی وسائل، قومی خزانہ، ملکی، غیر ملکی قرضے از خود ہضم کرتا چلا آ رہا ہے۔

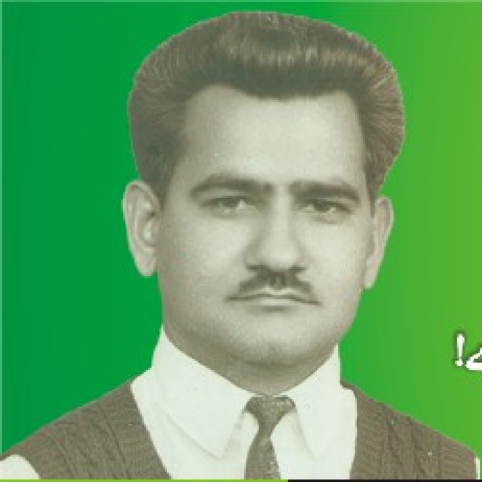

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۔ انہوں نے طبقاتی نظام مروج رکھنے اور نظم و نسق چلانے کے لئے طبقاتی تعلیمی نظام کو جوں کا توں چلایا۔ عدلیہ اور انتظامیہ کے ماہرین تیار کرنے کے لئے اعلیٰ شاہی معیار کے طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کا جال بچھایا۔ ان کیلئے اعلیٰ معیار کی اعلیٰ بلڈنگوں پر مشتمل الگ تھلگ ادارے قائم کئے۔ انھوں نے مغربی تعلیمی اداروں کا جدید نصاب ان میں مروج کیا۔ ان علوم کے ماہرین کی ان اداروں میں تقرریاں کیں۔ ان اعلیٰ انگلش میڈیم اداروں کے اخراجات اتنے زیادہ رکھے کہ جن کو یہی طبقہ ادا کرسکتا ہے۔ لہٰذا انہی کی اولادیں، ان اداروں سے استفادہ کرکے اور تعلیم سے فارغ التحصیل ہوکر اور انگریزی زبان پر فوقیت کی بنا پر انتظامیہ کی افسر شاہی اور عدلیہ کی منصف شاہی، اور ملک کے تمام اداروں کی اعلےٰ پوسٹوں پر انکی تعیناتیاں ہوتی آ رہی ہیں۔ انکی سلیکشن کیلئے ایک ادارہ پبلک سروس کمیشن کے نام سے قائم کررکھا ہے۔ جس کے معیار پر ان اداروں کے فارغ التحصیل ہی پورے اتر سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ انکی تعیناتیوں اور تقرریوں میں انکے آباؤ اجداد کے سیاسی اثر ورسوخ بھی کام آتے ہیں سیاسی جماعتیں اپنے اپنے دورِ حکومت میں اپنے پینل کے وکلا کو بطور سیاسی رشوت جسٹس شپ کے عہدے عطا کرتی چلی آرہی ہیں۔ اس طرح انھوں نے پورے ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ کو اپنے زیر اثر ان طبقاتی تعلیمی اداروں کی تحویل میں دیدیا عوام پر اپنی اجارہ داری قائم کرلی۔ ملک میں ہر قسم کے معاشی اور معاشرتی اداروں پر کنٹرول حاصل کرلیا۔ عدل کشی پر مشتمل مساوات اور اعتدال کے منافی جرائم کو قانونی حیثیت دے کر استحصالی اور تفاوتی نظام کو ملک میں رائج الوقت کئے جا رہے ہیں۔

۷۔ جاگیرداروں، سرمائے داروں کی طبقاتی اکیڈمی میں سیاست دان اور حکمران پیدا ہوتے ہیں۔ انہی کے قائم کئے ہوئے شاہی طبقاتی انگلش میڈیم اداروں سے فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کی افواج تیار کر کے ملک کے تمام انتظامی اور عدلی امور پر کنٹرول حاصل کر لیتے ہیں۔ ان تینوں اکیڈمیوں نے چودہ کروڑ عوام کو استحصالی پالیسیاں مسلط کر کے معاشی، معاشرتی شکنجوں میں جکڑ کر مسخ کر دیا ہے۔ ملک کے تمام وسائل، خزانہ اور قرضے انہی سیاستدانوں، حکمرانوں، فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کی کوٹھیوں، محلوں، کاروں، ٹیلیفونوں فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں، کاروباروں، بنک ڈالروں میں اندرون ملک اور بیرون ممالک منتقل ہوتا جا رہا ہے۔ انکے یہ اعلیٰ سٹینڈرڈ (معیار) عیش وعشرت کی زندگی ملکی قوانین اور استحصالی نظام کا حصہ بن چکا ہے۔ انگریزی زبان سرکاری طور پر نافذ ہونے کی وجہ سے ملک کے ۹۹ فیصد عوام کو گونگے اور بہرے بنا کر رکھ دیا ہوا ہے۔ یہ سب لوگ کار سرکار سمجھنے سے معذور ہوتے ہیں۔ جاگیرداروں، سرمائے داروں کے تسلط کی طرح انگریزی زبان پر بھی ان کی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔

## جمہوریت اور اس کا طبقاتی مروجہ تعلیمی نظام

۸۔ اسی اقتدار کی نوک پر بڑے بڑے قرضے، رشوت، کمیشن سے اکٹھی کی ہوئی ملکی دولت، بیرون ممالک کے قرضے، آئی ایم ایف کے تمام قرضے، انہوں نے بڑے غاصبانہ طریقوں سے لوٹے اور اکٹھے کئے۔ اور ملک کے اندر اور باہر محل، اور کارخانے تعمیر کئے۔ بڑے بڑے کاروبار، ترتیب دیئے۔ جوان کے جرائم کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ ملک کا یہ چند نفوس پر مشتمل شاہی ٹولہ، ملک کی اقتصادی، معاشرتی، اور معاشی تباہی کا باعث بنا ہوا ہے۔ یہی لوگ ۷۰ فی صد کسانوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں، ہنر مندوں، غریبوں، مجبوروں، بیروزگاروں، یتیموں اور مسکینوں کا معاشی قتل کرتے آ رہے ہیں۔ فوج، انتظامیہ اور عدلیہ پر مشتمل انکی اولادیں اس جرائم کدہ میں پوری طرح ان حکمرانوں کے ساتھ ملوث اور اس نظام اور سسٹم کی نگرانی کے فرائض سرانجام دیتی چلی آ رہی ہیں۔

۹۔ انہوں نے اس اجارہ داری کو قائم رکھنے کے لئے ملک میں طبقاتی تعلیم کا نظام مروج کیا۔ اپنے بچوں، اولادوں، اور اپنے اپنے عزیز و اقارب کو اعلیٰ قسم کے مغربی طرز اور معیار پر مشتمل، شاہی اخراجات والے اعلیٰ انگلش میڈیم اداروں کو قائم کیا۔ جن میں صرف ان کے بچے ہی مغربی تعلیم و تربیت حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان تعلیمی اداروں کی داخلہ فیس، ماہوار فیس، امپورٹڈ بکس امپورٹڈ نصاب، قیمتی کاپیاں، اور لاتعداد اخراجات صرف اور صرف یہی لوگ ادا کر سکتے ہیں۔ لہذا انہی کی اولادیں مغرب کے جدید علوم کی روشنی میں انگریزی، زبان پر کنٹرول حاصل کرتی ہیں۔ اس کے بعد اسی اہلیت کی بنا پر ملک کی فوج کی ڈکٹیٹر شپ، انتظامیہ کی افسر شاہی، اور عدلیہ کے منصفوں کی شاہی فوج میں شمولیت حاصل کر کے ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ کے اہم شعبوں کو کنٹرول اور مکمل گرفت میں لے کر انگلش زبان کی چھڑی سے گونگے، بہرے، اندھے، ذہنی طور پر مفلوج چودہ کروڑ عوام کو ہانکتے چلے آ رہے ہیں۔ ان میں سے بیشتر کی اولادیں یورپ میں جا کر مغرب کی تعلیم و تربیت اور اخلاقی اقدار سیکھ کر ملک واپس لوٹتی ہیں۔ ان کا تعلق حکمران طبقہ سے منسلک ہو جاتا ہے۔ ان اعلیٰ ملکی اور غیر ملکی اداروں کے شاہی اخراجات اور معیار اس قسم کا رائج کیا ہوا ہے۔ کہ ان کے سوا کوئی اور غریب کسان، مزدور یا ہنر مند طبقہ ان کے اخراجات اور لوازمات برداشت نہ کر سکیں۔ اور نہ ہی عوام الناس کے بچوں کو ملکی نظام کے ان اعلیٰ اداروں اور انتظامیہ، عدلیہ کی اعلیٰ پوسٹوں پر، ان کی تعیناتیاں ہو سکیں۔ ملک میں جہاں جمہوریت کی سیاست پر ان لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ملک کے اعلیٰ ایوانوں سے لے کر نیچے تک ان ہی کی گرفت ہے۔ اسی طرح طبقاتی تعلیمی اداروں پر اجارہ داری قائم کر کے ملک کی افواج انتظامیہ اور عدلیہ پر بھی قبضہ کیا ہوا ہے۔ مغربی ممالک اور اقوام عالم کو انکے اس ظلم و ستم اور استحصالی جمہوری نظام کے رائج سسٹم جس سے انہوں نے عوام کیلئے ملک کو معاشی قتل گاہ بنا رکھا ہے اور ان کے تفاوتی معاشی تقسیم کا غاصبانہ، بے رحمانہ پالیسیوں پر مشتمل شکنجوں کی اذیتوں کے عکس پیش کرنا ضروری ہے تاکہ دنیائے عالم کو اصل حقائق کا پتہ تو چل سکے۔ ان استحصالی طبقوں کا قلع قمع کرنا کتنا ضروری ہو چکا ہے۔ ان باطل، طبقاتی تعلیمی اداروں کا نظام اپنی عبرت کے دروازے تک پہنچ چکا ہے۔ ملک میں تعلیمی ڈھانچے کا اختصاری زائچہ پیش خدمت ہے۔ تاکہ اہل وطن اور دنیائے عالم ان حقائق سے آگاہ ہو سکیں کہ ملک میں اعتدال، انصاف، عدل اور مساوات کے فطرتی اصولوں کو انہوں نے کسطرح پامال اور مسخ کر رکھا ہے۔ یہی چند لوگ ملک میں اردو زبان کے نفاذ میں بری طرح حائل ہو کر اپنی اجارہ داری قائم کئے ہوئے ہیں۔ ملک کے چودہ کروڑ عوام ان سے اپنی زبان، سماعت، گویائی اور شعور واپس لینے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

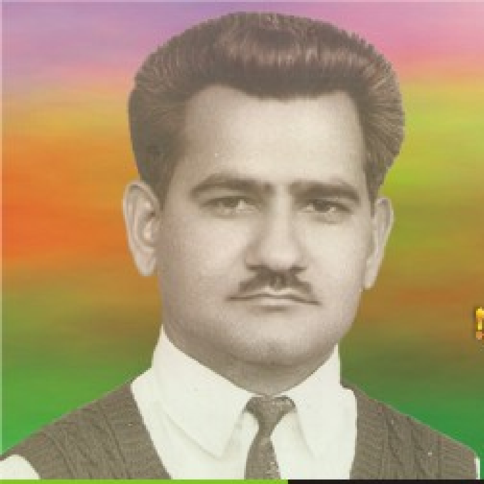

# بابا جی عنایت اللہ

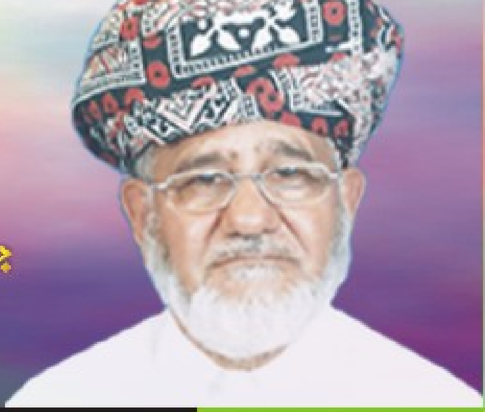

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۰۔ فیوڈل لارڈز کے نونہال جو بیرونی ممالک مغرب کی تربیت گاہوں میں اعلیٰ قسم کی تعلیم حاصل کر کے ملک واپس لوٹتے ہیں، مغربی تہذیب وتمدن کی اقدار یعنی جنسی آزادی، ون کس فار ون ووٹ One kiss for one vote کے سلوگنوں سے کالجوں، یونیورسٹیوں کے الیکشنوں کی خاص تربیت حاصل کر کے یہ مغرب کے دیدہ ور، دانش ور، تعلیم یافتہ، زمانہ ساز، ملک میں حکمرانی کے لئے واپس لوٹتے ہیں۔ ان کے کریکٹر پر مغرب کی چھاپ کا گہرا اثر موجود ہوتا ہے۔ وہ شاہی نسل کے شاہی اخراجات کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں۔ وہ کسی غریب آدمی کی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے ملکی خزانہ اور ملکی وسائل یقیناً ناکافی ہوتے ہیں۔ وہ تو دنیا میں کوئی اور آئی ایم ایف کا وجود موجود ہو تو اس سے بھی اتنے قرضے لے کر ملک کو دوبارہ گروی رکھنے سے گریز نہیں کریں گے۔ وہ تو صرف ملک میں دولت لوٹنے اور حکمرانی کرنے کے لئے آتے ہیں۔ وہ انسانوں کے روپ میں انسانیت کش اقدار کے پیکر، مادیت کی دنیا کے شاہکار بن چکے ہوتے ہیں۔

۱۱۔ مغرب کی طرز کے انگلش میڈیم بڑے بڑے اخراجات والے ادارے ملک میں موجود ہیں۔ ان کا تعلیمی نصاب اور نظام مغرب کے اداروں سے منسلک ہوتا ہے اور اسی معیار کو قائم رکھا جاتا ہے۔ ان میں صرف یہی صاحب ثروت، یعنی جاگیردار سرمایہ دار ٹولہ اور انکی افسر شاہی اور منصف شاہی یا سمگلروں کی اولادیں ہی صرف ان اداروں کے تعلیمی اخراجات، لوازمات اور اخلاقیات کو برداشت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ان جمہوری اداروں میں اسی ٹولہ کی مکمل اجارہ داری قائم ہوتی ہے کیونکہ متوسط طبقہ یا غریب طبقہ کے لوگ ان اداروں کے شاہی اخراجات ادا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ لہٰذا یہ شاہی ادارے انکیلئے مخصوص اور مختص ہوتے ہیں۔ یہ ادارے ملک میں حکمران طبقہ، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے ارکان پیدا کرتے ہیں۔ باقی ۱۴ کروڑ عوام کی اولادیں گونگے، بہرے اداروں یعنی اردو میڈیم میں داخلہ لے لیتی ہیں۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد وہ سرکاری محکموں میں فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کے ماتحت ایک غلام کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔

۱۲۔ اردو میڈیم سرکاری نیم سرکاری، پرائیویٹ ادارے جن میں ان کا تیار کردہ تعلیمی نصاب متعین اور مقرر رہتا ہے۔ جن کے فارغ التحصیل نوجوان سرکاری محکموں، اداروں، فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں میں ان حکمرانوں کے، یس سر yes sir کی تربیت سے آراستہ، ارکان یا کارکن تیار کئے جاتے ہیں۔ جو غلامانہ تربیت کے اصولوں سے خوب سنوارے ہوتے ہیں۔ ان پر اس افسر شاہی کا خوف، اور ڈر مسلط رہتا ہے کہیں ان ظالموں سے نوکری نہ چھن جائے یا کریکٹر رول خراب نہ کر دیں۔ یہ بدترین مظلومانہ زندگی گزارتے ہیں۔ کسی ایک افسر کی ناراضگی بھی انکی ترقی اور ملازمت کی تباہی کیلئے کافی ہوتی ہے۔ ملک کی دولت، ملک کے وسائل، ملک کا خزانہ، ملکی غیر ملکی قرضے، چودہ کروڑ عوام کی محنت، ان کی شاہی تفاوتی تنخواہیں، انگنت سرکاری سہولتیں، غیر ملکی دوروں، رشوت، کمیشن، کرپشن اور شاہی اخراجات ان کے سرکاری سسٹم کا حصہ ہے۔ اس طرح پورا ملک ان ماموں بھانجوں کی ملکیت بن چکا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | **جمہوریت اور اس کا طبقاتی مروجہ تعلیمی نظام** | باب 4 پیرا 13-14

۱۳۔ انگلش میڈیم سرکاری پرائیویٹ ادارے جن کا نصاب اور کورس بھی یہی حکمران طبقہ مقرر کرتا ہے۔ یہ ادارے ان کے سرکاری دفاتر میں خط و کتابت ٹیلیفون پر جھوٹ بولنا کہ صاحب میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں یا مصروف ہیں۔ حسب حکم افسرانِ بالا کا عوام الناس کو ان سے ملاقات سے گریز اور خواص سے ملاقات کرانے کا گر سکھا دیا جاتا ہے۔ یہ انسانیت سوز عمل صرف اس فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کو ہی زیب دیتا ہے جو انکے اداروں کی تربیت کا حصہ ہے۔ شاہی انگلش میڈیم اداروں کے تیار کردہ اخلاق سوزی اور انسانیت سوزی کے شاہکار افسر شاہی اور منصف شاہی کے دہشت گرد اور رہزن ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ کے اقتدار کے وارث بنتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی سول اکیڈمیاں ان کے اس کریکٹر اور کردار کی تشکیل کرتی ہیں۔

۱۴۔ ۷۰ فی صد دیہاتوں میں رہنے والے قابل صد احترام عوام یعنی کسان، لوہار، ترکھان، حجام، موچی، درزی، راج، مزدور اور دوسرے تمام شعبوں کے لوگوں کے لئے نہ شہروں جیسی سکولوں کی بلڈنگیں، نہ سڑکیں، نہ وہ سرکاری بجلی، گیس، پانی کی معیاری سہولتیں، نہ بچوں کے لئے سکولوں میں بنچ، نہ کرسیاں، اور اس کے علاوہ نہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے سٹینڈرڈ اور نہ اساتذہ، اور نہ ہی ان کا ایسا رہن سہن، وہ اپنے مالی وسائل سے مجبور، معذور، بے بس، وہ بچوں کی کتابوں، کاپیوں اور پنسلوں کے اخراجات تو کجا وہ تو معمولی فیس ادا کرنے اور معمولی سے معمولی اخراجات برداشت کرنے کے قابل بھی نہیں ہوتے۔ وہاں تو ایک ٹیچر اور پانچ کلاسیں سکول کی گراؤنڈ میں درختوں کے سائے تلے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ ہونہار، محنتی، جفاکش، ایماندار، سادہ شریفانہ زندگی گزارنے والے پاک اور طیب فطرت طلباء گاؤں کی مساجد اور سرکاری سکولوں کے فارغ التحصیل یہ نوجوان ملک کے ہر سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں مقابلے کا امتحان پاس کر کے ان اداروں میں چپڑاسی، ڈرائیور، چوکیدار، مالی، بیلدار، پولیس، یا فوج میں سپاہی بھرتی ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں میں محنت و مزدوری کا بھی امتحان پاس کرنے میں اپنے دور کے تمام شاہی انگلش میڈیم اداروں کے اعلیٰ خوبیوں والوں کو مات دے کر نوکریاں حاصل کرتے رہتے ہیں۔ ۷۰ فیصد کسان اور ۲۹ فیصد مزدوروں، ہنر مندوں اور غریب طبقہ کی اولادیں ان سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں شودروں سے بدترین زندگی گزارتی ہیں۔ وہاں ان کے ساتھ انسانوں جیسا حسن سلوک نہیں بلکہ حیوانوں سے بدتر مشقت لی جاتی ہے۔ جہاں انسانیت شرما جاتی ہے اور ضروریات اتنی قلیل مہیا کی جاتی ہیں کہ جس سے وہ نہ مر سکیں اور نہ زندہ رہ سکیں بلکہ سسک سسک، تڑپ تڑپ، اور بلک بلک کر معاشی اذیتوں کا شکار ہو کر دم توڑے جاتے ہیں۔ یہ طبقاتی تعلیم ملک میں عدل و انصاف کی دیمک ہے۔ اسکی وجہ سے ملک کا اقتدار، نظام اور سسٹم فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی اور سیاستدانوں کے چند ہاتھوں میں خود کار نظام کے تحت منتقل ہوتا جا رہا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

## جمہوریت اور اس کا طبقاتی مروجہ تعلیمی نظام

۱۵۔ دینی مدارس، یہ دینی ادارے، یا درس گاہیں، ملکی سطح پر مساجد شریف، یا بزرگان دین کے مزارات سے منسلک، علماء کرام، مشائخ کرام، کی زیر نگرانی اپنی اپنی ذاتی کوششوں اور کاوشوں سے یہ دین دار طبقہ چلاتا ہے۔ جہاں پر یتیم، مسکین، غریب، بے روزگار، اپاہج، بے سہارا، بچوں کو قران پاک، حدیث شریف کا درس دیا جاتا ہے۔ جہاں قران پاک کی روح کو سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے۔ جہاں حدیث شریف کے دور چلتے ہیں۔ جہاں سنت رسول ﷺ کے طور طریقے بتائے جاتے ہیں۔ جہاں فقہ کی گتھیاں سلجھائی جاتی ہیں۔ جہاں خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کا راستہ بتایا جاتا ہے۔ جہاں حقوق العباد، اور حقوق اللہ کی وضاحتیں کی جاتی ہیں۔ جہاں محسن انسانیت ﷺ کے اخلاق میں ان نونہالوں کو ڈھالا جاتا ہے۔ جہاں انسان کو انسانیت کے احترام وعزت کا درس دیا جاتا ہے۔ جہاں اسلامی اقدار کی آبیاری ہوتی ہے۔ جہاں مہر ومحبت اور اخوت کے پیانے بھرے جاتے ہیں۔ جہاں درگزر اور عفو سے روشناس کروایا جاتا ہے' جہاں صبر وشکر کے ازلی راز اجاگر کئے جاتے ہیں۔ جہاں بزرگانِ دین کی عملی زندگی اور تبلیغ کی روشنی کے چراغ جلائے جاتے ہیں ۔ جہاں سادگی اور شرافت کی افادیت بتائی جاتی ہے۔ جہاں دنیا کی بے ثباتی کا درس دیا جاتا ہے۔ جہاں مسلمان، کافر، منکر، منافق، کی خوبیوں، خامیوں کی پہچان کرائی جاتی ہے۔ جہاں جہاد کی عقدہ کشائی اور افادیت سمجھائی جاتی ہے۔ جہاں شہادت کے مقام سے آشنا کیا جاتا ہے۔ جہاں خوف خدا کو زندگی کا نصب العین بنایا جاتا ہے۔ جہاں مخلوق خدا کی خدمت کے جذبوں کو بیدار کیا جاتا ہے۔ جہاں ایثار وثنار کی دولت سے لیس کیا جاتا ہے۔ جہاں مخلوق خدا کی خدمت اور ادب کے جام پلائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ دینی ادارے حکومت پاکستان کی کسی قسم کی مدد، اعانت اور ہر قسم کی سرپرستی سے محروم، چلے آرہے ہیں۔ یہ دینی ادارے صدقات، زکوٰۃ۔ خیرات، چندے، قربانی کی کھالوں کے ذرائع سے چلائے جاتے ہیں۔ یعنی یہ دینی ادارے حکمرانوں کے نزدیک ایک یتیم، لاوارث، بے کار، اور ناکارہ نعوذ باللہ فرسودہ دینی ادارے سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس دینی الہامی، تعلیم وتربیت کی افادیت، ختم ہو چکی ہے۔ اور وہ مغرب کے رنگ میں مکمل رنگے جا چکے ہیں۔ یہ دینی ادارے پچھلے ۵۳ سالوں سے بالکل نظر انداز ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ان دینی درسگاہوں کے تعلیم یافتہ اور سند یافتہ طلباء کو گورنمنٹ کے کسی ادارہ میں ملازمت مل ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ ان کے پاس ان کے مغرب کے جمہوریت کے کسی منظور شدہ تعلیمی ادارے کی سرکاری سند یا تصدیق نامہ نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو حکومتی سطح پر عملی طور پر اسلام سے فارغ کرنے کا عمل کون کر رہا ہے۔ مادہ پرست عیسائی، یہودی، طبقہ پرست ہندو، کافر، بے دین، منافق یا دورجدید کے یہ مسلم کش، اسلام کش، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی یا یہ بدنصیب، بدکردار، غاصب، بے دین، فاسق، فاجر، منافق، دھوکہ باز، رہزن، رہبر ورہنما، لیڈران، جاگیردار، سرمائے دار حکمران۔ انکے برعکس جو دین کی روشنی میں فطرتی اصولوں، ضابطوں کی پیروی کریں۔ جو انسانی اقدار اور کردار کو اپنائیں۔ جو انسانیت کا ادب اور خدمت کے جذبوں سے مالا مال ہوں' انکے نزدیک وہ جاہل۔ ان پڑھ۔ نادان اور بیکار اور جو مغرب کی تعلیم، تربیت اور نصاب سے بے دین غاصب فوج شاہی، افسر شاہی، محکوم نوکر شاہی اور کرپٹ منصف شاہی کے جاہل دانشوروں، منافق مدبروں، ظالم ماہروں کے کرداروں کو تیار کریں وہ اس ملک کے حکمران بنتے رہیں۔ مفتوحہ قوموں کے ساتھ ایسا ہوا کرتا ہے۔ جب تک وہ قوم میں ایسے ظالم نظام اور غاصب سسٹم سے بمع انکے نجات حاصل نہیں کر لیتیں۔

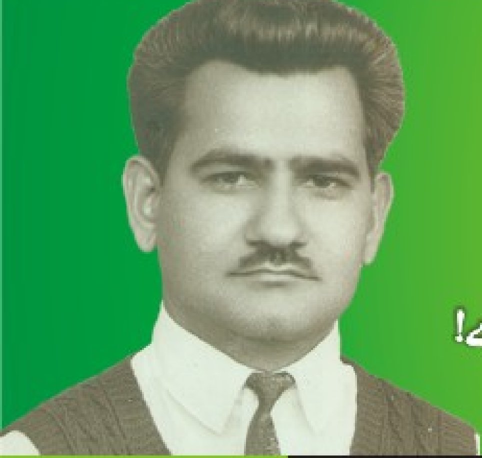

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۶۔ اے دورِ حاضر کے حکمرانو! یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے ان بدقماش رہزنوں، عیاشوں، لٹیروں، دہشت گردوں کا راستہ روکا ہے۔ **ملک** میں احتساب کا عمل جاری ہے۔ **ملک** کے کنویں میں کتا گرا پڑا ہے۔ آپ اس کا تمام پانی نکال دیں۔ کنواں پاک نہیں ہوگا۔ جب تک کنویں میں سے کتا باہر نہیں نکالا جاتا۔ اس کی صفائی نہیں کی جاتی۔ یاد رکھو جب تک آپ اس باطل، غاصب مغربی جمہوریت کے نظام و سسٹم اور ملکی قوانین وضوابط کو نہیں بدلتے۔ طبقاتی، تفاوتی شاہی تنخواہیں۔ انگنت سرکاری سہولتیں۔ فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی اور حکمرانوں کے اقتدار کی استحصالی پالیسیاں وہی جاری ہوں، رشوت کمیشن اور کرپشن کا نظام یونہی قائم رہے۔ سرکاری شاہی رہائشیں بھی اسی طرح قائم رہیں۔ سرکاری لاکھوں گاڑیاں اور پٹرول پر زرمبادلہ یونہی جلتا رہے تو آپ کیسے مصلح ہو۔ ان تمام حالات پر نظرِ ثانی اور غور تو کرلو۔ ان تمام واقعات کا کوئی حل نہیں۔ جب تک اس نظام کو شریعت محمدی ﷺ کے نظام کا غُسل نہیں دیا جاتا۔ اس وقت تک تمام حکمران اس عبرت کدے کی زینت میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ حکومتی مہمان خانے میں آپ لوگوں کا قیام اور پڑاؤ اگر دستورِ مقدس کا نفاذ فوری طور پر نہ لایا گیا تو دوسروں کی طرح بڑا مختصر اور عارضی ہوگا۔ حضور ﷺ کے پاس کون سا چہرہ لے کر جاؤ گے اور کیسے آمنا سامنا کرو گے۔ یہ واضح کرنا پھر ضروری ہے کہ اللہ کے دین کے نفاذ میں دلی، روحانی سکون وآسودگی میسر ہوگی۔ تاریخ ساز لمحے آپ کے عمل کے منتظر کھڑے ہیں۔ وقت کے عبرت کدے میں ورثہ میں ملی ہوئی پالیسوں اور سسٹم کی پیروی بند کرو۔ یہ ضابطے اور سسٹم ڈاکوؤں اور رہزنوں یعنی انگریزوں نے **ملک** لوٹنے کے لئے غیر منصفانہ قانون سازی کر کے نافذ العمل کئے۔ لٹیروں، غاصبوں، کے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کی عیاشیوں کیلئے ٹیکسوں، بجلی، گیس وغیرہ کے اضافوں کی چتا میں مزید عوام الناس کو نہ جھونکو۔ راہزنوں سے لوٹا ہوا خزانہ واپس لو اور موجودہ ظالموں کا ہاتھ روکو۔ ان بگڑے ہوئے عیاشوں کو غریبوں کا خون اب مزید چوسنے نہ دو۔ **ملک** میں سالہا سال سے عوام الناس کیلئے سرکاری نوکریاں تو بند ہیں لیکن فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کی بھرتیاں ہر دور میں جاری رہتی ہیں اور محکموں میں ڈاؤن سائزنگ سے غریب بے بس نچلے درجے کے اہلکاروں اور انکے لواحقین کے منہ سے لقمہ چھیننے والے۔ یہ کیسے خوفِ خدا سے محروم راہزن ہیں۔ حکمرانوں اور عوام کے درمیان نفرت پیدا کرنا ان کا فن ہے۔ ان کے مکتبہ فکر سے بچ جائیں۔ افواجِ پاکستان کی سپاہ کا احترام اور وقار حکومتی ایوانوں اور عوام کے دلوں میں قائم رکھنا آپ کا فرضِ اوّلین ہے۔ فوج شاہی اور سپاہ کے طبقاتی معاشی نظام اور افسر شاہی، منصف شاہی کے شاہی مراعات کے نظام کو عدل کا جام پلانا ہوگا۔ **ملک** میں تعلیم کا نصاب اسلام کی روشنی میں جدید خطوط پر تیار کرکے پوری ملت کیلئے ایک مقرر کرنا ضروری ہے۔ تمام شاہی اخراجات والے شاہی تعلیمی ادارے **ملک** میں بند کریں۔ یہ طبقاتی تعلیم ختم ہونے سے ہر قسم کی طبقاتی بیماریوں سے معاشرہ پاک صاف اور صحت یاب تیار ہوگا۔ **ملک** میں عدل وانصاف اور ذہنی انقلاب کی راہ ہموار ہوگی۔ ملت کا کردار سنورے گا۔

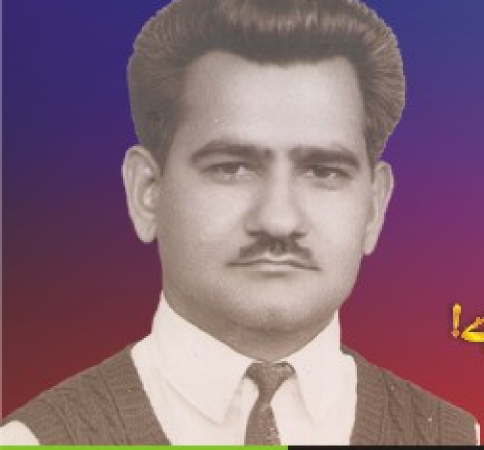

# بابا جی عنایت اللہ

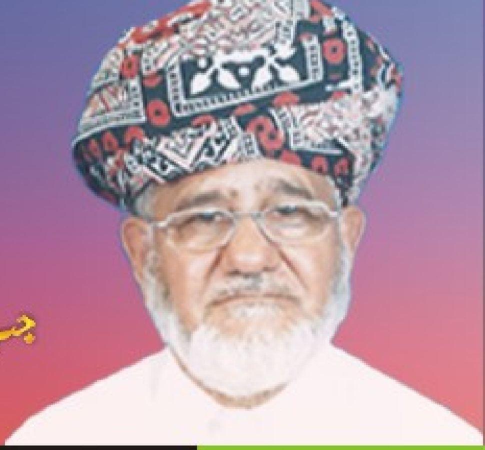

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۷۔ مغرب کی جمہوریت اور اس کے نظام کو چلانے کے لئے جاگیردار اور سرمایہ دار ٹولہ نے طبقاتی نظام حکومت ملک میں رائج کر رکھا ہے۔ اس نظام کو چلانے کے لئے انہوں نے ملک میں طبقاتی تعلیمی انگلش میڈیم ادارے اور درس گاہیں، اکیڈمیاں، قائم کر رکھی ہیں۔ اسی لحاظ سے انہوں نے تعلیم کا نصاب مرتب کیا۔ یورپ میں پلنے والے مغربی تعلیمی اداروں کے فارغ البال اور اسی معیار اور طرز پر قائم انگلش میڈیم ملکی اداروں کے تعلیم یافتہ طبقہ، اعلیٰ درجے کے حکمران، اعلیٰ درجے کے لیڈران یا اعلیٰ نسل کی کرپٹ افسر شاہی، اور بددیانت، بے ضمیر، منصف شاہی تیار کرتے ہیں۔ وہ اسی تعلیمی معیار اور انگریزی زبان کی اہلیت کی بنا پر، اور اپنے آباؤ اجداد کے اثر و رسوخ کی وجہ سے سی ایس ایس کا امتحان پاس کر کے انتظامیہ میں کینسر کی طرح پورے ملک میں پھیلے جاتے ہیں۔ اسسٹنٹ کمشنر سے لے کر کمشنر تک ڈی ایس پی سے لے کر آئی جی تک، سیکشن آفیسر سے لے کر سیکرٹری کی پوسٹ تک، صوبوں سے لے کر وفاق تک، یہی عنصر ملک کی اعلیٰ انتظامیہ اور عدلیہ پر قابض ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف سول جج سے لے کر سیشن جج تک۔ ہائی کورٹ کے جج سے لے کر چیف جسٹس تک اور سپریم کورٹ کے جج سے لے کر چیف جسٹس تک اس کے علاوہ احتساب پنچوں تک پورے ملک میں تحصیل سے لے کر ضلع تک ضلع سے لے کر صوبے تک، اور صوبوں سے لے کر وفاقی حکومت تک، پھیلے ہوئے ہیں۔ ان طبقاتی تعلیمی اداروں کے ذریعے طبقاتی حکومتی سکالر تیار کرتے ہیں۔ ملک کا تمام نظم و نسق اپنی گرفت میں ان کے ذریعے لے لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ پوری دنیا کی ایمبیسیوں پر کنٹرول بھی انہی غاصبوں، معاشی دہشت گردوں کا ہے۔ اس مغربی طرز کے اعلیٰ طبقاتی تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل ماہرین، عالم، فاضل، دانش ور، منتظمین، قانون دان، معاشیات اور اقتصادیات کے سکالر پیدا کرتے ہیں۔ جو ملک کی افواج، انتظامیہ، عدلیہ، اور تمام حکومتی مشینری پر مسلط یا متعین ہو کر ملک کے نظم و نسق کو چلاتے ہیں۔ جمہوریت کے تیار کردہ طبقاتی نظام تعلیم سے طبقاتی معاشرہ تشکیل دیتے چلے جاتے ہیں۔ ان چھ سات ہزار جاگیرداروں، سرمایہ داروں نے جمہوریت کے اعلیٰ ایوانوں۔ یعنی چاروں صوبائی اسمبلیوں، وفاقی اسمبلی، اور سینیٹ کے ایوان پر قبضہ کر کے ملک کی حکومت و اقتدار، وسائل اور خزانہ پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ حکومتی نظام چلانے کے لئے اعلیٰ طبقاتی، تعلیم کے انگلش میڈیم اعلیٰ سٹینڈرڈ، شاہی اخراجات والے اداروں کے فارغ التحصیل دانشور، منتظمین اور قانون دانوں کو ملک کی افواج، انتظامیہ اور عدلیہ کا اقتدار اور اسکے فرائض سونپ دیئے جاتے ہیں۔ ان حکمرانوں اور ان کی اس افسر شاہی نے مل کر ملک و ملت کے معاشی، معاشرتی، اخلاقی اقدار کو اعتدال، مساوات یا عدل و انصاف کا توازن، فطرتی، اخلاقی، دینی تقاضوں کی روشنی میں قائم کرنے کی بجائے انہوں نے غاصبانہ استحصالی، عدل کش طبقاتی، معاشرتی طبقاتی، معاشی طبقاتی، تعلیمی طبقاتی، انتظامی طبقاتی، اور عدلی طبقاتی نظام کو اس طرح مسلط کیا کہ انہوں نے امت مسلمہ کو ہندوازم کی چار گوتوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔ یعنی برہمن، کھتری، کھشتر ی، شودر اور حکومتی نظام چلانے والی انتظامیہ، عدلیہ اور افواج کو بھی کلاس ون، کلاس ٹو، کلاس تھری اور کلاس فور کے ڈھانچے اور سانچے میں ڈھال کر رکھ دیا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے تنخواہوں' سرکاری سہولتوں' سرکاری ایوانوں، سرکاری دفتروں' سرکاری رہائش گاہوں' سرکاری گاڑیوں' ٹیلی فونوں' ٹی اے ڈی اے۔ اندرون ملک اور بیرون ممالک سرکاری دوروں کے شاہی اخراجات، ملک میں قانون سازی کر کے ملک کا ستانوے فی صد بجٹ ان جمہوری براہمنوں کی شاہ خرچیوں کیلئے وقف کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے برعکس کلاس تھری اور کلاس فور کی تنخواہوں اور سرکاری سہولتوں کا شرمناک تفاوت کا باطل نظام مروج کر رکھا ہے جو انکے بھیانک اور دہشت ناک استحصالی کردار کی عکاسی کرتا ہے۔ عوام اس گھناؤنے نظام و سسٹم کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ ہاتھ کی انگلیوں کے مطابق تنخواہوں اور سرکاری سہولتوں کا ہونا عدل و انصاف اور وقت کا تقاضا ہے۔

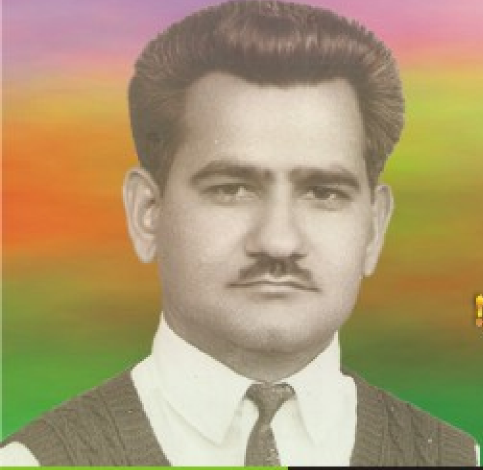

۱۸۔ ۷۰فی صدی دیہاتی کسانوں ۔۲۹فی صدی شہری، مزدوروں، ہنر مندوں اور غریب عوام،، کسان، سخت محنت کے بعد ملکی وسائل اور ملکی خزانہ تنکا تنکا کر کے خون پسینہ کی کمائی کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ ان کو استحصالی شکنجوں میں جکڑ کر ان کی اس طرح زبان بندی کر دی جاتی ہے کہ وہ اس عدل کش نظام کے خلاف لب کشائی بھی نہ کر سکیں۔ وہ اس گھر کے مالک، وہ ملک کے وارث، وہ پاکستان کے خطہ کے محافظ، ان کے پاؤں ننگے، ان کے جسم ننگے، وہ علاج سے محروم، وہ تعلیم سے محروم، وہ سڑکوں سے محروم، وہ پارکوں سے محروم، وہ ریسٹ ہاؤسوں سے محروم۔ وہ ایم پی اے، ایم این اے ہوسٹلوں سے محروم۔ وہ وزیر اعلیٰ ہاؤسوں سے محروم۔ وہ گورنر ہاؤسوں سے محروم۔ وہ اسمبلی ہالوں سے محروم، وہ وزیر اعظم ہاؤس سے محروم۔ وہ پریزیڈنسی سے محروم، وہ سپریم کورٹ، ظالم، غاصب۔ عدل کش، اور استحصالی شاہکار بلڈنگ سے محروم، وہ اعلیٰ ہائی کورٹ کی بلڈنگوں، اور ویٹنگ روموں سے محروم، وہ ان ججوں کے ریسٹ ہاؤسوں، اور محلوں سے محروم، وہ گاڑیوں سے محروم، وہ پٹرول سے محروم، وہ ٹیلی فونوں سے محروم، وہ اعلیٰ مزین دفتروں اور رہائشوں سے محروم۔ وہ ٹی اے سے محروم، وہ ڈی اے سے محروم، وہ سرکاری اکیڈمیوں سے محروم۔ وہ غیر ملکی دوروں سے محروم، وہ صحافیوں اور دوست واحباب کو امریکہ کے اعلیٰ ہوٹلوں میں دعوت دینے سے محروم، وہ فیکٹریوں سے محروم، وہ ملوں سے محروم، وہ کارخانوں سے محروم، وہ کاروبار سے محروم، وہ قرض لینے سے محروم، وہ سرے محلوں سے محروم، وہ رائے ونڈ ہاؤسوں سے محروم، وہ عالیٰ شان بڑے بڑے شہروں میں، ان کی لاتعداد کوٹھیوں محل، ماڑیوں سے محروم، وہ ڈالروں سے محروم، وہ بینک بیلنسوں سے محروم، وہ جائیدادوں سے محروم، وہ جاگیروں سے محروم، وہ اقتدار سے محروم۔ وہ قومی وسائل سے محروم، وہ ملکی خزانے سے محروم، وہ اس باطل تعلیم سے محروم، وہ اس کرپٹ افسری سے محروم، وہ اس بریف کیس مافیہ کی منصفی سے محروم، وہ غیر ملکی بینکوں میں رشوت، کمیشن کے ڈالروں سے محروم۔ وہ بیرون ملک محلوں اور ملوں سے محروم، وہ آئی ایم ایف کے قرضے وصول کرنے سے محروم، وہ ان قرضوں کو ہضم کرنے سے محروم، وہ ملک کو گروی رکھنے کے خیال سے محروم۔ آج سے ان کی محرومیوں کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اس جابر، ظالم، استحصالی، غاصب، باطل نظام کو ختم کرنا اور ان تمام بے رحم غاصبوں اور رہزنوں سے ملک وملت کا ایک ایک پائی واپس لینے کا گجر بج چکا ہے اور اس طیب فریضہ کو سرانجام دینا صد سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ ٹیکس کلچر یا کسی استحصالی طریقہ کار سے نہ خون چوسنے دیا جائیگا اور نہ یہ درندے اس خون کو پی سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین۔ وقت انکے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ ایسا نہ کرنا انکے لئے ایک خطرناک سانحہ ہوگا۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

## صدائے وقت | جمہوریت اور اس کا طبقاتی مروجہ تعلیمی نظام | باب 4 پیرا 21-19

۱۹۔ اے دور حاضر کی تعلیم و تربیت کے شاہکارو! اے طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے دانش ورو! عالمو! فاضلو! منتظمو! قانون دانوں! منصفو! جاگیردارو! سرمایہ دارو! سیاست دانو! حکمرانو! کچھ تو بولو! تم انسانی شکل میں کون ہو؟ گدھ ہو کہ کرگس؟ بھیڑیئے ہو یا درندے؟ چلو یہ نہیں بتاتے تو کم از کم یہ تو بتا دو کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور کلمہ پڑھنے کے بعد اس غیر اسلامی غاصبانہ، ظالمانہ، طرز حیات کو اپنانے کے بعد تم کیا کہلا سکتے ہو؟ مسلمان، عیسائی، کافر، ہندو، بے دین، منافق، مشرک، یا یہودی؟ جواب عوام کو نہیں 'ننانوے فی صد اہل پاکستان کو بھی نہیں' دنیائے عالم کو بھی نہیں 'صرف اپنے ضمیر کو دو۔ اگر استغفار کا موقع ملے تو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ یہ گھڑی غنیمت جان لینا۔ جرنیل صاحب۔۔ اس باطل نظام اور غاصب سسٹم کے حوالے ملت کو دوبارہ کر دینا ایک آخری جرم ہوگا۔ آپ اور آپ کے رفقا مل بیٹھیں، غور کریں، فکر کریں، اپنے مالک سے مدد طلب کریں۔ راستہ مانگیں۔ یہ حق اور سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ مانگنے والے کو نئی دنیا بھی عطا کرتے ہیں۔ سائل بن کر تو دیکھو۔ دینی جماعتوں اور ہم خیال لوگوں کو ایک مرکز پر اکٹھا کریں۔ مل کر فیصلہ کریں۔ انشا اللہ وقت ساتھ دے گا۔ ملت کا مستقبل روشن ہوگا۔

۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے میں کسی قسم کی کمی نہیں۔ وہ بڑا رحیم اور رحمان ہے۔ وہ توبہ قبول کرنے اور معاف کرنے پر قادر ہے۔ ان میں سے بیشتر لوگ اس تفاوتی اور طبقاتی غیر اسلامی، غیر فطرتی عدل و انصاف کے منافی، اقدار اور نظام کو پسند نہیں کرتے لیکن مجبوراً رائج الوقت اور مسلط مغربی ضابطہ حیات اور طرز حیات کے سسٹم سے ان کو گزرنا پڑ رہا ہے۔ وہ اس باطل، غاصب، نظام کے حصار میں مقید ہو چکے ہیں۔ یا اللہ! ان کی بھی سن۔ وہ کس عذاب کا شکار ہیں۔ ان کے خیال کو عمل کی توفیق عطا فرما۔ ان کو اس عذاب سے نجات عطا فرما۔ یا اللہ ملت اسلامیہ کو قرآن حکیم کی حاکمیت کو قائم کرنے کی توفیق عطا فرما آمین!

۲۱۔ یا اللہ! اس بے گناہ اور معصوم مخلوق کی بھی سن۔ ہمیں اس سسٹم اور طرز حیات سے نجات دلا۔ یا اللہ تجھے تیری ہواؤں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیری فضاؤں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے سمندروں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے صحراؤں کا واسطہ۔ یا اللہ تجھے تیرے آسمانوں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے ستاروں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے شمس و قمر کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے پہاڑوں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے دل ربا، سرسبز، خوبصورت دلکش دامنوں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیری زمین کے تمام ذروں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے تمام علوم کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیری تمام ذی جان مخلوق کی حمد و ثنا کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے اسمائے حسنیٰ کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے محبوب رحمت اللعالمین ﷺ کی تمام رحمتوں کا واسطہ، یا اللہ تجھے تیرے نور السموت والارض کا واسطہ، یا اللہ تو اپنے محبوب کی محبوب امت پر رحم فرما۔ یا اللہ ہمیں معاف فرما۔ یا اللہ ہمیں درگذر فرما۔ یا اللہ ہمیں سرفرازی عطا فرما۔ یا اللہ ہمیں انسانیت کے لئے رحمتوں کا سایہ بنا۔ یا اللہ ہمیں توفیق عطا فرما کہ تیری مخلوق کو ادب، اور سلامتی اور محبت دے سکیں۔ آمین ثم آمین۔ یا اللہ ہمیں وہ علم، وہ آداب، حاصل کرنے اور بجا لانے کی توفیق عطا فرما جو تجھے پسند ہیں۔ یا اللہ ہمیں اس باطل، غاصب سسٹم اور نظام سے نجات عطا فرما۔ آمین!

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۲۔ جمہوریت کی یہ تمام اعلیٰ طرز کی مغربی درس گاہیں نفسانی خواہشات، شہنشاہانہ اخراجات، انگریزی زبان کی حکمرانی، نفس پرستی، ہوس پرستی، زر پرستی، زن پرستی، حق تلفی، عیش وعشرت کی زندگی، شباب، شراب، بدکاری، بے حیائی، لوٹ کھسوٹ، انسانی حقوق اور اقدار کی پائمالی، تنگِ ذہن، تنگ دل، ننگِ جسم، ان درس گاہوں کے فارغ البال فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کا عملی نصاب بن چکا ہے۔ یہی درس گاہیں ان کی تربیت اور کردار کا محور ہیں۔ یہ جابر، ظالم، انسانی حقوق و اقدار کا استحصالی کریکٹر ان کی زندگیوں کا نصب العین بن چکا ہے۔ اور اسی میں ڈھلتے جارہے ہیں۔ یا اللہ یہ بھی تیری ہی مخلوق ہے۔ ان پر رحم فرما۔ ان کو بھی اسلام کے نور سے پرنور فرما۔ آمین!

۲۳۔ دوسری طرف اسلام کی تعلیمات حقوق اللہ، اور حقوق العباد کی تربیت سے مخلوق خدا کا ادب، ان کے حقوق کا تحفظ، ایثار و نثار کے طیب جذبوں کی تکمیل، خیر وشر میں تمیز، عدل وانصاف اور اعتدال کے پیکر، شرم وحیا کے محافظ، محبت وادب کے سالار، خلیفہ وقت اور ان کے اقتدار کے ساتھیوں کی سادہ سلیس، مختصر زندگی۔ ان کی ضروریات قلیل سے قلیل، ان کی خوراک سادہ، لباس سادہ، رہائش سادہ، حضور ﷺ کے اصولوں کے وارث، عوام الناس کے وسیع اختیارات تنقید اور اعمال کا محاسبہ قبول کرنے والے، ہر کس وناکس کو اس بات کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ ان کا بنیادی حق سمجھا اور تسلیم کیا جاتا ہے۔ خلیفہ وقت سے ایک چادر سے کرتا بنانے کی پوچھ گچھ اور ان کا اصل حقائق سے آگاہ کرنے کا عمل، سبحان اللہ! سبحان اللہ! رحمت اللعالمین ﷺ کے نظام شریعت پر دل وجان قربان۔ اس دور میں کرپٹ، غاصب، فوجی سیاسی حکمرانوں، ملکی خزانہ لوٹنے والی کرپٹ، افسر شاہی، اور رشوت میں ڈالروں سے بھرے بریف کیس، وصول کرنے والے ججوں کے بارے میں بات کرنا جرم، بلکہ توہین عدالت کے مجرم، ملک کو دولخت کرنے والے مجرموں کا نام لینا جرم، اس ظالم، جابر، مجرم نظام اور ان کے آٹے میں نمک کے برابر قارونوں، فرعونوں پر مشتمل حکمران طبقہ، اور ان کی فوج شاہی، افسر شاہی، ان کی منصف شاہی تاریخ کا بدترین حصہ بن چکے ہیں۔ ان کی مغربی تربیت گاہوں، اور ان کے کالے علم کا المیہ اور ان کی سیاہ کاریاں اور انسانیت سوز دور اب آخری سانسوں پر موت کی آغوش میں ہچکیاں لے رہا ہے۔ اہل وطن، اہل دل، اہل درد، اہل فکر، اہل وجد، اہل سرور، شب بیدار، اہل تصوف، اہل فقر، اہل بصیرت، دیدہ وروں، عقل سلیم کے وارثوں، محبِ وطن جان نثاروں ملک میں اسلامائیزیشن کے نظام کے پرستاروں، حکومت وقت کے فوجی سربراہ اور تمام ان کے رفقا کار کے لئے چند تجاویز برائے ملاحظہ اور برائے فوری کاروائی پیش خدمت ہیں:

۲۴۔ قرآن پاک کے اردو ترجمہ کو مملکت پاکستان کی تعلیم کے نصاب کا بطور لازمی مضمون نافذ کیا جائے۔ قرآن پاک کے اردو ترجمہ سے ملت اسلامیہ کے فرزندان کو قرآن حکیم، اسکی تعلیمات کے چراغوں کی روشنی سے ان کے دلوں کو منور کیا جائے۔ عربی زبان میں اس الہامی مخفی خزانہ کو اپنی سرکاری اردو زبان میں سمجھا اور عمل میں لایا جائے۔ یہ کتاب مقدس، عربی سمجھنے والے ملک کے چند ہاتھوں سے نکل کر پوری ملت کے قلوب کو روشنی عطا کرے گی اور پوری ملت کا کریکٹر و کردار، اس میں ڈھلتا چلا جائے گا۔ عربی زبان پڑھنے اور سمجھنے میں بہتر مدد ملے گی۔ دانش و برہان کا فیض عام ہوگا اور اپنی مادری اور قومی زبان میں قران پاک سمجھنے کا ہر کس و ناکس کو موقع فراہم ہوگا۔ نماز شریف اور قرآن پاک کے معنی، دینی اقدار، دینی ضابطہ حیات اور اسکے اصل حقائق مخفی حقیقت، دین کا راستہ، حکمت اور دانائی کے خزانے، فطرت کے راز، معاشرے کی تشکیل و تکمیل کے آداب، پوری انسانیت کے حقوق، عبادات، اخلاق، حقوق اللہ اور حقوق العباد، عدل و انصاف، اعتدال، مساوات، رشتوں کا تعین اور ان کا تقدس، زندگی کے ہر شعبہ پر محیط فلسفہ حیات کو سمجھنے سے اہل پاکستان کے دل، دماغ اور روح، اسلام کی روشنی سے منور ہوں گے اور یہ شمع رسالت کی قندیلیں تیار ہوں گی۔ دنیائے عالم میں انسانیت کو اندھیروں سے نکالنے اور ان کی رہنمائی کرنے کے فرائض انجام دیں گی۔ نماز کے الفاظ عقیدت سے ادا کرنے والے اس کی روح کی خوشبو، اسکی لطافتوں اور اسکی حقیقتوں سے مستفیض ہوں گے۔ انکا لطف سجدہ بندہ اور خدا کے درمیان ایک سنگم کا کام کرے گا۔

۲۵۔ طبقاتی مغربی تعلیم بڑی بڑی فیسوں پر مشتمل انگلش میڈیم اداروں، جمہوریت اور اس کے متعلقہ تعلیمی اکیڈمیوں، اداروں، اور اس پر مشتمل سلیبس، اور نصاب کو فوری طور پر منسوخ اور ختم کیا جائے۔ فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی اور جمہوریت کے سودائی انگریزی زبان کی برتری ختم ہونے سے اپنی عاقبت کی آغوش میں خود بخود پہنچ جائیں گے۔ ان کی اجارہ داری ملک کے ہر شعبہ سے ختم ہو جائے گی۔ اردو زبان ملک میں فوری رائج الوقت کی جائے۔ اور سرکاری فرائض اسی زبان میں ادا کئے جائیں تاکہ عوام الناس دفتروں، عدالتوں، وکیلوں، اور انگریزی دانوں کی اجارہ داری سے بھی نجات پا سکیں۔ چودہ کروڑ اہل وطن انگریزی زبان کے سمجھنے اور سننے کی محرومی سے بچ جائیں گے۔ ان کی سماعت اور گویائی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے (۱۵۳) سال کے بعد بحال ہو جائے گی۔

۲۶۔ اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، عربی، فارسی، اور انگریزی کے تمام مضامین کو بطور اختیاری مضمون، پڑھا اور سمجھا جائے۔ ان کا سلیبس اسلام کی نامور شخصیتوں کے کردار، تعلیم اور ان کی دینی، سائنسی، اخلاقی، روحانی، بے مثل و بے مثال زندگی کے گوشوں کو اجاگر کرنے اور اپنے ان اسلاف کے کردار کو روشناس کروانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے دوسرے ممالک یعنی چائنا، کے دانشوروں، روس کے کیمونزم، مغرب کی عیسائیت اور یہودیت کے معاشی نظام ہندوؤں کے مذہبی عقائید سے بھی آشنا کروایا جائے تاکہ وہ ان کے تقابلی جائزے سے دین کے عرفان اور عظمت کی پہچان کر سکیں۔ مخلوق خدا کو راہ راست کی منزل کا مسافر بنا سکیں۔

۲۷۔ ملک کے تمام تعلیمی اداروں کا نصاب اور سلیبس ایک مقرر کیا جائے تا کہ طبقاتی تعلیمی نظام ملک سے ختم ہو سکے اور جاگیردار، سرمایہ دار، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، رشوت خوروں، کمیشن خوروں، بلیکیوں اور سمگلروں کی اجارہ داری ختم ہو اور عوام تعلیمی دہشت گردی سے نجات پاسکیں اور کالی کملی والے ﷺ رحمت العالمین ﷺ کی محبوب و مقبول ہستی کے نظامِ مساوات، اعتدال اور عدل و انصاف کے درس کا اجرا ہو سکے اور ہر کس و ناکس اس سے استفادہ کر سکے۔

۲۸۔ سائنس اور زراعت کے جدید علوم کو ملک کی تعلیم کا بنیادی حصہ قرار دیا جائے اور جدید ٹیکنالوجی کے نظام کو اپنی زبان میں پڑھنے، سمجھنے اور عمل میں لانے کا موقع مہیا کیا جائے۔ چائنا، جاپان، فرانس، جرمنی، روس اور ان تمام ریاستوں سے جو حال ہی میں روس نے آزاد کی ہیں۔ روابط اور تعلق قریب سے قریب قائم کئے جائیں اور ان کی ٹیکنالوجی سے استفادہ اور افادیت حاصل کی جائے۔ اس کے علاوہ مغرب کی ریسرچ سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔ اخلاقیات اور کردار کی تشکیل قرآنِ پاک کی روشنی میں کی جائے اور زرعی، صنعتی ٹیکنالوجی دنیا کے کسی کونے سے میسر آئے' اسکو حاصل کرنا مسلمانوں کا فریضہ اولین ہے' اس فرض کو ادا کرو۔

۲۹۔ انگریزی زبان چونکہ بین الاقوامی زبان کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے اس سے عوام الناس کو آشنا کروانا مناسب ہوگا' لیکن اسکے لئے ضروری ہوگا کہ جو کورس اردو میں اسلامی مفکرین، بزرگان دین، قرآنِ پاک کے ظاہر اور باطن کو سنوارنے والے دانش و برہان پر مشتمل مضامین، اسکے علاوہ دنیا کی تمام بڑی بڑی شخصیات کے بھی واقعات اور انکے کئے ہوئے کارناموں کو جنکی وجہ سے انکے نام زندہ ہیں، انکو بھی شامل نصاب ہر سطح پر درجہ وار مرتب کرنا بہتر ہوگا۔ اس کے مطابق انہی مضامین کی انگریزی ترجمہ پر مشتمل کتابیں ترتیب دے کر کورس کا حصہ بنایا جائے۔ اس سے بچوں کو انگریزی سیکھنے میں کافی مدد و معاونت ملے گی اور اپنے اسلاف کے اوصاف سے آشنائی بھی حاصل ہوگی اور ان کا کردار انہی کی روشنی میں اجاگر اور مرتب ہوگا۔ جو بنی نوع انسان کیلئے فلاح اور بھلائی کا سبب بنے گا۔

# بابا جی عنایت اللہ

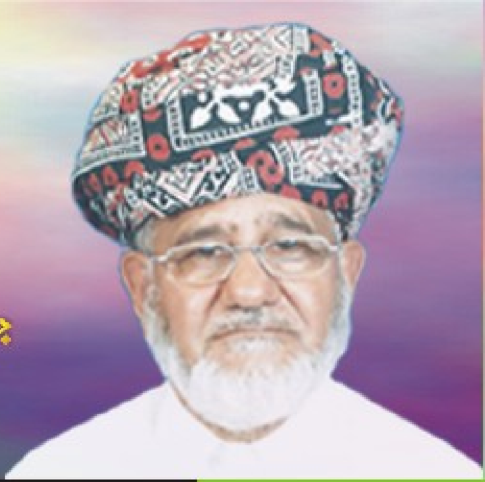

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۰۔ ملک میں جدید علوم کی روشنی میں سائنس دان، انجینئرز' ڈاکٹرز' معاشیات اور اقتصادیات' زراعت کے ماہرین حسب ضرورت پیدا کئے جائیں۔ حکمت کی تعلیم جدید بنیادوں پر مروج کی جائے۔ جڑی بوٹیوں سے استفادہ کرنے کی صدیوں پرانی طرز کو جدید خطوط پر تعلیم کا حصہ بنایا جائے۔ دیسی ادویات جو ہمارے مزاج اور علاج کا حصہ ہیں۔ ان سے جدید خطوط پر استفادہ کرنے کا عمل جاری کیا جائے۔ اسلامی جمہوریت اور اسلامی معاشی نظام کو ملک میں رائج کر کے سود کے لعنتی نظام کو خیر باد کر کے ملک کی تجارت کو فروغ دیا جائے۔ زراعت کی فیلڈ کو بھی ایمرجنسی بنیادوں پر خاص توجہ اور ترقی دے کر کسانوں کو روشن خیالی اور جدید اوزار اور آلات سے آشنائی اور انکے استعمال سے آگاہ کرنا نہائت ضروری ہے۔ ملک میں خام مال زیادہ سے زیادہ پیدا کیا جائے۔ جدید ٹیکنالوجی کو بروئے کار لایا جائے۔ یہاں یہ بات واضح کرنا نہائت ضروری ہے کہ زراعت ہی ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ہمارے ملک کی پیداوار جتنی بڑھے گی، خام مال جتنا زیادہ حاصل کیا جائیگا۔ اتنے زیادہ کارخانے' ملیں' فیکٹریاں ملک میں تعمیر ہونگی۔ بیروزگاری دور ہوگی۔ عوام خوش حال ہونگے۔ سرکاری محکموں میں رشوت، کرپشن اور لوٹ مار کی بجائے زراعت کے فیلڈ، فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں، گھریلو صنعتوں اور ذاتی کاروبار کو ذریعہ معاش بنائیں گے۔ آنیوالی نسلیں محنت، ہمت، کوشش اور متواتر تگ ودو سے ملت کو خوشحال اور ترقی سے ہمکنار کریں گی۔

۳۱۔ ملک میں ہنرمندوں، کارکنوں کی تربیت حسب ضرورت مناسب تناسب اور تعداد سے تیار کی جائے۔ علم کو کتابوں سے نکال کر عمل میں لایا جائے۔ اپنے اسلاف کے سبق کو پھر سے دہرایا جائے۔ اپنی نامور شخصیتوں کو عزت دی جائے۔ معاشی اور معاشرتی نظام کو ہر کس و ناکس کے لئے اسلام کے عدل و انصاف کے پیمانے کے تحت مہیا کیا جائے۔ یہ درست ہے کہ معاشرے کے تمام انسان ہاتھ کی انگلیوں کی طرح برابر نہیں ہوتے۔ انگلیوں میں انچوں کا فرق تو ہوتا ہے۔ لیکن میلوں کا فرق نہیں ہوتا۔ معاشرے میں اعتدال، اور مساوات کے فطرتی اصولوں سے آبیاری کی جائے تا کہ استحصالی طبقہ پیدا ہونے کی گنجائش ہی نہ رہے۔

۳۲۔ ملک کی تمام مساجد کو درس وتدریس کا درجہ دیا جائے۔ کنونشن ہالوں، تمام ریسٹ ہاؤسوں، اسمبلی ہالوں، وزیراعظم ہاؤس، پریذیڈنسی، سپریم کورٹ بلڈنگ اور ملک کی بڑی بڑی سرکاری بلڈنگوں کو یونیورسٹیوں' کالجوں اور تعلیمی اداروں میں تبدیل کیا جائے تا کہ ان املاک کا درست استعمال ہو سکے اور اس سرکاری مشینری کے تمام اہلکاروں اور ورکروں کو ایک مسلمان، ایک عام انسان کی طرح سادہ مناسب اخراجات مہیا کئے جائیں۔ تفاوتی نظام اور سرکاری خزانہ کی لوٹ کھسوٹ ختم کی جائے۔ ملک میں انارکی ختم ہو جائے گی۔ نہ شاہی اخراجات ہونگے نہ ٹیکس کلچر کی ضرورت پیش آئے گی اور نہ رشوت چلے گی اور نہ کرپشن کا دور جاری رہے گا۔ ملک میں ایماندار، دیانت دار اور عدل وانصاف پر مبنی معاشرہ تشکیل پائے گا۔ عشر اور زکوۃ سے ملک کا خوب نظام چلے گا۔ عوام سکھ کی نیند سوئیں گے۔ ملک ترقی کرے گا۔ سرکاری انتظامیہ جتنی مختصر اور سادہ ہو گی اتنی ہی مئوثر اور مضبوط ہوگی۔ عدلیہ انصاف کے تقاضے پورے کرے گی۔

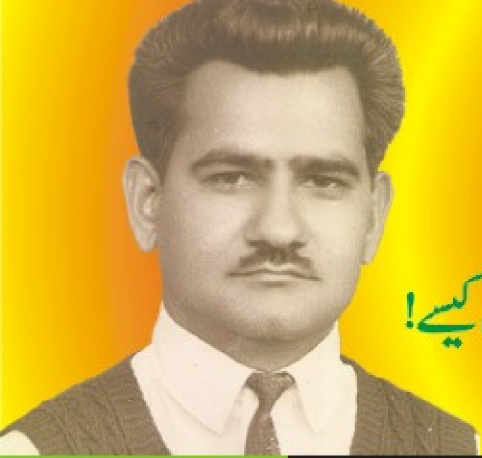

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۳۔ اساتذہ صاحبان کی عزت وتکریم اور معاشرے میں خاص مقام اور ادب سے نوازا جائے۔ وہ ملک وملت کے معمار اور نبی کریم ﷺ کے عمل کے وارث ہوتے ہیں۔ ملت کو ان کے اس اعلیٰ مقام سے آشنائی کروائی جائے۔ ملک میں قران کی روشنی میں منصف تیار کئے جائیں۔ مساجد مسلمانوں کے اسمبلی ہال ہوتے ہیں اور وہ مساجد میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کے تحت فیصلے اور سزائیں دے کر معاشرے میں امن قائم کر کے ملک کو ایک فلاحی ریاست بنا سکیں۔ جس پر انصاف کے متلاشیوں کو نہ وکیلوں کی فیس، نہ نسل درنسل کیسوں کا ورثہ، نہ انصاف کی عدالتوں کے باہر کیسوں کی سماعت کے لئے گرمیوں اور سردیوں میں مجرموں کی طرح صبح سے شام تک انتظار کرنا پڑے۔ چھوٹے بڑے طبقوں کی تمیز کئے بغیر حکم خداوندی کے فرمان کی اطاعت، اور پابندی کی جائے۔ مساجد ہی مسلمانوں کے اسمبلی ہاؤس ہیں جہاں پر بیٹھ کر مسلمان اپنے تمام اہم فیصلے کرتے ہیں۔

۳۴۔ ملک میں طبقاتی طریقہ تعلیم کا خاتمہ، عدل وانصاف ملک کے بڑے بڑے ایوانوں اور عدالتوں سے نکال کر مساجد کے صحن اور قرآن پاک کے اصول وضوابط کی روشنی میں فیصلوں کا اطلاق معاشرے کو ہر قسم کی برائی سے دور کرنے کا ذریعہ نجات بنے گا۔ ملک کا یہ تمام انتظامی عدالتی بجٹ اور سرکاری خزانہ، ان تمام غیر ضروری اخراجات سے محفوظ ہو جائیگا۔ اور وہ ملک وملت کے فلاحی اداروں، یعنی زراعت، تعلیم، سائنس اور دوسرے اہم ضروری شعبوں میں جہاں کہیں ضرورت ہوگی، استعمال کیا جائے گا یہی کثیر رقم دیہاتوں کی ضروری اور اہم بنیادی ضرورتوں، میں استعمال میں لا کر ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے گا۔ عدلیہ سے منسلک طبقہ دوسرے اہم شعبوں میں آپنے فرائض ادا کرے گا۔

۳۵۔ ملک کا بہت بڑا بجٹ ان انصاف کش مغربی طرز کے عدالتی انتظامی نظام کے خاتمے سے محفوظ ہوگا۔ اور انسانیت کے اس قیمتی اثاثہ سے ملک وملت کی فلاح کی مشینری کے بہترین کارکن تیار ہوں گے۔ ان کے ضمیر کا تقدس بحال ہو جائیگا۔ ان کے جسم اور روح کی، عدل وانصاف اور طیب رزق سے آبیاری ہوگی۔ خیر الامت کا اہم فریضہ بین الاقوامی سطح پر یہی لوگ سر انجام دے کر خیر کی دنیا کے علمبردار ہوں گے۔ اس نظام سے جو کثیر اخراجات ختم ہوں گے، تعلیمی اداروں کو بیس فی صدی شہری آبادی سے نکال کر دیہاتوں میں قومی سطح پر تعلیم کو اجاگر کرنے اور پھیلانے کا عمل شروع ہو سکے گا۔ جہاں آنے والی نسلوں کو جدید علوم سے آراستہ کیا جائیگا۔ زراعت کے جدید اصول وضوابط اور اوزاروں کو استعمال کے طریقوں سے انکو آشنائی کروائی جائے گی۔ وہاں دینی الہامی، قرآنی تعلیم کو بہتر طریقہ سے بروئے کار لا کر آنے والی نسلوں کو اخلاقی، روحانی تربیت بھی میسر ہوگی۔ اس درس وتدریس کی بنیادی تربیت سے ملک میں انقلاب برپا ہوگا اور خود بخود ان کا اندر کا انسان زندہ ہو جائے گا۔ انسانی رشتوں کا تقدس بحال ہوگا۔

۳۶۔ حکومت وقت کے ارکان اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی زندگی کسانوں، مزدوروں، اور عام ورکروں کے معیار زندگی کے مطابق ہو گی۔انصاف اور عدل سے ہر قسم کی برائی کا معاشرے سے خاتمہ ہوگا۔امیر غریب کے فرق کو مناسب اعتدال پر لایا جائے گا۔ملک وملت اپنے کھوئے ہوئے مقام اور وقار کو دوبارہ حاصل کر سکے گی۔اخلاق اور کردار دین کی روشنی میں سنوارہ جائیگا۔مسلمان کا کردار عدل وانصاف اور اعلیٰ صفات کی روشنی سے منور ہوں گے۔طبقاتی تعلیم، طبقاتی افسر شاہی، طبقاتی منصف شاہی، طبقاتی فوج شاہی، معاشی اور معاشرتی طبقاتی باطل اقدار پر پنپنے والے، ان ناخداؤں کے عذاب سے ملک وملت کو نجات ہوگی۔کلمہ شریف اور شریعت محمدی ﷺ کے اصول وضوابط کے تحت ملک کی شیرازہ بندی سے ہمیں وحدت ملت، اور اتحاد بین المسلمین کی اجتماعی طاقت دنیائے عالم میں اجاگر کرنے کا موقع نصیب ہوگا۔یا اللہ ہمیں یہ دن دکھا۔امین

۳۷۔ بچوں کی تعلیم وتربیت اور درس وتدریس کا ایک نصاب قائم کیا جائے گا۔ملت کے ان ہونہاروں کی ایک معیار پر مشتمل تعلیم سے ان کی آبیاری ہوگی۔اس طرح ملک میں تعلیمی عدل، اور تقدس بحال ہوگا۔ملک کے ہونہار طالب علموں کو انتظامیہ اور عدلیہ کے موجودہ ظالم اور باطل نظام کے مٹھی بھر ارکان تیار کرنے کی بجائے ملک کے تمام ہونہار طالب علموں کو جدید علوم کے ہر شعبہ زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل ہوگا۔ملک میں نہ طبقاتی تعلیم ہوگی اور نہ کسی کی اجارہ داری ہوگی۔اور نہ ہی طبقاتی میرٹ لسٹیں سکولوں، کالجوں اور سرکاری ملازمتوں کے لئے الگ الگ تیار ہوں گی۔ایک فی صد طبقہ کی اجارہ داری ہر شعبہ میں ختم ہوگی۔عدل واعتدال، مساوات اور انصاف ہر شعبہ میں قائم ہوگا۔خیر الامت ﷺ کے کردار کی خوشبو انسانیت کے حقوق اور خدمت کے امین، ظاہر اور باطن کے آشنا حق اور سچ کے سپاہی تیار ہوں گے۔

۳۸۔ پانچویں کلاس تک بچے اور بچیوں کو اکٹھی تعلیم دی جائے گی۔اور اس تعلیم وتربیت کی اساتذہ پڑھی لکھی مستورات ہوں گی۔وہ ملک وملت کے ان نونہالوں کو بنیادی تعلیم سے آراستہ کریں گی اور ملت کے اس اہم فریضہ کو ادا کرنے میں اپنا دینی، روحانی اور معاشرتی فریضہ ادا کریں گی۔مستورات سے بہتر درس وتدریس کے ابتدائی فرائض کوئی اور ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ان کی عزت واحترام کی شان ہر کسی پر نمایاں ہوگی۔بچیوں کی تعلیم کی طرف پوری توجہ اور ان کی عزمتوں کو اسلام کی روشنی میں بحال کیا جائے گا۔بچے، بچیوں اور ملک کی تمام مستورات کے علاج معالجہ کا شعبہ اگر مستورات کے سپرد ہی کر دیا جائے تو اسطرح ملک کی آدھی آبادی بڑے اعلیٰ معیار اور احسن طریقہ سے تعلیم اور صحت کے اہم فریضہ کو ادا کرنے میں اپنا اہم رول اسلام کی حدود میں رہ کر ادا کر سکے گی۔ہماری زندگی کا قافلہ دین کی روشنی میں اپنا سفر جاری کر سکے گا۔

۳۹۔ جاگیرداری، سرمایہ داری، فوج شاہی، افسر شاہی منصف شاہی کے طبقاتی اداروں اور مغربی طبقاتی تعلیم سے نجات اصل میں ان مغرب پرست غاصبوں سے عملی آزادی کی نوید ہوگی۔ ملک میں ہر قسم کے کرپٹ، باطل، فاسق، فاجر، ظالم، نظام کا خاتمہ ہوگا۔ نہ یہ کرپٹ افسر شاہی ہوگی اور نہ یہ ڈالروں سے بھرے رشوت خور منصف ہوں گے۔ نہ یہ عدالتیں ہوں گی۔ اور نہ یہ استحصالی نظام اور نہ ان کی عدالتوں کے باہر انصاف کی بھیک مانگنے والوں کا ہجوم ہوگا۔ ملک ان دہشت گردوں، اور ان کے استحصالی نظام سے عوام نجات حاصل کر کے خدا کا شکر بجالائیں گے۔ یہ ملک وملت کا قافلہ شان کبریائی کی عظمتوں کی منازل کی طرف رواں دواں ہو جائے گا۔

۴۰۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں ایک تعلیمی نصاب مقرر کرنے سے عدل وانصاف کو حاصل کرنے کے لئے ایک طویل عمر تک عدالتوں کے باہر مجرموں کی طرح صبح سے شام کھڑا ہونے کی اس اذیت اور زحمت سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل ہوگی۔ سالہا سال نہیں، سال بھر بھی نہیں، ایک ماہ تک بھی نہیں۔ بلکہ آٹھ دن کے اندر اندر بڑے سے بڑے کیس کا فیصلہ ظالم اور مظلوم کو مطمئن کردے گا۔ انسانیت کی تذلیل کا دروازہ بند ہوگا۔ چند ظالموں، فاسقوں، اور عدلیہ کے استحصالیوں کو انصاف کی چتا میں پھینک کر ملک میں امن وسکون بحال کیا جائے۔ تو یہ کوئی مہنگا عمل یا سودا نہیں۔ اس عمل سے ملک امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ کیسوں کی تعداد ملک میں سمٹ کر نہ ہونے کے برابر رہ جائے گی۔ اس عدل کش نظام اور ان کے پڑھے لکھے جابر، ظالم، بے رحم، دانش وروں کو آخری سلام۔

۴۱۔ قرآن پاک کی تعلیمات، قرآن پاک کے اقوال، قرآن پاک کے اصول، قرآن پاک کے ضوابط، قرآن پاک کی معاشرتی اقدار۔ قرآن پاک کے عطا کردہ رشتوں کے تقدس کا علم، قرآن پاک کی ذہنی، جسمانی اور روحانی تربیت کا نظام، قرآن پاک کے عطا کردہ انسانی حقوق اور انکی ادائیگی، انسانیت کا ضابطہ آداب، اور انکا تحفظ، قرآن پاک کا قانون اخلاق وکردار، قرآن پاک کا طریقہ عدل وانصاف، قرآن پاک کے عفو، درگذر کے منور چراغ، قرآن پاک کا صبر وتحمل کا بے مثال روشن باب، قرآن پاک کا تدبیر وتقدیر کا فلسفہ حیات، قرآن پاک کا تقویٰ وطہارت کا درس عظیم، قرآن پاک کی امانت ودیانت کی سلیقہ شعاری کا علم، قرآن پاک میں توحید پرستی کے اسباق، قرآن پاک میں رب العالمین کے انکشافات، قرآن پاک میں رحمت اللعالمین ﷺ کے مرتبہ کی پہچان، قرآن پاک میں عبادت وریاضت کے طریقہ کار کا انکشاف، قرآن پاک کا دستور مقدس، پوری انسانیت کی وراثت ہے۔ جس فرد، قوم، اقوام نے کتاب مبین کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے اصول وضوابط کو اپنی زندگی میں نافذ العمل کیا۔ وہ لوگ، وہ قومیں، وہ ممالک، ان آفاقی اصول وضوابط، کے پودوں، درختوں، شاخوں، پتوں، پھولوں، خوشبوؤں کے انہوں نے ظاہری لطائف سے استفادہ بھی حاصل کیا۔ اور انکے پھلوں سے خوراک اور لذت کے مزے بھی لوٹے اور اقوام عالم میں اعلیٰ مقام بھی حاصل کیا۔ اسلام ایک آفاقی دین ہے۔ یہ حکمت، دانائی کا صحیفہ اور انسان، حیوان، درند، چرند، پرند، زمینوں، آسمانوں، پہاڑوں، دریاؤں، سمندروں، بادلوں، بارشوں، موسموں، ہواؤں، فضاؤں، ذرہ کے دل سے لے کر پتھر کے اندر چھپے ہوئے کیڑے کی خوراک تک کے علوم اور راز سے آشنائی حاصل کرواتا ہے۔ وہ ظاہری اور باطنی تربیت کے علوم سے انسانیت کو آگاہی عطا کرتا ہے اور ان سے استفادہ کرنے کا راستہ بھی بتاتا ہے۔ اس کائنات کے ورق ورق کے مطالعہ کی تلقین بھی کرتا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | **جمہوریت اور اس کا طبقاتی مروجہ تعلیمی نظام** | باب 4 پیرا 42-45

۴۲۔ ربِ دو جہان نے جہاں مسلمانوں کو اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں پیدا کیا' وہاں انہیں قرآن پاک جیسی الہامی کتاب، کتابِ مقدس بھی عطا کی' جس میں ہر قسم کی ازل سے ابد تک رہنمائی کے روشن اسباق اور دلیلیں موجود ہیں۔ اس کا بتایا ہوا راستہ انسانیت کی فلاح اور کامیابی کا راستہ ہے۔

۴۳۔ مغربی اقوام آج سے پانچ سات سو سال پہلے اسی طرح انحطاط کا بری طرح شکار تھیں۔ مسلمانوں کے اقتدار کا دور تھا۔ مسلمانوں نے عیش و عشرت کی زندگی کو اپنانا شروع کر دیا۔ اسلامی تعلیمات اور اس کے مطابق عملی زندگی سے روگردانی شروع کر دی۔ زندگی میں عدل و انصاف، محنت و جہد، سادگی و شرافت، پاکیزگی و طیب، صبر و تحمل، ایثار و شار، عبادت و ریاضت اور من جملہ دینی اقدار سے یکے بعد دیگرے انحراف کے مرتکب ہوتے گئے۔ قیصر و کسریٰ کے باطل نظام حکومت میں ڈھلتے گئے۔ صاحبِ ثروت اور حکمران طبقہ اسلام سے عملی دوری اختیار کرتا گیا۔ عوام الناس بھی اسی عمل میں ملوث اور مستغرق ہوتے گئے اور یوں ملت اسلامیہ گمراہی اور تباہی کے سمندر میں غرق ہوتی چلی گئی۔ کریکٹر و کردار کی کمزوری انکی تذلیل، تباہی، رسوائی، بربادی، جہالت، نفاق، نفرت اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر ذلت کی پستیوں کا شکار ہوتی گئی۔

۴۴۔ مغربی اقوام نے مسلمانوں کے عروج و زوال کے واقعات کو سمجھا اور پرکھا اور ان سے وہ خوبیاں جو کسی بھی ملک کو ترقی اور خوشحالی کی راہ دکھا سکتی ہیں، وہ علم، وہ عدل، وہ محنت، وہ عمل، وہ راستے اور وہ رشد و ہدایت کے طریقے ان سے سیکھ لئے۔ انہوں نے اپنی اقوام کی تربیت ان اصولوں، ضابطوں کی روشنی میں کرنی شروع کر دی اور انہوں نے عمل کے جوہر سے نئی نئی ایجادات کے معجزے مخلوق خدا کو دکھائے۔ حکمت و ہنر کی قندیلوں کا ہجوم انہوں نے اپنے گرد اکھٹا کر لیا۔ یہ قومیں دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صورت میں پوری دنیا میں ابھریں۔ ان اعمال کے نتائج کے ذریعہ مغربی اقوام مسلمانوں پر غالب آنا شروع ہو گئیں۔ جو آج تک یہ ملت زندگی کے ہر شعبہ میں کمزور اور ذلت و خواری سے دوچار ہوتی گئی۔ اپنے اسلاف کے اخلاق و کردار کو چھوڑنے کی سزا میں مبتلا ہو گئی۔

۴۵۔ آج بھی وہ راستے، وہ اصول، وہ ضوابط، وہ قانون، وہ اخلاق، وہ دیانت، وہ امانت، وہ ادب، وہ خلوص، وہ پیار، وہ اخوت، وہ ایثار، وہ سادگی، وہ شرافت، وہ کردار، وہ ہمت، وہ عفو، وہ درگذر، وہ جوانمردی، وہ آقا ﷺ کا پیدل چلنا، وہ غلام کا سوار ہونا، وہ عدل، وہ انصاف، وہ اعتدال، وہ مساوات، وہ عاجزی، وہ مسکینوں میں مسکین بھی اور شاہوں میں سلطان زمانہ بھی، وہ نور کے راستے، وہ انوار کی برساتیں، وہ حضور ﷺ کی آغوش وہ رحمت دو جہاں کے تمام اسوہ حسنہ بڑی بیتابی، اضطراب، بیقراری، اور شدت سے امت مسلمہ کو پکارتے اور غفلت کی نیند سے بیدار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اٹھو! گمراہی اور زوال کے اندھیروں سے نکلو۔ اسلام کا رشد و ہدایت کا راستہ اختیار کرو اور فطرت کی نگہبانی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کے فرائض بجا لاؤ۔

# بابا جی عنایت اللہ

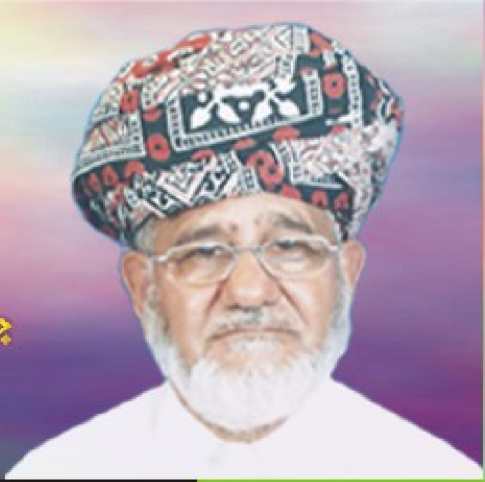

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## جمہوریت اور اس کا طبقاتی مروجہ تعلیمی نظام



۴۶۔ اقوام متحدہ کے تمام ملکوں کی تعداد تقریباً ۱۸۷ ہے۔ جن میں ۵۶ ممالک میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں۔ ان ۵۶ ممالک میں سے ایک ملک یعنی پاکستان، اسلام کے نام پر چودہ اگست ۱۹۴۷ء کو معرض وجود میں آیا۔ مسلمانوں نے جانی، مالی، بدنی، اذیتوں، مصیبتوں تکلیفوں، شہادتوں کی ایک عظیم انمول، قربانیوں، کے عوض دین کے نام پر یہ خطہ ارض حاصل کیا۔ پاکستان دوقومی نظریات کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ امت مسلمہ کا یہ بنیادی منشور تھا کہ چونکہ مسلمان اور ہندو مذاہب نظریات اور عقیدے میں ایک واضح فرق رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ دونوں قومیں اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ کیونکہ مسلمان اپنے مذہب ، اپنے دین، قرآن پاک اور شریعت محمدی ﷺ کے اصول وضوابط کے تحت اپنی زندگیوں کو گزارنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے یہ ملک یعنی پاکستان اسلام کے نام پر حاصل تو کر لیا لیکن بدقسمتی سے آج تک اس ملک میں اسلام کا دستور مقدس نافذ العمل نہ ہو سکا۔ حالانکہ یہ ملک جمہوریت کے تحت دوقومی نظریہ کی بنیاد پر مسلمانوں نے دستور مقدس کے نفاذ اور اس کی تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزارنے کیلئے حاصل کیا تھا۔ لیکن یہ بدنصیب، غاصب سیاستدان اس نظام کے نفاذ سے گریز کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور مغرب کی تعلیم وتربیت کو طبقاتی اصولوں کے تحت قائم کر کے ملک کے حکومتی نظام پر قابض ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اس استحصالی تعلیمی نظام کو فوری طور پر ختم کرنا حالات کی مجبوری بن چکی ہے۔ ملک میں ایک تعلیمی نظام کا نفاذ اس سسٹم کی اجارہ داری ختم کرنے کا ایک واحد ذریعہ ہے۔

۴۷۔ قائداعظمؒ کی زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ وہ ۱۹۴۸ کو اس جہان فانی سے ملت کے بے شمار گھناؤنے زخم اپنے سینے میں لے کر رخصت ہو گئے۔ ملک کی باگ ڈور سرمایہ دار، جاگیردار طبقوں کے ہاتھوں میں آ گئی۔ جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اہل وطن سے غداری کر کے انگریزوں سے اس کے عوض جاگیریں اور وظیفے حاصل کئے۔ انگریزوں کے دور حکومت میں ملک میں ان کی بالادستی پہلے ہی قائم تھی۔ انگریز انہی کے ذریعہ عوام الناس کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھا۔ کچہریوں، تھانوں اور جیلوں کے صعوبت خانوں میں بے پناہ اذیتوں سے دوچار کرنا۔ انہی کے ذریعے عمل میں لایا جاتا۔ انگریز ملک کو چھوڑ کر خود تو چلے گئے۔ لیکن وہ غاصب، جابر، ظالم، نائب ومصاحب جاگیرداروں، اور سرمایہ داروں کو اپنا اقتدار، منتقل کر گئے جو عذاب الٰہی بن کر ملک پر مسلط ہو گئے۔ انہوں نے مسلمانوں سے دین اور دنیا دونوں غاصبانہ طریقہ سے چھین لیں۔ افسر شاہی اور منصف شاہی، فوج شاہی کو اس مشن کی تکمیل کے لئے بروئے کار لائے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۴۸۔ انہوں نے جمہوریت کے نظام کو اپنے رنگ، سسٹم اور اپنے من پسند کے رہزنی پر مشتمل اصول وضوابط کو اپنی حکومت کے روپ میں ڈھال لیا اور انگریزوں کے مکمل غاصبانہ طرزِ عمل کو جوں کا توں جاری رکھا اور انہوں نے جمہوریت کے نام پر عوام الناس پر ظلم، زیادتی اور معاشی استحصالی نظام کے شکنجے بری طرح کس دیئے۔ جو انگریز بھی نہ کر سکا۔ وہ انہوں نے کر دکھایا۔ ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ کی مغربی بنیادوں پر تربیت کی۔ قوانین، ضوابط اس طرح مرتب کئے کہ ہر جرم کا تحفظ ان صاحب اقتدار اور شاہی طبقہ کو میسر رہا اور اس کے برعکس چودہ کروڑ عوام کو انہی قوانین نے کچل اور مسل کر رکھ دیا۔ فوج شاہی افسر شاہی اور منصف شاہی ان تمام اہل اقتدار فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ کے ہاتھوں میں کھلونا بنی رہی۔ ہر دور حکومت میں فوج اور انتظامیہ نے حکمرانوں سے مل کر اہل وطن پر ظلم ڈھائے اور منصفوں نے ہر دور میں ضمیر فروشی کر کے جائز ناجائز حکومتوں کا ساتھ دیا۔ کمال یہ ہے کہ ان حکمرانوں، سیاست دانوں، فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی نے مل کر ملک کے قوانین وضوابط از خود اپنی مرضی کے ایسے مرتب کئے' جہاں ہر جرم ان کے لئے قانون بنا رہا۔ اس طرح انہوں نے اعتدال، مساوات، انصاف، عدل، اور ایمان داری، کی اقدار کو چن چن کر ختم کیا۔ یہ حکمران ٹولہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے محاورے کو عملی شکل دیتے چلے آئے۔ انہوں نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے دونوں ونگوں میں اپنی بدکرداری اور لوٹ کھسوٹ کے عمل سے نفرت کا بیج بویا اور ایک دوسرے کے خلاف نفرت کی خوب آگ بھڑکائی۔ عوام الناس اور فوج کو اس آگ کی چتا میں جھونک دیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں حصے الگ ہو گئے۔ ترانوے ہزار پاکستانی فوج، کو مکتی باہنی اور ہندوستان کی فوج کے سامنے ذلیل ترین طریقے سے ہتھیار پھینکنے کا حکم دے دیا گیا۔ ان بدنصیب حکمرانوں، فوج شاہی افسر شاہی، اور منصف شاہی نے اس عظیم المیہ سے کوئی سبق نہ سیکھا۔ ادھر تم ادھر ہم کے خوب نعرے لگائے۔ بدنصیبو! گمراہ سیاست دانوں، اور اس نظام کے کل پرزو! افسرو اور منصفو! بتاؤ! تو تم کہاں تک آگے بڑھتے جاؤ گے۔ تمہارے دل میں انسان کا دل نہیں کوئی سل پڑی ہوئی ہے۔ تم تو اقتدار اور دولت کے نشے میں خون خوار بھیڑیئے اور درندے بن چکے ہو۔ تمہاری خوفناک اور عبرت ناک عاقبت تمہیں چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ اب بھی وقت ہے بچ جاؤ۔ دین کی تعلیمات کی دوری سے یہ انسان حیوان ناطق بن کر رہ گئے۔ ان تمام سیاسی اکیڈمیوں، درسگاہوں اور اداروں کو مسمار کر دو جو اس باطل نظام کی پرورش کا ذریعہ ہیں۔ اسلامی تعلیمات سے ملت کا اسلامی کردار و تشخص قائم کرو۔ ملک دین کے اصول وضوابط کے حوالے کرو۔ کردار کی شمع روشن کرو۔ عمل کے معجزات کی خون جگر سے نمود کرو۔ انشا اللہ خیر الامت تیار ہو گی۔

# جمہوریت اور اس کا طبقاتی مروجہ تعلیمی نظام

۴۹۔ اے غاصب نسل کے حکمرانو! سیاستدانو! جاگیردارو! سرمایہ دارو! فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی پر مشتمل وحشیو! ملک میں لاقانونیت اور بربریت کی چتا تم نے پھر جلا رکھی تھی۔ ملکی تمام وسائل، تمام سرمایہ، تمام خزانہ، غیر ملکی قرضے، آئی ایم ایف کے قرضے' اے دہشت گرد محافظو اور امینو! تم نے اپنی بڑی بڑی تنخواہوں، بے شمار بڑی بڑی سرکاری سہولتوں، مراعات کے ذریعے آپس میں تقسیم کر رکھے تھے۔ تمام ملکی اور غیر ملکی قرضے تم نے رشوت کمیشن کے مروجہ طریقوں سے ہضم کرنے کا عمل جاری کر رکھا تھا۔ ممبروں، مشیروں، وزیروں، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کی تعداد دن بدن بڑھاتے جا رہے تھے۔ بدنصیبی کی انتہا یہ تھی کہ غریب بے یارومددگار نچلے درجے کے سرکاری ملازمین کو فارغ کر کے ڈاؤن سائزنگ کا نظام قائم کر رکھا تھا۔ پچھلے دس پندرہ سال سے سرکاری ملازمتیں غریب عوام کے لئے بند تھیں۔ لیکن وزیروں مشیروں ممبروں، فوج شاہی، افسر شاہی، منصفوں، اور ان کے من پسند، کے صحافیوں، دوستوں، یاروں، ان پڑھ اور جاہل طبقہ کے سفاکوں کو احتساب اور سرکاری عہدے اور آسامیوں کی تعداد کو بڑھاتے رہے۔ ان کی اضافی پوسٹیں برابر بڑھتی چلی گئیں۔ اپنے دوست احباب کو نوازتے رہے اور ملکی خزانہ مال غنیمت کی طرح لوٹتے چلے گئے۔ خدا کی گرفت تم پر لازم ہو چکی تھی۔ چودہ کروڑ عوام کی محنت، مشقت کا خون تم نے ٹیکسوں اور مہنگائی کی سرنجوں سے چوس لیا۔ بے رحم درندوں کی طرح یہ تمام خون عیش و عشرت اور عیاشی کے گھونٹ بنا کر پیتے رہے۔ اس گھناؤنے سسٹم نے تمہاری عادات وخصلات بگاڑیں ہیں تو اس کی اصلاح کیلئے بھی تیار رہو۔ فطرت کا احتساب کا عمل جاری ہے۔ خیر کی خبر ان سب تک پہنچنے والی ہے۔ تعلیمی دہشت گردی اور اس کے تیار کردہ رہزن اپنا بھیانک دور ختم کر چکے ہیں۔

۵۰۔ ایک طرف تو ۷۰ فی صد کسانوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں کے پاؤں میں جوتا میسر نہ تھا۔ ان کے بچے کتابوں کے اخراجات تو کجا' وہ تو معمولی سی فیس ادا کرنے کے قابل نہ تھے۔ ان کے پاس نہ کوئی سکول اور نہ ہی کالج، نہ ان کے پاس کوئی ٹیکنیکل کالج نہ یونیورسٹی، نہ کوئی ڈسپنسری نہ کوئی ہسپتال، نہ کوئی بڑے بڑے کاروبار، نہ بیرون ممالک تجارت، نہ فیکٹری، نہ کارخانہ، نہ بیماری کے لئے پیسے' نہ ہی شہر کا کرایہ' نہ صحراؤں میں پینے کے لئے جانوروں کے لئے پانی اور نہ ہی انسانوں کے لئے خوراک، نہ چولستان میں کوئی اخبار نہ کوئی اخبار نویس، بھوک اور پیاس میں نڈھال انسانوں، حیوانوں کی اذیتوں کا نہ کوئی شمار اور نہ ہی کوئی آشنا۔ بیشتر اخبار نویسوں کا کام تو صرف بلیک میلنگ تک ہی محدود ہوتا ہے۔ وہ تو ایسے غلط عناصر کو ڈھونڈنے میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں اور اپنے شکار کی تلاش میں رہتے ہیں۔ وہ سرکاری افسروں اور حکومتوں کو بلیک میل کرنے اور بھاری بھتے لینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ صحافت کے پاکیزہ اور طیب پیشہ کو سیاستدانوں کیطرح دہشت گردی اور لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ کہاں سے جناب مولانا ظفر علی اور جناب حمید نظامی صاحب کو پکاروں۔ آوازیں دوں۔ ملت کی اذیتوں، آہوں اور آنسوؤں کی فریاد کو ان تک پہنچاؤں' جو اس باطل کدے کے ایوانوں میں کڑکتی، کوندتی بجلی بن کر گریں اور انکو خاکستر کر دیں۔ او صحافت کے دہشت گردو، رہزنو، بلیک میلرو۔ تم تو اس کے تقدس کو پامال کرتے جا رہے ہو۔ اہل دل، اہل درد، اہل بصیرت، اہل قلم اور طیب فطرت صحافیوں سے ملتجی ہوں کہ وہ آگے بڑھیں اور اس طیب فریضہ کو ادا کریں ورنہ یہ لوگ تو وزیراعظم کے ساتھ سرکاری اخراجات پر بڑے بڑے امریکی ہوٹلوں میں ہنی مون منانے اور عیش و عشرت اور مغربی آسودگی، آزادی اور وہاں کے کلچر اور ماحول سے آشنائی پیدا کرنے اور لطف اٹھانے کے لئے آتے جاتے رہیں گے یہ صحافی اور ان کے سیاسی ساتھی، حکمران، افسر شاہی، اور غاصب ورکروں میں بیشتر تو وہاں کاروبار سیٹ کرنے یا بینکوں میں اکاؤنٹ کھلوانے یا اپنی ملکیتوں کی دیکھ بھال کیلئے جاتے ہیں۔ ملک وملت کے یہ تمام خادم اور غمگسار، وہ تمام دولت اور سرمایہ ان عیاشیوں پر خرچ کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ صحراؤں میں پڑے ہوئے بیماروں کو علاج یا دوا مہیا کرنا یا انکی تیمارداری کرنا کب ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کی شفا اور علاج تو صرف موت اور عزرائیل ہے۔ اے دیدہ ورو! اے قلم کی امانت کے امینو! اے دہشت گردوں کے گروہوں کے اعلیٰ صحافیو! اے جمہوریت کے پجاریو! اے قلم کی عصمت اور عفت بیچنے والے ملک دشمنو! تم کچھ تو بولو کہ ۹۹ فی صد کسان، مزدوروں کے پیدا کردہ وسائل، خام مال، سرمایہ، ان گنت بلوں، غریبوں، مسکینوں، یتیم، بیوہ، اپاہج، بوڑھوں پنشنروں، بے روزگاروں کا منی بجٹوں کے اضافوں سے چوسا ہوا خون، عوام الناس سے بجلی، سوئی گیس، پانی، ٹیلیفون، مکانوں پر پراپرٹی ٹیکس، یعنی دو ہزار سے پانچ ہزار کا ہر غریب اور سفید پوش شہری کو ان ظالم حکمرانوں نے گورنمنٹ کا ہر ماہ کا کرائے دار بنا رکھا ہے۔ بے رحم غاصبو۔ کبھی تم نے ان سے پوچھا ہے۔ کہ انکے پاس کچھ کھانے کو بھی ہے یا نہیں؟

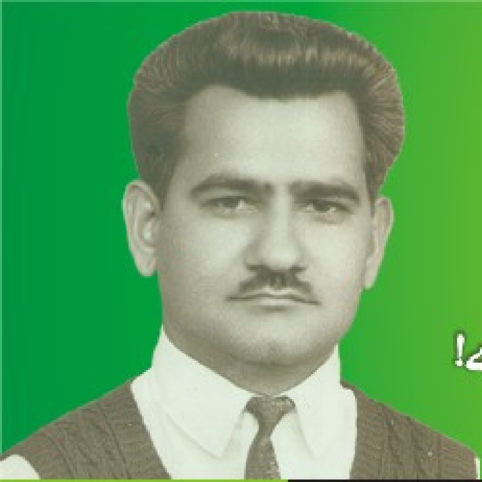

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۱۔ بدنصیبو! تم نے ٹیکسوں کا کلچر مغرب سے تو سیکھ لیا، لیکن تمہیں انکی انسانیت دوستی نظر نہ آئی۔ وہ تو ان ٹیکسوں کے عوض ہر بیروزگار کو مناسب اخراجات مہیا کرتے ہیں۔ بیماروں کا علاج معالجہ سرکاری طور پر ہوتا ہے۔ تم تو یہ تمام ملکی وسائل، ملکی خزانہ، یہ تمام بلوں اور ٹیکسوں سے اکٹھی کی ہوئی دولت ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کی طرح عوام سے لوٹتے ہو اور غنڈوں، لٹیروں کیطرح آپس میں تقسیم کر لیتے ہو۔ معاشی بے رحم قاتلو! ابھی تم اس نظام کو مزید چلانا چاہتے ہو۔ شرم کرو منافقو۔ اب مزید قوم کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اب تو تمہارے کڑے حساب کا وقت شروع ہو چکا ہے۔ پوری ملت کی خون پسینے اور محنت سے کمائی ہوئی دولت کو لوٹنے کا حق تمہیں کس نے دیا ہے۔ تم سب تو ان عظیم ۹۹ فی صد کسانوں، مزدوروں، ہنرمندوں اور اس غریب عوام کے خادم، نوکر، ملازم، اور انکے حکم کے قانونی پابند ہو! اپنی حیثیت کو پہچانو اس عوامی اژدھا سے بچ جاؤ۔ یہ نہ تم کو چھوڑے گا اور نہ تمہاری شہروں اور ملکوں میں پھیلی ہوئی بلوں، کارخانوں، فیکٹریوں، کوٹھیوں، سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، جاگیروں، قریہ، قریہ، بستی، بستی، شہر، شہر ملک ملک، پھیلے ہوئے کاروباروں، جاگیروں، کارخانوں، بلوں، فیکٹریوں، بینکوں میں ڈالروں، گاڑیوں، جہازوں اور تمام غیر قانونی لوٹی ہوئی دولت کو چھوڑے گا۔ اس عوامی اژدھا سے جان بچانے کا راستہ ڈھونڈو۔ تمہارا اور تمہارے استحصالی نظام کا احتساب شروع ہو چکا ہے۔ اس سے فرار اور نجات کے تمام راستے بند ہو چکے ہیں۔ زمانہ کروٹ لے چکا ہے۔ آئی ایم ایف کے ایجنٹو۔ تم نے تمام قرضے وصول کیئے۔ انہی کے بنکوں میں جمع کروا کر واپس وہیں مغرب میں لے گئے۔ اگر ان کو قرضے لینے کی ضرورت ہوئی تو وہ تمہیں بھی واپس کریں گے اور تمہارا لوٹا ہوا مال غنیمت بھی اور وہ تمام کارخانے، کاروبار اور اثاثے بھی جو دوسروں کے نام پر بنا رکھے ہیں۔ تم ملک اور عوام کو گروی رکھنے اور بیچنے کے لئے کوشاں ہو۔ پہلے اپنی جاگیروں، جائیدادوں اور تمام سرمائے کو سرکاری خزانہ میں جمع کراؤ تاکہ وہ قرضے ادا ہو سکیں۔ تمہارے ظلم کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ نہ تم بچ سکو گے نہ تمہارا مال و اسباب۔ تمہیں ابھی بھی اٹکھلیاں سوجھی ہیں۔ اہل وطن تم سے تو بیزار ہو چکے ہیں۔

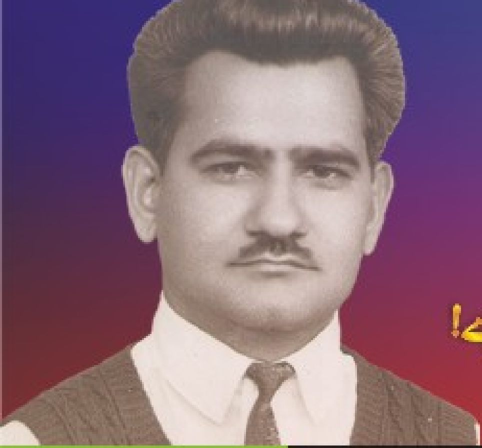

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۲۔ ملت کو تنظیم نو کے احکام مل چکے ہیں، ملت کو اس کی کھوئی ہوئی میراث کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ وہ علم، وہ عدل، وہ محنت، وہ عبادت، وہ ریاضت، وہ صبر و تحمل، وہ ایثار و نثار، وہ دینی اقدار، وہ مہر و محبت، وہ اخوت و برداشت، وہ حکمت و ہنر، وہ عمل کے آفتاب کی تمام کرنیں وہ محبوب خدا کے اعمال کی دھیمی دھیمی خوشبوئیں، وہ رحمت اللعالمین ﷺ کے نور کی معطر فضاؤں کو اپنانے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ وہ دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنے کے لئے صدیاں نہیں، سالوں میں بحال کرنا چاہتی ہے۔ وہ دیدہ ور ہو چکی ہے۔ نئی نسل تم سے تمام حساب چکانے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ طبقاتی تعلیمی نظام، شاہی انگلش میڈیم اداروں، تربیتی اکیڈمیوں اور ان کے تیار کردہ فوج شاہی افسر شاہی، منصف شاہی کے شاہکاروں، پالیسی میکروں، دانشوروں، معاشی معاشرتی رہزنوں، دہشت گردوں اور تمہارے غاصب سسٹم سے نجات حاصل کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس نے تمہارے تمام کچے پکے راگ سن لئے ہیں۔ اور اب ان کا بھی دیپک راگ سنو۔ تمہارے تمام استحصالی اور غاصب شکنجوں کو پاش پاش کرنے کی توفیق اور طاقت بارگاہ الٰہی سے حاصل کر چکی ہے۔ تمہاری باطل اکیڈمیاں، تمہارے غاصب پبلک سروس کمیشن کے ادارے، تمہارا طبقاتی تعلیمی نظام اب خودسوزی کی آگ میں جل رہا ہے۔ اس کے ختم ہوتے ہی نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بے سری بانسری، اس سے ملک و ملت کو کیا فائدہ ہو گا وہ کسی سے چھپا نہیں۔ ظالم، رشوت خور، کمیشن خور، جابر، زانی شرابی، شاہی اخراجات کے دلدادہ، بے رحم، سفاک اور خودغرض درندے، انسانی شکل میں معاشی بھیڑیئے، انصاف کش دہشت گرد، منتظمین کی شکل میں سرکاری غنڈے، ملک کے خزانے کو چاٹنے والی دیمک، ملک کو مقروض کرنے والے شاہ خرچئے، ان باطل شعبوں کے دانشور، دانا، عقلمند، ذہین، فطین، ان اکیڈمیوں کے شاہکاروں سے نجات مل جائیگی۔ ملک بیشمار سرکاری گاڑیوں کے اخراجات سے بچ جائیگا پٹرول کے اخراجات نہ ہونے کے برابر ہونگے۔ نہ شاہی محلوں پر مشتمل انکی سرکاری رہائشیں ہونگی اور نہ سرکاری نوکروں کا ہجوم ہو گا۔ نہ حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی تفاوتی طبقاتی بڑی بڑی تنخواہوں کے ڈاکے پڑینگے۔ نہ ملکی غیر ملکی تربیتی کورسوں کے اخراجات۔ نہ یہ ملک کا مٹھی بھر فوجی سیاسی ٹولہ حکمران بنے گا نہ انکی اولادیں فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی سے سرکاری خزانہ، تمام ملکی وسائل، غیر ملکی قرضے لوٹ سکیں گے۔ ان کا صحیح معنوں میں احتساب ہو گا۔ ماموں، بھانجے ۱۴ کروڑ عوام کے غیض و غضب سے اب بچ نہیں سکتے۔ سیاستدانوں کا نام لینا اب پوری ملت کیلئے ایک گالی بن چکا ہے۔ پاکستان میں عمرؓ لاز کا اطلاق ہو گا۔

۵۳۔ وقت کے حکمرانو! اس پکار کو سنو اور غور کرو۔ ملت بہت سی توقعات اور امیدیں آپ سے وابستہ کئے بیٹھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اقتدار کے ساتھیوں کو ملک و ملت کا یہ اہم فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرماویں اور ملک میں دستور مقدس کا نفاذ عمل میں لائیں۔ پوری دنیائے اسلام کی نگاہیں پاکستان کی قیادت پر لگی ہوئی ہیں۔ آپکے اقتدار کا سورج بارہ اکتوبر ۱۹۹۹ کو طلوع ہوا۔ وقت تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے، دوپہر ہو چکی ہے، وقت کو تھام سکتے ہو تو تھام لو، احتساب کا عمل اپنی ذات سے شروع کرو۔ اس سعادت کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ لو۔ زندگی شمع کی صورت گزارو۔ دنیا چھوڑنے سے پہلے اس شہزادی کو طلاق دیدو۔ دنیا کی کوئی شے دل یا روح کے اندر داخل نہیں ہو سکتی، صرف اسکا احساس ہی اندر جاتا ہے۔ اس دھوپ چھاؤں کے احساس سے ذرا بے نیاز ہو کر تو دیکھو۔ اس باطنی علم کے طالب خیر کا عمل کرنے میں دیر نہیں کیا کرتے۔ ایسا نہ ہو کہ وقت کی ظالم آغوش میں تمہارا اقتدار موت کی ہچکیاں اور سسکیاں لیتے ہوئے دوسرے حکمرانوں کی طرح دم توڑ جائے۔ خدا آپکا حامی و مددگار ہو۔ خدا کی راہ میں مرنا اور بے دین موت مرنے میں بڑا فرق ہے اللہ تعالیٰ آپکو، آپکے ساتھیوں کو دین کی خدمت کرنے، عالم اسلام کی رہنمائی، ادب انسانیت کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین!

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

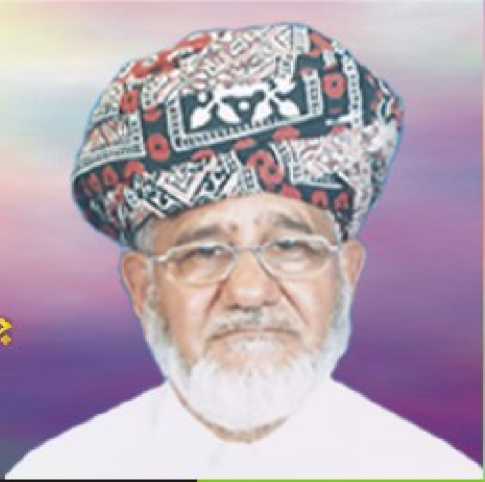



۵۴۔ علم روشنی بھی ہے۔ظلمات بھی۔جوعلم ناانصافی کے گر سکھائے۔جوعلم حق تلفی کا راستہ دکھائے۔جوعلم جبر وتشدد پر اکسائے۔جوعلم نفس پرستی کا درس دے۔جوعلم انسانوں سے انسانیت چھین لے۔جوعلم سادہ، سلیس، اور اختصاری زندگی سے محروم کردے۔جوعلم عدل وانصاف کا دامن چھوڑ دے۔جوعلم اقتدار حاصل کرنے کے لئے دھوکہ، فریب اور ہر قسم کا جرم کرگذرنے پر اکساتا رہے۔جوعلم اقتدار حاصل کرنے کے لئے جھوٹے، فاسق، فاجر، بے دین، منشوروں کے مطابق سیاسی جماعتیں تشکیل کر کے ملت کے جسد کو سیاسی فرقوں کے کینسر کی طرح چمٹ جائے۔جوعلم بدکاری، بے حیائی، شراب، بدکرداری، سے سکون وراحت حاصل کرنے کے لئے کلبوں کی طرف رخ موڑ دے۔جوعلم حق تلفی، دہشت گردی، ظلم و بربریت، لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت، ڈاکے، رہزنی کو جنم دے۔جوعلم اقتدار کی ہوس میں آدھا ملک نگل جائے۔جوعلم اقتدار کی نوک پر ملکی وسائل ملکی خزانہ، ملکی، غیر ملکی قرضوں اور چودہ کروڑ عوام کی محنت ومشقت کی خون پسینہ کی کمائی، بڑی بے دردی سے ہولی کھیلے۔جوعلم اقتدار کی نوک پر استحصالی نظام کو بروئے کار لا کر ملک، بیرون ممالک، ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، کاروباروں، ہر قسم کی تجارت، پر اجارہ داری قائم کرلے۔جوعلم چھوٹے بڑے شہروں میں عالی شان محلوں سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، بینک ڈالروں، ہر قسم کا عیش وعشرت کا کلچر فروغ دے جوعلم مجرم قانون، قاتل ادارے، راہزن حکمران، راشی افسر، عدل کش منصف، ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر تیار کرے۔جوعلم روز بدلنے والے قوانین کا کرپٹ نظام ترتیب دے۔جوعلم رشوت، کمیشن، کے لئے بوگس فرمیں، بوگس کوٹیشن، اربوں کے سودے، کروڑوں کی کمیشنیں، شاہی تنخواہیں، بادشاہی سہولتیں، حاصل کرنے میں محو ہو۔جوعلم ہر قسم کی کرپشن، مجرم نظام، ملزم حکمران تیار کرے۔جوعلم خوف خدا سے دور کردے۔جوعلم مادیت کے حصول کا جہنم جلائے رکھے۔جوعلم حق تلفیوں، ناانصافیوں سے عیش وعشرت کا ایندھن اکٹھا کرنے میں مصروف رہے۔جوعلم انمول ضمیر، یعنی باطن کدہ کو احساس کی آگ میں سلگاتا رہے جوعلم امانت میں خیانت کو حق سمجھے۔جوعلم چودہ کروڑ عوام کی دولت، عزت وناموس، کو چند ہاتھوں میں مقید کردے۔جوعلم صحراؤں میں بسنے والوں کو ہر سہولت سے محروم رکھے۔جوعلم صحرانشینوں اور ان کے مال مویشیوں کو ۵۳ سال تک نگاہ اٹھا کر ان کی خستہ حالی، بدحالی، کو بھی نہ دیکھے۔جوعلم ان کو خشک سالی، بدحالی، زبوں حالی، قحط سالی، کا شکار ہمیشہ بناتا رہے۔

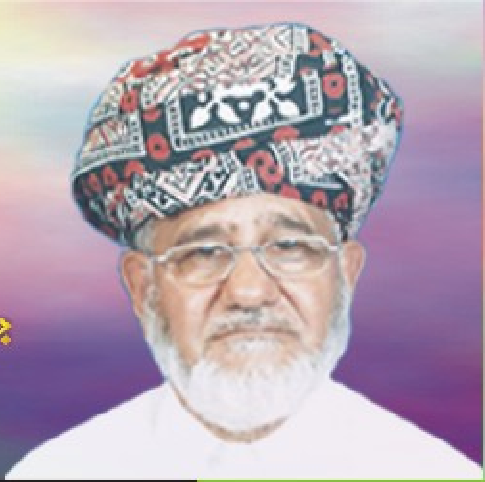

ان کی بنیادی ضروریات کی معاونت سے گریزاں رہے۔ جو علم انسانوں، حیوانوں کو طویل مسافتیں، دھوپ کے جلتے ریگستانوں میں پیاس اور بھوک سے نڈھال کر دے، کشمکش حیات سے دوچار اور موت سے ہمکنار کرتا رہے۔ جو علم ضمیر کو مردہ کر دے اور ملک وملت کو اپنی ذاتی، آسودگی اور منفعت کے لئے اذیتوں میں مبتلا کر دے۔ جو علم اپنے اسلاف کے اخلاقی، روحانی، اثاثوں کو روند ڈالے۔ جو علم اپنے ملی تشخص اور شناخت کو کچل دے۔ جو علم حکمرانی اقتدار کی مسند بھی عطا کرے۔ اور اپنے عمل کی جزا وسزا کی اذیتوں میں مبتلا کر کے نشان عبرت بھی بنا دے۔ جو علم شرم وحیا کو چاٹ جائے۔ ٹی وی اور اخبارات، رسائل جیسے، میڈیا کو بے حیائی پھیلانے کے تصرف میں لایا جائے۔ جو علم ملک کی سالمیت، اور ملت کے لئے خوفناک خطرہ بن جائے۔ جو علم ٹی وی جیسے میڈیا کے جدید مغربی سکالروں کو بے حیائی پھیلانے کیلئے انکے سپرد کر دے۔ جو علم ڈراموں کی شکل میں دہشت گردی، قتل وغارت، کرائم کے تمام ہنر، محبت کے جنسی آداب، دھوکہ، فریب کے اختراعی ماڈل پیش کریں۔ جو علم نوجوان نسل کو غیر جنس کے ساتھ سرعام اچھے برے کریکٹروں کو پیش کرنے کے بھیانک سین سے اخلاقی پستی، جنسی بے راہ روی کی تربیت سے دوچار کر دے۔ اس علم کے ادیبوں! فاضلوں، ماہروں، فلسفیوں، حکیموں، نقطہ دانوں، دانش وروں، لکھاریوں، سرکاری مدبروں، عدالتی منصفوں، کو دنیاوی بے پناہ اشیاء، اور ضروریات کا سامان اکٹھا کرنے پر مختص کر دے۔ اس کے حصول کے لئے معاشرے کے ہر قسم کے اخلاقی اور دینی تمام ضوابط کی حدود کو توڑ کر ظلم و بربریت، قتل وغارت، دہشت گردی، کا راستہ اپنا کر مساوات، اعتدال کو کچلنے، انصاف اور عدل کو روندنے، امانتوں کو لوٹنے اور غصب کرنے میں مصروف عمل کر دے۔ علم کے یہ تمام راستے یہ تمام پگڈنڈیاں، یہ تمام طور طریقے، یہ تمام جہتیں، علم کی جہالت کے راستے ہیں۔ اور اس علم کے وارث ابوجہل، اور ابولہب کے خانوادے اور قبیلہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے عقل و دانش کے چراغ، گمراہی، اندھیرے، اور تباہی پھیلاتے ہیں۔ یہ جہالت کی تہذیب کے مہذب دانش ور کہلاتے ہیں۔ یہ نفاق، نفرت، قتل وغارت، اقتدار، حکمرانی، لوٹ کھسوٹ، دہشت گردی، ناانصافی، حق تلفی اور خود غرضی کی جنگیں آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ اہل وطن کو اپنے نظام اور سسٹم کے نئے نئے طریقوں کو رائج کر کے نئی سے نئی آزمائشوں، مصیبتوں اور اذیتوں سے دوچار کر کے اپنے اندھیروں کی دنیا آباد رکھتے ہیں۔

۵۵۔ ان کے ملک میں تمام تعلیمی ادارے اسی نظام کے کارندے تیار کرتے ہیں۔ستم بالائے ستم یہ ہے۔کہ اس نظام وسسٹم کا شکنجہ، ان عقل کے اندھوں کو اپنے پیشرو حکمران ورثہ میں مہیا کرتے جاتے ہیں۔وہ اس میں اس طرح محو ہو جاتے ہیں۔اور اس خول کو توڑ کر راہ حق، نور ہدایت، کے فلاحی راستے، اختیار نہیں کر پاتے۔وقت کروٹ لے چکا ہے۔فطرت نے ان کے احتساب کا عمل جاری کیا ہے۔فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، فوجی ڈکٹیٹروں، انکے فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی اور ان کے نظام اور سسٹم کے ایوانوں میں احتساب کے لرزہ خیز زلزلے نے خوف وحراس پیدا کر دیا ہے۔اب ان کے اپنے اور اپنے رفقاء کے ناموں پر حاصل کردہ، تمام کی تمام ملکیتیں، جائیدادیں، ملیں، فیکٹریاں کارخانے، کاروبار، اندرون، اور بیرون ممالک، تجارت کے تمام اڈے اور ادارے، ان کے خلاف چیخیں مار کر گواہی دیں گے۔بلوں، ٹیکسوں، اور مہنگائی کے ذریعے چوسنے والا معاشی خون اور نوچنے والا معاشرتی گوشت، کا عوام خود دفاع کریں گے۔حکومت اپنی سرکاری مشینری کی تمام غاصب پالیسی سازوں سے خود نپٹ لے گی۔ان کے خلاف عوام کا احتجاج ان کی رہنمائی کا کام دے گا۔انشاءاللہ فوجی سیاسی حکمران احساس ذمہ داری اچھی طرح نبھائیں گے۔یقیناً وہ ان کو کھلی چھٹی دے کر اپنا حشر جنرل ضیاءالحق صاحب جیسا نہیں کروائیں گے۔وقت ملت اسلامیہ کی تقدیر بدلنے اور پاکستان میں دستور مقدس کے نفاذ کے حالات وواقعات پیدا کر چکا ہے۔

۵۶۔ حضور ﷺ کے علم کی نورانی قندیلیں اس ملک میں روشن ومنور ہوں گی۔ملت کی ظاہری اور باطنی اصلاح کے جدید علوم کے جام حضور ﷺ کے میخانے سے یہاں سے ہی جاری رہیں گے۔عدل وانصاف، مہر ومحبت، ہمدردی واخوت، ایثار و نثار، اعتدال ومساوات، ہر فرد کے کردار کی خوشبو بن کر پوری کائنات میں پھیلے گی۔انسان تو انسان ہر ذی جان کو، ان کے عمل سے راحت وسکون، میسر آئے گا۔دینی علوم، ظاہری تبدیلی کے ساتھ ساتھ باطن کی اصلاح کی تربیت پر زیادہ موثر ہوگا۔اسلام کی روپوش تمام قدریں دوبارہ جلوہ افروز ہوں گی۔انسانیت کے مسیحائی کے فرائض ادا ہوں گے۔اہل بصیرت، اس دور میں فطرت سلیمی کی آبیاری اور معماری کا کام کریں گے۔بہتر انسان اور اعلیٰ حاکم وہی ہوگا۔جو اس باطل علم کی پستیوں سے ملت کو نکال کر دین محمدی ﷺ کی روشنی میں اس کے کردار کی تشکیل وتعمیر کو عمل میں لائے گا۔اور دنیائے اسلام کے تمام ممالک کے لئے ایک جدید تعلیمی نظام دین کی روشنی میں جو اس دور کی ضروریات پر پورا اترے۔وہ نصاب ماہرین وقت سے تیار کروا کر اپنے ملک میں رائج کرے اور تمام اسلامی ممالک کو مہیا کرے۔یا اللہ اس فریضہ کو نبھانے کی توفیق عطا فرما! یا اللہ اس جہان رنگ وبو میں جگر سوزی، دلسوزی، کی لذتیں اور چشم بینا اس ملت بیضا کا نصیب بنا۔آمین۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۔ ایک صدی کی غلامی کے بعد ۱۹۴۷ء کو پاک وہند آزاد ہوا۔ انگریز ہندوستان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد حکومتی نظم ونسق چلانے کے لئے پاکستان میں انگریزوں کے مروجہ طریقہ کار اور سسٹم کو جوں کا توں چلایا گیا۔ انگریز وائسرائے اور تمام شاہی ایوانوں پر فائز ان کے مشیر، وزیر، گورنر اور تمام اعلیٰ فوجی، انتظامیہ، عدلیہ کو کنٹرول کرنے والے اعلیٰ سرکاری عہدوں پر متعین منتظمین ملک چھوڑ کر انگلینڈ واپس چلے گئے۔

۲۔ قائد اعظمؒ ۱۹۴۸ میں طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ملک وملت ایک عظیم قیادت سے محروم ہوگئی۔ اس کے بعد ملک کی باگ ڈور جاگیرداروں اور سرمائے داروں کے ہاتھوں میں منتقل ہوگئی۔ انہوں نے ملک کا حکومتی نظام چلانے کے لئے مغرب کا جمہوریت کا نظام ہی اپنایا اور رائج رکھا جمہوریت کی اکیڈمی پر جاگیردار، اور سرمایہ دار ٹولہ نے قبضہ بذریعہ سیاست، یا حالات وواقعات، یا بالجبر، ہر قسم کا جائز وناجائز حربہ استعمال کر کے حاصل کر لیا۔ الیکشنوں کو ذریعہ اقتدار بنایا گیا اور اسی طریقہ کار کو اختیار کیا گیا۔ اس سیاسی کھیل کھیلنے کے لئے دو ٹولے معرض وجود میں آئے۔ ایک جاگیرداروں اور دوسرا سرمایہ داروں کے ٹولہ پر مشتمل تھا۔ جو امیدوار برائے صوبائی اور وفاقی اسمبلی، الیکشنوں میں حصہ لیتے۔ دوسرا طبقات کسان محنت کش، ہنرمند اور غریب عوام الناس پر مشتمل تھے جن کو ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں میں سے کسی ایک کو ووٹ ڈالنے اور چننے کا پابند بنا دیا گیا۔ اس طرح سیاسی حکومتی ٹولہ نے چاروں صوبوں، وفاق اور سینیٹ کے ایوانوں پر بڑی آسانی، چالاکی، ہوشیاری اور ہنرمندی سے قبضہ کر لیا اسطرح ملک کے اقتدار کو اپنی وراثت بنالیا۔ آج تک یہ سلسلہ جوں کا توں جاری ہے۔

۳۔ اس طریقہ کار سے اقتدار اعلیٰ ایم پی اے، ایم این اے، سینٹ کے ممبران، اسمبلیوں اور سینٹ کے شاہی حکومتی ایوانوں میں یہ ٹولہ بذریعہ الیکشن کامیاب ہو کر پہنچ جاتا ہے۔ اسمبلیوں میں انہی ہزار بارہ سو میں سے حسب مراتب مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان چنتے چلے آ رہے ہیں۔ پاکستانی عوام اس طبقہ کے غلام بن چکے ہیں۔ پاکستان ان کا مفتوحہ ملک کی حیثیت رکھتا ہے اور انکی وراثت بن چکا ہے۔ یہ کالے انگریز اس ملک پر پوری طرح مسلط ہو چکے ہیں۔

۴۔ ملک کا نظم ونسق چلانے کے لئے ان سرکاری ایوانوں میں اعلیٰ سرکاری ملازمین کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے انگریزوں کے ہی اعلیٰ انگلش میڈیئم طبقاتی تعلیمی اداروں اوران کے مروجہ تعلیمی نصاب کے تحت، ان سیاست دانوں نے اپنی اولادوں کو ان شاہی اخراجات والے اداروں سے تعلیم و تربیت حاصل کرواتے ہیں۔ انگریزوں کے دفتری نظام اور معیار کو قائم رکھنے کیلئے انہوں نے ان شاہی تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل سکالروں کو ہی تمام سرکاری محکموں یا دوسرے تمام اعلیٰ اداروں میں اعلیٰ عہدوں اور پوسٹوں پر اپنے اور اپنے من پسند کے لوگوں کی تعیناتیاں اور بھرتیاں کرتے چلے آرہے ہیں۔ پبلک سروس کمیشن پر فائز بھی یہی طبقہ، شاہی تعلیمی اداروں پر قابض بھی یہی لوگ، لامحالہ ان اعلیٰ عہدوں پر تعیناتیاں اور تقرریاں بھی انہی کی اولادوں کی ہوتی ہیں۔ کسان، مزدور، ہنرمند یا درمیانہ طبقے کے ۹۹ فیصد عوام کو تو یہ شاہی تعلیمی سہولتیں تو ملک میں میسر نہیں ہوتیں۔ اس نظام حکومت کو چلانے کے لئے انہی پر مشتمل افواج، عدلیہ اور انتظامیہ کے ماہرین، قانون دان، قانون ساز، اور منتظمین کو تربیت دینے کے لئے اعلیٰ پبلک سروس کی اکیڈمیاں ملک میں انگریز کے وقت سے کام کر رہی ہیں۔ انکی ٹریننگ کی ضرورت کے مطابق انکا تعلیمی نصاب مقرر ہے۔ اعلیٰ اساتذہ، پروفیسر، ماہرین، اور وقت کے عظیم دانش ور، منصف اور منتظمین، اپنے انتظامی امور کو چلانے کے لئے تیار کرتے چلے آرہے ہیں۔

۵۔ انگریزوں کے دور میں انتظامیہ کو چلانے کے لئے انڈین سول سروس کے تحت وہ ان لوگوں کو سلیکٹ کرتے تھے۔ جو انکے لئے قابل اعتماد ہوتے۔ جو ان کے اشارے پر اہل وطن کے ساتھ ہر قسم کا ظلم کر گذرتے۔ وہ انگریزی زبان اور ان کے قوانین وضوابط کی پابندی کرتے۔ حاکم وقت قومیں جو مفتوحہ قوموں کے ساتھ جس طرح کا حسن سلوک روا رکھنا چاہتی ہیں اور رکھتی ہیں۔ وہی ان کا قانون ہوتا ہے۔ اسی پالیسی کے تحت وہ اپنی انتظامیہ اور عدلیہ سے مروجہ قانون کی پیروی کرواتے۔ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے ان کے یہ شاہی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے مغربی دانش ور، پڑھے لکھے انگریزی زبان پر عبور رکھنے والے اور رائج الوقت قوانین وضوابط کو سمجھنے اور ان کے اصولوں کی پابندی کرنے والے اور ان کے ہر قسم کے احکام کو بجالانے والوں کو یہ مراتب دیئے جاتے۔ وہ اپنے ہم وطنوں کے ساتھ انگریز کے اشارے پر معاشی معاشرتی ظلم زیادتی کا ہر وہ استحصالی عمل کر گذرتے جو وہ چاہتے۔ آج بھی یہ سلسلہ ویسے ہی جاری وساری ہے۔ ۱۸۵۷ء سے افواج، انتظامیہ اور عدلیہ اسی نظام وسسٹم کی پیروی کرتی چلی آرہی ہیں۔

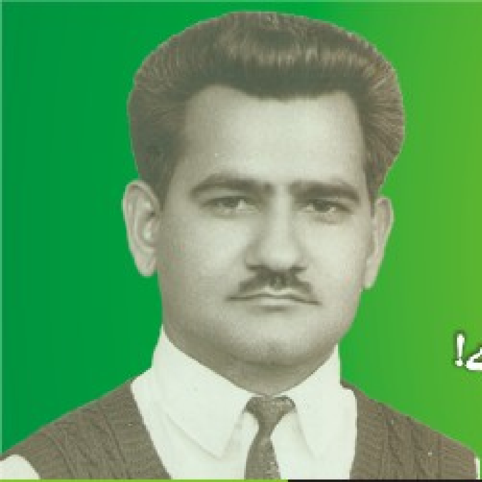

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۔ اس انتظامیہ کے ذریعہ وہ ہر اس شخص کو جو آزادی کے لئے زبان کھولتا۔ ان کے ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا۔ انکے بنیادی حقوق غصب کرنے اور ان کی غلط پالیسیوں کی مخالفت کرتا۔ ان کے کالے قوانین کے خلاف احتجاج کرتا۔ ایسے تمام لوگ جو ان کے اقتدار کے ایوانوں کے خلاف حق اور سچ کا کلمہ کہتے۔ ان کی اجارہ داری کو توڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔ ان ظالم حکمرانوں کے خلاف آزادی کی جنگ لڑتے۔ ان کو یہ انتظامیہ پکڑتی۔ ضرورت پڑنے پر فوج کی معاونت حاصل کرتی اپنے صعوبت خانوں، تھانوں تک پہنچاتی۔ ان پر بے پناہ تشدد کرواتی، مارتی، پیٹتی، جسم کے نازک حصوں کو جلاتی، برف پر لٹاتی، الٹا لٹکاتی، طرح طرح کی انسانیت سوز اذیت ناک اذیتوں سے گزارتی۔ تھانوں اور کچہریوں کے بھیانک عذاب سے دوچار کرتی۔ انتظامیہ کو اتنے اختیارات ہوتے جس کا جی چاہتی حشر نشر کر دیتی۔ جعلی کیس درج کرتی۔ ہر قسم کا ظلم و تشدد کرتی۔ جعلی اور بے بنیاد کیس عدل کش منصفوں کے سپرد کرتی۔ منصف صرف انتظامیہ کے جھوٹے الزامات پر مبنی جرائم کے مطابق سزائیں سناتے۔ کالے پانی بھیجتے۔ قید تنہائی دیتے۔ مونج کی رسی تیار کرواتے۔ چکی پسواتے۔ بھوک اور پیاس کی اذیتوں سے گزارتے۔ طرح طرح کی لرزہ خیز تکلیفوں اور مصائب سے دوچار کرتے۔ جسمانی طور پر معذور اور ذہنی طور پر مفلوج کر دیتے۔ آج بھی وہی عدل کش ظالم نظام و سسٹم انتظامیہ اور عدلیہ کے کردار کا ایک بھیانک، انسانیت سوز، وحشت ناک حکومتی ٹولہ کے کردار کا حصہ بنا پڑا ہے۔

۷۔ ۱۸۵۷ء سے انگریز نے پاک و ہند کی مفتوحہ عوام کو اپنی گرفت میں جکڑ رکھنے کے لئے ان دو جلاد محکموں کو ترتیب دیا انتظامیہ اور عدلیہ۔ وہ اپنے اپنے شعبوں میں کمالات کا مظاہرہ کرتے۔ اپنے اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے۔ اور ہر آزادی کی اٹھنے والی آواز کو کچلنے میں مصروف رہتے۔ انگریزی راج کی جڑیں مضبوط کرتے۔ اچھی کارگزاری پیش کرتے۔ انعامات اور ترقی حاصل کرتے۔ انگریز خود تو چلے گئے۔ لیکن وہ اپنا پورا نظام اور سسٹم اپنے مقبول اور قابل اعتماد طبقہ کے حوالے کر گئے۔ جنہوں نے ظلم و ستم اور اذیتوں کے نئے نئے باب رقم کئے۔ ان وڈیروں نے بڑے بڑے پولیس مقابلوں میں قتل کروائے۔ بڑے گمنام بھی قتل کروائے۔ ہر روز مجرم، قاتل، غاصب، رشوت اور سفارش سے کیسوں سے فارغ۔ معصوم، بے گناہ، کمزور اور بے سہارہ کیسوں میں ملوث اور جیلوں کے اندر۔ ۱۴ کروڑ عوام کو اس اندھے غیر اسلامی، غیر انسانی، غیر فطرتی، بے رحم، غاصب نظام اور سسٹم سے نجات نصیب نہیں۔ یا اللہ ہمیں اس پڑھے لکھے، بد دیانت دانشوروں کی شاہکار ظالم انتظامیہ اور انسانیت سوز عدلیہ سے نجات دلا۔ آمین

۸۔ انگریزوں نے انگریزی زبان کو حکومتی نظام چلانے کے لئے رائج کیا۔انگریزی زبان کو تعلیمی اداروں میں مروج کیا۔سرکاری نظام کو چلانے کے لئے انگلش میڈیم کی شاہی فوج ان اداروں سے تیار کی۔جن کا معیار زندگی، شاہی بنیادوں، شاہی سرکاری سہولتوں پر قائم کیا طبقاتی تعلیم ملک میں نافذ کی ایچیسن کالج، لارنس کالج، کیڈٹ کالج، جیسے تعلیمی ادارے قائم کئے۔ان کو اس طبقہ کے لئے مختص کیا۔پاک و ہند میں انگلش زبان کی حکومت قائم کی۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں انگریزی زبان کو رائج کیا۔صرف اور صرف وہی لوگ جوان کی مروجہ شاہی اخراجات والے انگلش میڈیم تعلیمی اداروں سے فارغ ہوتے۔وہی کارسرکار چلانے کے لئے ان سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں بھرتی کئے جاتے۔عوام الناس میں کسی کا بیٹی یا بیٹا ان اداروں کے قریب سے بھی نہ گزر سکتا۔یہی سسٹم اور نظام آج بھی قائم اور دائم ہے۔اب ۱۵۳ سالوں میں یہ ترقی کی بے پناہ منزلیں طے کر چکا ہے۔عوام پرانی یادشتیں بھول چکے ہیں۔اس فیلڈ میں اذیتناک ترقی ہو چکی ہے۔

۹۔ وقت کی ضرورت کے مطابق انگریز حکمران قوانین وضوابط میں ترمیمیں کرتے۔نئے کالے قوانین اور سزاؤں سے متعارف کرواتے۔انسانیت کے حقوق کے تقدس کو پاش پاش کرتے۔ظلم اور زیادتی کی لاٹھی اس انتظامیہ کے ہاتھ میں ہوتی۔یہ انتظامیہ آزادی کے پروانوں کو نا کردہ، بے بنیاد کیسوں اور جرائم میں ملوث کرتی۔ایسے گھناؤنے نا کردہ الزامات پر لاتعداد مقدمے تیار کرتی۔تفتیش کی ہولناک اذیتوں سے گزارتی۔جسمانی تشدد درندوں کی طرح کرتی۔جسمانی طور پر ان کو ناکارہ اور اپاہج بنا دیتی۔ذہنی اذیتوں سے دوچار کرتی۔اس ظالم انتظامیہ نے طرح طرح کے ٹارچر سیل قائم کئے۔یہ سسٹم ان آزادی کی شمع کے پروانوں کا پوری صدی نصیب بنا رہا۔ان کو یہی انتظامیہ ڈاکو، دہشت گرد، قاتل، راہزن، باغی مشہور کرتے رہتے۔ان کے خلاف خوفناک الفاظی جرائم کی کتابیں تھانوں میں کھل جاتیں۔پولیس مقابلے میں اکثر مار دیئے جاتے۔جو بچ جاتے ان کو ججوں کی عدالتوں کے سپرد کر کے پھانسی پر لٹکا دیا جاتا۔جس کو چاہتے، بستہ الف، بستہ ب کا غنڈہ بنا دیتے۔ایسا کرنا اس انتظامیہ کے فرائض کا حصہ ہوتا۔وہ ہر قسم کی انسانی اور اخلاقی اقدار کو پامال کرتے۔ آج بھی اہل وطن فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے اسی نظام اور سسٹم کی بدترین انسانیت سوز دہشت گردی، اسکی اذیتوں اور خوفناک حالات سے بری طرح دوچار ہیں۔

۱۰۔ انگریزوں نے انگریزی زبان کی حاکمیت قائم کر کے پاک و ہند کے کروڑوں عوام کو انہوں نے بہرہ، گونگا، اندھا اور ذہنی محرومی سے دوچار کر دیا۔انگریزی بولنے والوں کے چہروں کی طرف حسرت سے دیکھتے رہتے اور مایوسی کی سرد آہیں بھرتے رہتے۔اسی نظام نے انگریزی زبان کے ماہرین کو وکیلوں کی شکل میں پیش کیا۔جو انکی سماعت، گویائی، بینائی اور ذہن کے فرائض ادا کرتا۔ جو اس عدالتی نظام کا حصہ بن گئے۔اس انگریزی زبان کی ضرورت نے ہی وکیلوں کو جنم دیا۔اس طرح عوام الناس کو انہوں نے اس مروجہ انتظامی اور عدالتی نظام کے کینسر میں مبتلا کر دیا۔آج بھی یہ نظام اور سسٹم معاشی معاشرتی ظلم و قتال کے فرائض ادا کرتا اور اپنے اعمال کے عروج پر ہے۔

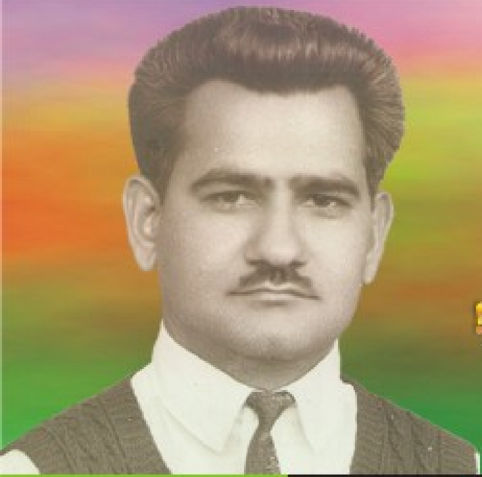

۱۱۔ انگریز خود تو چلا گیا۔ لیکن وہ عوام الناس کو اپنے، ظالم جاگیردار، غاصب سرمایہ دار پر مشتمل ملکی، ملی غدار ٹولہ، فوج شاہی، افسر شاہی۔ نوکر شاہی، منصف شاہی، معاشی اور معاشرتی طبقاتی استحصالی نظام، انگریزی زبان، قوانین ضوابط، انتظامیہ، عدلیہ، انگلش میڈیم کے شاہی تعلیمی ادارے، سول سروس اکیڈمیاں، تفاوتی تعلیمی نظام، ٹیکس کلچر، مغربی جمہوریت، رشوت، کمیشن، کرپشن، سفارش، اندھے قتل، بم بلاسٹ، جھوٹے مقدمے، جعلی پولیس مقابلے، باطل نظام اور غاصب سسٹم کے خوفناک، حیرتناک، عبرتناک تمام اقسام کے تمام انسانیت کش نمائندے ملک پر مسلط کر کے اہل پاکستان کو ان کے حوالے کر گیا۔ دین کو پڑھنے اور پڑھانے تک مسدود اور محدود کر دیا گیا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کے کریکٹر و کردار کے منافی اور دین کے متضاد نظام کو مروج کر کے ملت اسلامیہ کے اخلاقی کردار کا گلہ گھونٹ دیا گیا۔ دین محمدی ﷺ سے دوری کی زندگی اور بے دین عمل کو اس عظیم ملت پر مسلط کر دیا گیا۔ اسلامی تشخص اور عملی کردار ملت اسلامیہ سے چھین لیا۔ اس ملت کی شکل مسخ کر دی گئی۔ اسکو جمہوریت کے کفر کے نظریات میں کنورٹ کر دیا گیا۔

۱۲۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انتظامیہ اور عدلیہ کا کریکٹر کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ تھانوں اور کچہریوں میں کیا ہو رہا ہے۔ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ وہی انگریز کا مفتوحہ قوم کو کچلنے کا وحشیانہ سسٹم حکومتیں جس کے خلاف چاہیں، جتنے چاہیں، جس قسم کے چاہیں کیس تیار کروالیں۔ جس کو چاہیں بھینس کے کیس میں ملوث کر دیں۔ جس پر چاہیں، ڈاکے، قتل، رہزنی اور زنا کا کیس درج کر لیں۔ جس کے خلاف چاہیں غداری اور بغاوت کا کیس بنا دیں۔ جسمانی تشدد تو کجا وہ بدبخت سیاسی رہنماؤں سے جنسی اور غیر فطرتی تشدد کروا دیں۔ قاتل کو رشوت لے کر یا سفارش کی بنا پر کیس سے فارغ کر دیا جائے۔ بے گناہ انسانوں کو سلاخوں کے اندر مقید کر دیا جائے۔ تفتیشی افسران بے گناہ انسانوں سے رشوتیں لیتے رہیں۔ جو نہ دے سکے' اس کو کیس میں گھسیٹ لیا جائے۔ جدھر کی بولی زیادہ لگ جائے اسی طرف قانون کا رخ مڑ جائے۔ پھر ان جھوٹے کیسوں کو عدالتوں میں سماعت کے لئے پیش کر دیا جائے۔ تھانے کچہریوں کی یہ عبرتناک وارداتیں، گھناؤنی پالیسیاں اس انسانیت سوز عمل کا حصہ بن چکی ہیں اور مقام عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ ایسے نظام اور سسٹم سے عوام کیسے انصاف حاصل کر سکتے ہیں۔ حکمران تو خود اس جرم میں ملوث ہوتے ہیں۔ وہ اس کا تدارک کیسے کر سکتے ہیں۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ جو خود اور اس ظالم انتظامیہ کو ۵۳ سالوں میں راہ راست پر نہ لا سکے۔ ان کی گھناؤنی عظمتوں کو سلام۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۳۔ یہ کیسے منتظمین اور کیسے منصف ہیں۔ ایک تو جھوٹے کیس تیار کریں اور دوسرے ان جھوٹے کیسوں کی سماعت کے فرائض بڑی عقل و دانش اور محنت سے سرانجام دیتے رہیں۔ وکلا صاحبان دونوں طرف سے فیسوں کو حلال کرتے ہوئے ہلکان ہوتے جائیں۔ اپنے اپنے کلائنٹ کو عدالت میں جھوٹی گواہیوں کے آداب سکھاتے رہیں۔ بحثوں کا سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہے۔ جج صاحبان، وکلا صاحبان، مدعی اور مدعا علیہ اور پولیس والے سبھی اچھی طرح کیس کی اصل حقیقت جانتے اور آشنا ہوں، مجرم تو عدالت کے باہر دندنا رہے ہوں۔ لیکن یہ بوگس کاروائی بے گناہ لوگوں کے خلاف چلتی رہے۔ یہ دانشور۔ یہ انتظامیہ کے ماہر، یہ مغرب کے قانون کے وارث، یہ عدل و انصاف کے سکالر، یہ دور حاضر کی تعلیم و تربیت کے شاہکار جن کی آنکھوں پر رشوت، کمیشن، سفارش اور مادی آسودگی کی حیرتناک جہالت کی پٹی بندھی پڑی ہے۔ ۱۰۰ سالہ انگریزوں کے شاہی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل یہ سفاک مراعات یافتہ شاہی طبقہ انگریزوں کی حکومت کو قائم رکھنے کے لئے اہل وطن کے خلاف ظلم پر مبنی فرائض کی تلوار استعمال کرتے رہے ہوں اور پاکستان کے وجود میں آنے کے ۵۳ (ترپن) سالوں میں اسی نظام اور سسٹم کے نصاب کا طویل تجربہ رکھنے والی یہ انتظامیہ اور عدلیہ کے ہونہار ہمیں کن کن اذیتوں سے گذار چکے ہیں۔ عدل و انصاف تو کجا یہ افسر شاہی اور حکمران ملک میں ۵۳ سالوں میں اصل مجرموں کے خلاف کیس بنوانے کا معمولی سا عمل بھی درست نہ کر سکے۔ کب تک مجرم، درندے، ظالم اور سفاک لوگ سفارش اور رشوت کے زور پر قانون کی زد سے بچتے رہیں گے۔ معصوم، بے گناہ اور کمزور لوگ اس گھناؤنے سسٹم کی اذیتوں اور مصیبتوں میں مبتلا رہیں گے۔ اس غیر اخلاقی، بے دین، جسمانی، روحانی، انتظامی اور عدالتی کینسر کی بیماری کا علاج نہ یہ سیاستدان کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ ہی اس نظام کے پیروکار۔ ان کا کرپٹ نظام اور غاصب سسٹم کا سحر اب ٹوٹ چکا ہے۔ ان کے کردار کے بھیانک پہلو اب پوری ملت اور دنیا کے سامنے آ چکے ہیں۔ اس انتظامیہ اور عدلیہ کے سکالروں، دانشوروں، عدل و انصاف کے رہزنوں، معاشی قاتلوں، معاشرتی دہشت گردوں کے کریکٹر و کردار کا اصل روپ ملت اسلامیہ کے سامنے واضح ہو چکا ہے۔ نہ اس انتظامیہ اور نہ اس عدلیہ کی ضرورت ہے نہ انکی اکیڈمیوں کی۔ نہ یوج، ماجوج ملکی بجٹ چاٹیں گے۔ نہ رشوت، کمیشن اور کرپشن چلے گی۔ نظام نو کی نوید کی خوشبو اب ملک میں پھیل چکی ہے۔ انگریز کے نظام اور سسٹم کے مروجہ طریقہ حکمرانی، انتظامیہ اور عدلیہ کی زنجیروں کو توڑنا اصل میں حقیقی آزادی کا راستہ ہے۔ اسلامائزیشن کے لئے ایک پلیٹ فارم پر کھڑا ہونا ہو گا۔ ۱۵۳ سالہ غلامی کا دور اب ختم کرنا ہو گا۔ موجودہ فوجی حکمران یا کوئی بھی صاحب نصیب جو اس طیب فریضہ کو ادا کرنے کے لئے میدان عمل میں نیک نیتی سے اترے گا۔ آواز خلق اور مخلوق خدا اس کے ساتھ ہو گی۔ مغرب و مشرق اس کے ہمنوا ہونگے۔

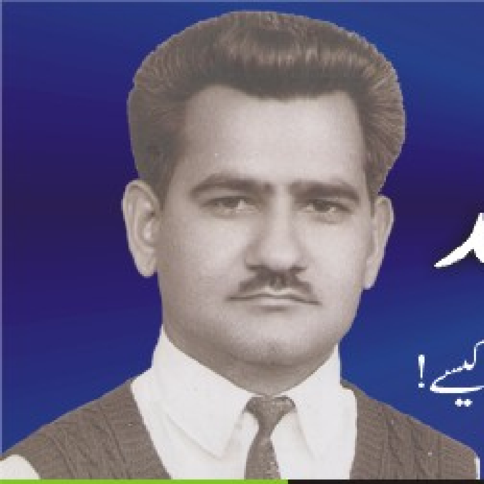

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

## صدائے وقت — جمہوریت' کالے انگریزوں کی کالی انتظامیہ' کالی افسر شاہی — باب 5 پیرا 14-16

۱۴۔ اہل پاکستان کو انگریزوں کا تیار کردہ ایک مفتوحہ قوم کو شکنجوں میں جکڑنے والا ۱۵۳ سالہ جابر۔ ظالم اور بے رحم طرز حکومت کے سانحہ سے یہ سیاستدان، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی اس نظام اور سسٹم سے نجات کیوں نہیں دیتے۔ اسلامی ضابطہ حیات کیوں نہیں رائج کرتے۔ اسلامی نظام کے تحت انتظامی امور کیوں نہیں چلائے جاتے۔ اسلامی عدل وانصاف کے قانون کو نافذ العمل کیوں نہیں کرتے۔ مسلمانوں کو دین کے منافی نظام اپنانے کیلئے کیوں پابند اور مجبور کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے باطل سسٹم کی پیروی کرنا کیوں لازمی ہے۔ منافقت کا گھناؤنا کھیل مسلمانوں پر کیوں لاگو ہے۔ مسلمان کب تک خدا اور رسول ﷺ کے احکام کے خلاف جنگ سے دوچار رہیں گے۔ یا اللہ مسلمان کب تک دین کی تعلیمات اور عمل سے محروم رہیں گے۔ یا اللہ ہمیں اسلام کا دستور مقدس نافذ کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

۱۵۔ یا اللہ ۱۴ کروڑ مسلمانوں کو تو نے پاکستان جیسا عظیم اور خوبصورت گھر عطا کیا۔ خوراک، لباس، پھل، میوہ جات، ہر قسم کی مچھلی، مرغی، بکری، گائے، بھینس، اونٹ کا وافر گوشت ہمیں دیا۔ دودھ کی نہریں عطا کیں۔ میٹھے ٹھنڈے پانی کے ذخائر عطا کئے۔ میدان، کوہ و بیاباں، جنگل، صحرا، دریا، چشمے اور سمندر ہمیں بخشے۔ گیس، پانی بجلی اور لکڑی ہمیں دی علاوہ ازیں فطرت کے شاہکار حسین شکل، خوبصورت سیرت، محنتی، جفاکش، انتھک، جرأت وہمت، صبر وتحمل، امانت ودیانت، محبت وادب کے پیکر انسان بھی اس دھرتی میں پیدا کئے۔ اس پر طرہ یہ کہ انکو حضور نبی کریم ﷺ کا کلمہ، محبت اور عشق بھی ملا۔ لیکن بدقسمتی سے انگریزوں کے جانے کے بعد ملک کا اقتدار انہی ظالم بے رحم ہاتھوں میں رہا۔ ملک کا نظام اور سسٹم جو ایک فاتح قوم نے ایک غلام اور مفتوحہ قوم کو کرش اور قابو رکھنے۔ انکے وسائل اور دولت چھیننے کیلئے مرتب اور نافذ کیا تھا۔ اس کو جوں کا توں مروج رکھا۔ ہر قسم کا انسانیت سوز بے دین عمل انکی زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ اس نظام وسسٹم کے پیروکاروں، حکمرانوں فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے کردار اور طرز حیات کا اختصاری جائزہ درج ہے۔

۱۶ یہ مست الست رہزن فوجی سیاسی حکمران اور انکی کرپٹ افسر شاہی اور بریف کیس مافیا منصف شاہی کیسے ملک میں دندنا رہے ہیں۔ عقل کے گھوڑے پر سوار ملک کے تمام وسائل، قومی خزانہ، انگنت ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا محکوم عوام کا معاشی خون۔ انکی شاہی طبقاتی تفاوتی تنخواہیں، لاتعداد سرکاری سہولتیں، شاہی رہائشیں، شاہی ایوان، دفاتر، شاہی گاڑیاں، شاہی اخراجات، زکوٰۃ ہضم، ٹیکس ہضم، رشوت ہضم، کمیشن ہضم، بنک ہضم، بیرونی امداد ہضم، غیر ملکی قرضے ہضم، آئی ایم ایف کے قرضے ہضم، جعلی کیس، جعلی پولیس مقابلے، جھوٹے وعدے، عوام غریب، ملک مقروض، انکے ڈالر اور پاؤنڈ غیر ملکی بنکوں میں محفوظ۔ ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور ہر قسم کے کاروبار انکے، وہ تمام محرکات اور واقعات جو ہر آنے والے حکمرانوں کے اقتدار کے زوال کا سبب بنتے چلے آرہے ہیں۔ وہی ان کے کردار کا حصہ بن چکے تھے۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر جمہوریت کی روشنی میں پیدا کردہ حکمرانوں فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی، کی گھناؤنی لوٹ کھسوٹ اور طریقہ کار کا آخری باب کا اختصاری زائچہ جو ان کی تباہی کا باعث بنا برائے ملاحظہ پیش خدمت ہے۔

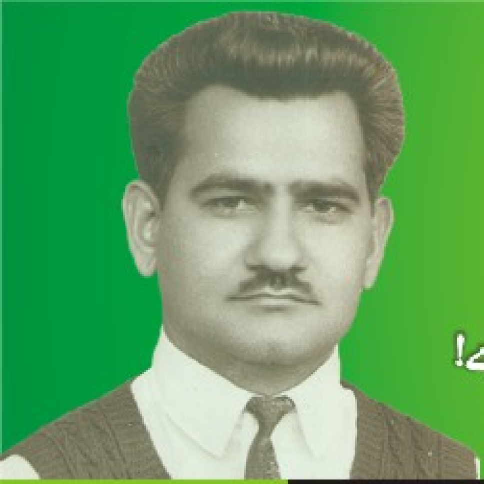

۱۷۔ جمہوریت کا ایک بہت بڑا مینڈیٹ حاصل کرنے والی حکومت، اپنے اقتدار اور حکومت کو مستحکم، قائم، دائم اور ہر قسم کی کامیابیوں سے ہمکنار کرنے کے لئے جمہوریت کے نظام کی تمام مشینری۔ سیاسی اور سرکاری افسر شاہی کا لشکر، اپنے تمام عظیم رفقا، بے حساب مشیروں، لاتعداد وزیروں، تمام ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹروں، کی زبردست افواج، ملک کے تمام اداروں، انتظامیہ، عدلیہ، فارن ایلچیوں، سفیروں، بڑے بڑے سیکرٹریوں، ایڈیشنل سیکرٹریوں، ڈپٹی سیکرٹریوں، سیکشن آفیسروں، سول ججوں، سینئر سول ججوں، ایڈیشنل سیشن ججوں، ہائی کورٹ کے جسٹسوں اور چیف جسٹسوں، سپریم کورٹ کے جسٹسوں اور چیف جسٹس، احتساب سیلوں کے ججوں، اسسٹنٹ کمشنروں، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنروں، ڈپٹی کمشنروں، کمشنروں، ڈی ایس پی' ایس پی' ایس ایس پی' ڈی آئی جی' آئی جی۔ انٹیلیجنس کے تمام اعلیٰ افسروں اور اس کے علاوہ ملک کی ہر قسم کی سرکاری، غیر سرکاری مشینری کو تین سال کے عرصے میں مغربی تعلیم و تربیت کے انگلش میڈیم اداروں اور اکیڈمیوں سے فارغ التحصیل بہترین انتظامیہ، عدلیہ کے جدید علوم کے ماہرین، دیدہ ور، دانش ور، قانون ساز اور قانون کو بروئے کارلانے والی یعنی اعلیٰ افسر شاہی کو اپنے مخصوص اور اہم سیاسی، انتظامی، عدالتی، اور اسی طرح ملک کے تمام سرکاری اداروں کی انتظامی سربراہی اور سپرداری اپنے من پسند کے لوگوں کے حوالے کر کے ہر قسم کی معاونت، حکومت چلانے کے لئے حاصل کی اور حسب طریقہ پہلی حکومت کے بددیانت، ناپسندیدہ، تمام افسر شاہی، منصف شاہی کے سرکاری، اہلکاروں کو اہم ذمہ داریوں سے فارغ اور ان آسامیوں سے الگ کر دیا۔ جیسا کہ ہر آنے والی حکومتیں ایسا کرتی چلی آرہی ہیں۔ ان اداروں پر اپنی پسند کے دانشوروں کی تمام افواج کو مسلط کیا۔

۱۸۔ اپنی پسند کے مقبول و محبوب منجھے ہوئے سیاستدانوں کو اپنی کابینہ میں شامل کیا۔ ان تمام نامور سیاست دانوں اور اپنی ہر دل عزیز لائق فائق تجربہ کار اور قابل اعتماد کار سرکار چلانے کیلئے افسر شاہی کا ہجوم اپنے گرد جمع کر لیا۔ ملک میں اپنے پسندیدہ سسٹم، طریقوں اور اصولوں کے تحت حکومت چلائی اس کے علاوہ کامیابی کی حسین و جمیل تتلی کو پکڑنے کے لئے ملک کے تمام وسائل، ذرائع، خزانہ، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، بڑی بڑی گاڑیاں، کوٹھیاں، محل، دفاتر اور ہر قسم کی سرکاری مشینری کو بروئے کار لائے۔ جمہوریت کے ناٹک سے بہت بڑا مینڈیٹ حاصل کر کے پاکستان کی سیاست میں نمایاں ابھرنے والی سیاسی جماعت نے اقتدار سنبھالا اور اسکی مفتوحہ چودہ کروڑ معصوم، مجبور، محکوم، بے بس، بے یارو مددگار، نادار، اپاہج، بے کس، غریب، یتیم، مسکین، بیوہ، بیروزگار، لاوارث اور مظلوم عوام تین سال تک بے پناہ معاشی، معاشرتی اذیتوں، مصیبتوں میں تڑپتی، پھڑکتی اور سسکتی رہی۔ اس بے آسرا بے سہارا، پاؤں سے ننگی، سر سے ننگی، معاشی، معاشرتی، مقتولہ عوام، عدل سے محروم، انصاف کے کاسہ میں جبر، ظلم، تشدد، دہشت گردی، لوٹ کھسوٹ، ڈاکے قتل و غارت، بم دھماکوں، عبادت گاہوں میں قتل عام، بیٹیوں کی عزتوں کی اجتماعی بے حرمتی کی آگ میں متواتر و مسلسل جلتی رہی۔ بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ آ کر نوجوانوں کی خودسوزیاں، معاشی قتل، بے رحم عدلیہ، ظالم انتظامیہ، کرپٹ افسر شاہی اور عیش و عشرت میں مست کاروباری سیاسی حکمران، حکومت اور اقتدار کی نوک پر ذاتی منفعتیں اٹھانے والے تاجر، خوف خدا سے غافل، جن کے دل پتھر، آنکھ پتھر، شعور پتھر فرعونی طاقتوں اور اقتدار کے نشے میں مخمور تھے۔

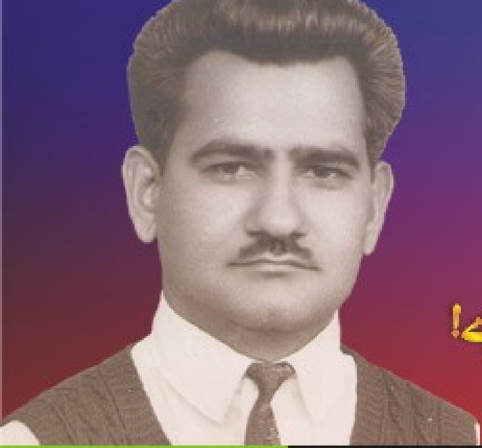

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۹۔ جمہوریت کے سیاسی کھیل کی یہ تمام بد بخت، بدروحیں، یعنی جاگیردار، سرمایہ دار، اور جمہوریت کے تحت طبقاتی تعلیمی اداروں کی تیار کردہ کرپٹ افسر شاہی، منصف شاہی کی افواج نے اس خوفناک، عبرت ناک چتا کو سلگانے، جلانے اور اس کے الاؤ سے پورے معاشرے کو بھسم کرنے کے لئے کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اس جمہوریت کے کھیل کو بام عروج تک پہنچانے میں بہت بڑا امینڈیٹ حاصل کرنے والا سیاسی ٹولہ خوب کامیاب اور کامران ہوا۔ اقتدار اور وسائل کے نشے میں ان کو خود غرضی نفس پرستی، مالی استحکام محلوں، کاروں، کوٹھیوں، فیکٹریوں، کارخانوں، ہر قسم کے کاروبار، بینکوں میں ڈالروں کی یلغار، اکٹھے کرنے کی جھنکار، اپنے محلوں تک ہر قسم کی بجلی، گیس، عالی شان سڑکوں سے موٹروے تک ملاپ، سرے محل، رائے ونڈ ہاؤسوں، اور اسی طرح ان تمام اقتدار کی بدروحوں نے حسب توفیق، پھلنے پھولنے اور اپنے سٹینڈرڈ سے مغرب کو مات دینے کے تمام تعیش کا سامان اکٹھا کر کے منفرد مقام حاصل کرنے میں کوشاں رہے۔ پیپلز پارٹی کے دور کے حکمرانوں اور افسر شاہی کی کرپشن کی داستانیں ٹی وی اور اخباروں میں نمایاں سرخیوں کے ساتھ اچھالی گئیں۔ چند ایک کے خلاف کیس احتساب بینچوں میں بھیج کر خاموشی تان لی۔ مجرموں کو صرف اقتدار سے محرومی کی نیند سلا دیا۔ یہ غیر اسلامی طرز حیات، یہ رہزن قانون، یہ مجرم سسٹم جوں کا توں جاری رکھا۔ انھوں نے اپنی مرضی کے محتسب مقرر کیے اور احتساب کا کھیل انکے سپرد کر دیا۔ قانون کی گرفت میں لینے والی ایجنسیوں یعنی افسر شاہی، منصف شاہی اور احتساب کمیشنوں کے محتسبوں نے کروڑوں، اربوں کی کرپشن سے اپنے اپنے حصے کے ڈالروں سے بھرے بریف کیس بطور رشوت وصول کئے۔ اور جرائم کے ثبوت تمام کے تمام ختم کرنے اور کیسوں کو التوا کی بھٹی میں ڈالنے اور نگلنے میں مصروف رہے۔ اسی اثنا میں مسلم لیگ کی باری آ گئی۔ انھوں نے اور انکی کرپٹ افسر شاہی منصدف شاہی نے ملک میں لاقانونیت پھیلانے، قتل وغارت کا بازار گرم کرنے، کرپشن، رشوت، کمیشن کے مافیا کو بام عروج تک پہنچانے، ملک کے تمام انتظامی اداروں، محکموں میں لوٹ مار کا غدر مچانے میں بڑا اہم رول ادا کیا۔ ٹیکسوں اور منی بجٹوں کا عذاب ملت پر مسلط کیا۔ مکافات عمل کا سفر بھی ان کے اعمال کے ساتھ ساتھ جاری رہا۔

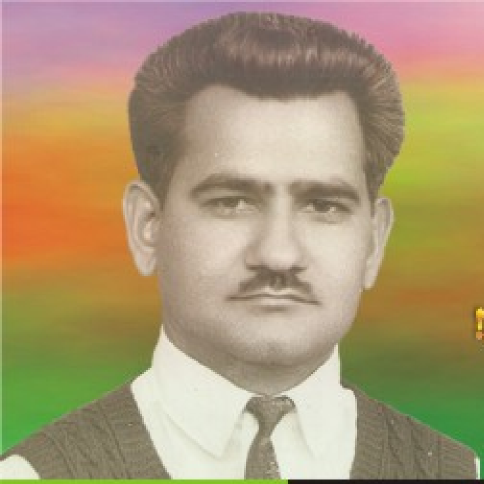

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

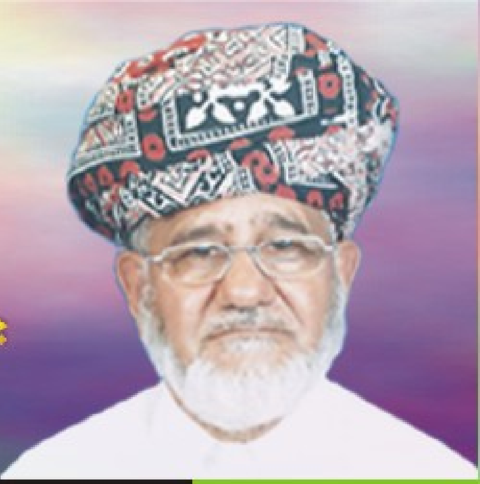



۲۰۔ اس افسر شاہی، منصف شاہی نے حکمرانوں کو ٹیکسوں، بلوں کے اضافوں اور منی بجٹوں کا راستہ دکھایا۔ اور عوام کا خون خوب چوسا، لاتعداد مشیروں، انگنت وزیروں سے لے کر وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، گورنروں سے لے کر صدر مملکت تک کے تمام عہدوں کے سیاستدانوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملا۔ ان میں سے بیشتر نے کرپشن، رشوت، کمیشن، کے طور طریقوں سے خوب استفادہ کیا۔ مروجہ سسٹم کی پیروی کی اور بڑی بڑی غاصبانہ تنخواہیں، شاہی ایوانوں محلوں، کوٹھیوں، گاڑیوں، ہیلی کاپٹروں اور جہازوں کی بے پناہ سہولتوں کو قانونی حیثیت دے کر ان سے ذاتی استفادہ کیا۔ ملک کے ۹۷ فیصدی بجٹ کا ان ماموں بھانجوں نے اس رائج الوقت گھناؤنے جرائم کو قانونی حیثیت دے کر پہلے حکمرانوں کی طرح سرکاری خزانہ سے پچھلی حکومت کی پالیسیوں کو اپنایا اور خوب عیش وعشرت لوٹی۔ اقتدار کے نشے میں ملک میں بدمست ہاتھیوں کی طرح دندناتے اور ڈفلی بجاتے رہے۔ اسی افسر شاہی نے قرض اتارو سکیمیں ملک کے اندر اور بیرون ممالک چلانے کی ترغیب دی۔ عوام سے دولت اکٹھی کی۔ آئی۔ ایم۔ ایف۔ سے نئے قرضوں کا اجرا کروایا۔ حسب طریقہ انکو ہضم کیا۔ اسی اقتدار کی نوک پر انہوں نے ہندوستان کیساتھ سرکاری سطح پر چینی فروخت کرنے کے رابطے استوار کیے۔ دوسرے ممالک سے بھی سرکاری ذرائع اور سیاسی حیثیتوں کو استعمال کر کے ملک کے اندر اور بیرون ملک ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں اور ہر قسم کے جائز و ناجائز کاروبار اور ذاتی تجارت کو پھیلانے کا عمل جاری رکھا۔ سادہ لوح عوام اس سیاست کو کیا سمجھیں کہ ایک طرف تو ملک ہندوستان کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہو اور دوسری طرف ملک کے حکمران ذاتی تجارت جاری رکھے ہوئے ہوں اور اس تجارت کا حق صرف حکمران پارٹی کو میسر ہو۔ دراصل وہ تاجر بھی ہیں اور حکمران بھی۔ اسی طرح انکی تمام جائیدادیں انکی سیاسی اور سرکاری حیثیتوں کی پیداوار ہیں اور یہ عوام کی ہی ملکیت ہیں۔

۲۱۔ ہر ناانصافی اور عدل کشی کے جرائم کو انہوں نے قانونی تحفظ دے کر پہلی حکومتوں کی طرح ملک کو جرائم کدہ میں بدل دیا۔ عوام کو خزانہ اور وسائل سے محروم رکھا۔ اعتدال اور مساوات کا گلہ گھونٹ دیا۔ بڑے بڑے مہنگے داموں پلاٹوں کے کوٹے ان کے، امپورٹ ایکسپورٹ کے پرمٹ ان کے، چینی کی ہندوستان کو سپلائی ان کی، ملیں انکی، فیکٹریاں انکے کارخانے، انکی بیرون ممالک میں خرید وفروخت میں کمیشن ان کی بڑی بڑی تنخواہیں ان کی، موٹروے میں کروڑوں کی کمیشن انکی اور انکے وزیروں کی، بڑی بڑی رشوتیں انکی اور انکی افسر شاہی کی، ملک کے اندر اور بیرون ممالک پروٹوکول پر لاکھوں، کروڑوں کے اخراجات ان کے اور ان کی افسر شاہی کے، شاہی ہوٹلوں میں من پسند کے اخبار نویسوں اور دوستوں کے کروڑوں کے اخراجات ان کے، ملکی خزانہ اور وسائل اور بیرونی قرضہ جات شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کرنے کے مجرم، ان عیاشوں کی عیاشیاں، بے پناہ سرکاری سہولتیں۔ کبھی ملک کو قرضوں سے نجات نہیں بلکہ تباہی کا سبب بن سکتی ہیں۔

# باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۲۔ ملکی تجارت کا یہ حال ہے کہ معمولی کاروبار یعنی سیون اپ، شیزان، میرنڈا، پیپسی کولا، کوکا کولا، فراسٹ کی ایجنسیاں انکی۔ ٹوتھ پیسٹوں تک کے کاروبار انکے ہر قسم کے اعلیٰ صابن ڈالڈا، تلو، اور تمام اعلیٰ برانڈ ان کے، اندرون، بیرون ملک تمام اقسام کی تجارت ان کی، یہ چھ سات ہزار جمہوریت کے پجاری اور ان کے ساتھ ذاتی پسند اور قابل اعتماد، کرپٹ افسر شاہی کا پسندیدہ ٹولہ، قابض ہیں۔ ملک وملت کو معاشی، معاشرتی، انتظامی اور عدالتی چتا کا ایندھن سلگانے، آلاؤ برپا کرنے اور انصاف کی تمام اقدار کو بھسم کرنے محنتی اور جفاکش ۷۰ فیصد کسانوں، ۲۹ فیصد مزدوروں، ہنر مندوں اور غریب عوام جو ملکی وسائل پیدا کرنے اور معیشت مضبوط کرنے کا حق ادا کرتے آرہے ہیں۔ انکو ان وسائل اور خزانہ سے محروم کرتے آرہے ہیں۔ ان کی حالت یہ کہ ان کے بدن سے لباس تک اتار لیا گیا اور منہ سے خوراک کا لقمہ چھین لیا گیا۔ پھر بھی وہ بجلی، سوئی گیس، پانی کے اضافی بلوں اور بے شمار مزید ٹیکسوں کو ادا کر کے ملکی خزانہ بھرتے چلے آرہے ہیں انکو یہ مہنگائی کے اژدھا کے منہ میں ڈالتے چلے آرہے ہیں۔ ان کی اس خستہ حالی، مفلسی، اور غربت پر ان درندوں کو کبھی بھی رحم نہیں آیا۔ ملکی خزانہ اور ملکیتیں ان مجرموں کے پاس عوامی امانتیں ہیں۔

۲۳۔ اس مغرب زدہ نظام حکومت کو کرپشن رشوت، سفارش کے گھناؤنے سسٹم اور طریقوں میں ڈھال کر چلانے کے مدبر و ماہرین اور دانش ور، طبقاتی تعلیمی اداروں کے تعلیم یافتہ، ملک کی اعلیٰ اکیڈمیوں کے تربیت یافتہ، شاہی اخراجات اور شاہی خاندانوں کے سپوتوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، ملک کی یہ سپر نیچرل مخلوق، عوام کے یہ سرکاری خدمت گار، ملک کے سب سے بڑے معاشی اور معاشرتی دہشت گرد، ملک میں بدترین غاصب اور استحصالی نظام کو چلانے والے جلاد، معاشی نظام کے تفاوتی سسٹم کے موجد، ملکی وسائل اور خزانہ لوٹنے کے تمام مجرم، فوجی سیاسی حکمرانوں، فوج شاہی، افسر شاہی منصف شاہی اور انکی نوکر شاہی پر مشتمل دہشت گردوں، ڈاکوؤں، رہزنوں کے ٹولہ نے کسانوں کی محنت، مزدوروں اور ہنر مندوں کے خون پسینہ کی کمائی بڑی سینہ زوری، غنڈہ گردی، خوفناک دہشت گردی سے چھینتے، لوٹتے کھاتے پیتے اور نوچتے چلے آرہے ہیں۔ وہ دولت، عزت، شہرت کی رنگینیوں کو حاصل کرنے میں اقتدار اور حکومت کے نشے میں یوں دھت ہوئے کہ بارہ اکتوبر کا دن ان مجبور، مظلوم اور بے یار و مددگار انسانوں کو ان بھیڑیوں، درندوں کی بربریت سے نجات دلانے کو آن پہنچا۔ اسے وہ اس غاصبانہ جمہوریت پر فوجیوں کا شب خون مارنے سے تشبیہ اور دہشت گردی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ، پوری ملت ان کو اور ان کی افسر شاہی، منصف شاہی کو دہشت گرد، معاشی قاتل، عدل کش، وعدہ شکن، دھوکے باز، جابر، ظالم ٹیکس خور، معاشی، معاشرتی، انتظامی اور عدالتی درندے اور بھیڑیئے کہتے چلے آرہے ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۴۔ اے جمہوریت کے سیاسی مداریو! افسر شاہی منصف شاہی کے طبقہ کے جرموں! غور تو کرو، کہ تم نے ملکی اقتدار اور وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے جو وعدے اور نصب العین جو منشور، ملت کے روبرو پیش کر کے، اتنے بڑے خوفناک، بھیانک دھوکے کے ذریعے یہ تاریخی مینڈیٹ حاصل کر کے اقتدار، حکومت، ملکی وسائل اور خزانہ حاصل کیا۔ تم سب مجرم غاصبوں نے مل کر ان ملی وسائل اور خزانہ کی امانت کو خوب لوٹا اور اخلاقی اقدار اور نظام عدل کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اور اس کے بالکل برعکس ہر قسم کی وعدہ شکنی کر کے، ملک کی سیاسی، اقتصادی، معاشی، معاشرتی، انتظامیہ اور عدلیہ کا قتل عام کیا۔ اپنی عیاشیوں، شاہ خرچیوں، اور رنگیلے بادشاہوں کی طرح سرکاری خزانے کو خرچ کیا۔ آئی ایم ایف کے اضافی قرضوں کو حاصل کیا اور خوب مزے سے ہضم کیا۔ اس کا حساب کس نے چکانا تھا۔ تم اس مالک کل یعنی اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تھے۔

۲۵۔ تم سب قائداعظمؒ جو اس ملک کے خالق تھے۔ ان کے کردار کو بھی گھن کی طرح چاٹ گئے۔ انہوں نے تو اپنی ذاتی جائیداد اس ملک کے نام وقف کر دی تھی۔ تم اور تمہاری انتظامیہ اور عدلیہ اس کے ملک اور مسلم لیگ کے کیسے وارث بن سکتے ہو۔ تم سب تو ایک عدل کش تفاوتی شاہی غیر اسلامی زندگی گزارنے کے جرم میں ملوث ہوتے چلے آرہے ہو۔ تم سب تو اہل وطن عوام کے معاشی اور معاشرتی قاتل اور دہشت گرد سسٹم اور نظام کے پیروکار ہو۔ اسلامی تعلیمات اور عمل کو پس پشت ڈال کر ایک عیار، مکار، دھوکہ باز، رشوت خور، کرپٹ اور ذاتی شاہی محل، شاہی گاڑیاں، شاہی اخراجات، فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، زمینیں یعنی ہوس پرست، زر پرست اور زن پرست درندے بن چکے ہو اور ہجوم کرگساں کی طرح اس ملکی خزانہ پر امنڈتے، نوچتے پھرنے میں ہمیشہ مصروف رہتے ہو اور مخلوق خدا کے ساتھ ناانصافی، وعدہ شکنی اور ان کی کٹیا کو بھسم کرنے والے اور ان کے منہ سے لقمہ چھیننے والے دہشت گرد ہو۔ تمہارے لئے اللہ کا فرمان پورا ہو گیا کہ دھوکہ دینے والے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دھوکہ ہو سکتا ہے کہ اس کو دھوکے کے عمل میں ملوث کر دیا جائے اور ساتھ ہی ایک دن اسکی پکڑ کا بھی آجائے۔ لیکن ان تمام بدکرداریوں، ناانصافیوں، اور اتنے بڑے معاشی تفاوت کے عبرتناک عمل کا حساب کس نے بے باک کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے حساب لینا بھی اچھی طرح سے جانتا ہے۔ ظالمو! تم اور تمہاری افسر شاہی، منصف شاہی ابھی بھی تائب نہیں ہوئے۔ ابھی بھی ایک لامتناہی، آئی ایم ایف کے قرضوں اور مالی وسائل سے ہولی کھیلنے کے لئے دوبارہ کوشاں ہو۔ تمہیں اس ڈراونے عمل سے خوف نہیں آتا۔ تم اور تمہاری پسندیدہ افسر شاہی اس ملکی دہشت گردی، رشوت، کمیشن، کرپشن اور مساوات کشی کے جرائم کو کہاں تک آگے بڑھاتے جاؤ گے۔ دستور مقدس کے نفاذ کو تم لوگ کب تک پس پشت ڈالتے رہو گے۔

۲۶۔ اے مغربی جمہوریت کے کفر کے حکومتی پجاریو! ان کے مقبول و محبوب پسندیدہ افسر شاہی، منصف شاہی طبقہ کے مجرموں!۔اپنے عبرت ناک انجام سے دوچار ہوتے تمہیں واضح دکھائی نہیں دے رہا۔رسول ہاشمی ﷺ کی یہ پیاری امت ہمیشہ سچائی، راستگی، دیانت داری اور مخلوق خدا کے ساتھ انصاف اور اس کے بتائے ہوئے آئین مقدس پر دل و جان وار دینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ۔اے ملک میں مثالی مینڈیٹ حاصل کرنے والو! یہ تمہاری ذاتی خوبی نہیں تھی کہ یہ چودہ کروڑ کلمہ گو عوام کے ساتھ وہ واضح اور روشن تین وعدے تھے جو تمہاری اس عظیم کامیابی کی وجہ اور وسیلہ بنے۔اور یہی عہد شکنی، دھوکہ بازی تمہاری تباہی کا باعث بنی۔

الف۔ پیپلز پارٹی کے کرپٹ جوڑے، اس کے نادر شاہی لٹیروں کی لوٹ کھسوٹ،صدر، گورنروں، اور وزیروں، مشیروں، سرکاری اعلیٰ بیوروکریسی اور تمام ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹروں، افسر شاہی، منصف شاہی اور ہر قسم کے فراڈوں میں ملوث افراد کا کڑا احتساب کرنے کا وعدہ تو تمہیں یاد نہ رہا۔سرے محل سے لے کر، وزیر اعظم ہاؤس میں ۔ریس کورس گراؤنڈ، اور سٹیل ملز، اور ہر قسم کے سرکاری خزانے اور وسائل پر ڈاکہ زنی، ہر قسم کی کرپشن رشوت اور کمیشن کی تمام وارداتوں کو عوام کے سامنے لانے کا وچن کہاں گیا۔وہ کرپشن کے ٹی وی بلاٹن کہاں گئے اور ان سے تمام یہ ملکی دولت واپس لینے کا وعدہ کہاں غائب ہو گیا اور اس سے ملک کے قرضے اتارنے کی نوید کہاں غائب ہوگئی۔عرصہ تین سال تک یہ نورا کشتی تم حسب عادت لڑتے رہے۔

ب۔ ہم مغرب کے کسی ملک یا آئی ایم ایف سے ادھار کی خیرات نہیں مانگیں گے۔کشکول توڑ دیں گے اور اپنے وسائل سے اپنے ملک کا نظم و نسق چلائیں گے' کہاں تک اس پر عمل کیا۔تمہارے ضمیر کی یادداشت سے یہ وعدے کیسے غائب ہو گئے۔اے سیاستدانو تمہارا دین یا مذہب کیا ہے؟ یہ طرز حیات اپنانے کے بعد تم کیا کہلا سکتے ہو؟ مسلمان، کافر یا منافق؟ اپنے فیصلہ سے ملت کو خود ہی آگاہ کر دو تاکہ لوگ تمہیں اس نام سے پکاریں۔

پ۔ ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ ہوگا اور اس کے مطابق سزائیں دی جائیں گی۔معاشرے میں ہر قسم کی برائی ختم کی جائے گی اور عدل و انصاف اور ملک کے تمام قوانین، دستور مقدس کی روشنی میں قائم کئے جائیں گے۔کہاں گئے تمہارے منشور کے یہ وعدے۔وراثت میں ملا ہوا تفاوتی تنخواہوں اور انگنت سرکاری سہولتوں کا سسٹم اور وہی رشوت، کمیشن، لوٹ مار اور ملکی خزانہ اور وسائل لوٹنے والی سیاہ کاریاں اور 97 فیصد ملکی بجٹ ہضم کرنے والی پالیسیاں۔وہی وزیر اعظم ہاؤس، وہی صدر مملکت کا قلعہ، وزیروں، مشیروں اور افسر شاہی کے مزین شاہی محلوں اور اعلیٰ شاندار بلڈنگوں پر مشتمل سرکاری دفاتر ۔وہی شاہی اخراجات ۔وہی غاصبانہ طریقہ کار۔اس طرز حیات سے تم اور تمہاری افسر شاہی، منصف شاہی اپنا مقدر تو بدل سکتے تھے۔ملک و ملت، کسانوں ،مزدوروں اور غریب عوام کا نہیں۔مسلمان کا عملی کردار تو رائج کر کے ملت کو دکھا دیتے۔کوئی دنیا کی طاقت آپ کو اور آپ کے رفقا کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکتی۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۲۷۔ جمہوریت کے بازی گروں نے عوام کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ یہ سلوگن تیار کئے، عوام الناس کو اس دھوکے سے اعتماد میں لیا۔ لوگ ایک بار پھر قائداعظمؒ کی مسلم لیگ کے دھوکے میں آ گئے۔ لوگوں نے ان وعدوں کی روشنی میں جس انقلاب کا ڈھانچہ اپنے ذہنوں، دلوں میں ترتیب دیا۔ اس کو پاش پاش ہوتے، عوام پورے تین سال اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے رہے اور عملی طور پر منافقت کے جابر، ظالم، دہشت گرد، لوٹ کھسوٹ، ڈاکے، قتل و غارت، اجتماعی بے حرمتیوں کی چتا، عدل و انصاف کی محرومی، تھانوں، عدالتوں، انتظامیہ اور ملک کے تمام سرکاری اداروں کے کارندوں نے مزدوروں، ہنرمندوں، تاجروں، پڑھے لکھے طبقہ اور عوام الناس کو طرح طرح کی اذیتوں ٹیکسوں، بلوں اور مہنگائی کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ بے بس، بے کس محروم، مظلوم نادار، اپاہج، بیروزگار۔ بیوہ، یتیم اور ملک کے ۷۰ فی صد کسانوں، مزدوروں، ۲۹ فیصد غریب عوام کو ان گنت ٹیکسوں، کی آگ کے الاؤ میں جھونک دیا اور ان کے چھوٹے چھوٹے کھلیانوں کو بھسم کرنے کا عمل ملک میں جاری کیا۔ اس ضمن میں کئی نئے ابواب رقم کئے۔ ہر کس و ناکس کے لئے جینا موت سے زیادہ تلخ بنا دیا۔ تم سب معاشی قاتلوں نے وراثت میں ملے ہوئے تفاوتی نظام اور سسٹم کے تحت اپنی بڑی بڑی غاصبانہ تنخواہوں، اور بے پناہ سرکاری سہولتوں سے، ملکی خزانے کو اپنی شاہ خرچیوں کا ایندھن بنایا اور معاشی انصاف کو اپنی انتظامیہ، اور عدلیہ کے تعاون سے بالکل ویران کر دیا۔ ۹۹ فی صد عوام الناس کا معاشی قتل کر کے انکے لئے زندگی کے سانس کو جاری رکھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بنا دیا۔ یہ لوگ سسک سسک کر اندوہناک موت کے عمل سے دوچار ہوتے گئے۔ اقتدار کے اعلیٰ منصب کو ذاتی منفعت اور کاروبار کے لئے استعمال کیا۔ قدرت نے انکے باطل جمہوری نظام، ان کے دھوکہ سے حاصل کئے ہوئے اقتدار، ان کی حکومت اور ان کی عیش و عشرت کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے بارہ اکتوبر ۱۹۹۹ کے دن کو وقت کے عبرت کدہ میں ان سب کے انجام کا دن دکھا دیا۔ جتنی بار تم یہ کھیل کھیلتے جاؤ گے، وقت کا عبرتکدہ اتنی بار تمہیں اس چتا کا ایندھن بناتا رہیگا۔ یہ نظام و سسٹم تمہارا موت تک تعاقب کرتا رہیگا۔

۲۸۔ ان کی تمام تدبیروں کی شمعوں کو فطرت نے ایک ایسا خاموش میزائل، ان کے خرد کدے میں پھینکا کہ ان کے اقتدار کی روشنی کو زوال کے لاانتہاہی گھپ اندھیروں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غرق کر گیا۔ ہزار بارہ سو ایم پی اے۔ ایم این اے۔ سینیٹروں۔ یعنی ان تمام اپنے اپنے علاقے کے لیڈران کے ہجوم، یعنی کرگسوں، گدھوں، درندوں، بھیڑیوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے فوجی رہبر سے واسطہ ڈال دیا۔ اور فطرت نے اسکو بھی اسطرح کے حالات سے دوچار کر دیا کہ ان تمام غاصبوں کا احتساب کرنا وقت اور حالات کی مجبوری بن گیا۔ فطرت کے اس خاموش میزائل نے پاکستانی عوام کو ان خوفناک جھوٹے، دھوکہ باز، فریبی، ظالموں، فاسقوں، فاجروں، دہشت گردوں، منافقوں، معاشی، معاشرتی قاتلوں، اقتدار اور ملکی وسائل پر غاصب، جابر، حکمرانوں کو تو وقت نے ساز خاموشی کی طرح اپنی آغوش میں لپیٹ لیا۔ عبرت گاہ میں ان کے نام تاریخ کے اوراق میں جلی حروف میں ہمیشہ کیلئے درج ہو گئے۔ لیکن صد افسوس ابھی تک ہم پر وہی غاصب نظام اور وہی کرپٹ سسٹم مسلط ہے۔ جو اپنے پیروکاروں کو نگلتا اور ملک و ملت کو روندتا چلا جا رہا ہے۔

۲۹۔ جمہوریت کے ماموں جان تو نشانِ عبرت بن گئے لیکن ان کے بھانجے یعنی افسر شاہی، منصف شاہی جوان کی جمہوریت کے طریقہ کار اور نظام سرکار کے سسٹم کے اہم اداکار جوان کی باطل غیر منصفانہ پالیسوں کے اصل خالق، ملک میں قانون سازی کے میرِ کارواں، مدبر، اعتدال اور مساوات کے دشمن، رشوت، کمیشن کے کنٹرولر جوان کے تمام جرائم کے ساتھی اور محافظ، جو عوام کو آزادی جیسی دولت، عدل و انصاف جیسے بنیادی حقوق، معاشرے میں ختم اور نابود کرنے کے مجرم۔ ہر اہلِ اقتدار سے مل کر معاشرے کے بنیادی حقوق اور امن کو آہنی ہاتھوں سے مسخ کرنے والے یہ دیو، ملک کی معیشت کو چاٹنے والے ہاتھی، جن کی طاقت کو ہر دور میں دوام رہا اور ہر نئی حکومت کے یہی اعلیٰ انتظامی ڈھانچے کے پالیسی سازوں، ہنر مندوں، عقل مندوں، دانشوروں، ہر شعبہ کے فن کے بہترین، اعلیٰ ترین، جمہوریت کی گاڑی کے ڈرائیور کے فرائض ادا کرتے رہے۔ مغربی طرز کی تربیت گاہوں، اکیڈمیوں کے تربیت یافتہ ماہرین، کافرانہ، ملحدانہ جمہوریت کے اداروں کو چلانے والے بے دین ظالم منتظمین، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاست دانوں، فوجی حکمرانوں، صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، گورنروں، وزیروں، مشیروں، اسمبلیوں، یعنی ملک کے ہر انتظامی امور کو چلانے والے مدبر، حکمرانوں کے یہ سپہ سالار، یعنی سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری، جائنٹ سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری، سیکشن آفیسرز، اسسٹنٹ کمشنرز، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنرز، ڈپٹی کمشنرز، کمشنرز اور دنیا کے تمام ممالک میں پھیلے ہوئے فارن آفس کے یہ نائب، مصاحب یعنی ملک کے سرکاری محکموں اور بیرون ملک کے کرتا دھرتا، تمام اداروں کے نیچے سے لے کر اوپر تک ملکی انتظامی، مشینری کے اصل حکمران، جو اسلام کے باغی اور منکر نظام کے سکالر مغرب کے دانشکدہ کے مفکر' غاصب اور بے دین نظام اور سسٹم کے رکھوالے، دستور مقدس کے نفاذ کی راہ میں پہلی اور آخری رکاوٹ بنے بیٹھے ہیں۔

۳۰۔ یہ منظم اور متحد ٹولہ ہر حکمران کی تباہی کا باعث بنتا چلا آرہا ہے۔ ہر نئے آنیوالے حکمرانوں کو اس کرپٹ نظام کی افسر شاہی، راشی طریقہ کار کی نوکر شاہی، عدل کش سسٹم کے منصف ورثہ میں ملتے چلے آرہے ہیں۔ ہر نئے حکمرانوں کے دونوں ہاتھ اس نظام اور سسٹم کی ہتھکڑیوں کی آہنی گرفت میں بندھے ہوتے ہیں۔ وہ ان کے سامنے چوں چراں کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ ملک کے تمام انتظامی امور اور بیرونی پالیسیاں وقت کے ساتھ ساتھ ان کی کرپشن کے باب وا کئے جاتی ہیں۔ اس کرپٹ نظام اور سسٹم کے ایک راشی پٹواری کی کروڑوں کی جائیداد اور بنک بیلنس پکڑ کر ماشل لا اتھارٹی نے ضبط کئے ہیں اور قید کی سزا بھی دی گئی ہے۔ اس نسل کے پٹواریوں کی ایک خاص تعداد پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہر محکمہ میں موجود ہے۔ ان کو کھلا چھوڑنا اس پٹواری کے ساتھ ظلم ہو گا۔ اگر اس نسل کی افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کے حساب کتاب چیک کئے گئے تو انکے کروڑوں کی نہیں اربوں کی جائیدادیں اور بنک بیلنس روز روشن کی طرح نظر آئیں گے۔ انکی تنخواہ انکے شاہی اخراجات کا ایک دن بھی نہیں گذار سکتی، ان کے بچوں کی فیس اور اخراجات ہی اس سے ادا نہیں ہو سکتے۔ انکی کرپشن اور انکے نظام اور سسٹم کو ختم کر دو۔ ملک کا قرضہ اترنے میں دیر نہیں لگے گی جو ملک خوراک، لباس، پھل، میوہ جات اور ہر قسم کی ضروریات میں خود کفیل ہو سکے وسائل کا ۹۷ فیصد بجٹ اس کرپٹ نظام اور سسٹم کی بھینٹ چڑھ جائے، غیر ملکی قرضے بھی ہضم کر جائے، لاتعداد ٹیکسوں اور بے پناہ منی بجٹوں کے اضافوں اور مہنگائی سے اکٹھی کی ہوئی ۱۴ کروڑ عوام کی دولت بھی نگل جائے تو اس کرپٹ نظام و سسٹم اور اسکے مجرم استحصالی طبقہ کے مراعات یافتہ شاہی طبقہ سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۱۔ انگریز کا انتظامیہ کا نظام، عدلیہ کا منصفی سسٹم پوری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ اس ملک کو نہ اس افسر شاہی کی ضرورت ہے نہ منصف شاہی کی۔ نہ انکے راشی افسر شاہی تیار کرنے والے تعلیمی اداروں، نہ انکے تعلیمی نصاب اور نہ انگلش زبان کی۔ ان کرپشن کی زنجیروں کو توڑنا اسلامائیزیشن کی طرف پہلا اور آخری قدم ہو گا یہ بم بلاسٹ کتنے سیانے اور سمجھدار ہیں کہ وہ انکی طرف رخ ہی نہیں کرتے۔ معصوم، بے گناہ عوام کے پرخچے اڑاتے ہیں۔ اس انگریز کے ۱۸۵۷ء کے مروجہ نظام اور سسٹم کو ختم کر دو، ملک میں قتل وغارت، جعلی پولیس مقابلے، عدل کشی، ہر قسم کے دھماکے، دہشت گرد ختم ہو جائیں گے۔ ملکی وسائل خزانہ اور ملک بھی بچ جائیگا، چودہ کروڑ عوام بھی محفوظ ہو جائیگی۔ ملک وملت کو حضورﷺ کے میخانے کی مے پلا دو، شفا نصیب ہو گی۔ ورنہ یہ کالے انگریز ملک و ملت کو تباہ کر دینگے۔

۳۲۔ اسلام کی روشنی میں خلیفہ وقت اور حکومتی نظام کے چلانے والی انتظامیہ کے معاونین کے اخراجات اور بودوباش کا یہ معاشی رہزن ٹولہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ انکے کافرانہ نظام اور سسٹم کی موت اسلام کا جام نوش کرنے سے ہو گی۔ اسی لئے شرعی نظام انکے نزدیک نعوذ باللہ قابل عمل نہیں۔ انشا اللہ اب اس مقدس نظام کی راہ میں کوئی مداخلت اور رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ ان کا مروجہ نظام اپنی زندگی کے ایام پورے کر چکا ہے۔ وقت کی پکار ایک گونج پیدا کر چکی ہے۔ ملت کا یوم نجات کا سورج طلوع ہونے والا ہے۔

۳۳۔ یہ دانش زادے، یہ سی ایس ایس زادے، یہ پیر زادے، یہ جاگیر زادے، یہ خان زادے، یہ نواب زادے، یہ سردار زادے، یہ سرمائے دار زادے، یہ حکمت زادے، یہ عقل زادے، یہ علم زادے، یہ انگریز زادے، یہ مغرب زادے، یہ محکمہ زادے، یہ کوٹھیوں زادے یہ کاروں زادے، یہ ٹیلی فون زادے، یہ محلوں زادے، یہ رشوت زادے، یہ کمیشن زادے، یہ کرپشن زادے، یہ برہمن زادے، یہ عدل زادے، یہ منصف زادے، یہ شیور زادے، یہ شداد زادے، یہ فرعون زادے یہ نمرود زادے، یہ قارون زادے، یہ عبرت زادے، یہ عیش زادے، یہ عشرت زادے، یہ معاشی غاصب، یہ معاشرتی دہشت گرد، یہ ملی مجرم۔ یہ دینی مجرم۔ یہ انسانی شکل میں فطرتی، اخلاقی، روحانی اور دینی اقدار کو روندنے والے دہشت گرد درندے۔ ملت کے ہونہار طالبعلم، قائداعظمؒ کے پروانے انکے شکنجوں کو مزید برداشت نہیں کرینگے۔ ملک کی تقدیر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے ہاتھوں سے لکھیں گے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے !

۳۴۔ یہ پبلک سروس کرپشن کی سلیکشن کے شاہکار یعنی افسر شاہی ، یہ ملک کی سپر نیچرل مخلوق ، جو چودہ کروڑ عوام کے لئے عذاب الٰہی بن کر اس ملک کے جمہوری نظام حکومت پر چھائے ہوئے ہیں ۔ ملک کے تمام شعبوں کے انتظامی اہم عہدوں پر ، اوپر سے نیچے تک ، قابض ، اور نافذ ، ہوتے چلے آ رہے ہیں ۔ کلیریکل سٹاف ، جس پوسٹ پر بھرتی ہوتا ہے ۔ اسی پر ریٹائیر ہو جاتا ہے ۔ ان کے ترقی کے تمام دروازے ایک ایک کر کے اپنے اقتدار کی نوک پر ان پر بند کر دیئے ۔ یہی طبقہ یعنی جونیئر کلرک ، سینئر کلرک ، ہیڈ کلرک ، سپر نٹنڈنٹ ، سرکاری فرائض ، ملکی سطح پر سرانجام دینے کی پوری قدرت اور صلاحیت رکھتا ہے ۔ انکو یہ سرکاری فرائض اپنی قومی زبان اردو میں سرانجام دینے کی اجازت ہو ۔ تو ۹۹ فیصد عوام کی مشکلات بھی آسان ہو جائیں اور ملک کا کام بھی ایمانداری ، دیانتداری اور تیزی سے رواں دواں ہونا شروع ہو جائے اور ملک کا ۹۷ فیصدی بجٹ حکمرانوں اور اس افسر شاہی کی ازخود منظور کی ہوئی بڑی بڑی تفاوتی تنخواہیں ، بے شمار سرکاری سہولتیں ، شاہی محلوں اور شہنشاہی بڑی بڑی بلڈنگوں ، شاہی ایوانوں پر مشتمل دفاتر کے اخراجات سے بھی نجات مل جائے گی ۔

۳۵۔ اس غاصب نظام اور کرپٹ سسٹم کو دین کے میزان سے گذار دیا جائے تو دین کی قوت بھی بحال ہو گی ۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی اجارہ داری بھی ختم ہو جائے گی اور اس ظالم ، بدبخت ، غاصب ، مغرب پرست انسانیت کش طبقہ سے ملت کو چھٹکارا بھی نصیب ہو جائے گا ۔ اس باطل ، غاصب نظام اور اس کرپٹ ، رشوت خور ، کمیشن خور اور بریف کیس مافیا سے لوٹا ہوا ملی خزانہ ، وسائل اور تمام ملکی اور غیر ملکی قرضوں سے بنائی ہوئی ہر قسم کی جائیدادیں ، ملیں ، فیکٹریاں ، کارخانے ، جاگیریں ، کاریں ، کوٹھیاں ، محل ، اندرون اور بیرون ممالک کاروبار حکومت پاکستان کے نام ضبط کر کے ، انکی شاہ خرچیوں کو فوری طور پر بند کر کے ، انکو کیفر کردار تک پہنچانا وقت کا اہم تقاضا ہے ۔ اگر اب بھی ان کا احتساب عمل میں نہ لایا گیا تو پھر یہ ایسے حالات پیدا کر دینگے کہ عوام منہ دیکھتی رہ جائیگی ۔ ٹیکس کلچر کو اپنی عیاشیوں کیلئے فروغ دینگے ۔ فوجی قیادت کا وہ حشر کرینگے جو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ۔ مشرقی پاکستان کی یاد لوگ بھول جائیں گے خدا ایسا نہ کرے ( آمین ) ۔

۳۶۔ فوجی سیاسی حکمرانوں کو عوام کی بات سننی ہو گی ۔ عوام کے دلوں میں اپنی عزت اور ادب بحال رکھنا ہو گا ۔ ملک کا لوٹا ہوا خزانہ اور دولت واپس لینا اور ملکی خزانہ میں جمع کروانا ہزار سال کی عبادت سے بھی افضل ہے ۔ عوام ان چند رہزنوں اور معاشی قاتلوں کا انجام دیکھنا چاہتے ہیں ۔ اس انگریز کے مروجہ نظام اور سسٹم کو جو انہوں نے ایک مفتوحہ ملک کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے تیار اور مسلط کیا تھا ۔ اس سے نجات حاصل کرنا وقت کا اہم تقاضا بن چکا ہے ۔ ان کی لوٹی ہوئی عیاشیاں تو واپس نہیں لی جا سکتیں ۔ فوری طور پر ان سے اور انکی تفاوتی تنخواہوں ، تفاوتی سہولتوں ، تفاوتی شاہی رہائشوں ، سرکاری شاہی گاڑیوں اور پٹرول کے روزمرہ کے اخراجات کے عذاب سے سرکاری خزانہ اور ملکی وسائل کی امانتیں بچائیں اور محفوظ کریں ۔ اس سے ملک وملت کے قرضے بھی ادا ہونگے ، ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا اور آئی ایم ایف کے دروازے پر بھیک مانگنے کی دستک بھی نہیں دینی پڑے گی ۔ ملک میں عدل و انصاف قائم ہو گا ۔

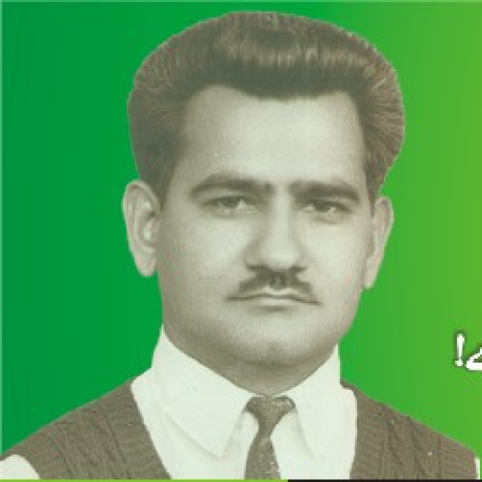

۳۷۔ ان جاہلوں، ظالموں، غاصبوں اور انسانیت کی فطرتی اقدار کے علم سے محروم، اسلام کے اخلاق، اقدار، کردار کو روندنے والے بدنصیبوں، دین کے منافقوں، انصاف کے میزان کو ریزہ ریزہ کرنے والے دہشت گردوں سے نجات بھی مل سکے گی۔ ملک کے تمام سرکاری اور غیر سرکاری محکموں اور اداروں میں تعلیم، سائنس، زراعت، انڈسٹری، اکنامکس، ہیلتھ، فنانس، بینکنگ اور تمام شعبوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ، پی ایچ ڈی، ماہرین جن کی یہ عزت نفس کو بری طرح مجروح ہی نہیں بلکہ انکو اقتدار اور ملک میں مکمل کنٹرول حاصل ہونے کی وجہ سے سرکاری فرائض کی ادائیگی میں بری طرح حائل اور گدھوں کی طرح ہانکے پھرتے ہیں انکی تبدیلیاں، انکی ترقیاں اور سروس کے ہر قسم کے معاملات خرید وفروخت اور دیگر پالیسیاں انہی کرپٹ، رشوت خور، کمیشن خور افسر شاہی کی گرفت میں دے رکھی ہیں۔ اس طرح اس غاصب طبقہ کی پورے ملک میں اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔ کمال ہنرمندی سے وہ ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن چکے ہیں۔ ان رہزنوں سےعوام کو نجات دلانا بے ریا عبادت سے کہیں بہتر ہے۔ ملکی شعبہ جات کے سدھارنے کی چند تجاویز ملاحظہ ہوں:۔

الف۔ صحت کے محکمہ کا انتظام صحت کے متعلقہ جتنے بھی امور ہیں ڈاکٹروں سے بہتر کون جان سکتا ہے۔ انکی ہدایات کی روشنی میں اس محکمہ کی تمام ضروریات اور انتظامی امور اور تمام واقعات کی ذمہ داری انکو سونپنی مناسب ہوگی۔ پوسٹنگ اور ٹرانسفر کے فرائض بھی حسب ضرورت وہ انکی نسبت بہتر انداز میں سرانجام دے سکتے ہیں۔ انکی کرپشن، رشوت اور اجارہ داری بھی ختم ہوگی۔ اور محکمہ کا کام بھی درست چلے گا۔

ب۔ زراعت کے متعلق، تمام ذمہ داریاں اسی محکمہ کے متعلقہ پیشہ ور تعلیمی اور فنی ماہرین کے سپرد کرنے سے ملک کی زرعی ترقی بڑی تیزی کے ساتھ ہو گی، کسی قسم کی انکے کام میں رکاوٹ یا مداخلت نہیں ہوگی اور محکمہ اپنا ہدف بھی پورا کرنے کے قابل ہو جائیگا، پڑھا لکھا طبقہ اور اس شعبہ کے ماہرین اپنی ضرورت اور منشا کے تحت سرکاری فرائض ادا کرنے کے قابل ہونگے اور ان راشی، بددیانت افسر شاہی کا غیر منصفانہ تسلط بھی ختم ہوگا۔ زرعی ماہرین اپنے جوہر دکھانے کے قابل ہوسکیں گے۔

پ۔ اینیمل ہسبنڈری محکمہ کے فرائض اس کے متعلقہ سپشلسٹوں کے سپرد کرنے سے جانوروں کی دیکھ بھال، انکی ادویات، علاج اور انکی افزائش نسل کے متعلق یہی لوگ بہتر جانتے ہیں۔ ان کو اپنے شعبے میں اپنی پالیسیاں خود مرتب کرنے کا موقع ملے گا۔ اور ان فرائض کو احسن طریقے سے یہی پیشہ ور ماہرین ہی ادا کر سکتے ہیں، انکے زیر نگرانی محکمہ کی پالیسیاں مرتب ہونگی تو ملک میں جانوروں کی تعداد بھی بڑھے گی اور دیکھ بھال بھی بہتر ہوگی اور محکمہ سے رشوت، کرپشن بھی ختم ہوگی اور محکمہ سے غیر متعلقہ افسر شاہی کی مداخلت بھی۔

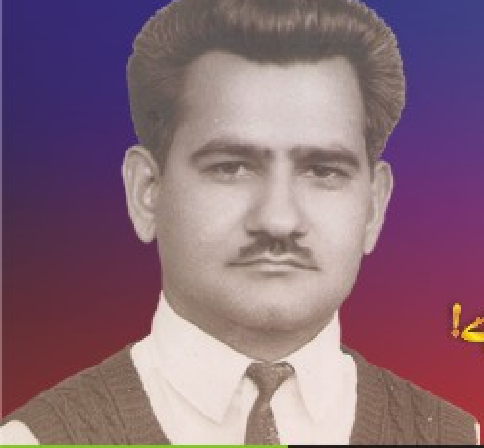

# بابا جی عنایت اللہ

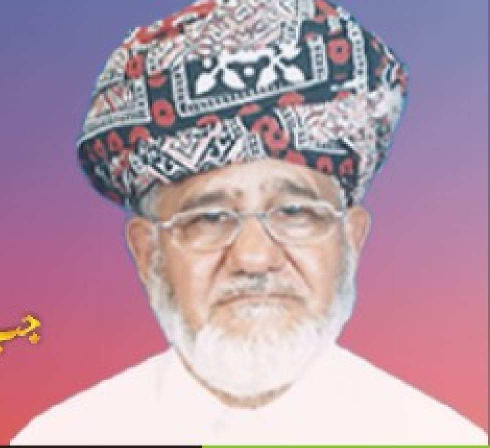

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



ت۔ ایجوکیشن کے اساتذہ، پروفیسروں اور ماہر تعلیم جو بہتر تعلیمی معیار، سائنس، ایگریکلچر، صحت، خوراک، کمپیوٹر، انجینئرنگ، اکنامکس، اکاونٹنس اور بقایا تمام شعبوں میں جدید علوم پر مشتمل نصاب اور معیار ایک جیسا مرتب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے وہ افسر شاہی کی رکاوٹوں اور ہر قسم کی مداخلت سے نجات پا سکیں گے۔ انکی عزت نفس بھی بحال ہو گی اور انکا کھویا ہوا مقام انکو میسر آ سکے گا۔ ملک تعلیمی میدان میں بہترین معیار قائم کر سکے گا۔ اساتذہ کرام اور ماہر تعلیم ان غاصبوں کی رکاوٹوں اور استحصالی نظام سے نجات حاصل کر سکیں گے۔ اساتذہ کا عزت و احترام اور ان کا معاشرے میں مقام بھی بحال ہو جائیگا۔

ٹ۔ اسی طرح ڈاکٹر ہر شعبہ کے امراض کے سپیشلسٹ جو ضروری اقدامات برائے علاج، ادویات، جدید اوزار اور اعلیٰ مشینری حسب ضرورت ہسپتالوں کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر تیار کروا سکتے ہیں۔ جتنا یہ اپنے شعبہ کے متعلق بہتر علم رکھتے ہیں اور پوری ذمہ داری سے اسکے فرائض سرانجام دے سکتے ہیں۔ کمیشن خور، رشوت خور افسر شاہی یہ فرائض ادا کرنے کے قابل نہیں، نہ وہ بیماری کو جانتے ہیں اور نہ ہی اسکی ضروری ادویات کو انکی انگریزی زبان کی حکمرانی کی چھڑی نے ہر شعبے کے ماہرین کو معتوب کر کے انکو ذلیل اور خوار کیا ہوا ہے۔ بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ انکی تقرری، پوسٹنگ، ٹرانسفر، انکے ہاتھ میں۔ انکے ڈائریکٹر اور سیکرٹری یہ پبلک سروس کمیشن (کرپشن) کے ممبر اور چیئرمین یہی افسر شاہی انکی اہلیت انگلش میڈیم ادارے۔ انکی سیلکشن ماموں بھانجوں کے رشتے، ناطے، طبقاتی شاہی انگلش میڈیم ادارے، یہ طبقاتی نسل ملکی خزانہ کی دیمک ہے، یہ انگلش میڈیم سکالرز کی بے حس، بے رحم چھڑی انسانوں کو گدھوں کی طرح ہانکے چلی جا رہی ہے۔ ملکی معیشت، انسانی اقدار، فطرتی حقوق، انصاف کے میزان کو بحال کرنے کے لئے ان سے نجات حاصل کرنا نہائت ضروری ہے۔ روڈ، بلڈنگ، ڈیم، اور بڑے بڑے منصوبے جو انجینئر تیار کر سکتے ہیں۔ وہ کسی اور کی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ جس کا کام اسی کو ساجھے باقی سب نادانی اور احمق پن کے مترادف ہے اور یہ گھناؤنا مہلک کھیل ملک میں جاری ہے۔

ث۔ ایٹمی شعبہ، ایگریکلچر کا شعبہ، انجینئرنگ کا شعبہ، ہیلتھ کا شعبہ، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کا شعبہ، اکنامکس کا شعبہ، فنانس کا شعبہ اور تمام شعبوں میں صرف اور صرف ان شعبوں کے سپیشلسٹ، ان محکموں کی ضروریات، کوالٹی، کوانٹٹی، اور اپنی لیبارٹریوں میں ضروری سامان کی اہمیت کو یہی سمجھتے اور بہتر جانتے ہیں۔ وہی اپنے اپنے شعبہ، محکمہ کی بہتر دیکھ بھال کرسکتے ہیں۔ افسر شاہی کی مداخلت اور بے جا التوا کا عمل ختم ہو جائے تو یہی لوگ عمل کے معجزات دکھا سکتے ہیں۔ ان حکمرانوں اور افسر شاہی کا کمال یہ ہے۔ کہ انھوں نے ملک کی تمام معیشت اور محکموں کا کنٹرول، انکا بجٹ، اور تمام پڑھے لکھے ماہرین کو ان رشوت خوروں، کمیشن خوروں کی زیر قیادت دے کر انکے ساتھ بہت بڑی زیادتی، ناانصافی، عدل کشی اور غاصبانہ استحصالی شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ ملک کے تمام محکموں کی پوسٹوں کو اپ گریڈ کروا کر ان پر نابلد، نااہل، محکمہ کی کارگزاری سے بالکل ناواقف، محکمہ کی بنیادی پالیسیوں اور اصل حقائق سے محروم، سال ہا سال سے محکموں کے تجربہ کار اہل کاروں کی ترقیاں بند کر کے ان کے جائز حقوق سے محروم کرنے والے یہ قانونی دہشت گرد ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک ان کی تعداد گن لو، انکے دفاتر اور انکی کوٹھیوں پر ٹیلیفونوں کی تعداد کی گنتی کرلو، ٹیلیفون ڈائرکٹریاں انکے ناموں سے بھری پڑی ہیں۔ ملک کے تمام محکموں پر انہوں نے اپنی گرپ اور گرفت قائم کر کے ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بنے بیٹھے ہیں، ملکی وسائل اور خزانہ من مرضی کی پالیسیاں مرتب کر کے لوٹے جا رہے ہیں۔

ج۔ یہ سپر نیچرل مخلوق اپنی من مانی پالیسیوں کو اپنی منفعتوں کے لئے ملک میں مسلط کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کی اہلیت ملک کے اعلیٰ انگلش میڈیم تعلیمی ادارے، یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جو بچے میٹرک میں لائق فائق ہوتے ہیں وہ انجینئرنگ، میڈیکل، زراعت، سائنس، کمپیوٹر یا اکاؤنٹس کے شعبوں میں اہلیت کے تحت داخلے لے کر اپنی اپنی متعلقہ فیلڈ میں چلے جاتے ہیں یہ اوباش ذادے، بی اے، ایم اے کر کے سی ایس ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کر کے ملک کے حکمران طبقے میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان کی کامیابی کی کنجی انکی انگلش زبان پر فوقیت اور انکے آباؤ اجداد کا طبقاتی اثر و رسوخ ہوتا ہے وہ ڈاکٹر ہوں، انجینئر ہوں یا فوج میں کیپٹن ان کے تعلق ان کو اس کرپٹ افسر شاہی میں پہنچا دیتے ہیں۔ وہ افسر شاہی کی غاصب برتری کی وجہ سے وہ اپنے پیشوں کو حقیر اور بیکار سمجھ کر اس لوٹ کھسوٹ والے کرپٹ سپر نیچرل حکمران ادارے میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی تعلق کی طاقت کی بنا پر وہ حسب مرضی اپنی پوسٹنگ کروا لیتے ہیں۔ ہر حکومت اپنی من پسند اور قابل اعتماد افسر شاہی ٹولے کو اپنے گرد اکٹھا کر لیتی ہے۔ انکے تعاون سے ہر جائز و ناجائز طریقوں سے معاشی اور معاشرتی فوائد حاصل کرتی اور حکومتی کاروبار چلاتی ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۸۔ یہ افسر شاہی ملک کے تمام محکموں کے فرائض کی ادائیگی میں اپنی غاصبانہ اجارہ داری کی وجہ سے بری طرح حائل ہو چکی ہے۔ ملک کے تمام محکموں میں ہر قسم کی تقرریوں، تبدیلیوں اور طرح طرح کی انتظامی پیچیدگیوں، اذیتوں، پریشانیوں اور التوا کی تلواریں اس افسر شاہی کی ہر وقت سرکاری اہلکاروں کے سروں پر لٹکتی رہتی ہیں۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری بیشتر افسر شاہی ہمارے جاگیرداروں، سرمائے داروں، سمگلروں، رشوت خوروں، سیاست دانوں اور اہل اقتدار ممبروں، مشیروں، وزیروں، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، گورنروں اور صدر مملکت اور ان بڑے لوگوں کی طبقاتی انگلش میڈیم اداروں کی فارغ التحصیل اولادوں پر مشتمل یہ سرکاری اعلیٰ طبقہ سفارشوں اور سیاسی رشوتوں کی پیداوار ہے۔ ہر حکومت وقت اپنے پسند کے لوگوں کی تعیناتیاں اقتدار کی نوک پر کرتی چلی آ رہی ہیں۔ یہ حکمران دہشت گرد مافیا اور ۹۵ فیصد کرپٹ افسر شاہی ملک کا ۹۷ فیصدی بجٹ اور تمام آئی ایم ایف کے قرضے انہی غاصب، جمہوریت پسند سیاستدانوں، حکمرانوں سے مل کر لوٹتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی بڑی بڑی تنخواہیں، بڑی بڑی کوٹھیاں، بڑے بڑے عالیشان دفاتر، بڑی بڑی گاڑیاں، ٹیلیفون اور بے شمار سرکاری سہولتیں، علاوہ ازیں، ہر قسم کی رشوت، کمیشن اور کرپشن کے کالے قانون انھوں نے رائج کر رکھے ہیں۔ ان کے جرائم کی منہ بولتی گواہیاں انکی کوٹھیاں، محل، پلازے، بڑی بڑی گاڑیاں، جدید مزین دفاتر اور گھر اور اندرون بیرون ممالک فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، بینکوں میں ڈالر، ظاہری آمدن سے بڑھ کر شاہی اخراجات، شباب، شراب، کباب، زنا، بڑے بڑے کلبوں کی ممبرشپیں اور بڑے بڑے اداروں میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے اخراجات ملکی بنک ہضم، غیر ملکی قرضے ہضم، ملک کے تمام وسائل ہضم، ملک کا مکمل خزانہ ہضم۔ یہ دہشت گرد طبقہ چودہ کروڑ عوام کو ٹیکسوں بجلی، پانی کے بلوں اور مہنگائی کی ان ٹکٹکیوں پر لٹکا کر خون چوستا آ رہا ہے۔ یہ ملی، ملکی مجرم، یہ حکمران، یہ افسر شاہی، یہ سرمائے دار، یہ جاگیردار، یہ سیاستدان، انکا احتساب کون کرے گا یہ محتسب، یہ نظام، یہ سیاسی حکمران، ہرگز ہرگز انکا احتساب نہیں ہوسکتا۔ جب تک ان محتسبوں اور راس بریف کیس مافیا سے نجات دلا کر انکو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاتا۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۹۔ جب تک کوئی حاکم وقت عدل و انصاف اور مساوات نہیں کرنا چاہتا اور دستور مقدس کا نفاذ نہیں کرتا۔ اس وقت تک یہ انگریز کے پالتو بھیڑیے، یہ درندے ملک میں اسی طرح دندناتے پھریں گے۔ یہ جمہوری نظام انکی ایسی آماجگاہ ہے۔ جہاں یہ اور انکا نظام آکاس بیل کی طرح پنپتا رہتا ہے اور کینسر کی طرح پورے معاشرے میں پھیل چکا ہے انہی اذیت ناک ہاتھوں نے اپنے انہی غاصبانہ طور طریقوں سے پہلے مشرقی پاکستان کو نگل لیا۔ اب اس سے بڑھ کر پاکستان کے حالات زیادہ خوفناک صورت حال اختیار کر چکے ہیں۔ ملت کو صرف اور صرف کلمہ شریف ہی وحدت کی منزل سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ دستور مقدس ہی ان جابر دہشت گردوں کے نظام کو درست کر سکتا ہے۔ جمہوریت کے سیاسی بھگیاڑوں اور افسر شاہی کے بھیڑیوں سے نجات حاصل کر لو، ملک بچ جائے گا۔ ملک کے قرضے اتر جائیں گے، عوام اپنے وسائل میں بہتر زندگی بسر کریں گے، ملک ترقی کرے گا، عوام سکھ کا سانس لیں گے، سیاستدانوں کی بجائے دین سے آگاہ اور صالح لوگوں کو حکومتی مشینری میں لانا ضروری ہے۔ انصاف کو عدالتوں کے طبقاتی عادلوں اور بریف کیس مافیا سے نجات حاصل کر کے مسجد کے صحن تک عدل و انصاف کے شعبے کو پہنچا دو۔ دین کی روشنی میں انصاف مفت مہیا کرنا بھی ضروری ہے۔ افسر شاہی سے نجات حاصل کرنے سے مغرب کی طبقاتی تعلیم بھی خود بخود اپنے انجام کو دیکھ لے گی۔ رشوت کمیشن کرپشن اور ہر طرح کی برائی ختم ہو گی۔ ملک میں ان درندوں، بھیڑیوں، بھگیاڑوں، گدھوں، کرگسوں کا ہجوم بھی ناپید ہو گا۔ ملت، اسلام کی روشنی میں اخلاقی اقدار اور حسن کردار کے عمل سے وقت کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے معجزے خود بخود اجاگر اور سرزد ہوتے رہیں گے۔ انکی تربیت مغرب کی مادر، پدر آزاد، بنیادوں پر ہوئی ہے۔ اسی لئے اسلام انکے نزدیک نعوذ باللہ ایک فرسودہ نظام ہے۔ کفر کے ظلمات میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اسلام کے نور اور اسکی روشنی کے متعلق رائے پیش کرنے کا حق نہیں بنتا۔ حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ طبقہ قرآن حکیم کا باغی ہے۔

۴۰۔ کیسی حیران کن بات ہے کہ یہ انتظامی عہدے، کرپشن، رشوت، اور معاشرے میں موثر ہونے کی وجہ سے ان پر جاگیرداروں، سرمائے داروں، سیاست دانوں اہل اقتدار اور افسر شاہی کی اپنی ہی اولادوں کی تقرریاں ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ ان حکمرانوں اور قانون سازوں نے اب تو ڈاکٹروں، انجینیروں، فوجی افسران کو بھی ادھر کھینچ کر اسسٹنٹ کمشنر، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر، ڈپٹی کمشنر، کمشنر، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ متعین کروانے کا نامناسب اور غیر قانونی اور بدترین ناانصافی کے عمل کو قانونی حیثیت دے کر اپنی گرفت مضبوط کرتے چلے آ رہے ہیں۔ پاکستان کو معرض وجود میں آئے ۵۳ سال گزر چکے ہیں ان برہمن ذادوں کو ہر بدی، ناانصافی، عدل کشی، بے رحمی، ظلم، زیادتی، دہشت گردی، لوٹ کھسوٹ، رشوت، کمیشن، سفارش، کرپشن، شراب، شباب، کباب، زنا، شاہانہ زندگی گزارنے اپنی آمدن سے بڑھ کر عیش و عشرت، فضول خرچیوں، اور ہر قسم کی بدکرداری، بے پناہ سرکاری سہولتوں کے ناجائز استعمال پر کسی نے نگاہ ڈالنے کی اس منظم بااختیار طبقہ پر جرأت نہیں کی۔

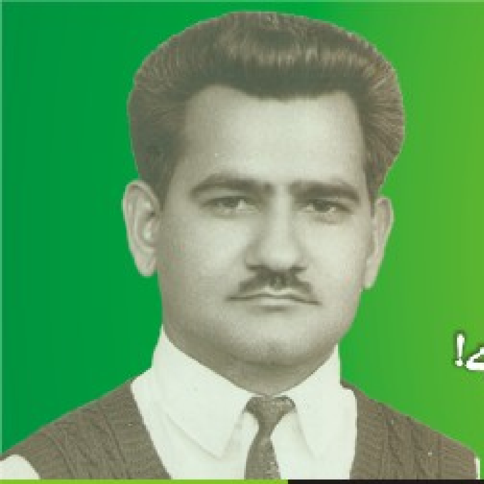

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۴۱۔ ملک کا ستانوے فی صد بجٹ اور غیر ملکی قرضوں کا وافر حصہ، ان کی تنخواہوں، ان کی بے شمار، سہولتوں اور ان کے بے پناہ ناجائز طریقوں پر مبنی کرپشن، رشوت، کمیشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ ان اعلیٰ افسر شاہی کی اولادوں کی شادیوں پر، دس دس ہزار لوگوں کی شمولیت، کئی لاکھ روپے کی سونے کی تاروں سے مزین ان کی بہو بیٹیوں کے دوپٹے اسی اسلام آباد کے وسنیکوں کو حیرت زدہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یاد رکھو! یہی افسر شاہی طبقہ ملک کے خزانے کو لوٹنے اور اس ملک کی ترقی میں بری طرح حائل ہے۔ ملک کا تمام بجٹ سیاست دانوں اور ان کی تنخواہوں، ٹیلی فونوں، سرکاری گاڑیوں، سرکاری رہائش گاہوں، اعلیٰ جدید ڈیکوریشن سے مزین دفاتر، ان کے ٹی اے، ڈی اے، اندرون ملک اور بیرون ممالک، سرکاری اخراجات پر ان کی ٹریننگیں، میڈیکل چارجز اور ان گنت سہولتوں، رشوتوں، کمیشنوں اور کرپشن کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ ان کو اس سے قبل کبھی کسی حکومت نے ان کی گردن پر اس طرح ہاتھ نہیں رکھا۔ جس طرح کہ موجودہ فوجی حکمرانوں نے ان کو اپنی گرفت میں لیا ہے اور اب وقت اپنا تقاضا لے کر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا ہے۔

۴۲۔ یہ جتنے بے رحم ہیں اتنے ہی بزدل بھی ہیں، ان کی مرضی کے خلاف تبدیلی جہاں رشوت، کمیشن، سمگلنگ یا انکے اختیارات کا دائرہ اختیار انکے مطابق مناسب نہ ہو۔ تو ان کا نروس سسٹم بے کار اور اپاہج کر دیتا ہے۔ اب نہ یہ بچ سکتے ہیں اور نہ ان کا انتظامی ڈھانچہ، نہ ان کی یہ عیش نہ ان کے عشرت کدے اور نہ ان کے بے فیض انگلش میڈیم ادارے، نہ ان کی یہ باطل اکیڈمیاں جہاں سے یہ انسانیت کی توہین کرنے والے انسانیت کے آداب کے خلاف، غیر فطرتی، انسانیت سوزی کی ۱۵۳ سالہ پرانی شاہی مخصوص درس گاہیں جہاں سے انگریزوں کے غلام، ملک کے باغیوں کو شکنجوں میں جکڑنے والی افسر شاہی، منصف شاہی نظام کی مخصوص تعلیم اور گھناؤنی تربیت حاصل کرتے ہیں اب کیسے قائم رہ سکتے ہیں۔ انگلش زبان کی حکمران چھڑی، ان سے اب چھینی جا چکی ہے۔ ان کے کلب اب ختم اور ویران ہونے کو ہیں، ان کا شاہی طرز حیات، شاہی اخراجات، شاہی گاڑیاں، شاہی محل، شاہی ٹیلیفون نظام، بے شمار سرکاری ملازمین، شاہی تفاوتی زندگی مخفی ڈالر، مخفی اکاؤنٹ اور ظاہری جائیدادیں ان کی تفاوتی تنخواہوں، شاہی سرکاری سہولتیں، رشوت، کمیشن، کرپشن کی چیخیں بڑی واضح پوری دنیا اور چودہ کروڑ عوام کو سنائی دے رہی ہیں، سوائے نختسبوں کے۔ یہ چور، چوروں کو کیسے چور کہہ سکتے ہیں۔

۴۳۔ اس کرپٹ افسر شاہی کا احتساب عوام کی عدالت میں شروع ہو چکا ہے۔ فطرت نے ماموں بھانجوں کے بے پناہ مظالم کا حساب مانگ لیا ہے۔ ان کرپٹ جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاست دانوں اور افسر شاہی کی ناجائز جائیدادوں کی لسٹیں، ملک میں تیار ہونا شروع ہو چکی ہیں۔ موجودہ فوجی حکومت جس انداز سے اس ملکی کینسر کو سرکاری اداروں میں ختم کرنا چاہتی ہے۔ اس میں ان کرپٹ عناصر کا بچ نکلنا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح دوسری کالی بھیڑوں کا تمام ملک کے سرکاری اداروں سے نجات حاصل کرنا بھی اشد ضروری ہو چکا ہے۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ فوج اب کس حد تک اس ورثہ میں ملے ہوئے ملک کے کرپٹ نظام اور سسٹم اور اسکے منتظمین افسر شاہی، منصف شاہی اور انکے ماموں جان سیاستدانوں کو کیسے کنٹرول کرتے ہیں یا وہ پھر اپنا نظام قائم رکھنے کیلئے انکا رخ ٹیکسوں وغیرہ کے ذریعہ عوام الناس کی طرف موڑنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ بھانجے، عوام اور فوج کو آپس میں الجھانے کیلئے ماموں جان یعنی سیاستدانوں کا پورا ساتھ دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فوجی حکمرانوں کو حالات و واقعات کو سمجھنے، قابو پانے اور وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرماویں اور اس پورے سسٹم اور ان تمام طبقاتی تعلیمی اور تربیتی اداروں جن سے یہ ہونہار پیدا کئے جاتے ہیں، نجات دلانے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین!

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

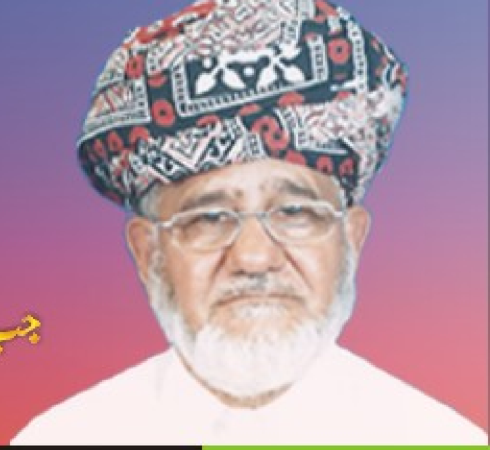



۴۴۔ یہ جمہوریت کی کوکھ سے پیدا ہونے والی اسمبلیوں کے ممبران، ملک کے اقتدار کے وارث ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک یہ معزز حکمران، ان کی طبقاتی تعلیم کے پیدا کردہ نونہال انتظامیہ کی پچانویں فی صدی کرپٹ افسر شاہی اس ملک اور ملت کو جونکوں کی طرح چمٹی ہوئی ہے۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کے دلوں میں محمد عربی ﷺ کے دستور مقدس کی روشنی کو جمہوریت کے باطل، غاصب، فاجر، فاسق قوانین اور ضوابط کو ملک میں رائج کر کے ابوجہل کے خانوادے کے سیاست دانوں اور اعلیٰ افسر شاہی کی فوج نے اپنی جہالت کی ان پھونکوں سے اسلام کی قندیلوں کو بجھانے کی بے حد کوشش کی۔ ملک کے تمام تعلیمی اداروں کو طبقاتی تعلیم سے مغربی طرز پر مروج کر کے مسلمانوں کی نسل کو پچھلے ۵۳ سالوں سے (Motivate) کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی تمام درس گاہیں، ان کی تمام اکیڈمیاں ان کے تمام نشر و اشاعت کے ادارے، ان کے تمام حکومتی ادارے، ان کا تمام عدالتی نظام، ان کا انتظامی ڈھانچہ، ریت کی دیوار بن کر ریزہ ریزہ ہوتا چلا جا رہا ہے ان کے زوال کا آغاز ہو چکا ہے۔ اسلامی طالبان اور حکومتی طالبان ایک دوسرے کے سامنے آ چکے ہیں۔

۴۵۔ انکی امتیازی طرز حیات اور عیش و عشرت میں مستغرق، ان معاشی وحشیوں کو صحراؤں میں بھوک اور پیاس سے سسکتے بلکتے ۵۳ سالوں سے انسان اور حیوان موت کی آغوش میں پہنچنے سے قبل انکے دروازے پر عدل و انصاف کیلئے دستک دیتے چلے آ رہے ہیں۔ بدقسمتی سے انکے نظام اور سسٹم میں مفتوحہ قوم کیلئے عدل و انصاف اور رحم کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ پریذیڈنٹ ہاؤس، یہ وزیر اعظم ہاؤس، یہ سپریم کورٹ ہاؤس اپنے حکمرانوں اور منصفوں کو صبح و شام لعنتیں بھیجتے اور انکی تباہی کا پیغام سناتے چلے آ رہے ہیں۔ خدا انکو سچ سننے کی توفیق اور دین کی روشنی میں عمل کرنے کی طاقت عطا فرماویں۔ اس نجس زندگی سے نجات دیں۔ دین کی روشنی کے مطابق سادہ، سلیس اور مختصر ضروریات والی زندگی ان کا نصیب ہو۔ آمین!

۴۶۔ کسی اسلامی ملک کا نظم و نسق چلانے کیلئے ایک صاف ستھری انتظامیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکے ارکان، انکے نمائندوں، انکے ورکروں، اسکے کارکنوں کی بنیادی تعلیم و تربیت، خوف خدا، ایمانداری، سادگی، شرافت، دیانتداری، نیک نیتی، انسانیت کی عزت و احترام اور خدمت خلق کے جذبوں کی بنیادوں پر دین کی روشنی میں استوار ہوتی ہے۔ اسطرح ملک میں معاشرتی عدل اور معاشی انصاف کو بروئے کار لا کر معاشرے میں اعتدال و مساوات کو قائم رکھ کر ایک اچھی انتظامیہ کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ ملک امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ اگر کوئی کتا بھوک سے دجلہ کے کنارے مر جائے تو اس کی ذمہ داری بھی خلیفہ وقت پر عائد ہوتی ہے۔ مغربی جمہوریت کے حکومتی اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے مادہ پرست سکالر اس سوچ اور کردار سے محروم ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۴۷۔ دنیا کے تمام مذاہب، تمام نظریات جن کے تحت اس دور میں حکومتیں معرض وجود میں آتی ہیں اور اپنے اپنے انتظامی ڈھانچوں کے تحت معاشرے میں عدل وانصاف قائم رکھتی ہیں۔ انسانی حقوق اور معاشی اقدار کو ترتیب دے کر معاشرے کی تشکیل کرتی ہیں۔ اسطرح اپنے اپنے ملک میں امن وامان کی فضا بحال رکھ کر نظام حکومت چلاتی ہیں۔ پوری قوم مل کر محنت، مہارت، جدید سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کو بروئے کار لا کر اپنی قوم، اپنے ملک سے افلاس، غربت، بیماری کو ختم کرنے اور ترقی کی منازل طے کر کے نئی سے نئی جدتیں، ایجادیں، سہولتیں، بنی نوع انسان کیلئے تیار کرتی ہیں۔ اپنی ٹیکنالوجی، ہنر اور محنت کو فروخت کر کے اپنے ملک وقوم کو مالی خوشحالی اور عدل وانصاف مہیا کرتی چلی آ رہی ہیں۔

۴۸۔ ہمارا ملک بھی دنیا کا ایک ایسا ملک ہے۔ جہاں ہمارے حکمران ہماری انتظامیہ مغرب کی جمہوریت، اسکے نظام کو چلانے کیلئے اسکی ملکی انتظامیہ کے ارکان ایک مخصوص نصاب، کورس اور سسٹم کی تعلیم وتربیت حاصل کر کے ملک کے انتظامی امور کے فرائض ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جمہوریت کے تحت الیکشنوں کے ذریعہ جو سیاسی پنڈال یا اسمبلی کے ممبران چنے جاتے ہیں۔ انکی بنیادی کوالیفیکیشن جاگیردار اور سرمائے دار، بلیکیا، سمگلر، بھتہ خور، زمین مافیہ کا ہونا لازم ہے۔ جو ملک میں ۱۴ کروڑ کی آبادی میں صرف چھ سات ہزار نفوس پر مبنی ہیں۔ پچھلے ۵۳ سالوں سے یہی دہشت گرد ٹولہ الیکشن کے ذریعہ اسمبلیوں میں پہنچتے، حکومتوں کو تشکیل دیتے، مشیروں، وزیروں، وزیر اعلےٰ، وزیر اعظم، گورنر، صدر پاکستان، سینٹ کے ممبران، چیئرمین، اسمبلیوں کے سپیکر وغیرہ بن کر ملک کے تمام وسائل اور ملکی خزانہ پر قابض ہو کر اسی مخصوص انتظامیہ یعنی افسر شاہی کے ذریعہ ملک کا نظم ونسق چلاتے اور حکومت کرتے چلے آ رہے ہیں۔

۴۹۔ جس طرح ان سیاستدانوں، حکمرانوں کا معیار الیکشن، جاگیردار، سرمایہ دار کے وسائل اور اثر ورسوخ ہی جمہوریت کا پنڈال یا اسمبلی ممبران یا سینٹ ممبران چننے کا واحد ذریعہ ہے اور انکی اجارہ داری قائم ہے اور وہی لوگ اس سیاسی کھیل، ناٹک کے صرف ممبران بن سکتے ہیں۔ اسی طرح انکی اور افسر شاہی کی اولادیں اعلےٰ انگلش میڈیم تعلیمی اداروں جنکے اخراجات وہی جاگیردار، سرمائے دار، سمگلر، بلیکیے، رشوت خور، کمیشن خور، ڈاکو، رہزن ہی ادا کر سکتے ہیں۔ ان اداروں پر مکمل اجارہ داری انہی لوگوں کی ہے۔ انہی کی اولادیں انکے اثر ورسوخ اور حکومتی عہدوں کے بل بوتے پر سلیکٹ ہو کر انتظامیہ کی افسر شاہی کی فوج میں شامل ہوتے ہیں اور ملک کے انتظامی امور کو مکمل طور پر کنٹرول میں لے لیتے ہیں۔ ملک کی تمام داخلہ اور خارجہ پالیسیاں یہی طبقہ مرتب کرتا ہے۔ ملک کا خزانہ، ملک کے وسائل، ملک کا بجٹ اور غیر ملکی قرضوں کے استعمال کے شیڈول اور ملک کی ہر قسم کی پالیسیاں بھی یہی ترتیب دیتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ سیاستدان، حکمران اور یہ افسر شاہی کا تعلق چولی دامن کا تعلق ہے۔ دونوں ملک کی تباہی کا سبب بنے بیٹھے ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۰۔ ملک میں اسی طبقہ یعنی حکمرانوں اور افسر شاہی نے مل کر آپس میں ملکی خزانہ، ملکی وسائل کا رخ مذہب، مذہبی انصاف، عدل، مساوات، اعتدال کے تمام اصولوں، ضابطوں کو مسخ کر کے اپنی من پسند یعنی انسانی تخلیق کردہ غاصبانہ، جابرانہ طریقہ کار کو اپنا کر ملک میں معاشرتی اور معاشی اقدار کو تہس نہس کر رکھا ہے۔ یہ تمام کھیل ملک میں آپس کی اجارہ داری سے قائم کر رکھا ہے۔ بیرون ممالک ان کے سرکاری دورے انکی نج کاری کے فروغ اور انکے کاروبار میں ترقی کیلئے مختص ہوتے ہیں۔ ملک کے اندر شاہانہ بودوباش اور بیرون ملک انٹرنیشنل شاہی ہوٹلوں میں سرکاری اخراجات کا اندازہ لگاؤ اور صحرانشینوں، ریگستانوں کے باسیوں، میدانی کسانوں اور پہاڑی جفاکشوں، شہری مزدورں، ہنرمندوں ننانوے فیصد عوام الناس کی تلخیوں، اذیتوں کا شمار انکی شاہی زندگی کا تضاد کا خاتمہ کیسے ممکن ہے۔ انکے تفاوتی، عدل کش، اسلامی طرز حیات کے منافی، شاہی بودوباش اور تعیش کی زندگی کا اختصاری عکس درج ہے۔

۵۱۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے اسمبلی ہال، انکے ایم پی اے ریسٹ ہاؤس، انکے ایم این اے ہاسٹل انہی کا قومی اسمبلی ہال، انکا وزیراعظم ہاؤس، انکی پریذیڈنسی، انکا کنونشن ہال، انکا سندھ ہاؤس، انکا بلوچستان ہاؤس، انکا سرحد ہاؤس، انکا پنجاب ہاؤس، انکا کشمیر ہاؤس، انکا کنوینشن ہال، انکے علاوہ بے شمار ملک میں پھیلے ہوئے ریسٹ ہاؤسز کا سلسلہ، انکے اعلیٰ مزین سرکاری بڑے بڑے دفاتر، انکی بڑی بڑی اعلیٰ محلوں پر مشتمل رہائشیں، انکی بڑی بڑی جدید قسم کی پجارو، مرسڈیز، لینڈ کروزریں اور بلٹ پروف قیمتی لاجواب گاڑیاں، انکے پٹرول، انکے ڈرائیور، انکے باڈی گارڈ، انکے شاہی رہائش گاہوں میں شاہی دفاتر، انکے ٹیلیفون، ان کے پروٹوکول، اسی طرح انکی شب خون ماری ہوئی بڑی بڑی غاصبانہ تنخواہیں، ٹی اے، ڈی اے، سرکاری جہاز، سرکاری عملہ، بڑے اخراجات، وسیع اختیارات، انکی حکومت، انکے اقتدار، انکے نمایاں الگ تھلگ یہ تمام خدوخال ہیں۔ انکی بنیادی تعلیم بی۔ اے، ایم۔ اے کے بعد سی، ایس، ایس کا امتحان۔ بنیادی تعلیم اعلیٰ مہنگے انگلش میڈیم ادارے جن کے بڑے بڑے اخراجات اور شاہانہ زندگی کے آداب انہی درسگاہوں سے سیکھتے ہیں۔ انکو صرف یہی سرمائے دار، جاگیردار، سمگلر، بلیکیئے، رشوت خور، کمیشن خور ہی ادا کر سکتے ہیں۔ کسانوں اور مزدوروں کی اولادوں کے پاس ان اداروں کے اخراجات تو کجا، انکے پاس تو ان تک پہنچنے کا کرایہ تک نہیں ہوتا۔ اسکے علاوہ انکے آباؤ اجداد کا سیاسی اثرورسوخ انکی اس کامیابی کی چابی ہوتی ہے۔

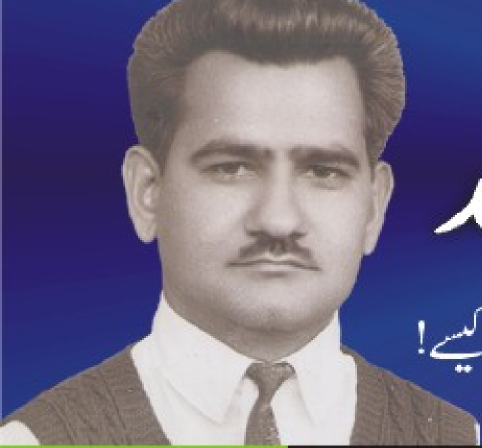

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۲۔ ملک میں عوام الناس کی اولادیں دو دو ایم ۔اے اور پی ۔ایچ ۔ڈی کر سکتی ہیں لیکن پبلک سروس (کرپشن) کمیشن کا باطل ، غاصب ، ظالم امتحان پاس نہیں کر سکتیں ۔اگر کوئی کامیاب ہو بھی جائے تو انٹرویو میں ناکامی اس کی قسمت کا حصہ ہوتا ہے ۔یہی طبقہ ملک میں ہر محکمہ میں افسر شاہی کی نچلی پوسٹ سے لے کر اعلیٰ پوسٹ پر مسلط ہوتے ہیں ۔اس لئے ملک کے تمام محکموں کی تمام انتظامیہ پر ہر قسم کی گرپ اور ہر قسم کا کنٹرول اور ہر قسم کی پالیسیاں مرتب کرنے کا کلی اختیارات رکھتے ہیں ۔انہوں نے اپنی تنخواہوں ، ٹی اے ، ڈی اے ، انکے تمام کورسز ، ملک کے اندر اور ملک کے باہر اور انکے بڑے بڑے اخراجات کے بجٹ یہ از خود ہی تیار کرنے والے اور منظور کرنے والے ہوتے ہیں ۔انکی اعلیٰ رہائشیں ، انکے اعلیٰ دفاتر ، انکے ٹیلیفون ، انکی سرکاری گاڑیاں ، انکے ڈرائیور ، انکے چپڑاسی ، چوکیدار ، مالی ، جمعدار اس سپر نیچرل مخلوق کو سروس میں آتے ہی لاتعداد سہولتیں اور بے پناہ اختیارات میسر آجاتے ہیں ۔کلبوں ، مئے خانوں ، جائز و ناجائز اختیارات کے استعمال کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں ۔ملکی خزانہ یا آئی ایم ایف کے قرضے ان قرضوں کی منصوبہ بندی ، انکے استعمال کے اختیارات انکے پاس ہوتے ہیں ۔ اور انکو لوٹنا ، ڈاکہ ڈالنا ، عوامی امانتوں کو نگل جانا ان حکمرانوں اور افسر شاہی کی زندگی کا نصب العین بن چکا ہے ۔ایک طرف تو یہ ملک کی معیشت کو بڑی بے دردی سے نوچتے ہیں ۔دوسری طرف یہ حکمران افسر شاہی کا ٹولہ خر کاروں کی طرح پوری ملت کو گدھوں کی طرح ہانکتا چلا آرہا ہے ۔

۵۳۔ کسان ، مزدور اور اس طبقہ کی زندگی میں اتنا بڑا معاشی اور معاشرتی تفاوت دنیا کے کسی کونے میں ڈھونڈے سے نہیں ملے گا ملک کے تمام محکمے ، تمام ادارے ، تمام اختیارات انکے کنٹرول میں ہوتے ہیں ۔انکے قوانین ، انکے بجٹ ، انکی اسامیاں ، انکی ترقیاں ، انکی پوسٹنگ ، ٹرانسفر ، انکے تمام اونچ نیچ کے قوانین یہی ترتیب اور متعین کرتے ہیں ۔ملک میں ہر قسم کا جرم یعنی سمگلنگ ، ڈاکہ زنی ، دہشت گردی ، چور بازاری رشوت خوری ، ناانصافی ظلم قتل ، معاشی قتل ، معاشرتی تباہی ، انہی کی زیر نگرانی پنپتی ہیں اور یہی لوگ ملک میں ہر قسم کی انارکی کے ملزم اور مجرم ہیں ۔ ہر دور حکومت میں انکو دوام میسر رہتا ہے ۔ دنیا کے کسی کونے میں ایسا کرپٹ سسٹم اور غاصب نظام دیکھنے کو نہیں ملتا ۔یہ عدل وانصاف اعتدال ومساوات کے رہزن ، تمام فطرتی اقدار اور معاشی اور معاشرتی فلاحی ضوابط کو روندنے والے ڈاکو اور دہشت گرد ہیں ۔اسلام کا نفاذ انکی موت ہے ۔انکی تمام جائیدادیں ضبط اور انکی تمام کی تمام عیاشیاں ختم ہونے کا وقت اب قریب ہے ۔اس کا عمل جاری ہو چکا ہے ۔فطرت انکے واجبات ادا کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے ۔

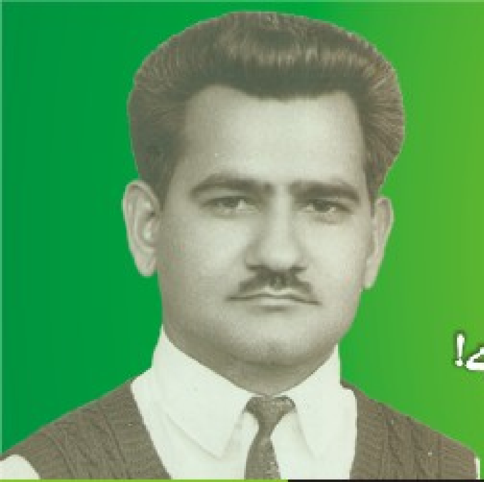

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۵۴۔ ملک کا ۹۷ فیصد بجٹ انکی تنخواہوں اور لاتعداد شاہانہ سہولتوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ ملک کے تمام بنکوں کے قرضے اور آئی ایم ایف کے قرضے انہی کی رشوتوں، کمیشنوں کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ تجارت کے تمام بڑے بڑے شعبے انہی حکمرانوں اور افسر شاہی کے رشتہ داروں کی ملکیت ہوتے جاتے ہیں۔ ملک میں ملیں، فیکٹریاں، کارخانے لگانے کے تمام قرضہ جات انہی کی قلم سے اسی مخصوص طبقہ کو جاری ہوتے ہیں۔ ملک کی اس ۹۵ فی صد کرپٹ افسر شاہی نے ملک کو رشوت، کمیشن، استحصالی نظام کی بدترین آماجگاہ بنا رکھا ہے ملک کا کوئی ادارہ یا محکمہ ایسا نہیں جس کا انتظام، جس کا مکمل کنٹرول اس افسر شاہی کے ہاتھ میں نہ ہو۔ تمام محکموں، تمام اداروں اور تمام ملک کی رشوت، کمیشن، کوئی پوسٹنگ، کوئی ٹرانسفر ایسی نہیں۔ جو انکی مرضی اور منشا کے خلاف ہو۔ محکموں میں منتھلی سسٹم، خرید و فروخت، سمگلنگ، رشوت، کمیشن، مختلف کیسوں میں سودا بازی انکی روزمرہ کی زندگی بن چکی ہے۔ سرکاری گاڑیاں انکے بچوں کو سکول لے جانے، لے آنے اور انکے خاندان کے افراد کے استعمال کیلئے روزمرہ کی زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔

۵۵۔ یہ ملکی خزانہ، وسائل اور غیر ملکی قرضے پچھلے ۵۳ سالوں سے ہر وقت، ہر روز، ہر ماہ ہر سال انکی لوٹ کھسوٹ کی نذر ہوتے چلے آ رہے ہیں، انکے شاہی اخراجات، شاہی دستر خوان، سرکاری کلبیں، اور ملک میں پھیلے ہوئے تمام سرکاری بڑے بڑے ریسٹ ہاؤس، انکے بچوں کے سکولوں کی بڑی بڑی فیسیں، یونیفارم، کتابیں، کاپیاں اور ہر قسم کے تمام اخراجات انکی تنخواہ تو انکا ایک دن بھی نہیں چلا سکتی۔ اسکے بعد انکی اعلٰے کوٹھیاں، بے شمار جائیدادیں، ذاتی کاریں، بڑے بڑے بنک بیلنس، ملکی خزانے اور آئی ایم ایف کے تمام قومی قرضے ان سیاستدانوں، حکمرانوں، کرپٹ افسر شاہی کے اس نظام کی زینت بنے پڑے ہیں۔ جب تک یہ ملک ان ماموں، بھانجوں کے اقتدار اور کنٹرول میں رہے گا۔ ان کا احتساب ناممکن ہے۔ یہ تمام سرکاری سسٹم انکو، آکاس بیل کی طرح پرورش کرتا رہے گا۔ محکمانہ سرکاری گاڑیوں اور پٹرول کے انکے اخراجات ہی ختم کر دیئے جائیں تو ملک پٹرول مد میں خود کفالت حاصل کر سکتا ہے۔ ملکی بجٹ کا بہت بڑا حصہ ان غاصبوں سے بچ سکتا ہے۔ ٹیکسوں کا بوجھ اور مہنگائی کا طوفان تھم سکتا ہے اور بڑی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ اگر انکو فارغ کر دیا جائے، تو ملکی بجٹ ہی نہیں بلکہ قومی کردار اور تشخص بھی بچ سکتا ہے۔

۵۶۔ انہوں نے اپنی شان و شوکت، عیاشیوں، فحاشیوں، بڑی بڑی تنخواہوں، اعلٰے رہائشوں، سرکاری گاڑیوں، بے شمار سرکاری سہولتوں، اپنے اور اپنی اولاد افسر شاہی کے اخراجات اور انکے کرپٹ نظام کو چلانے کیلئے ملک میں بے شمار ٹیکسوں، بلوں، منی بجٹوں کا کھیل اور روزمرہ کی اشیا یعنی پٹرول، گیس، بجلی کے ریٹوں میں اضافے کر کے عوام الناس کو مہنگائی اور بیروزگاری کی چتا میں بھسم کرنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔ اور انکا یہ انگریز کا دیا ہوا غیر منصفانہ استحصالی نظام اور عدل کش سسٹم جوں کا توں پھلتا اور پھولتا رہے گا اور یہ ایک فیصد طبقہ ۹۹ فیصد عوام الناس سے انگریزوں سے بدترین قیدیوں جیسی محنت اور جانوروں جیسا سلوک ہی نہیں۔ بلکہ باغیوں جیسی اذیتوں، تکلیفوں، اور مصیبتوں سے دوچار کیے رکھیں گے۔ محکموں میں تمام امور پر انکو فوقیت اور کنٹرول حاصل ہونے کی وجہ سے ملک میں تمام معاشی، معاشرتی، اخلاقی جرائم، انکی زیر نگرانی اور انکی زیر قیادت ایک منظم طریقہ کار کے ذریعہ پرورش پاتے ہیں۔

۵۷۔ کسی ڈاکٹر، انجینئر یا کسی شعبہ کے ماہرین کو تیار کرنے میں گورنمنٹ کا کافی وقت، سخت محنت اور بہت بڑے تعلیمی اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ لیکن حیران کن بات ہے کہ صرف رشوت، کرپشن، معاشرے میں ہر جائز اور ناجائز کام کرنے کیلئے یہی طبقہ اپنی اولادوں کو سی ایس ایس کیڈر میں تمام ملکی قوانین کو موم کی ناک کی طرح توڑ موڑ کر اس شعبہ میں پہنچا دیتے ہیں۔ یہاں یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ نہ تو یہ لوگ انگریزی زبان کے پی ایچ ڈی ہوتے ہیں نہ اردو کے، نہ زراعت کے، نہ یہ اکنامکس کے پی ایچ ڈی اور نہ تعلیم وثقافت کے، نہ یہ اکاؤنٹس کے، نہ یہ امور خارجہ کے پی ایچ ڈی نہ ہی امور داخلہ کے، نہ سائنس کے پی ایچ ڈی نہ ٹیکنالوجی کے، نہ کسی رائج مضمون کے یعنی ایجوکیشن، انجینئرنگ، ہیلتھ، زراعت، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، اکنامکس، کیمسٹری، بیالوجی، سوشیالوجی اکاؤنٹس، کمپیوٹر، عربی، فارسی، نفسیات یا کسی اور مضمون کے پی ایچ ڈی نہیں ہوتے۔ انکی تعلیم وتربیت اعلیٰ مغربی معیار کے انگلش میڈیم تعلیمی ادارے اور سول اکیڈمیوں میں انکی نشو نما ہوتی ہے اور انکے خاندانی اثر ورسوخ کی بنیاد پر سلیکشن ہوتی ہے۔ یہی فوقیت ان کو زندگی کے ہر شعبہ میں میسر ہوتی ہے۔ ملکی خزانہ اور غیر ملکی قرضے انکے تر نوالے ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ، عشر اور انگنت ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا مال۔ منی بجٹوں اور مہنگائی کی سرنجوں سے چوسا ہوا خون ان کے شیریں جام ہوتے ہیں۔

۵۸۔ جہاں تک ذہین اور لائق طلبہ کا تعلق ہے اعلیٰ نمبروں اور اہلیت کے لحاظ سے انجینئرنگ، ہیلتھ، زراعت، اکاؤنٹس، کمپیوٹر کے شعبوں میں داخلہ حاصل کر لیتے ہیں۔ جو اہلیت کے حساب میں کسی شعبہ میں داخلہ نہیں لے سکتے وہ ملک کے حکمران، سیاستدان اور افسر شاہی طبقے کی اولادیں، اپنے اثر ورسوخ اور تعلقات کی بنا پر ان کو سی ایس ایس کے امتحان دلوا کر ملک کی انتظامیہ میں بھرتی کروا دیتے ہیں، ملازمت میں جنم لیتے ہی اس سپر نیچرل مخلوق کو گورنمنٹ خزانے، سے اعلےٰ تنخواہ، ٹی اے، ڈی اے، اعلےٰ مزین دفاتر، ٹیلی فون، اعلےٰ فرنیچر، قالین، ایئر کنڈیشن سرکاری گاڑیاں، ڈرائیور، پٹرول، اعلےٰ رہائش، مالی، چوکیدار، بے شمار سرکاری سہولتیں اور اعلےٰ اختیارات انکو سونپ دیے جاتے ہیں۔ جبکہ ان سے بہتر تعلیم یافتہ لوگ ملک کے تمام محکموں میں چھوٹی چھوٹی اسامیوں پر مختلف فرائض سر انجام دے رہے ہوتے ہیں۔ انکو یہ سیٹ نہیں مل سکتی کیونکہ افسر شاہی کی پوسٹیں تو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے لیے مختص ہوتی ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

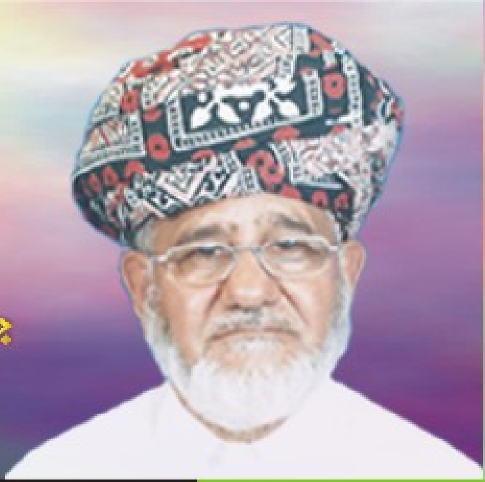

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## جمہوریت' کالے انگریزوں کی کالی انتظامیہ' کالی افسر شاہی

۵۹۔ وہ تعلیم، اسکے معیار، اسکے شعبے، اسکے نصاب، اسکی درسگاہوں، اسکے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اسکی مختلف تعلیمی برانچوں کے متعلق آشنا تک نہیں ہوتے اور ملک کے تمام بڑے بڑے عظیم اساتذہ، تمام پی ایچ ڈی، بڑے بڑے ماہرین تعلیم انکے ماتحت ہوتے ہیں۔ تعلیم سے متعلقہ تمام پالیسیاں، سکیمیں، نصاب کی منظوریاں یہی جاہل طبقہ جاری کرتا ہے۔ اسی طرح زراعت کے اوزاروں کے نام، اجناس کی قسموں کے نام، بیجوں کے نام اور اسکی اقسام، کھادوں کے نام اور اس کے استعمال کے طریقوں سے آگاہی کا علم، زمین کی تیاری، پانی کی ضرورت، فصلوں میں جڑی بوٹیوں کا نام، انکو تلف کرنے کے طریقے، انکی ادویات کے نام، فصلوں کی بیماریاں اور انکے علاج، پودوں، درختوں کی بیماریوں سے ناواقف، درخت یا جنگل اگانے کے اصولوں سے محروم، وہ کھیتوں میں پیداوار کے اصولوں سے محروم، وہ کھیتوں میں پیداوار کی مقدار سے بے نیاز، زراعت میں عملی کام کرنے والوں، زراعت کے ہنرمند، تعلیم یافتہ، بی ایس سی، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی ایگریکلچر کے سروں پر ان نااہل، کرپٹ، غیر متعلقہ افسر شاہی کو انکے محکمہ کے سیکشن آفیسر سے لے کر، ڈائریکٹر، ڈپٹی سیکٹری، جائنٹ سیکٹری، ایڈیشنل سیکٹری، سیکٹری کی تمام پوسٹوں پر متعین کر کے ان ماہرین پر ان جاہل، کرپٹ، رشوت خور افسر شاہی کے ضابطہ کنٹرول میں دے دینا کہاں کا انصاف ہے، خدارا غور کرو۔ اسی طرح ہر محکمہ پر انکی مکمل اجارہ داری قائم ہے۔ انکو ہر شعبہ کے ماہرین پر ہر قسم کی فوقیت ہی نہیں بلکہ انکے کریکٹر رول، انکی ترقی، ان پر ہر قسم کی اپنی پالیسیاں نافذ العمل کر کے ان سے ذاتی ملازموں بلکہ غلاموں جیسا حقیر سلوک روا رکھنا افسر شاہی کے روپ میں ان پر حکمران بن کر بیٹھ جانا انکی مرجہ پالیسی ہے۔

۶۰۔ یہی حال ملک میں تمام محکموں، اداروں کا ہے یہ افسر شاہی طبقہ فوڈ ہو یا ایگریکلچر، لیبر ہو یا مین پاور، لاء ہو یا جسٹس، مذہبی امور ہو یا زکوۃ، پاپولیشن ہو یا پلاننگ، ریلوے ہو یا پی آئی اے، ایجوکیشن ہو یا ڈیفینس، وزارت امور خارجہ ہو یا داخلہ، کامرس ہو یا فنانس ان سب پر انکی اجارہ داری قائم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں پارلیمنٹ ہو یا سینٹ، مشیر ہو یا وزیر، وزیر اعلیٰ ہوں یا گورنر، وزیر اعظم ہوں یا صدر پاکستان، ملک کے سیاستدان، حکمران وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ مسلم لیگ ہو یا پیپلز پارٹی، ایوب خاں کا مارشل لاء ہو یا یحیٰی خان کا مارشل لاء، فوجی ڈکیٹیٹر ضیا کا مارشل لاء ہو یا پرویز مشرف کا عارضی نیم سیاسی مارشل لاء، یہ افسران، یہ پالیسی ساز، یہ اعلیٰ تنخواہ دار طبقہ، یہ بے شمار سرکاری سہولتوں، آسائشوں میں مست الست اصل حکمران یہ ۹۵ فیصد کرپٹ افسر شاہی ہر آنے والی حکومت کے یہی رشوت خور، دہشت گرد معاشی قاتل، ملک کے تمام اداروں کو چلانے والے منتظمین۔ انکو وراثت میں مل جاتے ہیں۔ وہ ۵۴ سالوں سے حکمرانوں۔ سیاستدانوں کو بڑی مہارت سے عبرت کدوں تک پہنچاتے چلے آ رہے ہیں۔ اس انتظامی سسٹم کے شکنجے میں ہر حکمران ہر حکومت موت کی ہچکیاں لینے پر انکے ہاتھوں مجبور اور بے بس ہوتی ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۱۔ اس ملک کی تاریخ میں پہلی بار فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور انکے کور کمانڈروں نے اس بددیانت افسر شاہی کی گردن پر ہاتھ رکھا ہے۔ ملک میں گورنمنٹ کے اداروں میں کئی سالوں سے ہر قسم کی تقرریوں پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ لیکن ان سے اس طبقہ کے ماہرین کی تعداد پوچھ لو کہ ان کا سرکاری دفاتر میں اس پیریڈ میں کتنا اضافہ ہوا ہے، کتنی تقرریاں اس دوران کی ہیں۔ یہ بلوں ٹیکسوں کی تعداد بڑھانے، ان میں انقلابی اضافے کر کے عوام کو مہنگائی اور بے روزگاری کی چتا میں جھونک دیتے ہیں۔ یہ تمام ملکی خزانہ اور وسائل انکی غیر مساویانہ، غیر عادلانہ کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرنا نہائت ضروری ہے کہ جو مغربی ممالک اس قدر ٹیکس عوام سے حاصل کرتے ہیں وہ بیوہ، اپاہج، غریب، نادار، یتیم اور بے روزگار کو گزارہ الاؤنس جاری کرتے ہیں۔ لیکن اس ملک میں تو یہ تمام کے تمام ٹیکس ان افسر شاہی، منصف شاہی اور حکمرانوں کی تنخواہوں، لاتعداد سرکاری سہولتوں، رشوت اور کرپشن کا نوالہ بن جاتے ہیں۔ یہاں کا تو بابا آدم ہی نرالہ ہے۔ یہ ظالم طبقہ تو ہر بیوہ، یتیم، محتاج، نادار اور بیروزگار سے قانون کی نوک پر زبردستی اور جبر کے ساتھ لاتعداد ٹیکس اور منی بجٹوں کے اضافوں کے ذریعہ ان کا خون چوستے رہتا ہے۔ دوسری طرف انکی شاہی تنخواہوں اور بے شمار سرکاری سہولتوں کا منظر ایک خوفناک اور لرزہ خیز سوال بنا کھڑا ہے۔ اسکا کون جواب دے گا؟

۶۲ دوسری طرف محکموں میں ڈاؤن سائزنگ کر کے غریب سرکاری ملازموں کو بڑی بے رحمی کے ساتھ ملازمتوں سے فارغ کر کے بے روزگاری کے عذاب میں پھینک دیتے ہیں۔ جبکہ ملک کی تاریخ میں آج تک کسی افسر شاہی کے ایک ہاتھی کو بھی سرپلس یا فارغ نہیں کیا گیا۔ اس طرح یہ ملک میں حکمرانوں کے خلاف غلط پالیسیاں مرتب کر کے نفرت کی آگ ان کے خلاف سلگاتے اور ملک میں انارکی پیدا کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ ملکی خزانہ اور وسائل ایک داشتہ کی طرح نوچتے اور انجوائے کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان سے نجات ملک وملت کی بنیادی ضرورت ہے۔ وہ ملک میں ہر قسم کے اعتدال، مساوات، عدل و انصاف، امانت، دیانت، شریعت محمدی ﷺ کے بنیادی اصول وضوابط کے منافی، متضاد، ملحدانہ، کافرانہ، ظالمانہ، منافقانہ، غاصبانہ، مروجہ نظام حکومت، طریقہ کار اور سسٹم میں ہر آنے والے حکمرانوں کو، چاہے وہ جمہوریت کے تحت بہت بڑا مینڈیٹ حاصل کر کے اقتدار حاصل کریں اور چاہے مارشل لا یا سیاسی مارشل لا کے روپ میں حکمرانی کا یہ خوفناک، بھیانک، اذیت ناک پھانسی کا پھندا گلے میں ڈال لیں۔ انکو یہ افسر شاہی اس ملک کے اصل حکمران اس باطل نظام کے شکنجوں میں جکڑ لیتے ہیں۔ وہ سسکتے رہتے ہیں۔ وقت کی آغوش میں دم توڑتے رہتے ہیں۔ اور اسی باطل اور غاصب نظام اور سسٹم کی پیروی میں خدا اور رسول ﷺ کے خلاف کھلی جنگ میں مبتلا کر دیے جاتے ہیں اور اسی عذاب کا شکار ہو کر فارغ ہو جاتے ہیں۔

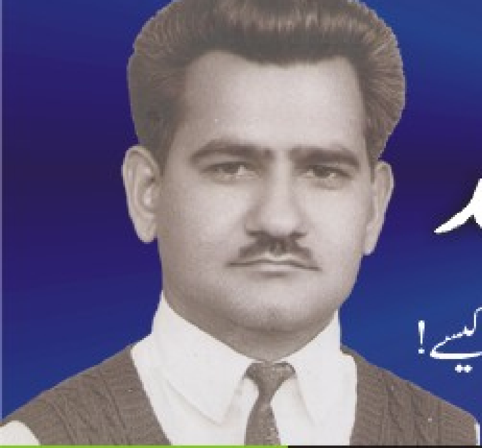

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۳۔ جب تک کوئی حکمران خدا کی راہ میں جنگ کرنے والا اس ملت، اس ملک کو میسر نہیں آتا جو خدا کے احکام، اس کی شریعت اور قیام حق وعدالت، عدل و انصاف کے لئے عملی جہاد کر کے مسلمانوں کو انکا کھویا ہوا، لوٹا ہوا، چھینا ہوا اصل خزانہ ان دہشت گردوں، لٹیروں، ڈاکوؤں، بے رحم معاشی اور معاشرتی قاتلوں، رشوت خوروں، کمیشن خوروں، عیاشوں، فحاشوں، منافقوں، غاصبوں کے قبضہ، گرفت سسٹم یا نظام سے چھٹکارا اور اس افسر شاہی کے بے رحم ٹولہ سے نجات حاصل کر کے ملک میں دستور مقدس کا نفاذ نہیں کر دیتا اس وقت تک نہ گھوڑا بچ سکتا ہے نہ سوار۔ اگر کوئی گھوڑا اور سوار بچانا چاہتا ہے تو نسخہ درج ہے۔

۶۴۔ یہ جنگ ایک ایسی جنگ ہے جس کا جہاد اپنی ذات سے شروع ہوتا ہے اور نفاذ پورے معاشرے پر۔ اس جنگ کیلئے اپنے اعلیٰ ارکان حکومت، اپنے کور کمانڈروں کو، ملکی، ملی، اس بھیانک خوفناک سانحہ پر غور و فکر کیلئے اکٹھا کریں۔ مشاورت کریں۔ منصوبہ بندی کریں۔ ۱۴ کروڑ عوام کو اس باطل، غاصب، جمہوری نظام اور انکے ان معاشی، معاشرتی درندوں، بھگیاڑوں کو ایک کڑے احتساب سے گذار کر ملت کو ان سے فوری نجات دلوائیں۔ یہ عظیم جنگ اللہ تبارک تعالیٰ پر بھروسہ، اعتماد اور یقین کے خزانہ سے مالا مال مجاہد اور غازی ہی لڑا کرتے ہیں۔ یاد رکھو جنہوں نے ہندوستان کی سرزمین میں آ کر اسلام کی قندیل کو روشن کیا۔ اور آج لگ بھگ ۵۰ کروڑ کلمہ گو پیدا کیئے، ان درویشوں اور فقیروں کو سلام۔ جنہوں نے ان مسلمانوں کیلئے پاکستان جیسا عظیم ملک، دھرتی اور آزاد ریاست ان عوام کیلئے گھر کی صورت میں بنایا۔ ان شہدا، فقیروں اور وقت کے قلندروں کو بھی سلام اور جو۔۔۔۔ اب اس ملک و ملت کو دستور مقدس کا آئین کا نفاذ عطا کرے۔ اس کو بھی بے شمار سلام قبول ہوں۔ وہ بھی انہی اعلیٰ مرتبہ قلندروں، فقیروں، درویشوں، شہیدوں اور غازیوں میں شمولیت کے وارث ہوں گے۔ ان کا نام بھی قیامت تک قائم دائم ہوگا۔ یہ سودا کسی لحاظ سے بھی کم منفعت بخش نہیں۔ انکی دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی اور کامرانی کی سند اس عمل میں موجود ہے۔ اس ملک کا اقتدار صرف اور صرف انہی مجاہدوں کا مقدر ہے۔ انکے دبدبے کی کوئی تاب نہیں لاسکتا۔

۶۵۔ اس پاک وطن کو بے شمار اور ان گنت جانی، مالی، قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا۔ اس کے لئے مسلمانوں نے اپنے گھر، زمینیں، کاروبار، آباؤ اجداد کی قبریں اور جنم بھومی کو چھوڑ کر ہجرت کی سنت ادا کر کے پاکستان کی سرزمین پر سجدہ ریز ہونے کے رقت آمیز مناظر، بارگاہ الٰہی کے مخفی خزانے میں انہوں نے اپنی اپنی امانتیں جمع کروا رکھی ہیں۔ یہ ملک محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشقوں کا مسکن ہے۔ یہ ملک دنیا میں سب سے پہلا ملک ہے جو دین کے نام پر قائم ہوا۔ یہ ملک صرف عالم اسلام کی رہنمائی کے لئے ہی معرض وجود میں نہیں آیا۔ بلکہ پوری انسانیت کے لئے رحمتیں سمیٹ کر معرض وجود میں آیا۔ اے سیاست دانو، حکمرانو، افسر شاہی، منصف شاہی! یہ تمہاری جہالت، ناانصافی، ظلم، زیادتی، دہشت گردی، لوٹ مار، کمیشن، رشوت، کرپشن، بے حیائی، بے رحمی، خود غرضی، دنیا کی بے ثباتی، اور خوف خدا کو بھول کر دنیاوی مقام عروج کو چھو چکی ہے۔ دنیا کی دولت و متاع اکھٹی کرنے والو! تم بھول گئے کہ خالی ہاتھ اس فانی دنیا سے الوداع ہونا لازم اور ضروری ہے۔ لیکن اب تم کو انشاء اللہ اپنی زندگیوں میں عدل کا جام پی کر ہر جرم سے فارغ ہونا ہوگا۔ اب کفر اور ظلم کے نظام اور سسٹم کو اس ملک سے ہجرت کرنا لازم ہو چکا ہے۔ اس ملت نے دنیا کی رہبر و رہنمائی کے فرائض ادا کرنے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے نام پر ملک معرض وجود میں آیا ہے۔ دنیا کا یو این او بننا اس کا مقدر ہے۔

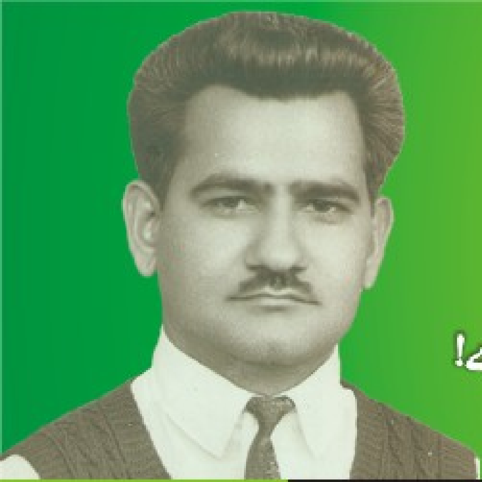

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



٦٦ اے وقت کے حکمرانو! غور کرو۔ اپنی عاقبت کا چناؤ کرو کہ آپ اس جمہوریت کے باطل نظام اور غاصب سسٹم کے عبرت کدے کی نشانی بننا چاہتے ہو یا اس سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو۔ خیر کی منزل کے مسافر کو سفر اختیار کرنے سے پہلے کسی قسم کی خوشخبری نہیں دی جا سکتی۔ اس کا پہلا قدم ہی آخری قدم ہوتا ہے۔ راہ سلوک کے مسافر کو اس کی منزل کی طرف عمل پیرا ہونے میں ہی فطرت کے مخفی انعامات میسر آتے ہیں۔ وہ مسافر امید اور یقین کی کرنوں سے لذت آشنائی حاصل کرتا ہے۔ ناامیدی اور کفر کے اندھیروں سے نکل کر دین میں داخل ہوتا ہے۔ اس کو دین کے ساتھی بھی اسی مسافرت میں میسر آتے ہیں۔ اس کی تنہائیاں آباد ہو جاتی ہیں۔ وہ دین کے اصول و ضوابط کی قندیل کو دل و جان سے تھامے سفر جاری رکھتا ہے۔ وہ چلتا ہے اور ملت کا قافلہ اس کے ساتھ ہو جاتا ہے بلکہ پوری انسانیت کا محور بنتا چلا جاتا ہے دین کی روشنی میں وہ تو صرف اپنی ذات پر عدل قائم کرتا جاتا ہے اور زمانے میں عادل بن جاتا ہے۔ دین کی اطاعت سے رحم حاصل کرتا ہے۔ حضور ﷺ کے رحمت اللعالمین ﷺ کے نظام میں مکمل طور پر داخل ہو جاتا ہے اور زمانوں کے لئے رحمت بن کر ابھرتا ہے۔ وہ خواہشات اور ہوس دنیا کو دین کی تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے اور پھر موت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ آؤ مل کر فلاح میں داخل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور ڈر سے بڑھ کر نہ کوئی خزانہ ہے نہ کوئی دولت اور نہ کوئی طاقت ہے۔

اے اللہ! ہمیں اس قافلے کے عظیم فقیر، درویش، اللہ والے، مجاہد، غازی اور زمانہ ساز ہستیوں کے جوتے سیدھے کرنے اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

آؤ مل کر دین کی روشنی میں حسن عمل، دلکش عمل، دلربا عمل کو زندگی کا نسب العین بنائیں۔ وقت کے تند تیز طوفان میں محبت، عدل، عدالت، صداقت، شجاعت، اخوت کے انوکھے معجزات انسانیت میں پھیلائیں۔ یا اللہ ہمارے دور کو اس عظمت سے نواز۔ یا اللہ ہمیں رشد و ہدائت کے راستے پر گامزن فرما۔

یا اللہ ہمیں انسانیت کے لئے رحمت اور سراپا رحمت جیسی عظیم خدمت کی قندیل عطا فرما۔ جس کی روشنی تمام جہانوں کو روشن کر دے۔ آمین ثم آمین

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | انگریز کے ۱۸۵۷ء کے قائم کردہ عدل وانصاف کے کالے ادارے اور ان کے کالے منصف | باب 6 پیرا 1-3

۱۔ عدل وانصاف کے ادارے کسی معاشرے کے اخلاقی، معاشی، معاشرتی اقدار اوراس کے نظام کو انصاف اور اعتدال پر قائم رکھنے کے بنیادی عنصر یا جزو ہوتے ہیں۔ یہ عدلیہ کا ادارہ ظلم، زیادتی، ناانصافی اور معاشرتی زندگی کے ہر شعبہ میں تمام جرائم کو ختم کرنے اور ہر قسم کے استحصال کو جڑ سے نکال پھینکنے کا اہم فریضہ ادا کرتا ہے۔اس عدلیہ کے شعبہ کے منصف معاشرے میں ہر قسم کی برائی اور جرائم کو قانون کی تلوار سے نیست و نابود کرکے ملک کو امن و سکون کا گہوارہ بناتے ہیں۔جن اقوام، ممالک یا سوسائٹیوں نے عدل وانصاف اور بنیادی حقوق کے فطرتی تقاضوں کے تمام اصول وضوابط قائم اور مروج کر رکھے ہیں۔اوران کا اطلاق معاشرے کے ہر فرد پر یکساں اور بلاتمیز قائم کیا۔وہ اقوام، ممالک اور سوسائٹی جوان معاشرتی اقدار کے تقدس کو قائم رکھتی ہیں۔ وہ دنیا میں مہذب، اور انسانی حقوق کے تحفظ کی علمبردار یا سربراہ کہلانے کی مستحق ہوتی ہیں۔ وہی اقوام دنیا میں معاشی طور پر خوشحال اور معاشرتی طور پر پرسکون اور پرامن ہوتی ہیں۔اوراسی بناپروہ ترقی کی منازل طے کرکے دنیا کی اقوام میں اعلیٰ مقام حاصل کرتی ہیں۔جس کی وہ مستحق ہوتی ہیں۔

۲۔ دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف طریقے، مختلف اصول، مختلف ضابطہ حیات، مختلف قانون، مختلف معاشی اور معاشرتی اقدار کو اپنے اپنے مخصوص طریقہ کار کے تحت عدل وانصاف کے مخصوص قوانین وضوابط کی روشنی میں حکومتی کاروبار چلاتے ہیں۔یعنی روس میں کیمونزم، چائنا میں سوشلزم، امریکہ، برطانیہ اور تمام مغربی ممالک اور ایشیاء میں جمہوریت کے وضع کردہ اصول وضوابط کی روشنی میں حکومتیں بناتے اور عدل وانصاف کو قائم کرتے ہیں۔جوان کے نظریہ کی بنیادی اساس ہے۔جمہوریت میں عدل وانصاف کی قانون سازی کا حق ان کے منتخب نمائندوں یعنی پارلیمنٹ کو ہوتا ہے۔جس کے ذریعہ وہ یہ فرائض سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔

۳۔ اسی طرح مسلمانوں کا بھی ایک الہامی دستور مقدس ہے۔جس کے بتائے ہوئے اصول وضوابط کی روشنی میں معاشرے کی تشکیل اور عدل و انصاف کے تقاضے پورے کیئے جاتے ہیں۔جس کی پیروی کرنا ان کا ایمان اوردین کا حصہ ہے۔انسانی عقل ودانش کے تیار کردہ قوانین وضوابط ہر روز بنتے اور بدلتے رہتے ہیں۔لیکن مسلمان اللہ تعالیٰ کو سپریم طاقت مانتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے عطا کردہ دستور مقدس اوران کے بتائے ہوئے الہامی اصول وضوابط کو من وعن تسلیم اور انکی اطاعت کرتے ہیں اس دستور مقدس کے کسی قانون کی ترمیم نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے۔یہی دستور انسان کو انسانیت کی معراج تک پہنچاتا ہے۔پوری انسانیت کو عزت واحترام کا درس دیتا ہے۔عدل وانصاف معاشرے میں قائم کرتا ہے۔درگزر اور معافی کا سبق سکھاتا ہے۔محسن انسانیت بناتا ہے۔صداقت اور شجاعت کی تربیت کرتا ہے۔دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرتا ہے۔بھولے بھٹکوں کو راہ ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔ایثار و نثار کے جذبوں کو بیدار کرتا ہے۔اخوت ومحبت کا پیغام سناتا ہے۔نفرت اور نفاق کو ختم کرتا ہے۔خالق کی شاہکار مخلوق کو خالق کی شفیق نگاہ سے دیکھنے کے آداب سکھاتا ہے۔دنیا کی بے ثباتی کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔وہ رحمت العالمین ﷺ کی رحمتوں کا سفیر ہوتا ہے۔یا اللہ تو اس ملک کو اسلامی تعلیمات اور اسکے عمل کی درس گاہ بنا۔یا اللہ ہمیں پاک اور طیب زندگی عطا فرما۔یا اللہ ہمارے دلوں کو رنجشوں سے پاک فرما۔یا اللہ ہمارے دلوں کو ظلمات کے اندھیروں سے بچا۔یا اللہ ہمارے دلوں کو نور کا مخزن بنا۔یا اللہ ہمیں اس غاصب نظام اور ظالم سسٹم کے دیرینہ عذاب سے بچا۔آمین

۴۔ اقوام مغرب اور دنیائے عالم بھی ان حقائق کو تسلیم کرتی ہیں کہ جو ضابطہ حیات حضور نبی کریم ﷺ نے بنی نوع انسان کو قرآن پاک کی شکل میں عطا کیا ہے۔ وہ عدل و انصاف کا سرچشمہ اور رشد و ہدائت کا منبع ہے۔ اقوام عالم ان سچائیوں اور حقائق کے کچھ حصوں کو اپنی ضروریات کے مطابق اپنا کر فلاحی معاشرہ قائم کرنے اور ترقی کی راہ اختیار کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہوئیں لیکن ایک ایسا **ملک** یعنی پاکستان جس کی عوام نے اسی دینی نظریہ قرآن پاک کی روشنی کے تحت عظیم، بے شمار، جانی، مالی اور ہر قسم کی قربانیاں دے کر یہ **ملک** پاکستان حاصل کیا۔ جس کی خاطر لاکھوں بوڑھوں، جوانوں، معصوم بچوں، ماؤں، بہنوں، اور بیٹیوں کی جانوں کی شہادتیں پیش کیں۔ جس کی بنیادوں میں معصوم، بے گناہ ماؤں، بیٹیوں کی عصمتوں اور بے حرمتیوں کے زخم بھی دفن ہیں۔ جس کی خاطر سجے سجائے گھر، زمینیں، کاروبار، ماں باپ کی قبریں، نسل درنسل، عقیدت و محبت سے بھرپور جذبوں پر مشتمل مادر وطن سے ہجرت کا عظیم عمل، عزیز و اقارب کے بچھڑنے اور لاتعداد ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے ہندوؤں، سکھوں کے یرغمال بنا لینے کے اندوہناک زخم اس دھرتی کی بنیادوں میں دفن ہیں۔ ہمارے ساتھ کیا ہوا۔ ہمارے ساتھ کیا بیت گئی۔ نہ اتنی عظیم قربانیوں کا کوئی دینی صلہ ملا اور نہ ہی اس **ملک** میں آج تک اسلام نافذ ہو سکا۔

۵۔ دین کو صرف **ملک** میں پڑھنے، پڑھانے تک محدود اور مسدود کر دیا۔ ملت کے ساتھ ایک بھیانک دھوکہ اور ایک عظیم سانحہ رونما ہو گیا۔ اس کے نونہالوں کو مغرب کی تہذیب اور استحصالی جمہوریت کی چتا میں جھونک دیا گیا۔ طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی ادارے، طبقاتی انتظامی ڈھانچہ، طبقاتی نظام حکومت، طبقاتی حکمران، طبقاتی افسر شاہی، طبقاتی منصفوں کی گرفت اور شکنجے میں ایسے جکڑے گئے کہ ۵۳ برسوں تک ان سے نجات حاصل کرنے کا کوئی وسیلہ کوئی طریقہ کام نہ آ سکا اور وہ سب مل کر **ملک** و ملت کا خزانہ، وسائل اور تمام بیرونی قرضے ہر قسم کی کرپشن کے ذریعہ اپنی ذاتی بہبود و مقاصد کے لئے استعمال میں لاتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کا عوام الناس کے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں کہ وہ ان کے اس ظالمانہ نظام کو روک سکیں۔ کالے انگریزوں نے ابھی تک اس ملت کو رہائی نہیں بخشی۔ انکے ظلم کی سرخ آندھی کے طوفان کا اب اپا ہو چکا ہے۔ کڑے احتساب کی تلوار انکے سروں پر لٹکی ہوئی ہے۔ ان کے حساب بیباک کرنے کا وقت اب آن پہنچا ہے۔

۶۔ کسی معاشرے میں اعتدال، مساوات اور عدل و انصاف کو قائم رکھنے کیلئے جن اصولوں، ضابطوں اور قوانین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکے متعلق عدل و انصاف سے وابسطہ قانون دان یا اسکے ماہرین یعنی جج صاحبان اور وکلا صاحبان ہی بہتر جانتے ہیں۔ عدل و انصاف کو مہیا کرنے کے طریقہ کار اور سسٹم کی کوتاہیوں، خامیوں، کمزوریوں، دشواریوں کو جو یہ محسوس کر سکتے ہیں۔ وہ عام آدمی نہیں کر سکتا۔ اس شعبہ یا پیشہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے یہ تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے اور انکی ڈیوٹی کا بھی فریضہ ہے کہ وہ اپنے طور پر ایسی تمام قباحتوں اور دشواریوں کو ختم کرنے کیلئے قانونی ماہرین اور دانشوروں پر مشتمل فل بینچ تشکیل دیکر انکی آراء اور مشورے پر مشتمل رپورٹ حکومت وقت کو پیش کریں تا کہ عوام کو انصاف کے حصول کیلئے کسی قسم کی دشواری یا پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور معاشرہ ان عدل و انصاف کی اقدار کے زیر اثر پروان چڑھے لیکن پاکستان میں یہ عدل و انصاف کا کرتا دھرتا منصف شاہی طبقہ ہوس زر عیش و عشرت، کرپشن اور شاہی تنخواہوں اور بے شمار سرکاری سہولتوں، انصاف کش سسٹم اور اقتدار کی کرسی کے اندھیروں میں بھٹکتے چلے آ رہے ہیں۔

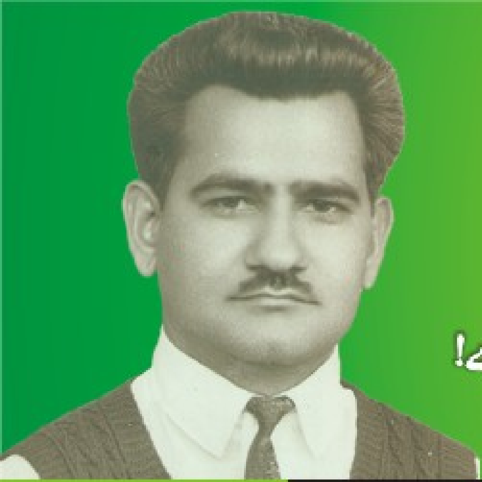

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۷۔ دوسری طرف علماء کرام اور مشائخ کرام کا یہ دینی فریضہ بنتا ہے کہ اگر کوئی قانون ضابطہ، نظام یا سسٹم اسلامی معاشرے کی تشکیل میں رکاوٹ یا منفی اثرات پیدا کرے تو ان عالم دین اور مشائخ کرام کا یہ اولین فریضہ اور دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ملکی سطح پر اسلام کی روشنی میں اعلیٰ صلاحیتوں والے مفکروں، مدبروں اور علماء صاحبان اور مشائخ کرام کی زیر قیادت ایک کمیٹی تشکیل دے کر ان غیر اسلامی قوانین، ضوابط یا سسٹم کے خلاف رپورٹ حکومت وقت کو فوری طور پر پہنچائیں اور مل بیٹھ کر ان برائیوں اور دین کے منافی، قانون اور سسٹم کے خلاف آواز اٹھائیں تا کہ ملک میں دستور مقدس کا نفاذ من وعن ہو سکے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ تو خود دین کے خلاف جمہوری نظام میں اپنی سیاسی جماعتیں تشکیل دے کر اور اس باطل نظام حکومت اور حکمرانوں کے دعا گو اور ان کی کامیابیوں کی ضمانت بنے بیٹھے ہیں۔ وہ بھی وقت کے عبرت کدے میں اسلام کی تمام اقدار، تعلیمات، اصول، ضوابط، سسٹم کو محدود سے محدود اور ختم کرنے والے اقتدار کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں بن گئے اور دین کے خلاف یزیدی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ یہ بات واضح اس لئے کر دی گئی ہے تا کہ ان پر دینی حجت پوری ہو جائے اور وہ خائف ہوں اور وہ واپس دین کی آغوش میں لوٹ آئیں ورنہ ان کا یہ اسلام کش طرز حیات ان کو اور پوری ملت کو اسلامی تعلیمات اور عمل سے دور لے جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائیں کہ وہ اس ظلم سے باز آ جائیں۔ آمین!

۸۔ یہ جمہوریت کی آڑ میں پچھلے ۵۳ سالوں سے کبھی روٹی کپڑے کا نعرہ، کبھی اسلامائزیشن کا نعرہ، کبھی لٹیروں اور رہزنوں سے لوٹا ہوا ملکی خزانہ، وسائل اور آئی ایم ایف کے قرضوں کی پائی پائی واپس لینے کی نوید، کبھی مارشل لا کا پہرہ، کبھی غربت اور جہالت ختم کرنے کا حسین وعدہ، یہ بڑی دردناک حقیقت ہے کہ اس طویل عرصہ میں یہ گھناؤنا کھیل جاری رہا۔ مشرقی اور مغربی پاکستان الگ کر دیئے گئے۔ مغربی پاکستان میں ون یونٹ کو توڑا گیا۔ چار صوبے معرض وجود میں لائے۔ ایم پی اے، ایم این اے اور سینٹروں کی تعداد میں بے شمار اضافہ کیا گیا، چاروں صوبوں میں مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، سینیٹ کے ممبران، وفاقی اسمبلی کے ممبران دنیا بھر کے سفارت خانوں میں سفیر، سینٹ کے چیرمین، وزیر اعظم اور صدر پاکستان کی افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کی لاتعداد شاہی فوج ملک اور بیرونی ممالک میں پھیلتی گئی۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۹۔ اقتدار کی نوک پر ہر دور میں تمام وسائل، قومی خزانہ، ملکی، غیر ملکی قرضے انہوں نے آپس میں تقسیم کر لئے۔ رہبر رہزن بن گئے۔ افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی سب نے ملکر شاہانہ زندگی اور لوٹ کھسوٹ کا کھیل جاری رکھا۔ انگریز کی مفتوحہ قوم کو کالے انگریزوں نے سنبھال لیا۔ ان کا بنا بنایا نظام اور سسٹم وہی قائم رکھا۔ انگریز آزادی پسند لوگوں کو باغی اور غدار کہ کر پولیس مقابلے میں مروا دیتے۔ جھوٹے کیس بنوا کر اپنے منصفوں سے سخت سزائیں دلواتے۔ ان کا یہ قابل اعتماد شاہی ٹولہ انکے اشاروں پر ناچتا۔ ہر ظلم اپنے ہموطنوں سے کرتا۔ انکے جانے کے بعد وہی شاہی ثقافتی تعلیمی ادارے، وہی جاگیرداری نظام، وہی سرمایہ داری سسٹم، وہی کالے انگریز حکمران بنے۔ انکی اولادیں، فوج شاہی افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کے روپ میں انتظامیہ اور عدلیہ پر قابض ہو گئیں۔ آج بھی ۱۵۳ سالوں سے وہی نظام اور سسٹم جاری ہے۔ جھوٹے اور جعلی کیس ہر حکومت اپنی انتظامیہ سے اسی طرح تیار کرواتی ہے۔ پولیس مقابلوں میں انگنت لوگوں کو مروایا جاتا ہے۔ افسر شاہی اور منصف شاہی ٹولہ آج بھی حکمرانوں کے اشاروں پر رقص کرتے ہیں۔ آج بھی رشوت، سفارش سے مجرم ابتدائی طور پر فارغ ہوتے رہتے ہیں۔ معصوم اور بے گناہ لوگوں کو کیسوں میں ملوث کیا جاتا ہے۔ کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ منصف آج بھی بوگس کیسوں کی سماعت اسی طرح کرتے ہیں۔ ان دانشوروں اور پیشہ ور ماہرین نے لاقانونیت کا غدر مچایا ہوا ہے۔ تمام ملک کا امن اور عدل اس عدلیہ، انتظامیہ اور حاکموں نے بری طرح مفلوج کر رکھا ہے۔ اس نظام اور سسٹم کو ختم کرنا اور اسلامائزیشن کے لئے اٹھ کھڑا ہونا ہر اہل وطن کا پیدائشی فرض ہے۔

۱۰۔ مغرب نے حکومت اور معاشرے کا نظام چلانے کے لئے جمہوریت کے طریقہ کار کو اپنا کر عوام کی رائے کی روشنی میں قوانین اور ضوابط تیار کئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ضرورت کے مطابق کم و بیشی کر کے اپنے معاشرے کی تشکیل و تکمیل کرتے رہے۔ نظام امور احسن طریقہ سے چلایا۔ عدل و انصاف قائم کیا۔ معاشی اور معاشرتی ترقی کی۔ ان غاصبوں اور ظالموں نے تو مفتوحہ قوم سے بھی زیادہ انسانیت سوز اور دردناک اذیتوں سے گذارا۔ ٹیکسوں کا کلچر اپنایا۔ مہنگائی کو فروغ دیا۔ سب کچھ لوٹ کھایا۔ عوام الناس کا معاشی قتل کیا۔ ہمیں ان چند گنتی کے رہزنوں کی ترقی نہیں بلکہ تمام اہل وطن کی ترقی اور اسلام کی کھوئی ہوئی اصلی ساخت، شناخت اور کردار کو بحال کرنا ہے۔ اور اقوام عالم میں اپنا کھویا ہوا مقام، مرتبہ اور تشخص ایک بار پھر زندہ کرنا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

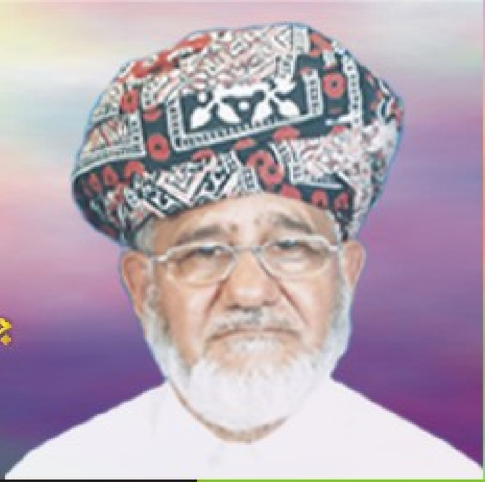

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۱۔ اس کے برعکس مسلمانوں کواُن کی الہامی کتاب قران پاک کی روشنی میں ایک مکمل ضابطہ حیات عطاہوا۔معاشی نظام کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زکوۃ اورعشر کاطریقہ بتادیا‘جس سے حکومت کے انتظامات اورعوام کی ضروریات کو چلایا جاتا ہے۔مغرب نے اپنے اپنے ممالک میں معاشی عدل قائم رکھنے کے لئے زکوۃ اورعشر کا نام بدل کرٹیکس کلچر رکھ دیا۔ٹیکسوں کا نظام مروج کر کے انھوں نے حکومتی کاروبار چلایا۔انھوں نے ان ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ ایمانداری سے استعمال کیا اور ملک میں غریب ،یتیم ،بیوہ، مسکین محتاج ،بوڑھے اور بے روزگاروں کے حقوق کومکمل تحفظ دیا اوران کی کفالت کے لئے ان کومعقول معاوضہ مہیا کرنے کابندوبست کیا‘ جس سے فرد سے لیکر افرادتک تمام کے حقوق کوانسانی
قدروں کے مطابق احسن طریقے سے سرانجام دیا۔اس کے برعکس مسلمانوں یعنی حکومت پاکستان کے حکمرانوں،فوج شاہی ،افسرشاہی ،نوکرشاہی ،منصف شاہی کے ٹولہ نے زکوۃ اورعشر کے علاوہ بے شمارٹیکسوں اور باربارٹیکسوں میں اضافے کرکے پانی ،بجلی ،گیس ،ٹیلیفون کے بلوں میں اتنے اضافے کردیئے کہ عوام الناس کی برداشت سے باہرہوگئے۔اس کے علاوہ مکانوں کے ٹیکسوں میں بھی لامتناہی اضافوں کا سلسلہ جاری وساری ہے۔اس میں خاص بات واضح کرنی نہایت ضروری ہے کہ انہوں نے ہرغریب ،یتیم بیوہ مسکین محتاج ،بوڑھے اور بے روزگاروں کی مالی اعانت کرنے کی بجائے انکوبھی ان ٹیکسوں اوراضافی ٹیکسوں سے پیدا کردہ مہنگائی کی انسانیت سوزچتا میں جھونک رکھا ہے۔

۱۲۔ وہ ان تمام ٹیکسوں سے حاصل کردہ دولت اوراس کے علاوہ زکوۃ اورعشر سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ اور بیرونی قرضوں اورملکی تمام وسائل کو یاجوج ماجوج کی طرح چاٹنے اوراپنا اپنا ذاتی پاکستان یعنی سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسوں ہلوں ،فیکٹریوں اور کاروبار کی شکل میں تعمیروتکمیل کرنا شروع کررکھا ہے۔عیش وعشرت ،جاہ وحشمت کا کھیل جاری ہے۔تفاوتی تنخواہ اورسرکاری سہولتوں کے سسٹم سے زکوۃ ہضم عشرہضم ،ہرقسم کے ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوخزانہ ہضم ،ملکی بینک ہضم ،غیرملکی امدادیں ہضم اورآئی ایم ایف کے تمام قرضے ہضم لوٹیروں، رہزنوں ،ڈاکوؤں سے لوٹا ہوا خزانہ واپس لینے اوران کی جائدادیں ضبط کرنے کی بجائے انکوتحفظ فراہم کرکے پھرعوام کوٹیکسوں اوراضافی ٹیکسوں کے شکنجوں میں جکڑنا۔مہنگائی کی اذیتوں اورعذاب میں پیسنا اپنے خلاف عوام کوبغاوت پراکسانے اورملک کے امن وامان کوتباہ کرنے کے مترادف ہے۔خدارا ان لوگوں کوبھی پوچھ لوکہ ان کودووقت کا کھانا بھی میسر ہے یانہیں۔ان غریبوں کی معاونت کرنے کی بجائے ان سے طرح طرح کے بل اورمکانوں کے ٹیکس اورانکے اضافے وصول کرنا ان سے زیادتی اورظلم ہے۔جومسلمانوں حکمرانوں کے کردار، اخلاق اوراسلامی اقدار کے خلاف لعنت سے کم نہیں۔افسرشاہی ،فوج شاہی ،نوکرشاہی ،منصف شاہی اورحکمرانوں نے ملک کا معاشی نظام اورملکی خزانہ لٹیروں اورڈاکوؤں کی طرح آپس میں طبقاتی نظام ،تفاوتی سسٹم کے ذریعہ بانٹنے کاعمل جاری کررکھا ہے۔اوریہ سسٹم ہرحکومت کوورثہ میں ملتا چلا آرہا ہے اس عمل کوروکیں ،اورحکومت کے غاصب مشیروں کا قلع قمع کریں۔مخلوق خدا کاادب کریں۔اس کودل کی گہرائیوں سے پیار کریں۔ان کوعزت دیں، اللہ تعالیٰ اپکی عزت بحال کردے گا۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | انگریز کے ۱۸۵۷ء کے قائم کردہ عدل و انصاف کے کالے ادارے اور ان کے کالے منصف | باب 6 پیرا 13-16

۱۳۔ عدل وانصاف کا جو نظام اسلام نے دیا مغرب والوں نے اسکو اپنے حکومتی نظام کا حصہ بنایا۔ مثلاً قاضی کا نام بدل کر جج رکھ لیا۔ کیسوں کی سماعت اور گواہوں کا طریقہ ویسے ہی اپنایا اور اپنے عوام کو انصاف دے کر مطمئن کیا۔ عوام خوشحالی کی زندگی گزارنے لگے۔ لیکن پاکستانی حکمرانوں نے اسلام کی عدالت کی جگہ مسجد کے اسمبلی ہال کو چھوڑ کر فرعونی نظام کے تحت عدل کش سپریم کورٹ بلڈنگ کے سپرد کر دیا۔ عالم دین کی جیوری کی بجائے مغرب کے اداروں کے فارغ التحصیل ججوں کو متعین کیا اور ان کے بنچ تشکیل دیئے۔ ملک میں جھوٹے مقدمے تیار ہوتے ہیں۔ جھوٹے فیصلے سنائے جاتے ہیں۔ حکمران جعلی پولیس مقابلوں سے قتل کرواتے ہیں۔ مستورات سے اجتماعی زیادتیاں ہوتی ہیں۔ عوام غربت اور بیروزگاری کے ہاتھوں تنگ آ کر خودسوزیاں کرتے ہیں۔ عدلیہ اپنے فرائض بھول چکی ہے۔ عدلیہ پاکستان کی تباہی کا باعث بن چکی ہے۔

۱۴۔ وہ انصاف کے لئے نہیں ان ظالم حکمرانوں کو تحفظ دینے کیلئے ہے۔ اسلامی طریقہ کار کو بدل کر مغرب کے طریقہ کار کو اپنایا۔ عدل کے محافظوں نے اعلیٰ تنخواہیں، اعلیٰ رہائشیں، اعلیٰ مزین دفاتر، اعلیٰ کوٹھیاں، اعلیٰ گاڑیاں، بے شمار سرکاری سہولتیں، لاتعداد نوکر، ان کے گھر اور دفاتر شاہی قلعے۔ ججوں کے چاروں طرف کرپشن، رشوت، کمیشن، شاہی اخراجات اور بریف کیس مافیا کے دروازے کھلتے گئے۔ انصاف حکومتیں برسراقتدار آنے یا رہنے کے لئے ججوں کو خودخریدتی چلی آ رہی ہیں اور جرم ملک میں فروخت ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی یہ بداعمالیاں رب العزت کی قہاری کے دروازے پر عذاب کے لئے دستک دیتی چلی آ رہی ہیں۔ فطرت نے ان کا احتساب کا عمل جاری کر دیا ہے۔ اس سے اب یہ مجرم اپنی عبرتوں کے نشان بننے والے ہیں۔ انکا دور ذائقۃ الموت میں مبتلا ہو چکا ہے۔

۱۵۔ ان کو بتا دو کہ اسلام کی روشنی میں اگر خلیفہ ء کا بیٹا کسی حدود کے کیس میں ملوث ہو تو اس کو عام آدمی کی طرح کوڑوں کی سزا اسلامی ضابطہ حیات کی روشنی میں دی جاتی ہے اگر وہ مر جائے تو بقایا کوڑے خلیفہ وقت کے بیٹے کی لاش پر مروا کر عدل وانصاف کا تقاضا پورا کیا جاتا ہے۔

۱۶۔ اے حکمرانو، اے منصفو، اس ملک میں عورتوں کی بے حرمتی اور اجتماعی زیادتیوں سے اخبارات روزانہ بھرے ہوتے ہیں۔ پہلے ادوار کی طرح بیشتر حکمران فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی، شراب، شباب، رشوت، کمیشن اور کرپشن کے مرتکب ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ ریسٹ ہاؤس اور کلبیں انہی فنکشنوں کے لئے مختص ہو چکی ہیں۔ انصاف اور عدل کیسا، رائج الوقت جرائم اپنی تمام حدود توڑ چکے ہیں۔ معاشی اور معاشرتی زندگی ان راہزنوں نے مفلوج کر رکھی ہے۔ اسلامی انقلاب ہی روح زمین پر تمام مخلوق، درند، چرند، پرند، نباتات اور حیوانات اور حیوان ناطق کی نجات کا سبب ہے۔ اہل بصیرت ان جرائم کی اذیتوں سے انسانیت کو دیکھ کر حیرت میں گم سم ہو چکے ہیں۔ اب یہ باطل، غاصب نظام زندگی، موت کی کشمکش میں مبتلا سسکیاں لیتے اور موت کا کڑوا گھونٹ پیتے واضح نظر آ رہا ہے۔ عدلیہ کے ادارے کا انسانیت سوز، غیر انسانی حسن سلوک، وحشیانہ طرز عمل کے پچھلے تمام تاریخی ادوار کے تمام ریکارڈ توڑ چکا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۷۔ مغرب کی جمہوریت کے طریقہ عدل کو چلانے کے لئے ملک میں مغربی تعلیم کے تعلیمی نصاب پر مشتمل، جمہوری انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل سول جج، سینئر سول جج، ایڈیشنل سیشن جج سیشن جج، ہائی کورٹ کے جج، سپریم کورٹ کے جج اور ان کے بیشتر چیف جسٹس صاحبان نے اس منصف اور عادل ادارے یعنی عدلیہ کی جتنی بے حرمتی، توہین، انسانیت سوزی اور انصاف کا قتل عام کیا اور روح فرسا اور وحشتناک بربریت کا عمل انہوں نے روا رکھا۔ اور قانونی جرائم کو تحفظ دے کر یہ ظالمانہ، غاصبانہ، نظام عدل ملک میں قائم کیا اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے پورے سماج کی چیخیں، دھاڑیں نکلوا دیں اور رونگٹے کھڑے کرنے والی روح سوز اذیتیں دیں۔ کوئی شخص بھی ملک کے ان تعلیم یافتہ مغرب کے دانش وروں، قانون دانوں، مہذب، محترم اور ملک کے ایسے دیدہ ور، باعزت، باوقار منصفوں سے ایسی توقعات نہ رکھ سکتا ہے نہ سوچ سکتا ہے۔

۱۸۔ جمہوریت کا تیار کردہ عدلیہ اور اس کے منصفوں پر مشتمل ڈھانچہ ۱۵۳ برسوں سے اپنے کردار اور حسن کارکردگی کی دھجیاں بکھیرتا چلا آرہا ہے۔ اس عدلیہ اور منصفوں کا اختصاری طریقہ کار اور جائزہ عوام الناس۔ اہل قلم، صحافی صاحبان، اہل دل، اہل درد، اہل بصیرت، اہل دین، اہل علم، اہل دانش، اہل حکمت، اہل وطن، اہل نسبت فقیروں، درویشوں اور عوام الناس کی خدائی عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہ سب مل کر بغیر کسی رورعائت کے اپنے فیصلہ سے قوم کو مطلع فرماویں اور اس نظام کو رائج اور مروج کرنے والے حکمرانوں سے بھی گزارشات پیش کریں تاکہ وہ ان کی روشنی میں ملک کا عدل و انصاف کا شعبہ دستور مقدس میں بدلنے پر مجبور ہو جائیں۔ عوام الناس، محنت کش، کسان، مزدور، اور ہنر مند، آپ کے فیصلے اور ہدایات کی بڑی بے تابی سے منتظر ہیں۔

۱۹۔ یہاں یہ بات واضح کرنا نہایت ضروری ہے کہ کسی بھی شخص یا فرد یا ادارے کی توہین یا دل شکنی کرنا مطلوب یا مقصود نہیں بلکہ مروجہ نظام اور سسٹم کی پیدا کردہ اذیتوں، مصیبتوں اور ان گنت انسانیت سوز لامتناہی تکلیفوں جن کی بنا پر رشوت، کرپشن اور بریف کیس مافیہ ملک میں رواج پذیر ہوا۔ اور عدل و انصاف دم توڑتا گیا، ملت کو ان آہنی گرفتوں اور شکنجوں سے نجات دلوانا اور اس سسٹم کو ختم کر کے ملک میں عدل و انصاف کے بنیادی حقوق کو بحال کروانا مقصود ہے۔ ان تمام انسانوں کو جو اس نظام کے اوزار یعنی افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی اور اس تمام مخلوق خدا یعنی اہل وطن اور پوری انسانیت کو جو اس نظام کا بری طرح شکار ہو رہے ہیں۔ کو نجات دلوانا نہایت ضروری ہے۔ مسلمانوں کے ملک میں مسلمانوں پر قرآن حکیم کے قوانین ضوابط کے نفاذ کے لئے حکومت وقت کو التجا کرنا اور مجبور کرنا ہر اہل وطن کا حق ہے۔ مسلمان حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ کے اور حضور نبی کریم ﷺ کے نظام کے خلاف جنگ لڑنا اور باطل نظام کی پیروی کرنا ان کی زندگی اور آخرت کے لئے بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کے نفاذ کی اہلیت، توفیق، طاقت، اطاعت، غور و فکر، اچھے ساتھیوں کی رفاقت، اور دین کی روشنی میں ملت کے کردار کو ڈھالنے کا عمل عطا فرماویں اور غیر اسلامی نجس زندگی سے نجات دلائیں۔ آمین!

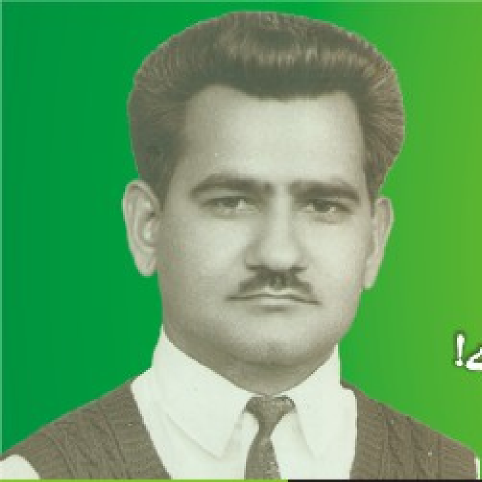

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## انگریز کے ۱۸۵۷ء کے قائم کردہ عدل و انصاف کے کالے ادارے اور ان کے کالے منصف

۲۰۔ سول ججوں، سینئر سول ججوں، ایڈیشنل سول ججوں، سیشن ججوں کی عدالتوں کے باہر اس دن کے مقدموں کی سماعت کی لسٹ دیوار کے ساتھ منسلک یا پیوست ہوتی ہے۔ تقریباً پچاس، ستر، سو کے قریب کیس اس میں درج ہوتے ہیں۔ جن کی سماعت اس دن مقرر اور متعین ہوتی ہے۔ ان میں سے صرف چند ایک کیسوں کی سماعت ہوتی ہے۔ انصاف کے متلاشی ان عدالتوں کے ظلمت کدے میں صبح آٹھ بجے سے لے کر سہ پہر چار بجے تک عدالتوں کے باہر، دھکے کھاتے، اٹھتے، بیٹھتے، تنگ آتے، پریشان ہوتے، انتظار کی چتا میں سلگتے اور بھسم ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ عوام الناس جو ان کی عدالتوں میں جھوٹے، سچے، بے بنیاد مقدمات میں انصاف حاصل کرنے آتے ہیں۔ اس تذلیل اور انسانیت سوز عمل سے سال ہا سال تک دوچار ہوتے رہتے ہیں اور وہ ان مہذب اعلیٰ تعلیم یافتہ منصفوں کی، بے حسی، بے رحمی، سنگدلی، انسانیت سوزی اور بے نیازی کے منصفی سسٹم کے جہنم میں انصاف کے حصول کی خاطر کب تک جلتے اور سلگتے رہیں گے۔ ملک میں کوئی انکا پرسان حال، غم گسار اور نجات دہندہ نہیں جو عوام الناس کو اس غاصب نظام و سسٹم اور بے رحم، بے حس منصفوں سے نجات دلا سکے۔

۲۱۔ یہ عادل یہ منصف سائل کو انصاف کی بھیک عطا کرنے سے پہلے عدالتوں میں کیسوں کو طوالت دے کر اپنی عظمتوں سے متعارف کرواتے ہیں اور فیصلوں کے سفر کو لمبے اور طویل صحراؤں میں سے گزارتے ہیں۔ اس طریقہ کار میں ماہر قوانین یعنی وکلاء صاحبان کا بھی بڑا اہم رول ہوتا ہے۔ عدالتوں کا بے نیاز رویہ اور کیسوں کو نپٹانے میں عدم دلچسپی وکلاء کو کھل کھیلنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ دونوں اطراف کے وکلاء ہرگز اس معاملہ میں سنجیدہ نہیں ہوتے کہ کیس کو نپٹایا جائے۔ وہ عموماً منشیوں کے ذریعہ عدالتوں میں حاضر ہونے سے معذرت کرنے کے فن اور کرتب سے خوب واقف اور آشنا ہوتے ہیں۔ کسی نہ کسی پارٹی کا وکیل، کسی اعلیٰ عدالت میں مصروف ہونے کا بہانہ پیش کرتا رہتا ہے۔ فیس کیس، دائر کرنے سے پہلے ہی لے چکے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی پارٹی، وکیل یا جج صاحبان کو کیس نپٹانے کے لئے گذارشات پیش کرے۔ اور فیصلہ جلد کرنے کی درخواست کرے تو انکو ناگوار گذرتا ہے۔ جس کا اثر کیس پر برا پڑتا ہے۔ ان کو اس ظلم و بربیت کے عمل سے کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ ان کے پیشے کے کردار کا ایک اہم حصہ ہے۔

۲۲۔ اگر کوئی سائل دن بھر کی سزا اور عذاب سے بچنا چاہتا ہو، تو وہ ہرکارے یا متعلقہ اہلمد سے رابطہ استوار کر کے حسب منشا خدمت کے بعد نئی تاریخ حاصل کر کے چلا جاتا ہے۔ اور دوسری پارٹی عدالت کے باہر کھڑی رہتی ہے۔ یہ زمین دوز کرپشن کے بھیانک کھیل عدالتوں کے کریکٹر کا حصہ بن چکے ہیں۔ اور بعض پیشہ ور مقدمہ باز لوگ دوسرے کمزور، کاروباری لوگوں کو مختلف مقدموں میں دھکیل کر اور عدالتوں کے نظام میں پھنسا کر ان سے اپنی حسب منشاء خواہشات کی تکمیل کروانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

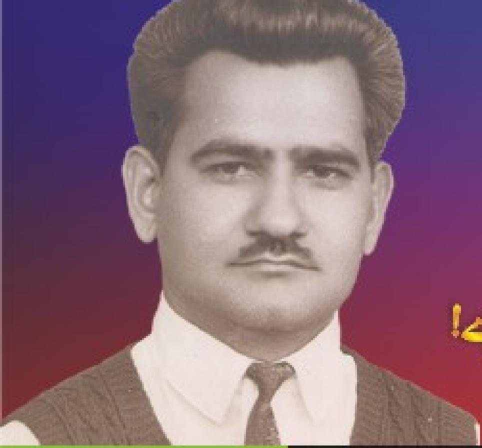

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۳۔ یہ پچاس سو پر مشتمل مقدموں کی لسٹ کے مطابق دونوں پارٹیاں پابندی کے ساتھ، کیس کی ہر تاریخ پر انصاف اور عدل حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے علاقوں سے کرائے، چائے، کھانے وغیرہ کے اخراجات برداشت کر کے ان باطل عادلوں ظالم منصفوں کی بے رحم عدالتوں کے باہر، تمام کاروبار زندگی معطل اور ہر قسم کی مصروفیت کو پس پشت ڈال کر، کیسوں کی سماعت کی انتظار کی اذیتوں کو زندگی بھر برداشت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور یہ عمل انصاف کے بھکاریوں کے ساتھ سال ہا سال تک رواں دواں رہتا ہے۔ اگر بدقسمتی سے کوئی انصاف کا متلاشی کسی بیماری یا ناگہانی آفت کی وجہ سے کسی تاریخ پر حاضر نہ ہو سکے تو اس کا کیس ختم کر دیا جاتا ہے اور عدالتیں انسانوں کی زندگیوں کو اپنی عدالتوں کے باہر انتظار کی چتا میں جھونکے رکھتی ہیں۔

۲۴۔ ان ظالم، بے رحم، انسانیت کش عادلوں اور تذلیل آلودہ حصول انصاف کے طریقہ کار کے خلاف نہ کوئی قانون ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی کاروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ کوئی سول کورٹ عدالت فیصلہ کر بھی دے تو کیس اپیل کے روپ میں نئے سرے سے ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہی وکیلوں کی فیسیں، کیس کی نوعیت کے مطابق نئی ٹکٹیں، نئے خرچے پھر وہی عدالت کی پیشیوں کا چکر، عدالتوں کا نئے سرے سے انتظار اور انصاف کے حصول کے لئے مجرموں کی طرح ایک طویل عرصہ تک اذیت ناک، حیرت ناک اور عبرت ناک نا کردہ گناہوں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ اس کے بعد اگر کیس کی اپیل ہائی کورٹ میں پہنچ جائے تو وہاں سے کسی تاریخ کا نکلوانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا ہے۔ وہاں کے قوانین کے ماہرین یعنی اعلیٰ نسل، بھاری فیس، نئی قانونی ترمیمیں کروانے والے عظیم وکلا صاحبان، نچلی عدالتوں کے فیصلوں کو، ان کے لئے سبوتاژ کروا دینا کوئی مشکل کام نہیں۔

۲۵۔ چھوٹی سے چھوٹی جائیداد کے جائز حقوق یا قبضہ کو حاصل کرنے کے لئے عدالتوں کی جنگ نسل در نسل جاری رہتی ہے۔ کیس دوبارہ نچلی عدالتوں کی سماعت کے لئے پیش کرنا پڑتا ہے اس وقت تک نئے قانون، نئی پی ایل ڈی، نئے ایکٹ، نئے ضوابط معرض وجود میں آ چکے ہوتے ہیں۔ بے شمار ترمیمیں ہو چکی ہوتی ہیں۔ عمریں بیت جاتی ہیں اور اس جائیداد کی اصل سے کہیں زیادہ اخراجات، اس نظام کی نذر ہو جاتے ہیں۔ جمہوریت کا عدالتی نظام ایسا پختہ اور مضبوط ہے کہ عدالتوں اور ججوں کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے اور نئے اور پرانے کیسوں کی تعداد بھی اسی نسبت سے بڑھتی رہتی ہے۔ حکمرانوں کے مقبول و محبوب عزیز و اقارب اور تعلقات والے انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل لاڈلوں کے لئے اس منصف شاہی کے پھیلاؤ اور ملکی معیشت کو چاٹنے کا عمل جاری ساری چلا آرہا ہے۔

۲۶۔ عدل وانصاف مہیا کرنے والے منصفوں کی عدالتوں میں کون کون سے جرائم اور کس کس طرح کے غیر قانونی دلسوز حربے استعمال نہیں ہوتے۔ کسی جائداد کا قبضہ لینا ہو تو ان عدالتوں سے انصاف کو روند کر جرائم کو کیسے قانونی شکل دی جاتی ہے۔ کسی کاریگر بے ضمیر وکیل کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اس سے متعلقہ جائیداد کی اجرا کی درخواست عدالت میں دی جاتی ہے۔ عدالت سے دوسری پارٹی کو نوٹس جاری کروا دیا جاتا ہے۔ اس عدالت کے اہلمد، ریڈر اور بیلف کو کیس کے مطابق ضروری خدمت پیش کی جاتی ہے۔ عموماً نوٹس کے اجرا کے حکم کے بعد۔۔۔!

۱۔ نوٹس بذریعہ بیلف برائے ضروری تعمیل ارسال کیا جاتا ہے۔

۲۔ نوٹس بذریعہ ڈاک برائے اطلاع عدالت میں حاضری ارسال کیا جاتا ہے۔

۳۔ عدالت میں حاضر نہ ہونے کی صورت میں اخبار میں نوٹس مشتہر کرایا جاتا ہے۔

۴۔ علاقہ پولیس کو نوٹس برائے تعمیل بھیجا جاتا ہے۔

۲۷۔ لیکن ایسے کیسوں میں صرف بیلف کی بوگس رپورٹ، کچہری میں بیٹھ کر تیار کی جاتی ہے۔ کسی سرکاری یا غیر سرکاری جھوٹے گواہ کی گواہی ڈلوائی جاتی ہے۔ اس تمام بوگس کاروائی کی تصدیق خود کر کے کیس کورٹ میں برائے ضروری کاروائی پیش کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح یک طرفہ اجرا کی ڈگری کے احکام تمام قوانین کو بالائے طاق رکھ کر عدالت کا جاری کر دینا۔ اسکے علاوہ علاقہ پولیس کو قبضہ بالفورس فوری دلوانے کا حکم نامہ جاری کرنا۔ ان منصف اداروں کے بد دیانت، رشوت خور منصفوں اور اہلکاروں کے کردار کا حصہ بن چکا ہے۔ عدالتوں میں انصاف فروخت ہوتا ہے۔ جرم خریدا جاتا ہے۔ اب پولیس والوں کی سن لو۔ وہ بہت اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ تھانے میں کوئی جائز رپورٹ درج کرانے چلے جائے۔ وہ کیسے بات سنتے اور رپورٹ درج کرتے ہیں۔ یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں۔

۲۸۔ لیکن ایسے کیسوں میں قبضہ دلوانے کے لئے سرکاری چھٹی والے دن ایس ایچ او بمعہ عملہ خود پہنچ جاتے ہیں۔ عدالت کے حکم کی روشنی میں زبردستی مکان میں داخل ہونا۔ چادر، چاردیواری کو پاش پاش کرنا' صاحب خانہ کو گھسیٹ اور دھکے دیتے ہوئے کارسرکار میں مداخلت کے جرم میں پولیس وین میں دو تین گھنٹے تک حبس بے جا میں غیر قانونی طور پر خریدے ہوئے انصاف کے تحت پابند رکھنا۔ کسی شریف شہری کو اذیت، ندامت اور ذلالت کی بھٹی میں بھسم کر دینا' جب تک قبضہ لے نہ لیا جائے' اس وقت تک اس شہری کو حراست میں رکھنا۔ ایسے کارنامے سرانجام دینا ان منصفوں اور انکے کارندوں کا روزمرہ کا معمول ہے۔ کاش عدالتیں دونوں پارٹیوں کو بلا کر حقائق کی روشنی میں فیصلہ کرنے کا فریضہ ادا کرتیں۔ ان کی اکڑ اور تمکنت فرعون جیسی کیوں نہ ہو۔ ان انصاف کے قاتلوں، رشوت خوروں کے سپرد ملکی نظم و نسق دے دینا انسانیت اور ملت کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے۔ اس غیر قانونی اجرا کی کاپی حاصل کرنا اور اس ظلم اور زیادتی کے خلاف پھر انکی ہی عدالتوں کو رجوع کرنا کہاں تک درست ہے۔ ایسے ججوں اور اہلکاروں کے خلاف کون کاروائی کرتا ہے۔ ایسے سائل کا کیا حشر ہوتا ہے۔ یہ اہل وطن بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ قانون انکے گھر کا ہے۔ ایسے جرائم پر مبنی کیسوں کو اکثر و بیشتر ٹائم بار یا کسی اور وجہ سے نا قابل سماعت قرار دیکر ختم کر دیا جاتا ہے۔ ملک کا یہ عدل و انصاف کا ادارہ مجرموں کی پناہ گاہ بنا ہوا ہے۔ عدل و انصاف کا قتل عام یہی مجرم منصف کرتے چلے آ رہے ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

## انگریز کے ۱۸۵۷ء کے قائم کردہ عدل وانصاف کے کالے ادارے اور ان کے کالے منصف

۲۹۔ اسی طرح زمین پر حق شفعہ کی مقررہ میعاد گذرنے کے بعد ایسے کیس کو نا قابل سماعت قرار دیکر خارج کر دیا جاتا ہے۔حالانکہ متعلقہ پارٹی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں دوسرے شہر میں مقیم ہے۔ایسے شہری کو اطلاع تو کجا وہ تو گاؤں والوں کو بھی پتہ نہیں چلنے دیتے۔فروخت کنندہ نے گورنمنٹ کی تمام ہدایات کو بھی نظر انداز کیا ہوتا ہے۔اس قسم کے کالے قانون، عدل وانصاف کو ختم کرنے کے اس منصف ادارے کا حصہ ہیں۔ ملک میں غیر اسلامی، اندھے قانون اور کرپٹ سسٹم کے تحت رشوت خور، بریف کیس مافیہ پر مشتمل منصف شاہی کو عدل وانصاف کی راجدھانی سپرد کر رکھی ہے۔یہ عادل، یہ منصف، یہ مغربی تہذیب کے دانشور، یہ سرکاری خزانہ کے رہزن، یہ انصاف کی دیمک، یہ ملی کریکٹر اور کردار کے کینسر، یہ عدل وانصاف کے قاتل، یہ پورے معاشرے کی اعلیٰ اقدار کی تباہی کے اصل مجرم، یہ وہ اندھے ہیں جو سب کچھ دیکھتے ہیں۔یہ وہ بہرے ہیں جو سب کچھ سنتے ہیں۔یہ وہ ذہین وفطین ہیں جو بصیرت کو ترک کر کے اندھیروں کی دانائی میں غرق رہتے ہیں۔یہ وہ منافق ہیں جو قرآن پاک پر حلف اٹھاتے ہیں اور غیر اسلامی باطل، غاصب مغربی جمہوریت کے نظام عدل کی پیروی کرتے ہیں۔یا اللہ تیرے پاس کونسی کمی ہے تو ان منصفوں کو کفر کی زمین سے نکال کر دین کی دھرتی کی لذت سے آشنا کر دے۔آمین

۳۰۔ عدالتی فیصلہ کے انجام واختتام تک ملک میں عدل کی بنیاد کا رخ کئی طریقوں سے وقت کی طوالت کے ساتھ بدلتا اور مڑتا جاتا ہے۔کئی لوگ زندگی سے فارغ ہو کر یہ عدالتی کیسوں کا تحفہ اپنے وارثوں کو منتقل کر جاتے ہیں۔اور جائیداد کی تقسیم کا پھیلاؤ مزید الجھ جاتا ہے۔اس کے علاوہ دونوں پارٹیوں میں سے جو مالی لحاظ سے بہتر اور مضبوط ہوگا۔وہ پارٹی وکیل بھی مقدمہ کو جیتنے کے لئے اعلیٰ معیار اور اہلیت کا انگیج کرے گی۔غریب پارٹی بڑے وکیل کے مقابلے میں کم فیس والا کمزور، یعنی نا اہل وکیل عدالت میں کیس کی پیروی کے لئے اپنے حالات کی زبوں حالی کی روشنی میں مقرر کرے گی۔ابتدائی طور پر انصاف کے حصول پر نامور وکیل اور کمزور اور نا اہل وکیل کا کیا مقابلہ۔اصل انصاف عدالت کے باہر ہی دم توڑ جاتا ہے۔عدالتی نظام کا اچھا وکیل، لائق وکیل قابل وکیل وہ ہے جو انگریزی زبان پر پوری قدرت رکھتا ہو۔اور اس کا معیار زندگی بھی دوسرے وکلا سے الگ تھلگ اور نمایاں ہو اور ججوں کے ساتھ میل ملاپ اور تعلق قائم رکھنے اور میل جول کے عمل سے آشنا ہو۔شاطرانہ باطل طور طریقے استعمال کرنے کا ماہر اور اپنے اسی اثر ورسوخ کی بنا پر اپنی وکالت کو چمکانے کا بہترین فنکار ہوتا ہے۔

۳۱۔ ویسے بھی اعلیٰ عظیم مخصوص بڑی بڑی فیسوں والے دہشت گرد وکلاء کے کیریکٹر کی پہچان ایک حسین، بدکردار، بے حیا جسم فروش دوشیزہ سے کم نہیں۔وہ جسم فروخت کرتی ہے اور اپنے خریدار کو لذت گناہ بھی دیتی ہے۔اپنے اسی جسمانی معیار کے لحاظ سے بھاری رقمیں اپنے گاہکوں سے وصول کرتی رہتی ہے۔اس کے برخلاف بیشتر نامور اعلیٰ عظیم وکلاء صاحبان جو مارشل لا کے غداروں کی حکومتوں کو جائز قرار دیتے اور اپنا خوبصورت ذہن اور اپنا انمول ضمیر فروخت کرتے ہیں۔انکی بلا سے کوئی جھوٹا مقدمہ ہو، رشوت خور ہو، سمگلر ہو، دہشت گرد ہو، فوجی ڈکٹیٹر اور اہل وطن کا قاتل ہو، ملاوٹ کے گھناؤنے جرم میں ملوث ہو، زمین مافیہ کا دہشت گرد ہو، انسانی زندگیوں کا قاتل ہو، بینک لوٹنے والا غاصب ہو، ملک توڑنے والا غدار ہو، بم بلاسٹ کرنے والا انسانیت کا قاتل ہو، معاشی قاتل ہو، اسلام کا باغی ہو، ملی مجرم ہو، عوام کے ساتھ اسلام کے نام پر دھوکہ دینے والا رہنما یعنی راہزن ہو، ملکی راز افشاء کرنے والا بد دیانت سیاستدانوں کا ٹولہ ہو، سکھوں کی لسٹیں دشمنوں کو فراہم کر کے انکا قتل عام کروانے اور انکی آزادی کی تحریک کو کچلنے والا غاصب یا انسانیت کا قاتل ہو، ملک کو دولخت کرنے والے غدار سیاست دان ہوں، سکھوں کی آزادی کی تحریک کے افراد کی لسٹ مہیا کرنے اور ملکی راز افشاں کرنے والا حکومتی غدار ٹولہ ہو، زانی ہو، شرابی ہو، قاتل ہو، مسلمان کے روپ میں منافق ہو، انکو تو صرف اس جسم فروش داشتہ کی طرح بڑی سے بڑی رقم اور حکومتی ایوانوں میں اعلیٰ مقام چاہئے۔جس سے وہ اعلیٰ کوٹھی، بہترین کار، شاہی اخراجات معاشرے میں لاجواب مقام انکو میسر ہو ان کا ملک میں کوئی ثانی نہ ہو۔

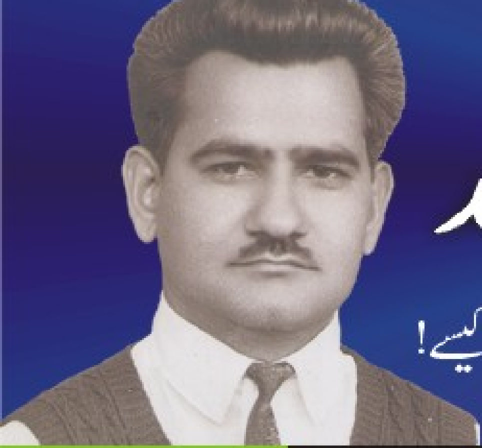

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۲۔ تمہارا مغربی کلچر کا علم، تمہاری وکالت، تمہاری بصیرت، تمہارا قانون دانوں میں اعلیٰ مرتبہ، تمہاری عزت، تمہاری شہرت، تمہاری دانائی، تمہارا دین، تمہارا مذہب، تمہارا کردار، تمہاری عظمت، تمہاری شان، تمہاری شوکت پر ہزار بار لعنت۔ اے ملعون ٹولہ کے دہشت گردو، اپنے پیشہ سے توبہ کرلو۔ تمام اہل ایمان وکلا سے ملتجی ہوں کہ اس نظام عدل اور ان عدالتوں کا بائیکاٹ کردو۔ کم ازکم ایسے مقدمات لینے ترک کردو۔ جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ مخلوق خدا پر مزید ظلم نہ کرو۔ ملک میں انصاف بحال ہو جائے گا۔ تم کسی بے گناہ، کسی مقتول کے غریب مظلوم عزیز و اقارب سے بڑی بڑی فیسیں کیسے ہڑپ کر جاتے ہو۔ واقعی تمہاری خوف خدا سے آشنائی ختم ہو چکی ہے۔ آپ بھول چکے ہیں۔ کہ سانس کی آری زندگی کے درخت کو کاٹنے میں اپنا عمل جاری کئے ہوئے ہے۔ اور یہ جسد فانی اور یہ تمام ساز و سامان کسی وقت بھی تمہیں الوداع کہہ سکتا ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے کیسا چہرہ لے کر پیش ہو گے۔ تمہاری بخشش اور تمہاری نجات کیسے ہو گی، چاہے تم حافظ قرآن ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپکو معاف فرمائے۔ آپکو دین کی روشنی میں زندگی گزارنے اور اس باطل نظام کے خلاف جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۳۳۔ کیس کو جیتنے کے لئے سیاسی اثر و رسوخ بھی بروئے کار لایا جاتا ہے۔ یا رشوت کا زمین دوز طریقہ استعمال کیا جاتا ہے یا وہ وکیل کیا جاتا ہے جو ججوں کا ٹاؤٹ ہو۔ اس انصاف کے شعبہ میں پچھلے پندرہ بیس سالوں میں کرپشن اس طرح بڑھی ہے کہ اکثر و بیشتر جج اپنی سرکاری حیثیت کو ذاتی منفعتوں کیلئے استعمال میں لاتے ہیں۔ انہوں نے رشوت، کرپشن بریف کیس مافیہ سے کوٹھیاں، بلڈنگیں، جائیدادیں اور بنکوں میں ڈالر جمع کرنے کی طرف توجہ مرکوز کر رکھی ہے۔ یہ سو پچاس کی لسٹ میں سے صرف دو تین، ان کیسوں کی سماعت کرتے ہیں، جن کی سفارش معقول اور زوردار ہو یا ان کی جنہوں نے انڈرگراونڈ تعلق یا رابطہ قائم کیا ہو۔ ملک میں جرائم عدالتوں کے ذریعہ قانون میں ڈھالا جاتا ہے۔

۳۴۔ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں حکمران لابیاں، سیاسی پارٹیاں اپنی من پسند کے ججوں کی تقرریاں یا تعیناتیاں اپنے اقتدار کی نوک پر کرتی ہیں اور اسی طریقہ سے اپنے ناپسندیدہ چیف جسٹس سپریم کورٹ تک کو حکومتی ٹولہ ایک جنبش سے فارغ کر دینے میں پوری قدرت رکھتا ہے۔ ان اعلیٰ عدالتوں کے بیشتر جج حکمرانوں کے اپنی پارٹی اپنے من پسند اور ذاتی تعلقات کی بنیاد پر ہر دور کی حکومت ان کی تقرریاں عمل میں لاتی رہتی ہے اور عوام کو آسان، سستا اور فوری انصاف مہیا کرنے کا دلفریب نعرہ ایک مژدہ کی صورت میں سنایا جاتا ہے۔ یہ تو ان کے ذاتی، پالتو اور ان کے حقوق اور نظام حکومت کو تحفظ اور ہر قسم کی حفاظت فراہم کرنے والے منصف اور محتسب ہیں۔ ان کا اپنا معاشرتی، معاشی، غاصبانہ، غیر عادلانہ، اور عدل کش مرتبہ بھی اسی حکومتی فنکشن کو قائم رکھنے میں قائم رہ سکتا ہے۔ جو ان کی مکمل، باطل اور غاصب زندگیوں کا پرتو ہے۔ ان کی کرپشن رشوت کے کھلے تذکرے اور چرچے ان کی عدالت کے ایوانوں میں ہوتے رہتے ہیں۔ معاشرے میں انکی پہچان رشوت خور اور بریف کیس مافیہ سے منسوب کی جاتی ہے۔ کیسوں کو التوا میں رکھ لینا اور بغیر رشوت کے کیس کا فیصلہ نہ سنانا ان عدل کش، دہشت گرد، منصفوں کی زندگی کا معمول بن چکا ہے۔

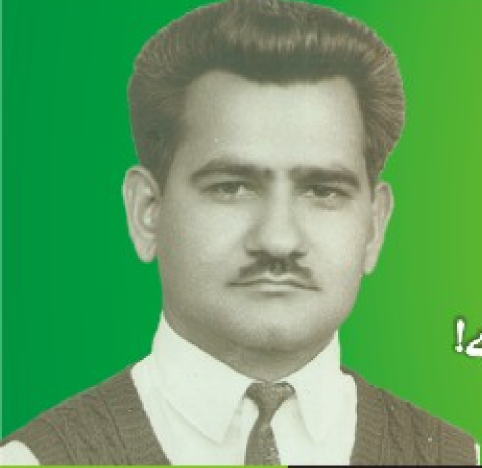

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۵۔ یہ جج، یہ منصف، یہ تمام عدالتی ڈھانچہ، ملک وملت کے جسد کا ایک ناسور اور کینسر بن کر پورے معاشرے میں پھیل چکا ہے۔عوام انسانی تخلیق کردہ جمہوریت کے اس باطل کرپٹ نظام عدل سے بیزار، بری طرح زخم خوردہ اور بے بس ہیں۔حکمران طبقہ نے انصاف کے حصول کو صرف پیچیدہ ہی نہیں بلکہ گھمبیر بنا رکھا ہے تاکہ ملک میں کوئی شخص حکمرانوں کی منی بجٹوں، بجلی پانی کے بلوں، اور لامتناہی ٹیکسوں کے سسٹم اور بے پناہ اضافوں سے اس کرپٹ افسر شاہی اور اس بد دیانت اور ظالم پالتو منصفوں اور عدلیہ کے شکنجے میں دبوچے رہیں اور ان کی عیش وعشرت کی زندگی میں کسی قسم کی کمی نہ آئے۔کوئی شخص اس فاجر، فاسق، منافق، باطل، غاصب نظام کے سامنے چوں چراں نہ کر سکے۔یہ شاہی کرپٹ نسل اور غاصب جمہوریت کے استحصالی بطن کی پیدا شدہ جرائمی اولادیں ہیں۔

۳۶۔ ان کی غیر منصفانہ بڑی بڑی تنخواہیں، بے پناہ سہولتیں۔اعلیٰ بلڈنگوں پر مشتمل سرکاری مزین رہائشیں، شاہی ایوانوں، اعلیٰ دفاتر پر مشتمل سپریم کورٹ بلڈنگ کی طرح کا پورے ملک میں ہائی کورٹوں، سیشن کورٹوں، اور سول کورٹوں کا پھیلا ہوا جال، ریسٹ ہاؤس، گاڑیاں، اور پٹرول، بے شمار عملہ، ٹیلی فون، ہر ماہ کے بعد چلتی پھرتی عدالتوں کے ملک کے تمام صوبوں میں آنے جانے کے اخراجات، بڑے ٹی اے، بڑے ڈی اے، بڑی رشوتیں، بڑی جائیدادیں، ان کی زندگیوں کا مقصد بن چکا ہے۔اس کے علاوہ گرز ہاتھ میں تھامے، سرکاری شاہی وردی میں ملبوس، ان کے دفتر اور اس کے منسلک ویٹنگ روم یعنی چیمبر تک لے جانے اور لے آنے کا شہنشاہی نظام ایک جدید دور کی بدترین فرعونی، عدالتی ادا کا حصہ ہے۔جہاں پناہ کا اصل چہرہ، روپ، عدل کشی، بے رحمی، بے حسی، رشوت خوری، عدل وانصاف کے خلاف بڑی بڑی تنخواہیں اور لاتعداد سرکاری شاہی سہولتیں اور ہر قسم کے بے پناہ بدنما، بے حیا، مکروہ، ظالم، غاصب مجرمانہ داغوں سے بھرا پڑا ہے۔

۳۷۔ ان کی اس کرپشن، رشوت، ذاتی، معاشی، بے پناہ غیر منصفانہ، ملی خزانہ سے فوائد اور شاہی سہولتوں کو اس کرپٹ مغربی جمہوریت کے مجرمانہ نظام حکومت اور باطل، غاصب مجرمانہ معاشی تقسیم کے ہر جرم کو انہوں نے قانونی اور عدالتی تحفظ فراہم کر رکھا ہے۔ان کے یہ ضمیر کا حصہ ہی نہیں کہ وہ ایک عادل کی حیثیت سے ملک میں کسی لاقانونیت، جرم، سمگلر، رشوت خور، کمیشن خور، کسی کرپشن کے شاہکار، کسی غاصبانہ طور طریقوں میں ملوث، کسی زمین مافیہ، کسی ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر، ملک دولخت کرنے والے مجرموں، عورتوں کی اجتماعی بے حرمتی کے کسی کیس کو یا کسی بد دیانت حکمران کو عدل وانصاف کی خاطر پچھلے ۵۳ سالوں سے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے ان میں سے کسی ایک کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں لائی ہو۔ان کے سامنے ملک لٹتا رہا۔ملک دو ٹکڑے ہو گیا۔۹۳ ہزار فوجی سپاہ کو قیدی بنا دیا گیا، وہ عیش میں مست الست رہے۔نہ کسی ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے چیف جسٹسوں میں سے کسی ایک نے بھی کوئی بینچ تشکیل دیا نہ کوئی کاروائی عمل میں لائی گئی۔یہ تو ہر آنے والے حکمرانوں کے ہر قسم کے جرائم کے ساتھ تعاون کرتے چلے آ رہے ہیں۔وہ اپنی غیر قانونی، سہولتیں، تنخواہیں، ترقیاں، نوکریاں اور کرپشن کا مال بچانے کی خاطر ان کے ضمیر کی روشنی بجھ چکی ہوتی ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۸۔ احتساب بنچوں پر یہ سیاہ و سفید ہاتھی ملک کی معیشت کو چاٹنے میں ہر دور میں بری طرح مصروف چلے آ رہے ہیں۔ سیاست دانوں اور افسر شاہی نے اپنے تحفظ کے لئے یہ علیحدہ عدالتیں تشکیل دے رکھی ہیں۔ جہاں نورا کشتی کا احتسابی کھیل کھیلا جاتا ہے۔ جہاں مجرموں اور منصفوں میں کروڑوں، اربوں کے غبن کے سودے طے ہوتے ہیں۔ وہ ان کے کیسوں کو سال ہا سال تک لٹکائے رکھتے ہیں اور وقت کا انتظار اس وقت تک کرتے ہیں۔ جب تک حالات ان کی موافقت میں نہیں ہو جاتے اور ڈالروں سے بھرے بریف کیس ان تک نہیں پہنچ جاتے اور بالآخر ان کو یہ کہہ کر بری کر دیا جاتا ہے کہ حکومت ان کے خلاف کسی قسم کے مناسب شواہد پیش نہیں کر سکی۔ یہ معاشی رہزن رشوت کے غسل سے پاک وصاف ہو کر اپنی سیاسی ساخت کو بحال کر کے پھر عوام کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

۳۹۔ اس طرح وہ سفید ہاتھی، ملک کا بہت بڑا بجٹ چاٹ چکے ہوتے ہیں۔ انکے خمیر اور ضمیر میں عدل کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ کیس کی نوعیت کے مطابق کروڑوں، اربوں کے غبن میں سے زیادہ سے زیادہ اپنا حصہ حاصل کرنا ہوتا ہے اور اس طرح ملک کے تمام قرضے قانونی تقاضوں کو پورا کر کے ہضم کئے جا رہے ہیں اور اس فوجی حکومت سے پہلے شاید ہی کسی حکمران نے لوٹ مار، رشوت، کمیشن، ملکی خزانے کو لوٹنے اور ہضم کی ہوئی دولت میں سے کوئی پائی پیسہ جمع کروایا ہو یا ان کے خلاف آج تک کوئی کاروائی یا سزا دلوائی ہو۔ تمام عدالتیں ان معاشی اور معاشرتی درندوں، وحشیوں اور انسانی شکل میں بھیڑیوں کے تحفظ کی آماجگاہیں ہیں۔ جہاں سے یہ پاکبازی کا غسل کرتے رہتے ہیں۔

۴۰۔ صرف اسی فوجی حکومت کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان عدالتوں کے علاوہ ان غاصبوں اور بدقماشوں سے تیرہ ارب روپے اگلوا لئے ہیں۔ یہ کرپٹ افسر شاہی اور رشوت خور منصف اپنے ماموں بھانجوں کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرنے میں اور ہم پیشہ کرپٹ افسر شاہی اور منصفوں کے جرائم کو فائیلوں سے چاٹ جانے میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ ان کو اس عمل کی مہارت ٹریننگ پچھلے ۵۳ سالوں سے میسر ہے۔ جب تک ملک میں جمہوریت اور اس کے یہ طبقاتی حکمران، طبقاتی انگلش میڈیم اعلیٰ تعلیمی ادارے، طبقاتی معاشی اور معاشرتی تقسیم، بددیانت سیاہ و سفید ہاتھیوں پر مشتمل انتظامیہ کی بیشتر کرپٹ افسر شاہی اور عدلیہ کے لاتعداد عدل کش منصفوں کی فوج ظفر موج ملک میں قائم ہے اور یہ باطل سسٹم رائج ہے اس وقت تک یہ فوجی سیاسی حکمران، یہ غاصب فوج شاہی، کرپٹ افسر شاہی۔ یہ بد دیانت منصف شاہی اور نوکر شاہی ملک کا ستانوے فی صدی بجٹ ان کی تنخواہوں، بے شمار سہولتوں اور آرائشوں کی نظر ہوتا رہے گا۔

# بابا جی عنایت اللہ

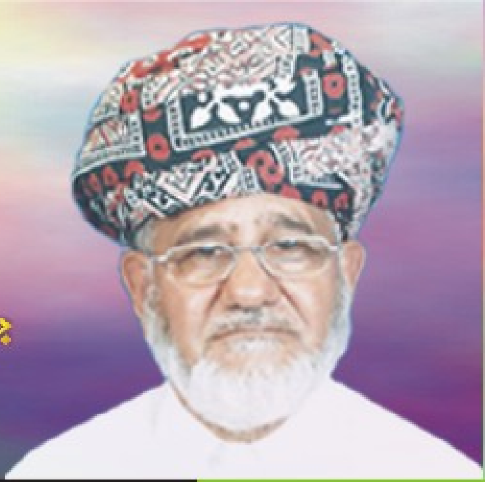

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۴۱۔ ملک کا خزانہ وسائل، جو ۹۹ فیصد غریب عوام یعنی کسان، مزدور، ہنر مندوں کے خون پسینے کی کمائی ہے اور یہ غریب، مسکین، یتیم، بیوہ، نادار محتاج، بوڑھوں، بے روزگاروں، مجبور، محکوم، بے بس انسانوں سے ظلم اور جبر کی شکل میں حاصل کئے ہوئے بے شمار ٹیکسوں، لاتعداد بلوں سے اکٹھی کی ہوئی دولت کو اس نظام عدل کے چلانے والے عیاشوں، بے رحموں، ظالموں، غاصبوں کے معاشی، معاشرتی، عدل کش طریقہ کار سے مقرر کی ہوئی بڑی بڑی تنخواہیں، بے شمار ٹی اے، ڈی اے، سرکاری اعلیٰ رہائش گاہیں ریسٹ ہاؤسز، ٹیلی فون، بڑی بڑی سرکاری گاڑیاں، پٹرول، ڈرائیور، باڈی گارڈ، بے شمار سرکاری ملازمین، بے شمار سرکاری سہولتیں اور بے پناہ فضول اخراجات، انکے علاوہ رشوت، کرپشن، کمیشن انکے روزمرہ قانون سے غسل کئے ہوئے جرائم ہیں۔

۴۲۔ بیت المال یا سرکاری خزانہ سے انکو تو صرف عام لوگوں جیسی جائز اور عام زندگی گذارنے کیلئے **1/14** کروڑ کا معاشی حصہ ملنا چاہئے۔ اگر اسلامی دور ہوتا تو انکے خمیر اور ضمیر یقیناً کم سے کم اخراجات، حاصل کر کے مطمئن ہوتے۔ یہ کیسے منصف ہیں جو اتنی بڑی تفاوت کی زندگی غیر دینی اور اسلام کے منافی گزار رہے ہیں۔ ان معاشی بھیڑیوں اور درندوں کو انصاف کا غسل کون دے گا۔ صاحب اقتدار کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اور ملک کے ان سرکاری دہشت گردوں کو بھی عدل کے عمل سے گذارے۔ اس ظالم نظام کو عدالتوں سے اٹھا کر مسجد کے صحن تک پہنچا دو۔ ملک کا بجٹ بھی بچ جائے گا۔ آئی ایم ایف کے قرضے ، انکی جائدادوں اور رشوت سے اکٹھی کی ہوئی دولت سے نہ صرف اتریں گے بلکہ ملک کا خزانہ بھی بھر جائے گا۔ یہ نظام کب تک چلتا رہے گا۔ یہ بریف کیس مافیا کب ختم ہوگا۔ انصاف پاکستان میں کب اپنا دروازہ کھولے گا۔ ان سوالات کے جواب موجودہ حکمران دینگے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ضرور دینگے۔ اگر یہ خدانخواستہ نہ دے سکے۔ تو گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ فطرت خود اس کا کڑاکے دار جواب دینے کی تیاری کئے بیٹھی ہے۔ انشا اللہ اس کام میں اب دیری نہیں ہوگی۔

۴۳۔ اب معلوم نہیں کہ یہ غیر سیاسی فوجی قیادت اس جمہوری نظام حکومت کے دائرے میں رہ کر ان ماموں بھانجوں سے لوٹا ہوا خزانہ واپس لینے اور ان کو کڑی سزائیں دینے میں کہاں تک کامیاب ہوسکتی ہے یا پہلی حکومتوں کی طرح یہ محتسب سرکاری خزانہ سے تنخواہیں اور بے شمار سرکاری سہولتوں کے ڈاکے مارتے رہیں گے اور ان قومی مجرموں سے ان کروڑوں، اربوں کے ڈاکوؤں سے اپنے ڈالروں کے بریف کیس حاصل کرتے رہیں گے۔ کسی سیاستدان، کسی افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی کے شاہانہ اخراجات، گاڑیاں، کوٹھیاں، کاروبار، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، اندرون، بیرون ممالک تجارت اور جائیدادیں انکی کرپشن، رشوت، کمیشنوں اور ڈاکوں کی پورے ملک میں اذانیں سنائی دیتی رہیں گی۔ چور اور کتیا مل جائیں۔ تو ڈاکو، ڈکیٹ، دہشت گرد، معاشی قاتلوں کو کون پکڑ سکتا ہے۔ جنرل مشرف اور ان کے کور کمانڈر ساتھیوں نے ایمانداری، دیانت داری سے انکا محاسبہ کرنے کا عہد اور وچن قوم کو دے رکھا ہے۔ خدا ان کو توفیق دے اور کامیاب کرے (آمین)۔ چودہ کروڑ عوام کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۴۴۔ کوئی بھی حکومت ہو' کوئی بھی حکمران ہو وہ جمہوریت کی پروردہ اس بددیانت انتظامیہ کی افسر شاہی اور عدلیہ کے ان بدکردار عدل کش منصفوں سے اپنے دور اقتدار میں اپنے نیک، فلاحی، جذبوں اور ارمانوں کی ان سے قبریں تو کھدوا سکتا ہے۔ وہ ملک میں انسانیت کے بنیادی حقوق، عدل وانصاف کو قائم نہیں کروا سکتا۔ ان کرگسوں اور گدھوں کی موجودگی میں ملک کو فلاحی ریاست نہیں بنا سکتا۔ وہ ملک کے ضخیم قرضوں میں ان کی تنخواہوں اور بے پناہ سہولتوں کی سرکاری خزانے سے ادائیگیاں کر کے ملک کے قرضوں میں اضافہ تو کر سکتا ہے۔ ان قرضوں کو اتار نہیں سکتا۔ کیونکہ ملک کا ستانوے فی صدی بجٹ ان سیاہ و سفید ہاتھیوں کے سرکاری ایوانوں ، کوٹھیوں محلوں، بڑی بڑی گاڑیوں، ریسٹ ہاؤسوں، بڑے بڑے دفاتر کی عظیم بلڈنگوں، ان کی اکیڈمیوں، ان کی ڈیکوریشنوں، ملک کے اندر اور بیرون ممالک ان کے تربیتی کورسوں میں شمولیت کے بڑے بڑے بجٹ، بیرون ممالک فارن ایکسچینج، ان کے ٹی اے، ڈی اے، ان کی بڑی بڑی غیر منصفانہ، غیر عادلانہ تنخواہیں، بے حساب، لامتناہی غاصبانہ سرکاری سہولتوں کی نذر ہو جاتا ہے۔

۴۵۔ ہر دور میں اس افسر شاہی اور منصف شاہی کی تعداد دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ ان کے لئے ایک اور آئی ایم ایف درکار ہے۔ جو اس ملک کو اسی طرح قرضے فراہم کرے تاکہ ان کا رشوت اور کمیشن کا لوٹ مار کا کاروبار حیات آسانی سے چل سکے۔ ہر حکومت' ہر حکمران کو ملکی نظام چلانے اور قرض ادا کرنے کے لئے عوام الناس پر بلوں، ٹیکسوں میں بے پناہ اضافوں کا چکر چلا کر عوام اور حکمرانوں میں نفرت کی خلیج قائم کر دیتے ہیں۔ وہ ملک میں انارکی پھیلاتے ہیں۔ اور اسی آگ میں ہر دور کے حکمرانوں اور ان کے اقتدار کو بھسم کر کے خود عیش وعشرت اور اپنی صدابہار حکمرانی قائم رکھتے ہیں۔ وہ اپنی ظالمانہ رائج الوقت معاشی لوٹ مار کی پالیسیوں اور سسٹم کو جوں کا توں چلاتے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر ملکی قرضے بھی ان کی ملی بھگت سے کرپشن، کمیشن اور رشوت کی نذر ہو جاتے ہیں۔ رزق حرام انکو باطنی زندگی کی پاکیزگی سے محروم کر دیتا ہے اور احساس زیاں کا شعور بھی چھین لیتا ہے۔

۴۶۔ ان کی جائیدادیں اور مخفی اکاؤنٹ اور ان کے بے پناہ شاہی اخراجات، ان کے پھلوں اور میوہ جات سے بھرے ہوئے ڈائننگ ٹیبل اور ان کا یہ استحصالی جمہوری نظام، ان ملی مجرموں اور لٹیروں کے خلاف چیخ چیخ کر اہل دل، اہل نظر، اہل شعور، اہل احتساب، اہل وطن۔ اور اہل اقتدار فوجی حکمرانوں کو پکار پکار کر یہ التجائیں اور ندائیں پیش کر رہی ہیں اور سراپا سوال بنی کھڑی ہیں کہ ملت اسلامیہ اور اہل پاکستان کے عوام کے ساتھ یہ اذیت ناک ظلم کیوں۔ کیا اس نظام عدل وانصاف، اس بدترین عدل کش سسٹم اور اس بریف کیس مافیہ کے خونخوار معاشی منصفوں کا ملک مزید متحمل ہو سکتا ہے؟ ملک وملت کی فلاح صرف رسول عربی ﷺ کے دستور مقدس میں مضمر ہے۔ ہم کب تک خدا اور رسول ﷺ کے نظام کے خلاف ان غاصبوں اور ان کے سسٹم کے تحفظ کے لئے جنگ لڑتے رہیں گے۔ یا اللہ۔ اپنی مقبول ومحبوب امت کو ان منافقوں کے عذاب سے بچا۔

۴۷۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے لے کر ۱۹۴۷ء تک اور ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک تمام معصوم بے گناہ شہدا کی روحیں پکار پکار کر اس پاک وطن کے حکمرانوں سے اس مغربی جمہوریت کے غاصب، جابر، باطل، ظالم، بے دین نظام حکومت اور اسکی انتظامیہ اور ان کے بے رحم ظالم عدل کش منصفوں کے اس سانچے اور ڈھانچے کو اسلامائیزیشن کے فطرتی عدل وانصاف کے ضابطہ حیات میں کیوں نہیں ڈھالا اور کیوں نہیں بدلا گیا۔ ملک کو امن کا گہوارہ کیوں نہیں بنایا گیا۔ یہ خوفناک حقیقت پر مبنی سوال بڑے جلال کے ساتھ تمام فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے لئے سراپا سوال بنا کھڑا ہے کہ کیوں نہیں یہ حکمران خدا اور رسول ﷺ کی عملی طور پر اطاعت قبول کرتے۔ ملت اسلامیہ کو ان لامتناہی اذیتوں سے نجات کیوں نہیں دلواتے۔ کیا وہ اس باطل نظام حکومت اور اسکے آستین کے سانپوں کو پالتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے کور کمانڈروں کو اس اذیت ناک سسٹم سے ملت کو نجات دلانے کی توفیق عطا فرماویں اور دستور مقدس کے نفاذ کی قوت اور ہمت بھی بخشیں۔ آمین

۴۸۔ مسلمان تو انصاف کی عدالت مسجد شریف میں بیٹھ کر لگاتے ہیں انصاف کے تقاضے خدا اور رسول ﷺ کے ضابطہ کی روشنی میں پورا کرتے ہیں اور کیسوں کو نپٹاتے ہیں۔ جھوٹے گواہ کو سزا آناً فاناً دیتے ہیں۔ منصفوں کی کسی قسم کی کوتاہی اور ناانصافی کو کسی حالت میں بھی معاف نہیں کیا جاتا۔ اس کے لئے قانون کی جزا وسزا میں سے گزرنے کا مثالی طریقہ کار عمل میں لایا جاتا ہے۔ یہ ضابطہ حیات کسی کو بھی غلط عمل یا حرکت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ انصاف سال ہا سال تک نہیں۔ مہینوں تک بھی نہیں ہفتوں میں نہیں بلکہ چند یوم میں مہیا کیا جاتا ہے اور اس پر کسی قسم کے کوئی اخراجات ادا نہیں کرنے پڑتے۔ قرآن حکیم کے منافقو اسلام کوئی فرسودہ نظام حکومت اور نظام حیات نہیں۔ انکے گمراہ کن خیال کی تردید صرف عمل سے کی جاسکتی ہے۔ حیوان ناطق کی آنکھ، اہل بصیرت کی آنکھ اور دیدہ وبینا کی آنکھ دین کی روشنی میں پلنے اور پنپنے والے انسانوں پر یہ علم منکشف ہوتا ہے۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے اندھوں کو اندھیروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ اللہ جی ان پر اور ملت اسلامیہ پر اپنے حبیب ﷺ کے صدقے آسانیاں اور رحم فرماؤ۔ آمین

۴۹۔ اسلامی نظام مملکت کے بعد پاکستان کے تمام عدالتی نظام کے بجٹ کی ضرورت ختم ہو جائے گی۔ ظالم، بے رحم، غاصب، بے دین، منصفوں کا سیاہ و سفید، بدمست ہاتھیوں کا غول۔ نہ معاشرتی اقدار کو روندے گا۔ نہ ہی ملک وملت کی معاشی اور معاشرتی، اقتصادی قوت کو نگل سکے گا۔ ان کے طبقاتی انگلش میڈیم اداروں کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ عوام ان سے ان کے باطل نظام سے نجات کی شہنایاں بجائیں گے۔ ملک وملت کا قافلہ معاشی معاشرتی استحکام کی منزل کی طرف دین کی روشنی میں بے خطر گامزن ہو سکے گا۔

۵۰۔ ان فطرتی حقائق کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ کہ جن سیاسی پارٹیوں یا حکمرانوں نے اپنے پسندیدہ لوگوں، عزیزوں کی نامزدگیاں ان غاصب، بے رحم منصفوں کی تقرریاں اور تعیناتیاں کی ہوتی ہیں ۔ان کے مفاد بھی ان سے ویسے ہی منسلک ہوتے ہیں ۔یہ ہر مشکل اور ہر آڑے وقت میں یہ شہرت یافتہ کرپٹ، بدکردار ماموں بھانجے ۔ایک دوسرے کی ڈھال بنتے چلے آرہے ہیں ۔یہ کیسے کسی نیک، ایماندار حکمران اور اس کے احتساب کو ملک میں چلنے دیں گے ۔خاص کر اس وقت جب یہ لوگ احتساب کی گرفت میں تڑپ اور پھڑک رہے ہوں ۔اور ہر قیمت پر اس احتسابی پھندے سے نجات چاہتے ہوں ۔یہ ایسے حکمرانوں کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ۔ان کو پہلی دفعہ مشکل جرنیلوں سے واسطہ پڑا ہے ۔احتساب کے عمل سے بچ نکلنا ان کے لئے آسان کام نہیں فطرت اپنا عمل بروئے کار لا رہی ہے۔

۵۱۔ اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ پاکستانی عوام کو موجودہ جمہوری نظام کے تحت قائم کی ہوئی ملکی عدالتوں سے انصاف کی بھیک، خیرات یا صدقہ حاصل کرنے کے لئے ایک عام آدمی کو صبر ایوب، عمر نوح، اور قارون کا خزانہ درکار ہوتا ہے ۔ایسی ظالم عدالتوں، ایسے بے حیا، بے شرم باطل، فاجر، غاصب ۔ضابطہ قانون اور ججوں، منصفوں اور محتسبوں پر مشتمل سرکاری خزانہ اور ملکی معیشت اور وسائل چاٹنے والے سیاہ وسفید سرخ، بدمست ہاتھی، ملک میں انصاف، عدل، اعتدال، مساوات کو مسخ کرنے والے اور روندنے والے یہ مغربی تہذیب کے مہذب، مدبر، مفکر، دانشور، قانون دان، انسانی روپ میں کرگسیں، گدھیں، درندے اور وحشی بھیڑیئے ۔ان کے اعلیٰ لاجواب دفاتر اور ریسٹ ہاؤسوں پر مشتمل ll decorated buildings ، ان کی عالی شان عیش وعشرت سے مزین رہائش گاہوں، ان کے اعلیٰ قسم کے کھانوں میں بیشمار قاتلوں، غاصبوں، سمگلروں، راشیوں، لٹیروں، ڈاکوؤوں، رہزنوں، دہشت گردوں، منشیات فروشوں اور ملک کے غداروں، بلیک میلروں اور ملک دشمن عناصر کے تعفن کی سڑاند اور بدبو آتی ہے۔

۵۲۔ عدلیہ کا ادارہ اور ان کے بریف کیس والے سسٹم کے یہ منصف ایک کلمہ گو مسلمان کی حیثیت سے اسلامی آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھیں ۔فیصلہ سے عوام کو مطلع فرمائیں کہ انہوں نے ان منصفوں کے بہروپ کے روپ میں کس قسم کی شکل ان کے سامنے آئی ہے ۔اس کے نام سے ضرور عوام الناس کو آگاہ کریں ۔ان کے خلاف توہین عدالت کا کیس عوام الناس کی کورٹ میں پیش ہو چکا ہے ۔عوام ان کو ملی مجرم تسلیم کرتے ہیں ۔ان کی مہربانی ہوگی ۔کہ اگر وہ اس گھناؤنے نظام، سسٹم اور عمل سے توبہ کرلیں ۔اللہ تعالیٰ کے قہر کا نشانہ نہ بنیں ۔کیونکہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے ۔بہتر یہی ہے کہ وہ منافقت کی موت نہ مریں ۔یہ چند روزہ زندگی حضور نبی کریم ﷺ کی قربت کے سپرد کردیں ۔آپ کے اندر کا انسان جاگ اٹھے گا ۔اور جگمگا کر اپنی اصل اساس سے مخلوق خدا کو راحت اور سکون کی روشنی عطا کرے گا ۔خدا آپ کو توفیق عطا فرمائے اور اس نجس زندگی سے نجات بھی دے ۔آمین

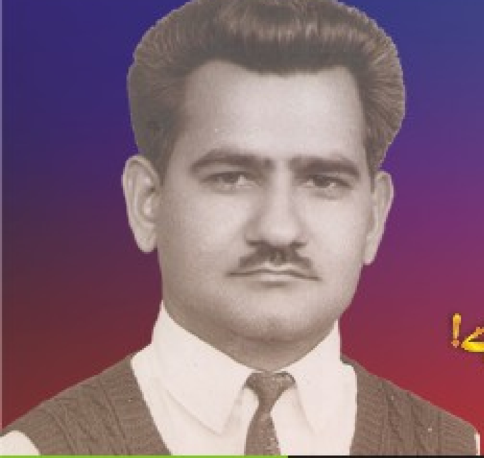

# باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۵۳۔ ۱۸۵۷ء کے ایکٹوں سے لے کر انڈین لا، برٹش لا، جیورس پروڈنس، **Jurisprucidence** کے تحت ترتیب دینے والے قوانین جو کتے کتیوں سے جنسی تعلق جو ہم جنس سے جنسی تعلق کو قانونی حیثیت دے کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مرتکب اور ایڈز جیسی مہلک بیماری کو جنم دینے والے مغربی ممالک کے نظام عدل کو آہستہ آہستہ بتدریج آگے بڑھاتے جا رہے ہیں۔ ہر روز اعلیٰ عدالتوں میں قوانین بدلتے اور ترمیمیں ہوتی رہتی ہیں۔ عدل و انصاف کے منصف ہر روز اپنا پیمانہ عدل بدلتے رہتے ہیں۔ ہر ماہ نئے فیصلوں پر مشتمل پی ایل ڈی شائع ہوتی رہتی ہیں۔ انگریزوں کا مقولہ ہے کہ ''بیوقوف قانون بناتے ہیں اور عقل مندان کو توڑتے ہیں''۔ یقیناً اسی کی روشنی میں یہ اعلیٰ عدالتیں۔ اپنی ذہنی اختراع اور ارتقاء سے اور ملک کے دانشور وکلا صاحبان کی معاونت سے اپنے فیصلوں کو ملکی قوانین، عدل و انصاف میں ترامیم کے فارمولا سے قانونی دہشت گردی کا رواج قائم کیے ہوئے ہیں۔

۵۴۔ اگر یہ عدلیہ کے شعبہ کے محافظ انصاف کے میزان کی امانت کو محفوظ رکھتے۔ اور نظام عدل کی خامیوں اور برائیوں کو دور کرتے اور ایک سچے مسلمان کی طرح اپنے منصب کی ذمہ داریوں کو ایمانداری سے نبھاتے۔ انصاف اور مساوات اپنی ذات سے شروع کرتے تو ملک میں کسی قسم کا ظلم، اور ظالم معاشرے میں ڈھونڈے سے نہ ملتے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ حکمرانوں کو قانون کی بالادستی کی گرفت میں لاتے۔ اسلامی ضابطہ حیات ملک میں نافذ العمل کرواتے۔ انہوں نے تو خود انصاف کی فقیری کا راستہ چھوڑ کر قارونی، فرعونی، اور لعنتی زندگی کو اپنایا۔ انصاف، اعتدال، اور مساوات کو خود نگل گئے ایک کسان، مزدور، ہنرمند، کے معیار زندگی سے کہیں بڑھ چڑھ کر اپنے اس غیر منصفانہ، غاصبانہ اعلیٰ معیار کو قائم رکھا۔ انکی محنت مشقت سے حاصل کردہ وسائل، ملکی خزانہ، تفاوتی نظام کے تحت زبردستی چھینتے چلے آئے، اور موت کو بھول گئے۔ اسلام کی تعلیمات کے خلاف کفر اور منافقت کا راستہ اختیار کر لیا۔ جسم اور روح کے گرد بدقماشی اور مادیت کا لباس اوڑھ لیا۔ ضروریات اور خواہشات کا دامن پھیلا لیا۔ صبر، شکر، سادگی، کفائیت شعاری سے تعلق منقطع کر لیا۔ اندر کا حیوان پلتا اور پنپتا رہا۔ انسان انسانیت کی منازل طے کرنے کی بجائے حیوان ناطق اور درندہ بن کر رہ گیا۔ یا اللہ ان کو بادسموم کی کثافتوں اور بادنسیم کی لطافتوں سے گزار کر خیر کی دنیا کا شاہکار بنا۔ یا اللہ تو انکو ایک سچے مسلمان کی زندگی عطا فرما۔ آمین

۵۵۔ ملت بیضا کی اخلاقی، دینی اور روحانی اقدار کی شیرازہ بندی کا آغاز ہو چکا ہے۔ انسانی لباس میں ملبوس روحیں تڑپنے، پھڑکنے والی سیمابی باطنی قوتیں صدائے وقت سے صدائے ملت بن کر شریعت محمدی ﷺ کی روشنی میں کار جہاں، معمار جہاں کا فیض حاصل کرنے کے لئے بارگاہ الٰہی کے دروازے پر جہان نو کی تعمیر کے لئے باطنی سجدے میں جھک چکی ہیں۔ حکمت مغرب کے یہ تمام ملکی ادارے، یہ تمام انتظامی نوکر شاہی، عدلیہ کے منصف تیار کرنے والی باطل اکیڈمیاں، یہ تمام باطل، غاصب جمہوری کلچر، کو فروغ دینے والی ایجنسیاں، یہ طبقاتی تعلیمی نظام، یہ جمہوریت میں شمولیت کرنے والی خود ساختہ دینی سیاسی جماعتیں، اس ظالم، بے رحم، دہشت گرد، عدل کش، معاشی قانونی، انتظامی، عدالتی جمہوری نظام کے پیروکاروں کے دعا گو پیران کلیسا، جاگیردار اور سرمایہ دار کے روپ میں جمہوریت کے وحشی درندے، عدلیہ انتظامیہ کی کرپٹ افسر شاہی کی شکل میں متشکل بھیڑئیے، یہ سب لوگ ملک وملت کے ساتھ اس عظیم سانحہ اور المیہ کے مجرم ہیں۔ اور یہی حکمران افسر شاہی، منصف شاہی طبقے پہلے بھی پاکستان کو دولخت کرنے کے مجرم ہوئے، یہ ملک کے ساتھ غداری کے مرتکب، ملک کو معاشی طور پر انہوں نے دیوالیہ کر دیا ہے۔ فطرت کے پاس انکے بے شمار ظلم، ناانصافی اور بربریت کے عبرتناک اعمال کا قرض واجب الادا ہو چکا ہے۔ اب اسکی ادائیگی کا عمل جاری ہے۔ فطرت کا نشتر اپنے عمل کے لئے تیار ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۶۔ اب دنیا میں جنگ کے اصول بدل چکے ہیں۔ اب جنگیں اقتصادی اور معاشی سطح پر لڑی جاتی ہیں۔ جس ملک، قوم، ملت، معاشرے کی اقتصادی، معاشی حالت بہتر نہ ہوگی۔ جس ملک کا اونچا قبیلہ شاہ خرچیوں، عیاشیوں، فحاشیوں، بدکرداریوں کو اپنا لے اور ملکی وسائل، خزانہ کو مال غنیمت سمجھ کر لوٹ مار شروع کردے۔ عدل وانصاف کو روندتا جائے۔ اس ملک کے عوام غریب، نادار، بے بس، بیکس، مجبور بھوک ننگ اور خستہ حالی کی اذیتوں اور مصیبتوں سے دو چار ہو کر، بڑی کسمپرسی کی حالت میں زبوں حالی کے عبرت نامے بن جائیں۔ اس کے علاوہ جو ملک یا عوام جنکے حکمران یا سیاستدان رہزن ہوں اور بڑے بڑے ملکوں یا آئی ایم ایف جیسے اداروں سے قرض حاصل کر کے خود ہضم کر جائیں اور ملک مقروض ہو جائے تو وہ اپنے قرضے وصول کرنے کے لئے اس ملک کے قدرتی وسائل یا بڑے بڑے انکم کے ادارے یعنی ریلوے، واپڈا، آئیل اینڈ گیس کارپوریشن، اور قدرتی معدنیات کے وسائل وغیرہ وغیرہ اونے پونے داموں خرید وفروخت کرا کر ایسٹ انڈیا کمپنی کی صورت اور روپ میں ملک کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور عملی طور پر ملک کے اندر ہر شعبے کا کنٹرول حاصل کر کے ملک کے اقتصادی اور معاشی ڈھانچے پر قابض ہو جاتے ہیں اور ملک اور عوام کو غلام اور زیر کر لیتے ہیں۔ اس ملک کی ہر قسم کی رازداری اور کمزوریوں سے آشنا ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ملک کے ڈیفنس اور ایٹمی قوت کے سلامتی کے شعبوں کے بجٹ سلب کر دیتے ہیں۔ ملک اور قومیں اپنی حفاظت سے محروم اور کمزور ہو جاتی ہیں۔

۵۷۔ پاکستان اس وقت ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہے۔ ملک کا بجٹ بیرونی ممالک اور آئی ایم ایف کے قرضے پچھلے ۵۳ سالوں سے یہ ظالم حکمران، یہ بدقماش انتظامیہ، اور عدل کش عدلیہ کا کرپٹ افسر شاہی ٹولہ یعنی یہی وحشی، بھیڑیئے اور درندے ملکی معیشت کو چاٹتے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے ملکی معیشت کو تباہ کرنے کا ہر حربہ ہر جرم اپنایا۔ ملک کے خزانے سے بڑی بڑی تنخواہوں، بڑی بڑی رہائشوں، شاہی اخراجات، عالی شان، بلڈنگوں پر مشتمل well decorated دفاتر، نایاب اقسام کے فرنیچر۔ وال ٹو وال قالین۔ ایرکنڈیشن دفاتر، بے پناہ ناجائز اقسام کے غیر ضروری اخراجات، لاتعداد مرسیڈیز، پیجارو، لینڈ کروزرز اور ان کے علاوہ بے شمار انکے لئے بڑی بڑی گاڑیاں، پٹرول، ڈیزل ڈرائیوران حکمرانوں فوج شاہی، منصف شاہی اور افسر شاہی کے ریسٹ ہاؤسوں، اندرون ممالک اور بیرون ممالک ان کے اور ان کے عملے کے شاہی ہوٹلوں کے اخراجات اور ان گنت غیر اخلاقی، ناجائز اور غیر ضروری اور غیر عادلانہ سرکاری شاہی سہولتوں کا غیر منصفانہ خود ساختہ نظام عدل سے ملک کا بجٹ ہضم کر جاتے ہیں۔ تمام قرضے کمیشنوں اور رشوتوں کی صورت میں یہ حکومتی دہشت گرد آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ

**جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!**

۵۸۔ دوسری طرف ۹۹ فیصد کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس جو اس **ملک** کے وسائل اور خزانہ کے اصل مالک ہیں۔ انکا یہ حشر کہ چولستان جیسے صحراؤں اور دیہی علاقوں میں انسانوں، حیوانوں کے پینے کے لئے پانی کی پائپ لائن بچھانے تک کے اہم اور بنیادی منصوبوں کی طرف قطعاً کوئی دھیان نہیں دیتے۔ جب کہ یہی لوگ اس **ملک** کی ہر قسم کی معیشت ہر قسم کی پیداوار، اور ہر قسم کا را میٹیریل ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، کو مہیا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ کہ اس **ملک** کا تمام خزانہ اور تمام جدید ترین وسائل انہی کے دم سے ان عیاشوں کو میسر ہیں۔ **ملک** کی ننانویں فی صد عوام، کسان، مزدور، ہنرمند اور تمام شعبوں کے کارکن ایک ایک پائی کر کے خزانہ میں جمع کرتے ہیں۔ ملکی وسائل اور خزانہ کے مالک اور وارث خود غربت، بھوک، ننگ سے دوچار رہتے، تنگ دستی اور کسمپرسی کی زندگی گزارتے ہیں۔ ان معاشی قاتلوں کی آنکھوں کے سامنے وہ سسک سسک کر صحراؤں، دیہاتوں اور شہروں میں زندگی کے ایام اذیتناک حالت میں گزارتے اور دم توڑتے جاتے ہیں اور ان بے رحم رہزنوں کو کبھی رحم نہیں آیا۔ چودہ کروڑ عوام ان بدقماش عیاش، استحصالی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے ایک فی صد دہشت گرد کالے انگریز حکمرانوں، ان کی کالی عدلیہ اور کالی انتظامیہ کی افسر شاہی کے استحصالی شکنجوں میں جکڑے پڑے ہیں۔ ان ایک فی صد لٹیروں، رہزنوں کے فوجی سیاسی استحصالی حکومتی اور انکے مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی افسر شاہی کے شاہی طبقہ سے ملکی وسائل اور خزانہ بحال کروانا، ان کا احتساب کرنا، ان کو عدل کا جام پلانا، وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ اے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے دہشت گردو، خدارا اہل وطن مسلم امہ اور انکی نسلوں پر رحم کھاؤ۔ جمہوریت کے باطل نظام کے غاصب حکمرانوں، عدل کش عدلیہ اور غاصب انتظامیہ کے اداروں کو اسلام مائیزیشن کا غسل دے دو۔ قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کی روشنی میں نظام مملکت قائم کرو۔ عدل و انصاف کو عدل کش عدالتوں سے نکال کر مسجد کے صحن تک لے آؤ۔ طبقاتی شاہی تنخواہوں اور شاہی سہولتوں کا غیر منصفانہ نظام ختم کرو۔ ملکی خزانہ اور وسائل میں اہل وطن کو شامل کرو، ان کے بنیادی حقوق کو بحال کرو **ملک** میں امن قائم ہوگا۔ قرضے اتریں گے۔ **ملک** ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

۵۹۔ خلیفہ وقت اور اس کے انتظامی ڈھانچے کے ارکان کا بجٹ اور اس کی عدلیہ اور انتظامیہ کا بجٹ سمٹ کر اربوں سے ہزاروں میں خود بخود پہنچ جائے گا۔ **ملک** کو دیوالیہ ہونے سے بچاؤ۔ ایک فی صد ان کالے حکمرانوں، کالی عدلیہ اور کالی انتظامیہ کے معاشی درندوں اور بھیڑیوں سے ننانویں فی صد عوام الناس کو نجات دلاؤ۔ اگر یہ ایک فی صد لٹیرے، ڈاکو، معاشی قاتل، تھوڑی بہت مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں تو انکی بداعمالیوں، شاہ خرچیوں کے ظالمانہ رویے پر کسی کو افسوس نہیں ہونا چاہئے۔ لاکھوں سرکاری قیمتی گاڑیوں کا کلچر ختم کرو، پبلک ٹرانسپورٹ کا نظام رائج کرو، گروی پڑے ہوئے عوام اور دیوالیہ **ملک** کو نجات دلانا بڑا ضروری اور اہم ہے۔ اس ضمن میں کسی قسم کی کوتاہی کی گئی تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی، ہمارے **ملک** کے حکمران مادہ پرست فلاسفرز کے بے دین نظریات کے یہودیوں اور عیسائیوں کے روپ میں مادہ پرست معاشی، معاشرتی دہشت گرد ہوں گے۔

۶۰۔ ملت کے کسی قسم کے احتجاج کے بغیر سی ٹی بی ٹی پر دستخط مسلط ہو جائیں گے۔ اور چودہ کروڑ عوام ہاتھ ملتے رہیں گے اور یہ عیاشوں کا ٹولہ مغربی ممالک میں بھاگ جانے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرے گا اب وقت ہے کہ عدل کی تلوار سے ان کی کوٹھیوں، محلوں، زمینوں، کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں، کاروں، کاروباروں، بینکوں میں ڈالروں کو واپس لے کر سرکاری خزانے میں جمع کرائیں۔ اور غیر ملکی قرضوں کو جلد سے جلد ادا کر کے ملک کو آزادی اور بین الاقوامی سطح پر سرفرازی کی راہ پر گامزن کر دیں۔ انکے خلاف انصاف کا گجر بج چکا ہے اور احتساب کا غدر برپا ہو چکا ہے۔ ملک کو ان بے رحم بھیڑیوں اور درندوں سے بچانا نہایت ضروری ہو چکا ہے۔ نئی نسل اس نظام کو ختم کرنے کے لئے بے قرار اور مضطرب کھڑی ہے۔ ملک میں اقتصادی اور معاشی ڈھانچے کو اعتدال اور انصاف کو دینی بنیادوں پر قائم کرنا ہوگا۔ انگریزی کی بجائے اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دو۔ اسلام کے مطابق خلیفہ وقت کی زندگی اور ملی فرائض ادا کرنے والوں کی زندگی کا نصاب ہر کوئی خوب جانتا ہے۔ اس کو قائم کرو۔ یہ وہ علم ہے جو بتایا نہیں جا سکتا، عمل کر کے دکھایا جا سکتا ہے۔

۶۱۔ ملک کے چودہ کروڑ عوام دینی راستوں پر گامزن ہو کر امن و سکون، عدل و انصاف، اعتدال و مساوات، خیر و برکت اور ملک کو عظمتوں کا گہوارہ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ ملک قرضوں کی لعنت سے بچ جائے گا۔ ملک اقتصادی اور معاشی طور پر مضبوط اور معاشرتی طور پر اعلیٰ اقدار کا مالک اور وارث ہوگا۔ دنیائے عالم کی نظر میں ان کا کریکٹر قابل تقلید ہوگا۔ عدل و انصاف کا ان غاصب عدالتوں سے نکال کر مساجد کے صحن تک پہنچانے سے نت نئے قوانین کی تبدیلی اور ہر ماہ کی پی ایل ڈی کے شائع ہونے کا نظام اور اس پر بے شمار اخراجات بھی خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ خدا کی ایک پاکیزہ الہامی کتاب یعنی قرآن پاک کی اطاعت سے ان کی انصاف کش لاکھوں کتابوں کے عذاب سے نجات مل جائے گی۔ ان کے طریقہ کار کی طرح نہ اس مقدس کتاب کے قوانین میں ترمیم ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہوگی۔ ملک ایک ایسے غاصب ٹولہ کے معاشی اور معاشرتی استحصالی ڈھانچہ سے نجات پا کر کرپشن، رشوت کی لعنت سے پاک ہو جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ملت اجتماعی معاشی، معاشرتی قاتلوں کی سرکاری بالادستی کے ظلم سے بچ نکلے گی اس ملکی خزانہ سے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، زراعت، تعلیم کے شعبوں میں استعمال کر کے عوام ملک سے غربت دور کرنے، اور ملت مالی اور ملکی استحکام حاصل کرنے کے قابل ہو جائے گی۔

۶۲۔ اے ملت کے مجاہدو! اے ملت کے غازیو! اے ملت کے شہیدوں کے وارثو! آپ نے افواج پاکستان میں شامل ہونے سے پہلے ملک و ملت کو ایک عہد دیا تھا۔ کہ آپ ہر قسم کے ملکی، ملی، قومی، دینی دشمنوں کے خلاف، تن، من، دھن، سے جہاد اور جنگ لڑیں گے۔ جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ جب بھی دشمنوں نے پاکستان کی عوام یا اس ملک پر حملہ کیا۔ تو آج تک کی تاریخ شاہد ہے کہ ہماری افواج نے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا حق ادا کیا۔ آج کے دشمن کو بھی پہچانو۔ جنہوں نے ملک و ملت کو یرغمال بنا کر اس کو لوٹا اور اس کے اسلامی کریکٹر و کردار کو بھی بری طرح چھین لیا۔ ملک و ملت کو ان غدار دہشت گردوں سے صرف اسلامی انقلاب ہی بچا سکتا ہے۔

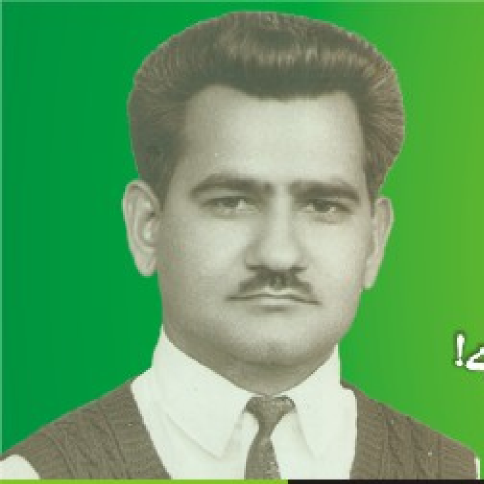

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۳۔ اب آپ کے سامنے ملت اسلامیہ اور اس کی اصل اساس یعنی دین محمدی ﷺ کو ہماری جابر، غاصب، منظم، کالی افسر شاہی، کالی منصف شاہی اور ظالم کالے حکمرانوں نے ان تمام اسلامی اقدار، امانت، دیانت، عدل، انصاف، مہر و محبت، اخوت، درگذر، عفو، اعتدال، مساوات کی تعلیمات اور اس کی اصل روح کے متضاد، منافی مادہ پرست ہندوؤں، یہودیوں، عیسائیوں، کے تعلیمی، اور عدلی نظام کو مغربی جمہوریت کا لباس پہنا کر ملک میں رائج الوقت کر رکھا ہے۔ ان سے فوری نجات وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۶۴۔ انہوں نے دیدہ دانستہ، اسلامی طاقت کو مفلوج کرنے اور اسلامی تعلیم کو پڑھنے پڑھانے تک محدود اور مسدود کر رکھا ہے۔ ملک میں ان منافق، گوریلوں، دہشت گردوں کیا استحصالی نظام و سسٹم پر سرخ سیاہی سے نشان لگائیں۔ اور ان کے خلاف جہاد کا عمل جاری کریں۔ ان کے مغربی جمہوریت کے مکمل ڈھانچے کو بدل کر اسلام کا مقدس الہامی اسلامی جمہوری نظام ملک میں فوری طور پر نافذ العمل کریں۔ اس سے آپ کی عاقبت بھی بہتر ہوگی اور ملک کا اقتدار بھی دین کے محافظوں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اور چودہ کروڑ عوام کی تائید اپنے اس اسلامی ہیرو کو مکمل طور پر دل و جان سے میسر اور حاصل ہوگی۔ وہ مجاہد، وہ غازی دنیائے اسلام کا ہی ہیرو نہیں ہوگا بلکہ پوری انسانیت کا رہبر و رہنما ہوگا۔

۶۵۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دنیا میں کوئی اسلامی ملک جب اپنے ملک میں دستور مقدس کو نافذ العمل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس ملک کے پیچھے مادہ پرست یہودی، ہندو، عیسائی، لابیاں، حرکت میں آ جاتی ہیں۔ اور بین الاقوامی مغربی طاقتیں، اکٹھی ہو کر، اس ملک کے خلاف سازشوں کا جال بچھانا شروع کر دیتی ہیں۔ اپنے نشر و اشاعت کے اداروں کو اس کے خلاف من گھڑت، الزامات، کی تشہیر دنیا بھر کی اقوام میں کرتی ہیں۔ اس ملک کا اقتصادی اور معاشرتی بائیکاٹ کر دیتی ہیں۔ اس کو بنیاد پرست اور دہشت گرد قرار دے کر اس ملک کا حقہ پانی بند کر کے معاشی اور معاشرتی تکلیفوں اور اذیتوں میں مبتلا کرتی چلی آ رہی ہیں۔ انہی بنیادوں پر ایران، عراق، افغانستان، عرب سٹیٹس کو اپنی گرفت میں لے کر اور مختلف جنگوں میں الجھا کر ان کو کمزور اور زیر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ تمام سیاق و سباق، ملت اسلامیہ کے دروازے پر سراپا سوال بنے کھڑے ہیں۔

# باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صدائے وقت | باب 6 پیرا 66-67

## انگریز کے ۱۸۵۷ء کے قائم کردہ عدل و انصاف کے کالے ادارے اور ان کے کالے منصف

۶۶۔ دنیا میں اس وقت مسلمانوں کے تقریباً چھپن ممالک موجود ہیں۔ ملت کے تنظیم نو کا کام بین الاقوامی سطح پر کرنا لازم ہو چکا ہے۔ ان سب کو اپنی تمام معیشت اور وسائل کو اکٹھا اور پول کرنا ہوگا۔ آپس میں تجارت، ہر قسم کا کاروبار، کرنے میں محبت بھی بڑھے گی اور ایک دوسرے کے قریب بھی آئیں گے۔ اس وقت پوری اسلامی دنیا میں پاکستان ہی ایک ایٹمی طاقت ہے۔ مادہ پرست پیراؤ کار کے روپ میں یہودی، ہندو، عیسائی، متحد ہو کر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو ختم کیا جائے۔ اللہ پر بھروسا کرو۔ اس کے حکم کے بغیر نہ کوئی کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے۔ موت اور زندگی، عزت و ذلت، اسی مالک کل کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کا تو صرف اس دنیا میں اتنا ہی کام ہے۔ کہ وہ بن خواہش اس دنیا میں آتا ہے۔ اور بن خواہش نامعلوم منزل کی طرف سفر کر جاتا ہے۔ یہ ڈرنے اور خوف زدہ ہونے کا وقت نہیں۔ یہ دور جرات رندانہ کا دور ہے۔ یہ مالک ہی کا کام ہے کہ وہ جب چاہے ابابیلوں سے ہاتھیوں کا لشکر تباہ کرا دے اور یہ اسی کا کام ہی ہے کہ وہ ان کی تمام ایٹمی طاقت کو کسی ایک جنبش سے ان کے ظالمانہ عمل کی پاداش میں ان کا دنیا میں نام و نشان ختم کر دے۔ جو قومیں اور ملتیں موت میں آنکھ ڈال کر زندگی بسر کرتی ہیں۔ ان کے لئے موت اور زندگی کوئی الگ چیز نہیں۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتے اور رسالت ﷺ کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا سر اسی بارگاہ میں جھکتا ہے۔ اور یہی ان کے لئے عزت و سرفرازی کا مقام ہے۔ ملت اسلامیہ کو منظم، متحد اور باکردار عمل میں ڈھالنے کا وقت شروع ہو چکا ہے۔

۶۷۔ مغربی جمہوریت پسند ان چھ سات ہزار نفوس پر مشتمل جاگیردار اور سرمایہ دار ٹولہ اور ان کے افسر شاہی، منصف شاہی کے طبقہ کو مغربی جمہوریت کے نظام کو قائم دائم رکھنے کی آڑ میں مغربی حکومتوں اور بڑی بڑی طاقتوں نے اپنا آلہ کار بنانے کے لئے ان کو قرضوں کی صورت میں بڑی بڑی معاشی امداد اور بڑے بڑے قرضے، ایک دانا دوست کی طرح، ان نفس پرستوں، زن پرستوں اور زر پرستوں کو بطور رشوت جاری کیے۔ اور پھر ان کو رشوت، کمیشن اور کرپشن کے طریقے بھی خود سکھائے۔ آئی ایم کے قرضے، ملکی دولت اور سرکاری خزانہ اپنے بنکوں میں منتقل کرنے کا راستہ بھی دکھایا۔ کرپٹ کالے حکمرانوں، کالی افسر شاہی، کالی منصف شاہی کے ذریعہ ملکی تمام خزانہ اور تمام کے تمام قرضے واپس لے گئے۔ اب نہ یہ لوٹی ہوئی دولت کا سراغ دیتے اور واپس کرتے ہیں اور نہ ہی مجرموں کو واپس کرتے ہیں۔ پاکستان کی غریب عوام الناس کو قرضے اور سود در سود کے اضافی بوجھ سے اسکا معاشی قتل کئے جا رہے ہیں۔ پریس میڈیا کے ذریعہ اقوام عالم کو ان حقائق سے آگاہ کرنا اور ان قومی مجرموں اور خزانہ کو واپس لانے میں انکی معاونت حاصل کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے اس مغربی جمہوریت کے درخت کی آبیاری طبقاتی، انگلش میڈیم بڑے بڑے اداروں سے حکمران، انتظامیہ اور عدلیہ کی افسر شاہی اور منصف شاہی کے نونہال پیدا کئے اور مغربی جمہوریت کا مغربی نظام دے کر ملک کے چودہ کروڑ عوام کو اسلامی اقدار اور شریعت محمدی ﷺ کے نظام اور تعلیم سے فارغ کر دیا اور ان کو عملی طور پر مادہ پرست عیسائیت، یہودیت، اور ہندوازم کی مکسچر بنا کر رکھ دیا۔ حکمران طبقہ کو انگریزی زبان کی چھتری دیکر عوام الناس کو جہالت اور نااہلی کے احساس کمتری کا شکار بنا دیا اور عملی طور پر پوری ملت کو بینائی، گویائی، سماعت سے محروم اور ذہنی طور پر مفلوج بنا کر رکھ دیا۔ خدا آپ کو ملک میں رائج اس غاصب نظام اور مجرم سسٹم اور دہشت گرد حکومتی ٹولہ اور انکے مادر پدر آزاد افسر شاہی، منصف شاہی کے خلاف جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا کرے کہ یہ طیب فریضہ، ہماری کسی فوجی جرنیل اور افواج پاکستان کے نصیب کا حصہ ہو۔ آمین

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پیارے طالب علمو! اور آنے والی نسلوں کے وارثو!

السلام علیکم!

نمبرا۔ مسلمانانِ ہند کے پروانو! اور آزادی کی خوبصورت و دلکش اداؤں کے محورو! حسن و جمال مہر و محبت، محنت و جفاکشی کے جگمگاتے ستارو اور جواں سال گوہر حیات کے جانبازو! چاک و چوبند، انتھک، محنتی، جوانمردوں اور سرفروشوں کے ہراول دستو! صفات و کردار کی اصل روح کے مالکو! اقبالؒ کی زرخیز والی مٹی کے شاہکارو! قائد کے جذبوں کے عکاسو! بردباری اور جراتوں کے پیکرو! حضور نبی کریم ﷺ کے پرستارو! آپ کو کس کس نام سے پکاروں! کیا کیا نام دوں! جناب علامہ اقبالؒ اور قائد اعظمؒ کے پیارے اور لاڈلے طالب علمو! آپ نے ان کی قیادت اور سربراہی میں آزادی کی جنگ پاکستان کو حاصل کرنے کے لئے بڑے پرتپاک اور بڑے منظم انداز میں ہراول دستے کی حیثیت سے لڑی۔ انگریز اور ہندو جیسی شاطر اور مکار اقوام سے دوقومی نظریہ کی بنیاد پر مسلمانوں کے لئے ایک الگ ریاست (پاکستان) حاصل کرنا کوئی سہل کام نہ تھا۔ اس آزادی کی جنگ کا اہم رول اس وقت کے طالب علموں نے اس انداز سے ادا کیا۔ جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے۔ کہ مسلمان طالب علموں نے ہندوستان کی سرزمین پر مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر ایمان، اتفاق، ڈسپلن، اور تنظیم کے حسین و جمیل امتزاج سے اپنے آپ کو متشکل اور منظم کیا تھا۔ مسلمانوں کے اجتماعی کریکٹر کا ایک الگ تھلگ تشخص ہندوستان کی اقوام میں ابھرا اور نمایاں ہوا۔ انہوں نے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بڑے احسن طریقہ سے نبھایا اور دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

۲۔ یعنی

ایک ہی نعرہ ایک ہی آواز!

بن کے رہے گا پاکستان

پاکستان کا مطلب کیا!

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

کی ایک ایسی گونج پیدا کی۔ ایک ایسی صدا بلند کی۔ ایک ایسی پکار پہاڑوں، میدانوں، صحراؤں، بیابانوں اور فضاؤں میں پھیلائی۔ بستی بستی، قریہ قریہ، گلی گلی، کوٹھ کوٹھ، شہر شہر، یہ نعرہ، یہ ندا، یہ دعا، دلوں میں سرور اور وجد طاری کرتی اور خوشبو کی طرح پھیلتی گئی۔ یہ اجتماعی نعرہ، یہ اجتماعی ورد، مسلمانوں کو وجد و سرور عطا کرتا۔ اور وہ گھروں کی چار دیواریوں سے نکل کر جلسے، جلوسوں، میں شمولیت کے لئے بیتاب، بیقرار، مضطرب، منتظر رہتے۔ اور مجبور ہو کر ان طالب علموں سے آ ملتے۔ ایک نیا ولولہ، ایک نیا جوش، ایک نیا جذبہ ان کے دلوں میں بیدار ہوتا۔ بچے، بوڑھے، نوجوان اس مدھ بھرے راگ کی پرسوز اور دلکش سریں بن کر ان نوجوان طالب علموں، ان آزادی کے پروانوں، ان شمع رسالت ﷺ کے دیوانوں کی سنگت کے ساز بن جاتے۔ ہواؤں اور فضاؤں میں سرور و کیف کی کیفیات پھیل جاتیں۔ محویت کا عالم ہر سو بکھر جاتا۔ ہندوؤں کی مکر و فریب کی سیاست، اور انگریز کی شاطر مزاجی، اس طیب اور مقدس جذبہ اور قائد اعظم کی بصیرت سے بھرپور قیادت کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور ہو گئی۔ اور۔ پاکستان۔ کالی کملی والے آقائے دوجہاں ﷺ کے نام پر دنیائے عالم کے نقشہ پر ابھرا۔ اور عالم اسلام کا درخشاں ستارہ اپنے خوبصورت دلکش نظاروں کے ساتھ نمودار ہوا۔

پاکستان زندہ باد۔۔۔ پاکستان پائندہ باد

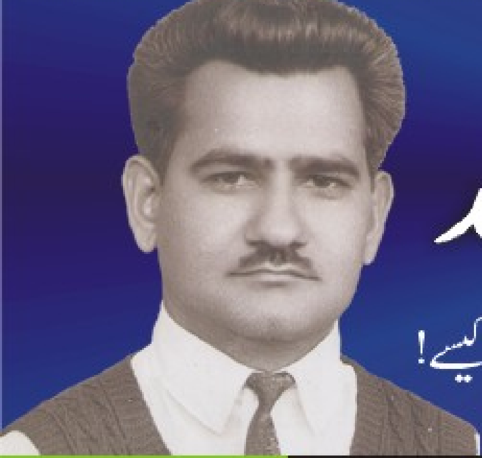

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۳۔ جب ہندو اور انگریز اس دو قومی نظریے کی بنا پر ہندوستان کی تقسیم کو نہ روک سکے۔ تو انہوں نے اندرون خانہ آپس میں ملی بھگت کا کھیل کھیلا۔ اور مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل ان اضلاع یعنی فیروز پور، گورداسپور وغیرہ کو جن کی شمولیت مسلم آبادی کے لحاظ سے پاکستان کے ساتھ منسلک ہونی تھی۔ کو علیحدہ کر کے ہندوستان کو دے دیئے۔ ہندوؤں، سکھوں نے مسلمانوں کے خلاف نفرت اور سیاسی ناکامی کی آگ کو بجھانے کے لئے ہندوستان میں مسلمان طالب علموں، نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں، اور عورتوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ مسلمانوں کو اپنے کھیت کھلیان، مال مویشی، جائیدادیں، گھر، کاروبار، نسل در نسل، مانوس دھرتی اور سجے سجائے نظام حیات کو ہندوؤں اور سکھوں کے ظلم و ستم سے بچنے کے لئے خیر باد کہنا پڑا۔ دوران ہجرت، ہندوؤں، اور سکھوں نے مسلمان قافلوں پر حملے کیئے۔ قتل و غارت کی انتہا کر دی۔ انہوں نے کیا کچھ نہ کیا۔ مسلمانوں کی بیٹیوں، بہنوں، ماؤں، کی عصمتوں کے لٹنے کی عبرتناک، شرمناک، اور دل سوز داستانیں، ہزاروں معصوم بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کو ان ظالموں، بے رحموں، غنڈوں کے یرغمال بنا لینے کے زخم آج تک ان کے لواحقین اور مسلمانوں کے دلوں میں رستے چلے آرہے ہیں۔ سفر کی طوالت کی تھکان، بھوک کی شدت اور پیاس کی سلگاہٹ، مختلف بیماریوں کی نقاہت، ہجرت کے دوران مسلمانوں کا قتل عام، راستے میں چھوٹے بڑوں کی اموات کے اندوہناک واقعات، اور ان کے گور و کفن کی مشکلات، پاکستان کی حدود میں پہنچ کر سجدہ ریز ہونے کا سماں ملت کے نونہالو! پیارے اور عزیز طالب علمو! کیا کیا بتاؤں۔

۴۔ معصوم بچے اور بچیوں کو ماؤں کی گودوں سے چھین کر اچھالنے، نیزوں اور برچھیوں کو ان کے پیٹوں کے آر پار کرنے کے وحشتناک، عبرتناک، دردناک، دلسوز واقعات بار بار دہراتے اور زمین پر پٹکتے اور کہتے کہ یہ ہے تمہارا پاکستان۔ یہ دہشتناک واقعات کا منظر آج بھی دلوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ یاد رکھو! پاکستان کی بنیادوں میں بے گناہ طالب علموں، نوجوانوں، بوڑھوں، بزرگوں اور ماؤں کی گودوں سے چھینے ہوئے بچے بچیوں، بیٹیوں، بہنوں، ماؤں کا بے گناہ اور معصوم خون رچا پڑا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ معصوم، پاکیزہ، طیب، دوشیزاؤں، بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کی عصمتوں کے منہدم نہ ہونے والے زخم بھی اس پاکستان کی بنیادوں میں مدفن ہیں۔ اسلام کے یہ سچے نام لیوا پروانے پاکستان یعنی اسلام کے نام پر کیا کچھ نہیں، جو قربان نہ کر بیٹھے ہوں۔ ان قربانیوں کی تاثیریں اور اسلامی کردار و تشخص اور تہذیب کو کون ختم کر سکتا ہے۔

۵۔ قائد اعظمؒ کے دل و جان اور روح کو ان تمام اذیت ناک واقعات، حقائق اور صدمات نے ان کے قویٰ مضمحل اور شل کر دیئے۔ انہوں نے ان تمام مصائب اور مسائل کا بڑی جواں مردی، ہمت اور جرات کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ان کا یہ روگ ان کی جسمانی طاقت کو سلب کرتا گیا اور صحت دن بدن بگڑتی گئی۔ زندگی کے ایام سکڑتے گئے۔ اور آخر انہوں نے ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس جہان فانی کو الوداع کہہ دیا۔ قائد اعظمؒ کی زندگی کے فوراً بعد انگریزوں کے پروردہ جاگیردار، سرمایادار ٹولہ نے پاکستان کے اقتدار پر خاموشی سے غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ ہندوؤں، سکھوں اور انگریزوں سے تو پاکستانی عوام نے نجات حاصل کر لی لیکن بدقسمتی سے ان سے بدترین، بدکردار، غدار، غاصب، معاشی اور معاشرتی قاتل، غنڈے، دہشت گرد، فاجر، فاسق اور منافق اس وقت کا جاگیردار اور سرمایہ دار ٹولہ، ملک و ملت کا رہبر و رہنما بن کر حکومت کے ایوانوں یعنی اقتدار اور وسائل پر قابض ہو بیٹھا۔ دراصل ملک میں اس وقت صرف حکمرانوں کی تبدیلی رونما ہوئی۔ لیکن نظام حکومت، ملکی نظام و سسٹم جو انگریز ایک مفتوحہ قوم کے لئے ورثہ میں چھوڑ گئے تھے۔ ان کے نائب، مصاحب، بدکردار، خوشامدی اور پروردہ، ان بدترین نمائندوں نے اس طریقہ کار کو ملک میں قائم و دائم رکھا۔ ملک کو ۱۹۷۳ء تک بغیر آئین کے چلایا۔ اور شرعی نظام کو فوری نافذ کرنے کی بجائے پس پشت ڈالے رکھا۔ یہ طوالت کا کھیل ان بدنصیب اور بدبخت سیاستدانوں نے جان بوجھ کر اپنے اقتدار کو قائم رکھنے اور طول دینے کے لئے کھیلا۔

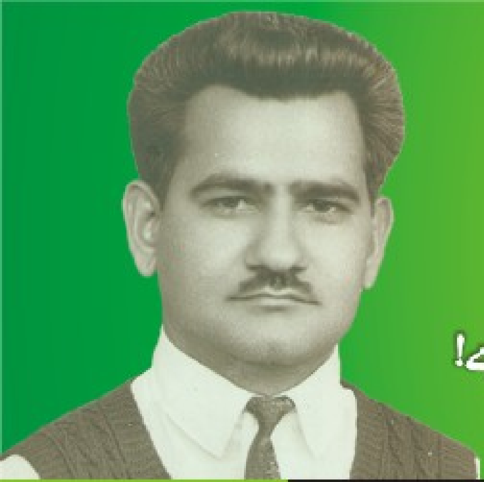

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۔ انہوں نے جمہوریت کے ناٹک کو ذریعہ اقتدار بنایا۔ اس کے اصول وضوابط کو اسطرح ترتیب اور ترکیب دیا کہ پانچ سات ہزار جاگیرداراں اور سرمایہ داراں کے علاوہ باقی چودہ پندرہ کروڑ عوام کو ان کا ووٹر بنا دیا گیا۔ اور جتنے بڑے بڑے سرمایہ دار اور جاگیردار تھے وہ وقتاً فوقتاً اپنی نئی نئی سیاسی جماعتوں کو تشکیل دیتے رہے اور اپنے من پسند کے علاقوں کو اپنے اپنے الیکشن کی حدود میں ردوبدل کے ساتھ شامل کرتے گئے۔ کیونکہ ملک میں ان فرعونوں اور قارونوں کے سوا کوئی دوسرا شخص نہ تو اس الیکشن کے طریقہ کار کے اخراجات اور نہ ہی دوسرے لوازمات، واقعات اور اتنے وسیع تعلقات کا متحمل ہو سکتا تھا۔ جمہوریت کی گاڑی چلانے کیلئے مادہ پرست یہودیت کا معاشی اور کارسرکار چلانے کے لئے ہندوؤں کا طبقاتی نظام ملکی قوانین کا حصہ بنا کر ملت اسلامیہ کے فرزندان کو یکے بعد دیگرے پچھلے ۵۲ سالوں سے بری طرح جکڑے چلے آ رہے ہیں۔ ملک میں کبھی روٹی کپڑے اور مکان کا نعرہ! کبھی سوشلزم کا نعرہ! کبھی مارشل لا کا پہرہ! ان سب صاحب اقتدار نے ورثہ میں ملی ہوئی جمہوریت، یہودیوں کی معیشت، ہندوؤں کے طبقاتی اصول وضوابط کو عدلیہ، انتظامیہ، تعلیمی اداروں اور زندگی کے ہر شعبہ میں فطرتی اعتدال یعنی شریعت محمدی ﷺ سے ہٹ کر ان باطل، بے دین، غاصب، اسمبلیوں سے منظوری کے بعد پورے ملک میں انکے پاس شدہ قوانین وضوابط کی روشنی میں اسلامی اصول وضوابط کے منافی، متضاد، متصادم اور خلاف عملی بغاوت سے دوچار ہوتے گئے۔

۷۔ غیر اسلامی سسٹم کے استحصالی ظالمانہ معاشی اور معاشرتی پھندے چودہ کروڑ عوام کے گلے میں ڈال کر ان کا ناک میں دم کر دیا گیا۔ نہ انکو جینے دیا اور نہ ہی مرنے دیا۔ پاکستانی نسل کو یہودیت، عیسائیت، ہندومت، رشوت، کمیشن اور ہر قسم کی کرپشن کی ملکیچر بنا کر رکھ دیا۔ اسلام کو صرف پڑھنے اور پڑھانے تک مسدود اور محدود کر دیا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ اپنے پیروکاروں کیلئے اس باطل نظام کو مضبوط سے مضبوط کرتے گئے۔ ان کی جڑیں پھیلتی گئیں۔ عوام الناس کا ذہنی برین واش کرتے رہے اور آج ملک وملت کو مادہ پرست عیسائیت، یہودیت، اور ہندومت کی طبقاتی عملی ریاست بنا کر رکھ دیا ہے۔ مسلمانوں کے اوصاف وکردار بدل کر رکھ دیئے۔ ملک کی یہ سب اسمبلیاں اور مارشل لا حکومتیں ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک اسلام کے خلاف غیر قانونی اور غیر شرعی سسٹم کو مروج کرتی آ رہی ہیں اور اس نظام کو چلانے والی پچانوے فی صدی کرپٹ افسر شاہی اور منصف شاہی، کے ہتھکنڈوں، کا شکار ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ جنہوں نے ملک میں انصاف، عدل، اور ہر قسم کے اعتدال، اور مساوات کے فطرتی اصولوں کو نیست ونابود کر کے اپنی منفعتوں اور عیش وعشرت کی زندگی کو اپنانے اور ملکی خزانہ لوٹنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۸۔ مسلمانوں کے لئے حکومت کا حق تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے۔ جو تمام کائنات سے بلند و بالا ہستی ہے اور جو قوانین خداوندی کے مطابق حکومت نہ کرے گا۔ تو ظالموں اور کافروں میں سے ہوگا۔ تو جس طرح آج جمہوریت کے پجاریوں نے ملک میں ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک اقتدار اور وسائل پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے بعد ملک کی تمام سرکاری مشینری انتظامیہ اور عدلیہ کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری اور اپنی مرضی کے قوانین اور ضوابط سرانجام دینے کا ریموٹ کنٹرول بنا رکھا ہے۔ جس سے وہ ملکی خزانے کی لوٹ کھسوٹ، بینکوں سے قرضوں کا حصول اور پھر ان کی معافیاں۔ ملکی بینک ہضم اور ان کے نام ونشان ختم۔ رشوتوں، کمیشنوں کی بھاری رقوم، سمگلنگ، لوٹ کھسوٹ، ہر قسم کی کرپشن، ملکی، غیر ملکی قرضے ہضم، آئی ایم ایف کے قرضے ادا کرنے کے لئے مزید قرضے حاصل کر کے ملک کو سود در سود کے شکنجے اور قرضوں میں جکڑنے کا عمل اور ان قرضوں سے ملک کے تمام ایم پی اے، ایم این اے، اور سینیٹروں، پر مشتمل ہزار بارہ سو مشیروں، وزیروں، اور دوسری اہم پوسٹوں پر ان کی تعیناتیاں، سرکاری خزانہ سے بڑی بڑی تنخواہیں، بڑی بڑی بلڈنگوں پر مشتمل دفاتر، اعلیٰ فرنیچر، بہترین اور عمدہ قالینوں، پنکھوں، ایئر کنڈیشنروں، پردوں، چھتوں، دیواروں، کو اعلیٰ میٹریل سے آراستہ و پیراستہ، وال ٹو وال قیمتی قالین اور دلکش بنانے کا ہر سال کا بجٹ۔ قیمتی قلمدان اور ٹیلیفونوں کی بھرمار۔ بڑی بڑی گاڑیاں، اور پٹرول کے اخراجات، اسی طرح تاج محل کو شرمانے والی بے حیا، ان کی اعلیٰ مزین رہائش گاہیں۔

۹۔ ان کے سرکاری دورے، ان کے دوروں کے بے حساب اخراجات، ان کے ٹی اے / ڈی اے، بل، بڑے بڑے ہوٹلوں کے اخراجات۔ ملکی منصوبوں اور پلانوں میں ان کے بھاری کمیشن، موٹر وے کی تعمیر میں کروڑوں کا کمیشن، ان کی رشوتیں، ان کے ناشتے، ان کے اعلیٰ ہوٹلوں میں رہائش اور کھانوں کے انتظامات، ملک کے تمام اعلیٰ سرکاری اداروں پر ملک کے اندر اور بیرون ملک، ان کے رشتے داروں، ان کے عزیز و اقارب، اور پسندیدہ لوگوں کی تعیناتیاں۔ ان مہذب شرفاء صاحب اقتدار لوگوں کا مختصر زائچہ حیات، جو ملکی خزانہ اور بیرونی قرضہ جات کو چاٹنے اور ہضم کرنے کے عمل کو ملک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہر قسم کی مراعات کا حصول، ان سیاسی وڈیروں، افسر شاہی اور منصف شاہی کا حق بن چکا ہے۔ ان کے علاوہ، انہی سیاسی اور سرکاری منصبوں اور حیثیتوں کی بنا پر، ملک کے اندر بڑی بڑی صنعتیں، فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، پرائیویٹ ادارے، مختلف ناموں پر ملکی اور غیر ملکی بوگس فرمیں یا کاغذی کمپنیاں، بوگس ٹینڈر، بوگس طریقے، بوگس کاموں کے مروجہ قانون، اسی سیاسی اقتدار، اور سرکاری حیثیت، اور اثر و رسوخ سے بیرونی ملک، کاروبار بنکوں میں ڈالر اور فیکٹریاں ان آٹھ دس ہزار نفوس اور انکی افسر شاہی اور منصف شاہی کی ہی ملکیت ہیں ان لوگوں کا اندرون ملک اور بیرون ممالک معاشی پھیلاؤ۔ اور بینکوں میں ڈالروں کا مخفی سرمایہ، ان کے سیاسی کھیل کا ایک اہم حصہ ہے۔ پاکستان اور پاکستانی عوام ملکی بینکوں کے مقروض۔ آئی ایم ایف کے مقروض، بیرونی ممالک کے مقروض۔ ان حاصل کردہ قرضوں کی ادائیگی سے بھی معذور، ملک کو دیوالیہ ہونے سے بچانے کے لئے مزید قرضوں کی آئی ایم ایف سے بھیانک گھناؤنی اور ملکی تحفظ کے خلاف مہلک شرائط پر حاصل کردہ یہ قرضہ جات، جو ان کے سیاسی اور انتظامی ڈھانچے کی یہ ہزار بارہ سو وزیروں مشیروں، افسر شاہی اور منصف شاہی کی یاجوج ماجوج کی فوج، ان قرضوں اور ملکی وسائل کو ساتھ ساتھ چاٹے جاتی ہے۔ انکی ذاتی صنعتوں کا پھیلاؤ بیرون ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

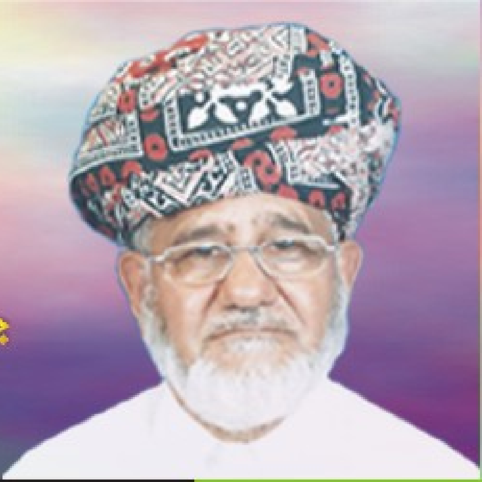

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۱۰۔ ان فوجی کمانڈروں اور حکمرانوں سے مؤدبانہ گذارش ہے۔ کہ وہ جب سے ملک میں اقتدار میں آئے ہیں۔ اس وقت سے ملک کے قرضے کی مکمل تفصیل سے ملت کو آگاہ کریں۔ اس کے بعد جتنی بھی اس قرضے کی ادائیگی کی گئی ہے۔ ان تمام اقساط کی کل رقم بھی بتائیں۔ اور جتنا قرضہ اس دور میں آئی ایم ایف سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس کی بھی تفصیل بتائیں۔ کہ ملت نے کیا کھویا۔ اور کیا پایا۔ اور عوام کو اس صورت حال سے ہر ماہ آگاہ کرنا حکمرانوں کا فرض ہے۔ تاکہ عوام صحیح صورت حال سے آگاہ رہیں اور کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور اخبارات اور اپوزیشن عوام کو گمراہ نہ کر سکیں۔

۱۱۔ دوسری طرف چودہ پندرہ کروڑ پاکستان میں بسنے والے عوام کی یہ حالت کہ ان کو بجلی، سوئی گیس، پانی۔ ٹیلی فون کے بلوں، سیلز ٹیکس، پرچیز ٹیکس، مکان ٹیکس، انکم ٹیکس، پل ٹیکس، روڈ ٹیکس، موٹر وے ٹیکس، چونگی ٹیکس، ضلع ٹیکس، پیدائش ٹیکس، موت ٹیکس، ہر قسم کے ٹیکسوں کا طوفان جو معاشی ڈھانچے کو بری طرح نگلتا جا رہا ہے اور اسے جڑوں سے اکھاڑ کرنا کارہ اور اپاہج کئے جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ قیمتوں میں اضافہ، منی بجٹوں کی بھر مار، غریب، بے روزگار، اپاہج، ضعیف، پنشنروں، ناداروں، بیوہ، یتیموں، مسکینوں، عوام کو بھی ان ٹیکسوں کی پھانسی پر لٹکایا جا رہا ہے۔ سرکاری، نیم سرکاری، اداروں میں ملازمتوں سے طویل عرصہ سے پابندی، بے روزگاری، بھوک اور تنگ دستی کی چتا کے شعلے، عوام الناس کی زندگی کو جلا جلا کر راکھ کا ڈھیر بنائے جا رہے ہیں۔

۱۲۔ یہ مسلمانوں کے روپ میں اسلام کے عملی باغی، دین کے منکر، جمہوریت، یہود و ہنود کے سسٹم، نظام اور تعلیم کے عملی پیروکار، پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ، تعلیم اور طرز حیات کا یہ ازلی دشمن ٹولہ۔ نعوذ باللہ! جن کے مطابق واقعی اسلام ایک فرسودہ اور نا قابل عمل دین ہے۔ کیونکہ اس نظام اور سسٹم میں ان کے عشرت کدے، عیش و عشرت کی طرز حیات، انتظامیہ اور عدلیہ کے تحفظ میں ملکی وسائل کی لوٹ مار، مشیروں، وزیروں، ایم پی اے، ایم این اور سینیٹروں کی افواج، اور ان کے عملے کا بے حساب بجٹ، ملکی خزانہ خالی، ملکی وسائل ختم، ملک مقروض۔ آئی ایم ایف کے سود در سود خوفناک، ملکی سلامتی کے خلاف شرائط کے تحت قرضوں کا حصول اور ایسے بھیانک وحشت ناک اور مہلک قرضوں کے اجراء کا، ٹی وی، اخبارات، میں سادہ لوح عوام کو ایسی دلسوز خبروں سے آگاہ کرنا ان کا روزمرہ کا کام بن چکا ہے۔ ملک میں آتش بازیاں، ٹی وی پر گیت سنگیت، ناچ گانے کی محفلیں، نشر و اشاعت کے اداروں کو فحاشی، بے حیائی، ڈاکہ زنی، چوری، قتل و غارت، دہشت گردی، رشوت، سفارش، لوٹ مار، اجتماعی عصمت دری، بینک فراڈ، یعنی ہر قسم کی برائی، بدکرداری، بدبختی کو ڈراموں کی شکل میں پیش کر کے ان کو درس و تدریس کا بدترین حصہ بنایا جا رہا ہے اور نشر و اشاعت کے تمام اداروں کو خوفناک فحاشی، بدکرداری، بے حیائی عریانی اور کرپشن کی بدترین درسگاہیں بنا رکھا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۳۔ ان ڈراموں کے ادیبوں، اور فنکاروں کو عوامی ہیرو بنا کر مسلمانوں کی نسل کو دہشت گرد، لوٹ مار، قتل وغارت، کی ترغیب اور تعلیم دینا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے انعامات اور تمغے دے کر آنے والی نسلوں کا ملی ہیرو، رہبر اور حدی خواں بناتے جا رہے ہیں۔ ملک معاشی موت کی ہچکیوں میں مبتلا ہے اور ملک کے تمام سیاست دان، حکمران، افسر شاہی اور منصف شاہی ننگِ آدم، ننگِ دین، ننگِ وطن کے بدترین شاہکار بنتے جا رہے ہیں۔ ان رہنماؤں کے بینک ڈالروں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان کی صنعتیں محل اور کاروبار ملک سے نکل کر بیرون ممالک پھیلتے جا رہے ہیں۔ کروڑوں، اربوں کے اثاثے انکی ملکیت ہیں۔ یہ گھناؤنا کھیل اور ان کا یہ رائج الوقت بے دین سسٹم اور جمہوری نظام عوام الناس کے غیض وغضب سے اب زیادہ دیر بچ نہیں سکتا۔ یہ طبقہ اپنی بازی بری طرح ہار چکا ہے۔ حالات خطرناک اور عبرت ناک شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اس سسٹم اور باطل جمہوری نظام کی آنکھ ہمیشہ ہمیشہ کو بند ہونے کو ہے۔

۱۴۔ اس فوجی سیاسی حکمران ٹولہ کے وزیروں، مشیروں، کے کریکٹر کے بے شمار جنسی سکینڈل، ملک وملت کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ شراب، شباب، کباب، زنا، بدکاری، جوا، بے حیائی کے لئے انکے کنونشن ہال اور کلب آزاد ہیں۔ سمگلنگ، ڈاکہ زنی، اور ہر قسم کی دہشت گردی اسی طبقہ کی زندگی کا حصہ بنا چلا آ رہا ہے۔ ملک میں ہر قسم کا نارکاٹکس مافیا اور طرح طرح کی منشیات، انہی کی سرپرستی میں پھلتا پھولتا جا رہا ہے چونکہ ملک میں انتظامیہ اور عدلیہ کا ان کو مکمل تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ وہ جن عورتوں کو زبردستی اپنے نکاحوں میں لیتے ہیں۔ ان کی جوانیوں سے کھیلتے رہتے ہیں۔ آخر میں ان کو بدترین اذیتوں کے ساتھ الگ تھلگ کر دیتے ہیں۔ عدالتیں انکی اپنی ہوتی ہیں۔ کون انکے خلاف کاروائی کر سکتا ہے۔ ہر کوئی انکی غنڈہ گردی سے خائف ہوتا ہے۔ عدالتوں اور اخباروں میں یہ بیان دے کر کہ وہ ان کی سیاسی پوزیشن کو نقصان پہنچانے اور بلیک میل کرنے کی اپوزیشن کی طرف سے ان کے خلاف سازشوں کا ایک حصہ ہے۔ کوئی عدالت، ان صنف نازک کے کیسوں کو سماعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی اور ایسے کیسوں کو طوالت کی بھٹی میں ڈال کر فوری انصاف سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ ایسی مستورات کو مختلف ناجائز کیسوں میں مختلف شہروں میں پھنسا کر ذلیل وخوار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کے عزیز واقارب، ان کے دوست، ان کے ملنے والے، ان کے علاقے کے لوگ ان حقائق سے پوری طرح واقف اور آگاہ ہوتے ہیں۔ ایسے ظالموں کو ملک میں اس نظام عدل کی روشنی میں کون منصف انصاف دے سکتا ہے۔ اگر یہ ایسی مستورات سے نکاح کی شرعی رسم کے متعلق انکار کرتے ہیں تو یقیناً وہ زنا کی حدود کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ملک میں ایسے کیس جو سامنے آئے ہیں ان کی شرعی طور پر فوری انکوائری کروا کر مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ یہ رواج پذیر جرم انصاف حاصل کر سکے۔ وہ شہداء جنہوں نے اسلام اور پاکستان کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ ۱۹۴۷ء کو دیا۔ ان کی روحیں ان کے اس نظام وسسٹم اور مغربی جمہوریت کے ناٹک کے خلاف سراپا احتجاج بنی بیٹھی ہیں۔

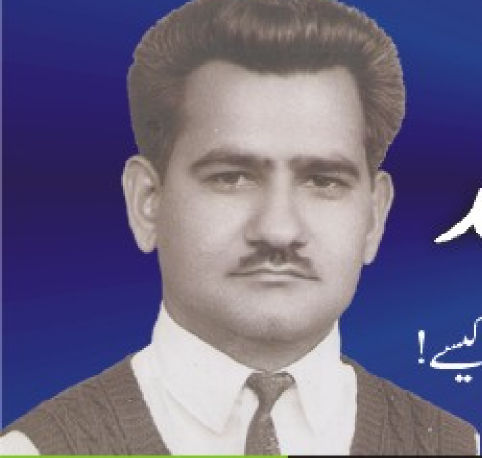

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے !

۱۵۔ آج پاکستان حاصل کرنے والے لاکھوں، طالب علموں، نوجوانوں اور بوڑھے شہدا کا خون پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے کہ پاکستان میں اسلام کا نفاذ کہاں ہے۔ ان مجرموں اور رہزنوں کو ڈھونڈو اور کیفر کردار تک پہنچاؤ! جنہوں نے ان شہداء اور مسلمانان پاکستان کے ساتھ دھوکا اور دغا کیا۔ اور دستور مقدس کے نفاذ کو پس پشت ڈالے چلے آ رہے ہیں۔

۱۶۔ ہندو اور سکھ بے گناہ مسلمان بچوں کو ماؤں کی گودوں سے چھین کر اچھالتے۔ نیزوں اور برچھیوں کو ان کے آر پار کرتے اور ہوا میں لہراتے اور زمین پر پٹخ دیتے، ان شہادت کا جام نوش کرنے والے معصوموں کی چیخیں اور شہادتیں ساکت کھڑی ہو کر آپ کے لئے سراپا سوال بنی کھڑی ہیں! کہ کہاں ہے! شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ! جس کے لئے یہ عظیم قربانیاں پیش کی گئیں۔ اے عشرت کدوں میں بسنے والو! ہوس اقتدار کے پجاریو! دین کے باغیو! حکومتی دہشت گردو، منافقو جواب دو! کہ مسلمانوں کا ملی، اسلامی کردار و تشخص کہاں ہے۔ جو تم نے دنیا کو پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کیا تمہیں اس بدعملی اور بدکرداری کے عمل کو اپنائے رکھنے میں کوئی شرم، یا عار محسوس نہیں ہوتی۔ کیا تمہیں موت یاد نہیں۔ کیا تم سے پہلے تمام حکمران اپنی بداعمالیوں کی موت نہیں مرے۔ جواب دو! کہ کیا تم بھی منافقانہ موت مرنا چاہتے ہو۔ اللہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ ذرا خیال کی کروٹ لو۔ دین کا عمل اپنی ذات پر نافذ کر لو۔ اسلامائزیشن کا عہد پورا کر سکو گے۔ ورنہ؟

۱۷۔ پاکیزہ، طیب، باپردہ، بیٹیوں بہنوں، ماؤں کی عصمتوں کے لٹنے کی عبرتناک شرمناک، دلسوز داستانیں، اور ان کی شہادتیں خاموش صدا بنی کھڑی ہیں۔ جواب دو۔ کہ اسلام پاکستان میں رائج کیوں نہیں کیا۔ کیا یہ تمام قربانیاں تمہارے ان چند حکمرانوں، کے باطل، غاصب، استحصالی حکومتی نظام و سسٹم اور مغربی جمہوریت کے ناٹک کھیلنے اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کے لئے دیں تھیں۔ فوری دستور مقدس کے نفاذ کا عمل جاری کرو۔ ورنہ اے حکومتی دہشت گردو۔۔۔! فطرت کی ناگہانی آفات کے لئے تیار رہو۔

۱۸۔ معصوم، بے بس، بے یار و مددگار بہنوں، بیٹیوں، ماؤں جن کو ہندوؤں سکھوں اور ظالم غنڈوں نے یرغمال بنالیا۔ ان کے زخم آج تک ان کے لواحقین اور مسلمانوں کے دلوں میں رستے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی بھی سنو! وہ بھی یہی سوال لئے کھڑی ہیں کہ جواب دو۔ اسلام کے منافقو، دور حاضر کے حکومتی دہشت گردو! اگر تم نے یہی جمہوریت، مادہ پرست یہودیت اور طبقاتی ہندو مت کے براہمن اور شودر کا نظام و سسٹم کو ملک میں رائج رکھنا تھا تو پاکستان کی خاطر اتنی بھیانک قربانیاں اور شہادتیں پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا یہ تمام عظیم قربانیاں اور شہادتیں اس جہان میں اسلام کی نوری روشنی کی قندیل کو منور کرنے اور عوام الناس کو راحت اور سکون کا فیض جاری کرنے کے لئے نہیں دیں تھیں۔ یا فرعونی، قارونی، ہامانی اور آزری کفر کے پیروکاروں کی آماجگاہ بنانے کے لئے یہ ارض پاک (پاکستان) حاصل کیا گیا تھا۔ تمہارے پاس اس مغربی جمہوریت کا نظام و سسٹم جاری رکھنے کا کوئی جواز ہے۔ تو پیش کرو۔ نیست و نابود ہونے سے پہلے اب تم کو ان تمام معصوم قربانیوں کا حساب بیباک کرنا ہوگا۔ اے حکومتی دہشت گردو!۔ ان سیاہ کاریوں کا دور اب ختم ہونے کو ہے۔ اسلام کی اصل روح کی آبیاری کا وقت شروع ہو چکا ہے۔

۱۹۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک وہ تمام فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ جو اس مجرمانہ حکومتی کھیل کو کھیلتے رہا اور عشرت کدوں میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے رہا۔ انکے اقتدار کا سورج ان کو موت کی وادیوں میں اندھیروں تک پہنچاتا چلا آ رہا ہے یا نہیں۔ اے دولت کے پجاریو! اے جمہوریت کے کھلاڑیو! اے اہل حرم کے سومناتھو! اے اسلام کے برہمنو! پیشتر اس کے کہ تم اس فانی جہان سے تذلیل کے ساتھ کوچ کرو۔ تمہیں تمام اہل سلاسل، درویش، فقیر، بزرگ، اور پاکیزہ ہستیاں صدا دے رہی ہیں۔۔ کہ اس باطل نظام اور سسٹم کو ملک سے الوداع کرو۔۔۔ اسلام کے خلاف منافقت کا کھیل ختم کرو۔۔ مسلمانوں کو ان کی کھوئی ہوئی دولت واپس کرو۔ یعنی شریعت محمدی ﷺ اس ملک میں رائج کرو۔

۲۰۔ ۱۴ کروڑ حضور پاک ﷺ کے نام لیواؤں نے تو پچھلے حکمرانوں کو اسلام کے نفاذ کے لیئے ایک بار پھر اتنا بڑا امینڈیٹ دیا کہ جس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ انہوں نے جو ملت کے ساتھ وعدے کیئے انکو بھول گئے۔ نہ تو انہوں نے پیپلز پارٹی کے بددیانت ملک دشمن حکمرانوں، انکی افسر شاہی، منصف شاہی اور ملکی خزانہ، وسائل اور غیر ملکی قرضے ہضم کرنے والے غاصبوں کا احتساب کیا، بلکہ جو محتسب مقرر کیئے وہ تین سال تک ملی خزانہ سے شاہی تنخواہوں اور شاہی سرکاری مراعات کے ذریعہ ملکی وسائل پر شب خون مارتے رہے اور افسر شاہی اور محتسب ان دیو قامت غاصبوں اور رہزنوں سے حسب طریقہ اپنے بریف کیس رشوت اور کمیشن کے وصول کرنے میں مصروف رہے۔ ایک ایک کر کے ان جرائم اور غبنوں کو سرکاری ریکارڈ سے دیمک کی طرح چاٹتے رہے۔ ایسے محتسبوں اور ایسے احتساب دونوں پر خدا کی لعنت۔ دوسرے بھیک کا کشکول انہوں نے ہاتھ میں پکڑنے کی بجائے گلے میں ڈال لیا۔ تیسرے اسلام کے نفاذ کو پس پشت ڈالتے گئے۔ یہاں تک کہ انکا حساب اور حشر کا دن ان تک آن پہنچا۔ اللہ کی گرفت سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا۔

۲۱۔ کیا آپ بھی اس بددیانت، غاصب استحصالی نظام وسسٹم اور اس کے پیشہ ور منصف شاہی کے ماہرین بریف کیس مافیہ اور رشوت خور محتسبوں، افسر شاہی کے آزمودہ کرپٹ ہاتھوں میں غریب عوام کا معاشی خون اور ملکی سالمیت دینا چاہتین ہیں۔ ان مجرموں کے محل، اور ہر قسم کی جائیدادیں انکے خلاف انکے جرائم کی بے شمار گواہیاں نہیں تو اور کیا ہیں۔ آپکے اقتدار کی صبح طلوع ہو چکی ہے۔۔ دوپہر کا کھیل جاری ہے۔ اس کے بعد شام اس کھیل کا مقدر ہے۔ زندگی میں ایسی کامیابیاں بار بار نہیں آتیں۔ ملک میں دستور مقدس کا نفاذ کر جاؤ، پوری ملت آپکے ساتھ ہوگی۔ کوئی باطل قوت آنکھ اٹھا کر آپکی طرف نہیں دیکھ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور معاونت آپکے ساتھ ہوگی۔ علاوہ ازیں مسلمان ہونے کے ناطے سے اگر کوئی بھی اسلام کے خلاف کسی اور باطل نظام وسسٹم کو ملک میں رائج کرنے کیلیئے کوشاں ہوگا تو وہ بھی اسلام کا باغی اور دین کا منکر و منافق ہی ہوگا۔ موجودہ حکمران اور ان کے اقتدار کے ساتھی مل بیٹھیں، غور کریں اور فکر سے کام لیں۔ ملک میں اسلام کے ضابطہ حیات کا نفاذ مروج کرنا چاہتے ہیں یا اسی طرز حیات کو اپنانے کا عزم رکھتے ہیں۔ مغربی جمہوریت کی کشتی کے مسافروں کی منزل امریکہ اور مغرب ہوگی اور اسلامی جمہوریت کی کشتی کے مسافروں کی منزل مکہ شریف اور مدینہ شریف ہی ہوگی۔ بتائیے کیا آپ اور آپکے رفقا مسلمان کی شان سے جینا چاہتے ہیں۔ یا بے دین، منافق، منکر ہو کر مرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ بھی ملکی ملی دہشت گردوں کی لسٹ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔

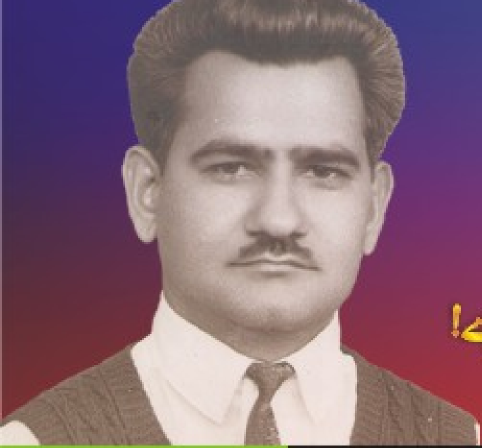

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## ۱۹۴۷ء کے طلباء کو خراج عقیدت اور ان کا پیغام آج کے دور کے طالب علموں کے نام!

۲۲۔ یہ سب اہل اقتدار جنہوں نے شہدائے آزادی اور پوری ملت کے ساتھ دھوکہ کیا وہ ظالم اور غاصب کسی گنجائش اور رعائت کے مستحق تو نہیں۔ مگر اے اللہ تو ان سب کو معاف فرما۔ اے اللہ موجودہ حکمرانوں کو بھی ہدایت فرما۔ اے اللہ تو دلوں کو بدلنے پر قادر ہے۔ یا اللہ! گناہ کی زندگی توبہ کے دروازے تک ختم ہو جاتی ہے۔ انکو توبہ کی سعادت عطا فرما، ان کو اسلام کی روح سمجھا اور اس کے نفاذ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے کالی کملی والے۔ تیرے حضور تیری بارگاہ میں تیرے روبرو پیش ہونے کی استطاعت جرات، اور سکت باقی نہیں۔ اے رحمت اللعالمین! تو رحم فرما اور ہمیں اپنی اوٹ میں لے لے (آمین)

۲۳۔ پاکستان اور اسلام کے چودہ، پندرہ کروڑ نام لیوا مسلمانوں پر جو ۱۹۴۷ء کو بیت گئی۔ اور جو آج تک اہل وطن پر گزر رہی ہے۔ اے اللہ تو اس سے بہتر واقف اور آشنا ہے۔ یا اللہ! تیرا ہی فرمان ہے کہ شہداء مرتے نہیں۔ ان کا خون رائیگاں نہیں جاتا۔ اے صاحب اقتدار حکمرانوں! ان تمام شہداء کا خون اس پاک مٹی میں دفن ہے۔ ان کا حساب بے باک کرو۔ ملک میں اسلام کا نفاذ کرو۔ عوام کی امیدوں کو پر بہار کرو۔

۲۴۔ پاکستان کی آزادی اور اس کے تحفظ کے امینو! پیارے طالب علمو! اے ملت کے غم خوارو! اے شہدائے پاکستان کے پروانو! اے ملت کے مقدر کے ستارو! اے ہمت و جرات کے پیکرو! اے کمزور اور ضعیف انسانیت کی امید کی کرنو! اے دور حاضر کے امینو! اے ملک و ملت کے وارثو! اے کالی کملی والے کے شیدائیو۔ تمہارے لئے تڑپنے، پھڑکنے کی توفیق مانگنے والا آج پھر دعوت عمل کے لئے پیغام پہنچا رہا ہے کہ اٹھو اور ان سب اہل دل، اہل درد، اہل بصیرت، اور وطن کے تمام دردمندوں کو ساتھ ملاؤ۔ محبوبوں کے محبوب، پیارے طالب علمو! آؤ۔ مل کر ان تمام شہدا کی ناراض اور روٹھی ہوئی روحوں، کرب وبلاء میں ڈوبی ہوئی آہوں، ان کی تڑپتی ہوئی چیخوں اور صداؤں کی گونج کو کرہ ارض میں ڈھونڈیں۔ تلاش کریں۔ ان کو پکاریں، انہیں آواز دیں۔ ان سے فریاد کریں۔ ان کو منائیں۔ ان کو راضی کریں۔ ان کے روبرو ہاتھ جوڑ کر معافی مانگیں۔ منتیں کریں۔ ان کے سامنے شرمندگی، ندامت، غفلت، بے بسی اور اپنی کوتاہیوں کے آنسو پیش کریں۔

۲۵۔ آؤ! ان معصوم بے گناہ، پاکیزہ، بہنوں، بیٹیوں، ماؤں، جو اسلام کی خاطر اس ارض پاک کے نام پر شہید ہوئیں۔ جن کی پاکیزہ اور معصوم عصمتیں لوٹی گئیں۔ اور جن بے گناہ، عاجز، بے بس، مسکینوں، کو ہندوؤں، سکھ غنڈوں نے یرغمال بنالیا۔ ایسی بچھڑیں، کہ آج تک اپنے لواحقین سے نہ مل سکیں۔ آؤ! مل کر ان کی روحوں کے روبرو چیخیں اور دھاڑیں ماریں۔ روئیں، اپنے چہروں کو پیٹیں، ماتم کریں اور شرمندگی اور ندامت کے آنسوؤں میں ان کے روبرو پیش ہو کر غرق ہو جائیں۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکے مغربی جمہوریت کے نظام حکومت، انکے انڈین لا، برٹش لا، امریکن لا اور جیوری پروڈینس کے تعلیمی نصاب، انکے مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کے استحصالی طبقہ کے سکالروں اور انکی معاشی معاشرتی دہشت گردی پر لعنت بھیجیں اور اپنی بے بسی، غلامی اور محکومی کی زنجیروں کو توڑیں شائد ہماری یہ کاوش، بے بسی اور اس حالت زار کو دیکھ کر ان کی روحیں پسیج جائیں اور آج پھر ان کے روبرو وعدہ کریں کہ ہم اسلام کے نفاذ کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس باطل نظام اور سسٹم کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیں گے اور قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کی کاوش جاری رکھیں گے۔ شائد وہ ہمیں معاف کر دیں۔

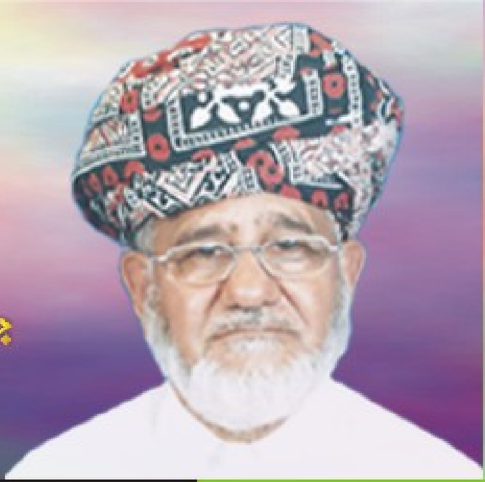

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۲۶۔ ان معصوم بچے اور بچیوں اور ان کی ماؤں، جن کی گودوں سے یہ ہندو، سکھ غنڈے، ظالم درندے ان کو چھینتے، اچھالتے، نیزے اور برچھیوں پر ٹانک کر آسمان کی طرف لہراتے اور زمین پر پٹختے۔ ان معصوم بچوں کی معصوم قربانیوں کو کون سی عاجزانہ درخواست پیش کریں۔ کون سا طریقہ اختیار کریں۔ کون سے آداب بجالائیں۔ کس قسم کے آنسو! کس قسم کی آہیں! کس قسم کی چیخیں! کس قسم کی دلخراش ندائیں! کون سی صدائیں ان آزادی کے معصوم پروانوں کے حضور پیش کریں اور انہیں عرض کریں کہ وہ ہماری خطاؤں کو بخش دیں۔ آپ کو آپ کی معصومیت کا واسطہ۔۔۔ آپ کی اپنی ماؤں کا واسطہ، آپکی بہنوں کا واسطہ۔ آپ کو آپ کی نانی امی اور دادی امیوں کے لاڈ و پیار کا واسطہ۔ آپکو ان تمام شہداء کا واسطہ۔ جنہوں نے پاکستان اور اسلام کے نام پر لاکھوں شہادتوں کے جام نوش کیئے۔ آپ کو شہیدان کربلا کا واسطہ۔ آپ کو بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واسطہ۔ آپ کو رحمت للعالمین ﷺ کا واسطہ۔ ہمیں معاف کر دو! ہمیں معاف کر دو! ہمیں معاف کر دو!

۲۷۔ اے اللہ جی، اے رب رحیم تو ہماری کوتاہیوں، غفلتوں، مجبوریوں، اور بے بسیوں کو معاف فرما تو بڑا غفور الرحیم ہے۔ ہم نے یہ ملک تمہارے نام پر لیا۔ اسلام اور اسلامی نظریات، تعلیمات اور اسلامی نظام مملکت کو رائج کرنے کے لئے یہ سب قربانیاں دیں۔ یہ سب اہل وطن یہ سب اہل خطا، سب تیری بارگاہ میں شرم اور ندامت سے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ ہمیں بھی تو اپنی رحمت میں سمیٹ لے۔ تیرے آئین مقدس کو اس ملک (پاکستان) میں رائج کرنے کے لئے حاصل کیا تھا۔ ہم نے اس عہد کو پورا نہیں کیا۔ ہمارے حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے ہمیں اور اپنے آپ کو دھوکہ دیا۔ دغا کیا، ہم ظالموں میں سے ہیں۔ ہم سب نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ آج ملک وملت کے یہ تمام نادان، عاصی اور مظلوم و مجبور، تیرے نام لیوا مسلمان، تیرے دروازے پر آن کھڑے ہوئے ہیں۔ اس قابل تو نہیں کہ تیرے حضور خطاؤں سے بھرا چہرہ پیش کر سکیں۔ شرمندگی اور ندامت کے سیاہ بادل روح کی بینائی میں بری طرح حائل ہیں۔ اس عبرت کدے اور حیرت کدے میں یہ دکھ، درد، اور بھیانک اذیتوں کے صدمات، جوں جوں یا داشتوں کے ورق پلٹے جاتے ہیں۔ ماضی اور حال کی آگ سلگتی اور شعلوں میں بھڑکتی جا رہی ہے۔ ان تمام حاضرین کی ناتواں جان میں صرف یہی کوک سنائی دے رہی ہے۔ یا مولیٰ! امت محمدی ﷺ کی کھوئی ہوئی دولت کو تو دوبارہ بحال فرما۔ اسلام کے جھنڈے تلے ہم سب کو اکٹھا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ دستور مقدس پاکستان میں نافذ کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

۲۸۔ اسلام میں سیاسی جماعتوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہاں تو صرف خیر اور شر کی تمیز سے آگاہ کیا گیا ہے۔ حق اور باطل کا فرق بتایا گیا ہے۔ سلامتی اور بدبختی کے راستوں کا تعین سمجھایا گیا ہے۔ سیاسی جماعتوں کی تشکیل اور ملی وحدت کو پارا پارا کرنے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں۔ اے پیارے طالب علمو! اے ملت کے ہونہارو! اے قائداعظم رحمت اللہ علیہ کی امیدوں کے چراغو! اے مولائی مے خانے کے مستو! اے کالی کملی والے کے غلامو! ۱۹۴۷ء میں آپ کے پہلے قافلے نے دنیا کو ورطہء حیرت میں ڈال دیا۔ اور پاکستان معرض وجود میں لا کر ایک ایسا اسلام کا فریضہ ادا کیا۔ جس کی جتنی بھی داد دی جائے۔ وہ کم ہے۔ آج پھر ملت اسلامیہ اور پاکستان کی چودہ کروڑ عوام کا محور اور مرکز آپ بنے ہوئے ہیں۔ ملت اسلامیہ، اسلامائیزیشن کے نفاذ کیلئے تمھاری بڑی شدت کے ساتھ کمی اور ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ جہاں آپ کے پہلے قافلے نے پاکستان بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ وہاں آج پھر اہل پاکستان تمھاری طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہے ہیں کہ ہماری یہ نئی نسل اس سسٹم اور جمہوری نظام سے نجات حاصل کرنے میں اہم رول ادا کرے۔ سادگی، شرافت، عدل، محبت، ایمان داری، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف، اعلیٰ کردار، اخوت اور حضور نبی کریم ﷺ کی قریب ترین زندگی کو اپنا کر ملی تشخص کو پروان چڑھانے میں اہم رول ادا کریں اور اس باطل نظام کو الوداع کرنے میں شریفانہ انداز میں حکومت وقت کو مجبور بھی کریں۔ اور تعاون بھی کریں۔ آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ طالب علم ان تمام سیاسی جماعتوں کی ممبر شپوں سے دست بردار ہو کر ان کو الوداع کہہ دیں۔ ملت کے شیرازہ کو سیاسی جماعتوں کے فرقوں میں بکھرنے سے بچائیں صرف ایک خدا اور ایک رسول ﷺ کی اطاعت کا نعرہ قائم کریں اور اس کرپٹ نظام کو ملک سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الوداع کریں۔

۲۹۔ معاشرے کو اسلامی تعلیم کی روشنی میں اعلیٰ اخلاقی۔ الہامی قدروں پر تشکیل دینے میں معاونت کریں۔ ان ہزار، بارہ سو اقتدار پرستوں کو عشرت کدوں سے نکال کر ۷۰ فی صدی کسانوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں اور ہنر مندوں جیسی طیب زندگی گزارنے اور مزدوروں جیسی رزق حلال کمانے اور حلال کھانے کے طریقوں سے آگاہ کریں اور اس عمل سے گذاریں۔ ملک میں اعتدال اور عدل قائم کریں۔ تاکہ پاکستان سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔ ناانصافی اور کرپشن کے طور طریقوں کو ملک سے پوری طرح ختم کریں۔ ایک جیسی تعلیم، ایک جیسے تعلیمی ادارے، ایک جیسی محنت اور ایک جیسی اجرت کا نظام قائم ہو۔ تاکہ ملکی وسائل اور قومی خزانے کی لوٹ سیل اور عشرت کدوں میں حکومتی دہشت گردوں کو داد عشرت دینے کی پالیسیوں کو ملک میں مزید پنپنے اور ایک خاص حکومتی ٹولہ اور طبقہ کو ملک میں بدمست ہاتھیوں کی طرح دندنانے کا مزید موقع فراہم نہ کریں۔

۳۰۔ پچھلے ۵۳ سالوں سے پبلک سروس کرپشن کا امتحان ان شاہی حکمرانوں ،فوج شاہی ، افسر شاہی ،منصف شاہی ،سمگلروں ، رشوت خوروں ، کمیشن خوروں کے چند خاندانوں کی ملکیت اور وراثت بنا چلا آرہا ہے۔کسانوں، محنت کشوں اور عوام الناس کی اولادوں کیلئے پبلک سروس کرپشن ایک شجر ممنوعہ بن چکا ہے۔۹۹ فیصد طالبعلموں کا استحقاق کرنے والوں کا استحصالی دور، اب ختم ہو چکا ہے۔اب ان کا ہاتھ پبلک سروس کرپشن،۹۵ فیصد رشوت خور اور بریف کیس مافیہ کی افسر شاہی،فوج شاہی اور منصف شاہی کے گریبانوں تک پہنچ چکا ہے۔ان کو خبردار کردو۔۔۔اب نچلے طبقہ کے کسی سرکاری اور غیر سرکاری اہلکار کو سرپلس کرکے اس کا اور اسکے کنبہ کے افراد کا معاشی قتل ان کے لئے ممکن نہیں رہا۔اب ان کی سرکاری انگنت گاڑیاں، پٹرول، شاہی رہائشیں ، شاہی اخراجات، شاہی ثقافتی تنخواہیں، لاتعداد شاہی سہولتیں اور تمام عدل کش اور غیر فطرتی اقتدار کی نوک پر تیار کئے ہوئے قانون سب کالعدم ہو چکے ہیں۔ انکی جان ومال کے تحفظ کے اخراجات اب ختم ہونے کو ہیں۔

۳۱۔ طالب علموں کو نبی کریم ﷺ ،علامہ محمد اقبالؒ اور قائد اعظم رحمت اللہ علیہ کا انگریز کا مروجہ استحصالی نظام اور سسٹم کو ختم کرنے اور عدل وانصاف قائم کرنے اور مہر ومحبت پھیلانے کا پیغام مل چکا ہے۔دین کی روشنی میں عمل کا سورج اسی ملک سے طلوع ہو رہا ہے۔جو پوری انسانیت کو نئی زندگی، نئے جذبے، نئے ارمان، نئے ولولے، نئے پیمانے، نئے سرور، نئے ساز، نئے راگ، نئے سر، نئے گیت، نئے دھن، نئے حرف، نئے شاعر، نئے مغنی، نئے ستار، نئے مضراب، نئے ہاتھ، نئے فنکار، نئے گھنگرو، نئے دھمال، نئے دستک، نئے کواڑ، نئے حسین، نئے میخوار مہیا کرے گا۔ساقئی کوثر کے متوالو اور پرانی طہورا کے پیاسو۔آؤ، آؤ مل کر اس میخانے میں داخل ہوں اور ہجوم عاشقاں، صداقت کے پیامی، شجاعت کے پیکر، پیار کے ساغر، سوز وگداز کے منبع، عجز کے محور، محبت کے چشمے، انسانیت کے لاڈلے طالبعلموں حضور ﷺ کے میخانے سے اپنے اپنے مزاج کا گھونٹ پی لو۔انسانیت کے عزت واحترام، ادب وخدمت اور عدل وانصاف کی ذمہ داری کو نبھانے کا عمل شروع کرو۔جو باطل نقش نظر آئے آگے بڑھو اور اسے مٹاتے چلو۔

۳۲۔ کسی ملک، معاشرے اور ملت کی تشکیل بچوں، بوڑھوں، جوانوں سے پایۂ تکمیل پاتی ہے۔آنے والی نسلیں اس ملت کی معمار اور وارث ہوتی ہیں۔طالب علم اس قافلے کی طاقت کا سرچشمہ منبع اور محور ہوتے ہیں۔ جب تک یہ نئی نسل قائم ہے۔محنت اور عدل اس کا نصب العین ہے۔اس وقت تک وہ ملت زندہ وپائندہ ہے۔یہی ہونہار طبقہ معاشرے کی کمزوری، قباحت، ہر قسم کی بدعنوانی، ناانصافی، ظلم، رشوت، کرپشن، استحصالی نظام اور غاصبوں کو جڑوں سے نکال پھینکنے کی قوت اور طاقت رکھتا ہے۔اس وقت پاکستان کو اس عدل کش سسٹم اور غاصب قوانین، جابر اور ظالم سیاست دان اور رہزن لیڈران اور اجارہ دار منظم دہشت گرد حکمران، ان کی طبقاتی دہشت گرد افسر شاہی اور منصف شاہی کے بنیادی طبقاتی تعلیمی انگلش میڈیم اداروں اور تمام قسم کی طبقاتی اکیڈمیوں کو شریعت محمدی ﷺ کے نظام کا غسل دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر کے ملک کو عدل وانصاف اور امن وسکون کا گہوارہ بنا دیں۔نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ ملک میں قرآن حکیم کی روشنی میں ایک تعلیمی نصاب، نظام قائم کریں۔ان کی اجارہ داری ریت کی دیوار کی طرح مسمار ہو جائیگی۔ننانوے فی صد ملک کی کرپشن انشا اللہ ختم ہو گی۔اس وقت ملک میں پانچ قسم کے تعلیمی ادارے مختلف طبقاتی اونچ نیچ کے نظام کو چلانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ان کا اختصاری جائزہ برائے ملاحظہ پیش خدمت ہے۔غور کریں، تدبر سے کام لیں اور درست راستے کا انتخاب کریں اور منزل مراد کی طرف گامزن ہوں۔

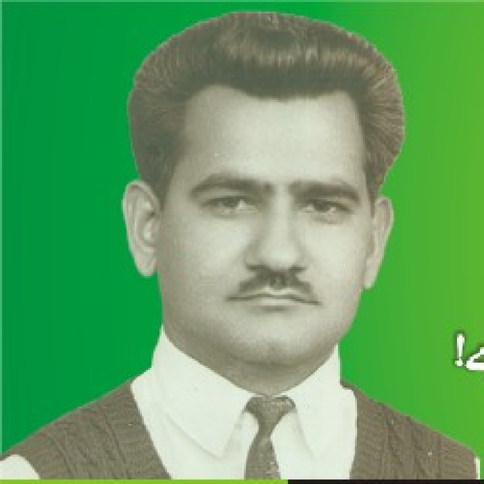

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۳۔ جمہوریت کی اکیڈمی۔۔۔۔ صرف جاگیردار اور سرمایہ دار طبقوں کیلئے وقف ہے۔ ان کا تعلیمی معیار غداری اور اجارہ داری ہے۔ رشوت، کمیشن اور کرپشن ان کا پیشہ ہے۔ ملت کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر کے حکمرانی کرنا، ملکی خزانہ، وسائل ملکی اور غیر ملکی قرضے ہضم کرنا ان کا نصب العین ہے۔ سرے محل، رائیونڈ ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، صدارتی قلعہ، گورنر ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، اسمبلی ہال، کنونشن ہال، کشمیر ہاؤس، سندھ ہاؤس، سرحد ہاؤس، بلوچستان ہاؤس، پنجاب ہاؤس، ملک میں پھیلے ہوئے بے شمار ریسٹ ہاؤس انکی آماجگاہیں ہیں۔ اسی طرح بیرون ملک تمام ملکی سفارت خانے اور اعلیٰ ہوٹل ان کی تفریح گاہیں ہیں۔ انکی عیش و عشرت کیلئے بلٹ پروف گاڑیاں، ہیلی کاپٹر اور ہوائی جہاز ہر وقت میسر ہیں۔ ان ہی سرکاری سہولتوں اور اقتدار کی چھتری سے وہ اپنے اپنے ذاتی کاروباروں کو چار چاند لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ انکی اولادوں کے لئے اعلیٰ انگلش میڈیم ادارے۔۔۔۔ یعنی فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کیلئے مختص ہیں۔ ان کے طور طریقے ان سے بھی زیادہ اذیت ناک اور بھیانک۔ سرکاری ملازمت میں آتے ہی انکے منہ میں سونے کا حکمرانی کا چمچہ دے دیا جاتا ہے۔ انکی یہ سیکنڈ ٹیم انکی وراثت کا پورا پورا فائدہ اٹھاتی ہے۔ ان کی تنخواہیں، ان کی سرکاری سہولتیں ان سے بہتر۔ ملک کے اصل حکمران یعنی سیاست دان تو وقت کے ساتھ ساتھ بدل جاتے ہیں۔ لیکن یہ تو وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ منظم اور ملک کی تباہی اور بربادی کا سبب بنتے جاتے ہیں۔ اصل میں یہی کلاس ملک کی سیاہ و سفید کی مالک اور تمام استحصالی نظام کی خالق اور معاشی، معاشرتی اعتدال اور مساوات کے قاتل اور عدل و انصاف کے رہزن ہیں۔ رشوت، کرپشن، کمیشن انکے دم سے قائم و دائم ہے۔

۳۴۔ عام شہریوں کے لئے اردو میڈیم ادارے۔۔۔۔ دفتری کام چلانے کیلئے (لیس سر) اور (جی سر) کہنے والے اہلکار تیار کرتے ہیں جو دفاتر اور پرائیویٹ اداروں میں تمام لکھنے پڑھنے اور انتظامی امور کے فرائض اپنے افسران کی خواہش کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ یہ طبقہ بھی بڑا مظلوم اور معاشی طور پر کرش ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ ہر وقت چھانٹی کی تلوار ان کے سر پر لٹکتی رہتی ہے۔ ان کی ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دی گئی ہیں۔ ان پوسٹوں کو اپ گریڈ کر کے افسر شاہی نے اپنے لئے مختص کر لی ہیں۔ جب بھی کوئی گورنمنٹ بجٹ کو کم کرنا چاہتی ہے تو اس طبقہ کے ہزاروں اہلکاروں کا معاشی چراغ گل کر دیا جاتا ہے کیونکہ ملک کے کلی اختیارات اس افسر شاہی کی گرپ میں ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ان کی پوسٹوں کا ہر دور میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہ مظلوم طبقہ ہر وقت انکے غیض و غضب کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ یا اللہ اس ظالم طبقہ کے خوف و ہراس سے ان مظلوموں کو نجات دلا۔ آمین۔

۳۵۔ دیہاتی تعلیمی ادارے۔۔۔ایک استاد اور اسکے سپرد چھ کلاسیں۔ان کی کسمپرسی اور غربت کا یہ حال کہ وہ کتابوں کے اخراجات تو کجا' وہ تو معمولی سی فیس ادا کرنے کے قابل بھی نہیں ہوتے۔ملک کے سیاست دانوں،فوجی سیاسی حکمرانوں،فوج شاہی،افسر شاہی اور منصف شاہی نے ایسا نظام اور سسٹم مروج کر رکھا ہے۔اہل وطن کسان محنت کش عوام کی محنت،انکی دن رات کی بے پناہ مشقت سے حاصل کردہ ملک کی تمام ملوں،فیکٹریوں،کارخانوں کا خام مواد یا را میٹیریل تو وہی مہیا کریں۔ہر فرد،ہر گھر،ہر شہری کو خوراک،لباس،ہر قسم کی سبزی،ہر قسم کا گوشت،ہر قسم کے پھل،ہر قسم کے میوہ جات تو وہی مہیا کریں۔ملک کے تمام وسائل،ملکی خزانہ اور زرمبادلہ اور ہر قسم کی ضرورت تو یہی کسان مہیا کریں۔کتنے ظلم اور زیادتی کی بات ہے کہ ان ظالموں اور غاصبوں نے انہی سے خوراک،لباس اور ان کی بنیادی ضرورتوں ہر قسم کی سہولتوں کو ڈاکوؤں اور رہزنوں کی طرح چھینتے چلے آرہے ہیں۔ان معاشی قاتلوں اور بے رحم درندوں نے اپنے قانونی شکنجے اور گھناؤنے سسٹم کے پھندے ان کے گلوں میں ڈال کر اس طرح کس دیئے کہ وہ تڑپ تڑپ کر کش مکش حیات سے دوچار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ملک کا خزانہ،ملکی وسائل اور ہر قسم کے قرضے ان کے،بڑی بڑی تنخواہوں اور بے پناہ سرکاری سہولتیں انکی،کاروں،ہیلی کاپٹروں،جہازوں،محلوں پر مشتمل شاہی رہائشیں انکی،ٹیلیفونوں،رشوتوں،کمیشنوں اور ہر قسم کی کرپشن پر مشتمل زندگی انکی۔یہ تمام عدل کش طرز حیات اور انصاف کش نظام سرکار کے اصول وضوابط کے کرتا دھرتا یہ ظالم۔ملک میں اعتدال اور مساوات کے فطرتی حقوق کو ضبط اور مسخ کر کے کسانوں اور مزدوروں کو اپاہج بنانے والے ان۔۔۔کسانوں کے پاس نہ کوئی سڑک نہ ہسپتال،نہ کوئی معیاری سکول اور نہ کوئی کالج،نہ کوئی فیکٹری اور نہ کوئی کارخانہ،نہ کوئی پیسہ اور نہ کوئی بنک بیلنس۔ستر،اسی فی صد معاشی مقتولہ عوام یعنی کسانوں،مزدوروں اور غریبوں کی اولادیں،ملوں۔فیکٹریوں۔کارخانوں میں مزدور چوکیدار،اردلی،گن مین،ڈرائیور،پولیس اور فوج میں سپاہی کے فرائض ادا کرتی چلی آرہی ہیں۔

دینی مدارس۔۔۔اور ان اداروں کے فارغ البال طلبا کیلئے سرکاری ملازمت کے دروازے ان پر بند ہوتے ہیں انکے پاس گورنمنٹ کے کسی ادارے کی ڈگری نہ ہونے کیوجہ سے ان کو سرکاری ملازمتیں مہیا نہیں کی جاتیں۔یعنی نعوذ باللہ دینی تعلیم انکے نزدیک ایک فرسودہ اور ایک نا قابل عمل تعلیم بن چکی ہے۔خدا ان دین کے منافقوں،ظالموں،پر دائرہ حیات تنگ کر دے۔تا کہ وہ اس ظلم اور منافقت کی زندگی سے نجات حاصل کر سکیں۔

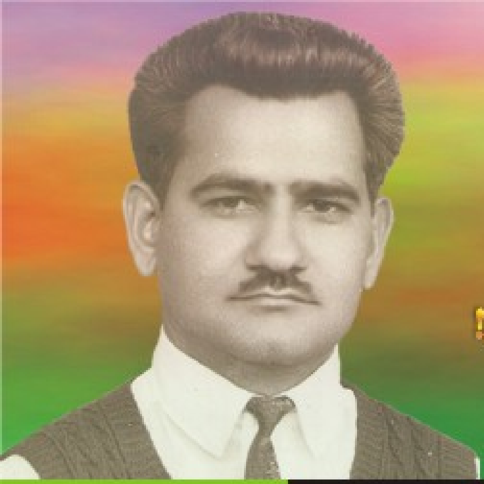

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

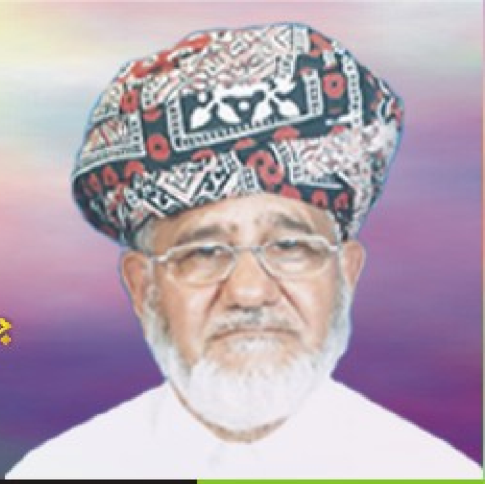



۳۶۔ اسی طبقاتی تعلیمی معیار پر ملک میں طبقاتی معاشرہ اور استحصالی معاشی نظام رائج ہے۔ سرکاری ملازمت میں بطور خادم اور نوکر کی حیثیت سے یہ راشی اور کرپٹ افسر شاہی اور بد دیانت، انصاف کش منصف شاہی، سرکاری محکموں میں داخل ہوتے ہیں۔ ڈاکو، رہزن، لٹیرے اور دہشت گرد بن کر ملت کے خزانے، وسائل اور اندرونی اور بیرونی قرضے قلم کی نوک پر حکمرانوں سے مل کر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اپنے اپنے من پسند کے لوگوں کو سیم زدہ اور بنجر زمینوں اور بوگس ناموں پر کروڑوں، اربوں کے رعائیت سود پر قرضے جاری کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہر معرکہ میں کمیشن اور رشوت کے یہ برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر کے تعلقات بیرونی طاقتوں سے ہوتے ہیں۔ ملک کی اہم پوسٹوں پر ملک کے اندر اور بیرون ممالک میں انکی پوسٹنگ انکے اشاروں پر ہوتی ہیں۔ ان بیرونی ایجنٹوں کی نشاندہی اور انکا خاتمہ اس طبقاتی تعلیمی خاتمہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی اور انکی میرٹ لسٹیں اور انکی پبلک سروس کمیشن کے انٹرویو اور ان کی سلیکشنوں کے استحصالی مقابلے ان ہی استحصالی طبقے کی اولادوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ جس میں کسان، محنت کش، ہنرمند پر مشتمل ۹۹ فیصد عوام کی اولادوں کی شمولیت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس استحصالی، عدل کش غاصب نظام کو واصل جہنم کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

۳۷۔ طالب علمو، پیارے عزیزو! اصل حقائق کو سمجھو۔ اس استحصالی نظام، غاصب سسٹم اور ان غاصب حکمرانوں کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ اٹھو۔۔۔۔ اور ملک میں ان تمام بیماریوں کا ایک جنبش سے علاج کر دو۔ حکومت وقت کے ساتھ پورا پورا تعاون کرو اور دستور مقدس کا نفاذ عمل میں لانے کے لئے ان کو مجبور کرو۔ جب آپ تمام سیاسی جماعتوں کو خیر باد کہہ دو گے اور ایک مرکز پر اکٹھے ہو جاؤ گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہاری صداقت کے راستے میں حائل نہیں ہوسکتی۔ سیاسی جماعتوں کے فرقے ان سیاسی جماعتوں کے لیڈران کا حکومتی راز ہے۔ سیاسی جماعتیں ملت کی جمعیت کو منقسم اور بکھیر دیتی ہے۔ اس مغربی جمہوریت کے نقش باطل کو مٹانے میں کوتاہی نہ کرنا۔ انکی اجارہ داری کو ختم کرنا، ان غاصبوں سے لوٹا ہوا خزانہ اور تمام ملکی وسائل واپس لینا اور بیت المال میں جمع کروانا صد سالہ عبادت سے بھی بہتر ہے اور انکو ایک کسان، ایک مزدور، ایک ہنرمند، ایک معلم کی باعزت، پاک، طیب اور سادہ زندگی سے متعارف کروانا ان کے لئے بھی بہتر ہوگا اور ملت اسلامیہ کے لئے بھی۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو! اللہ تعالیٰ اسلامی احکام اور حقائق کو سمجھنے اور بروئے کار لانے کی توفیق عطا فرماویں۔ (آمین)

۳۸۔ اقوام عالم کی بڑی طاقتیں عدل وانصاف کا دامن چھوڑ کر ظلم و بربریت قتل وغارت، انسانیت سوزی کا وحشت ناک عمل پوری دنیا میں جاری کیئے ہوئے ہیں۔کمزور ممالک اور انکے عوام کا قتل عام، بے پناہ اذیتوں، مصیبتوں کے ٹار چر۔ان گنت مسائل، بے حساب تشدد کے واقعات، کمزور اقوام کی نسل کشی کے عمل کو جاری کیئے ہوئے ہیں۔ان واقعات کا نشانہ پوری دنیا میں مسلمانوں کو بنایا جا رہا ہے۔ان کے خلاف انفرادی اور اجتماعی طور پر سازشوں کا جال بچھا اور پھیلا کر یہ بڑی طاقتیں انکو طرح طرح کے رنج والم، مصائب اور اذیتوں سے گذار رہی ہیں۔کبھی بوسینیا۔۔۔ میں بچوں، بوڑھوں، جوانوں عورتوں اور مردوں کا قتل عام اور عورتوں سے بے پناہ جنسی تشدد کے مرتکب اور کبھی چیچنیا میں روس۔۔۔ کا جدید ترین اسلحہ سے انسانی زندگیوں اور شہروں کو خاکستر کرنے کا دہشت ناک اور کرب ناک سماں۔کبھی اسرائیل۔۔۔ کے فلسطینیوں پر فضائی حملے اور کبھی امریکہ۔۔۔ کی عراق پر بمباری کے لرزہ خیز واقعات۔کبھی افغانستان۔۔۔ پر میزائلوں کے حملے۔کبھی لیبیا۔۔۔ دہشت گرد، کبھی ایران۔۔۔ دہشت گرد۔کبھی کشمیری۔۔۔ دہشت گرد، کبھی افغانستان۔۔۔ دہشت گرد اور کبھی پاکستان۔۔۔ دہشت گرد۔کبھی مشرقی پاکستان۔۔۔ بنگلہ دیش اور کبھی انڈونیشیا۔۔۔ کے ٹکڑے آزاد۔کبھی قبلہ اول۔۔۔ پر یہودیوں کا قبضہ اور کبھی خانہ کعبہ۔۔۔ پر مرحلہ وائز امریکہ کا قبضہ۔

۳۹۔ ان واضح عوامل کی روشنی میں اس خوفناک حصار کو توڑنے کیلئے غور، فکر، تدبر، صبر وتحمل، بردباری اور بڑی دوراندیشی اور اعلیٰ حکمت عملی کو اپنانا ہوگا۔آپس کی چپقلشیں، کدورتیں، نفرتیں، نادانیاں، کم ظرفیاں، حماقتیں، قتل وغارت، لڑائی، جھگڑے، جنگیں فوری طور پر نہ صرف بند کرنی ہونگی بلکہ پچھلے تمام حالات وواقعات کو نظر انداز اور درگزر کرنا ہوگا۔نئے سرے سے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کا کام اسلامی بنیادوں پر کرنا ہوگا۔اپنی صفوں میں نفاق اور نفرت کے جراثیموں کو ختم کرنا ہوگا۔پوری مسلم امہ کو اسلامائزیشن کی تعلیم وتربیت حسن خلق، اسوہ حسنہ اور اعلیٰ اقدار اور پوری انسانیت کے فطرتی حقوق کے تحفظ کے عمل کو بروئے کار لانے کے لئے فوری طور پر ان اہم فرائض کو سرانجام دینا ہوگا۔

۴۰۔ دنیا کی کوئی طاقت پوری انسانیت اور اس خوبصورت جہان رنگ وبو کو اس تباہ کن ایٹمی ہتھیاروں کی مکمل تباہی اور بربادی سے نہیں بچا سکتی، سوائے امت مسلمہ کے دور حاضر کی ترقی یافتہ اقوام اور انکے سائنس دانوں نے جہاں انسانیت کو نئی ایجادوں سے متعارف کرا کر آسائشوں، آرائشوں، زیبائشوں، سہولتوں کی قندیلیں روشن کی ہیں اور انسانیت کو انکے فوائد سے روشناس کروایا ہے۔وہ تمام ایجادات قابل صد ستائش ہیں۔فاصلوں پر عبور حاصل کر کے پوری دنیا کو ایک گاؤں، ایک شہر، ایک وطن میں سمیٹ کر رکھ دیا ہے اور پوری انسانیت کو ایک مرکز پر اکٹھا کر دیا ہے۔انسان اور اقوام، ملک اور ممالک، براعظم تا براعظم کے درمیان فاصلے ختم کر دیئے گئے ہیں اور پوری دنیا کے انسان سمٹ کر انسانیت کے ناطے، رشتے اور ایک قبیلے میں منسلک ہو چکے ہیں۔

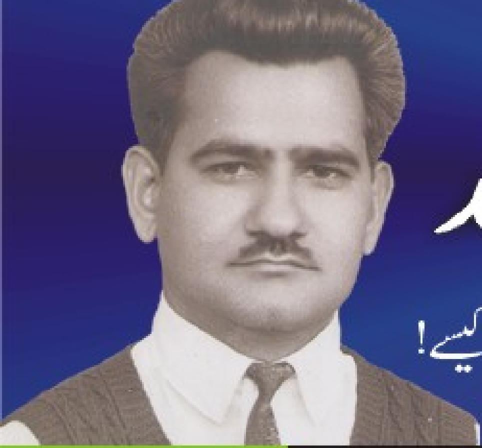

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۴۱۔ دوسری طرف انہی بین الاقوامی طاقتوں کے سائنس دانوں نے خوفناک، بھیانک، لرزہ خیز، تباہ کن ایٹمی مہلک ہتھیار تیار کر کے اس حسین وجمیل کائنات اور اس میں بسنے والے درند، چرند، پرند اور ہر ذی جان یعنی ہر قسم کی مخلوق کو پوری طرح نیست و نابود کرنے کے لئے دہشت ناک، اذیت ناک، عبرتناک اور مہلک ترین ایجادات تیار کر کے پوری دنیا کو مکمل تباہ کرنے کی قدرت حاصل کر رکھی ہے۔ اس وقت دنیا میں قتل و غارت، ظلم وستم کمزور قوموں کے اوپر اسی ایٹمی طاقت اور مہلک سامان حرب کے زور پر بلیک میل کر کے ڈھائے جا رہے ہیں۔ بڑی بڑی طاقتیں عدل وانصاف کو مسخ کر کے اس ظلم وستم اور قتل و غارت کے بھیانک کھیل میں برابر کی شریک ہیں۔ دنیا ایٹمی جنگ کے دہانے پر پہنچ چکی ہے۔ بڑی طاقتیں عالمی سطح پر اپنے اپنے مفادات کے تحفظ اور برتری کو قائم رکھنے کیلئے کمزور اقوام اور غیر ترقی یافتہ ممالک کو اس جدید اسلحہ کی نوک پر طرح طرح کی اذیتوں، چپقلشوں، لڑائیوں اور جنگوں میں الجھا کر۔ انکا قتل عام، انکو نیست و نابود، ذلیل وخوار اور تہس نہس کئے جا رہی ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ مادہ پرست یہودی اور عیسائیوں کی سازباز سے اسرائیل۔۔۔۔ کا وجود عمل میں لایا گیا۔ سامان حرب اور جدید ہتھیاروں کی سپلائی، نیپام بموں اور جدید سامان حرب اسرائیل کو مہیا کئے گئے۔ نیپام بموں اور ان مہلک ہتھیاروں سے عربوں کی افواج اور عوام کو تباہ کر کے ان کے ممالک کا بہت بڑا حصہ ان سے چھین لیا گیا۔ بڑی طاقتوں نے اسرائیل کا مکمل ساتھ دیا۔

۴۲۔ دوسری طرف افغانستان کے لوگوں کو جدید ہتھیار اور گوریلا ٹریننگ امریکہ نے دے کر روس کے خلاف استعمال کیا۔ روس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ روس کی بارہ ریاستیں خود مختار ہو گئیں۔ اسکی اجتماعی قوت کو بارہ ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ روس کو مات ہوئی۔ امریکہ دنیا کی واحد بڑی طاقت بن کر ابھرا۔ یہ جنگیں اور فتوحات کا عمل ابھی اختتام پذیر نہیں ہوا۔ ابھی بڑی جنگ کے آغاز سے پہلے یہ ریہرسل ہو رہی ہے۔

۴۳۔ اسی طرح مسلم آبادی پر مشتمل، کشمیر، بین الاقوامی مروجہ قانون اور اس کے بنیادی اصولوں، پالیسی اور سسٹم کے تحت پاکستان کا حصہ ہے۔ ہندوستان نے ۱۹۴۸ء میں اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ لڑائی جاری تھی کہ ہندوستان یو این او میں استصواب رائے کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے از خود سائل کی حیثیت سے گیا۔ دنیا کی اس بڑی عدالت نے جنگ بند کروا دی۔ پاکستان اور ہندوستان کشمیر کا جھگڑا کشمیری عوام کی مرضی یعنی استصواب رائے کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنے پر متفق اور پابند ہوئے۔ اسی اثنا ہندوستان نے غاصبانہ قبضہ قائم رکھنے کے لئے سات لاکھ فوج کشمیر میں داخل کر دی۔ جو بے پناہ ظلم قتل و غارت اور آزادی کی تحریک کو کچلنے کیلئے تعین کر رکھی ہے۔ لاکھوں انسانی جانوں کو جس میں بچے، بوڑھے، مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اب تک انکا قتال کر چکی ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار انسانوں کو ہاتھ پاؤں اور جسم کے مختلف حصوں سے محروم اور معذور کر دیا گیا ہے۔ بیشتر انسانوں کی شکلیں مسخ ہو چکی ہیں۔ وہ کشمیری عوام کو کچلنے، روندڈالنے اور پوری طرح ان کو نیست و نابود کرنے پر تلا ہوا ہے۔ انکے بنیادی حقوق یعنی استصواب رائے کے عمل کو بروئے کار لانے سے دیدہ دانستہ گریزاں ہے۔ دنیا کی بڑی طاقتیں تماشائی کی حیثیت سے اس بربریت اور ظلم کو دیکھتی چلی جا رہی ہیں۔ کوئی اسکو پوچھنے والا ہی نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ بین الاقوامی طاقتیں خود اس قتل و غارت میں برابر کی شریک ہیں۔

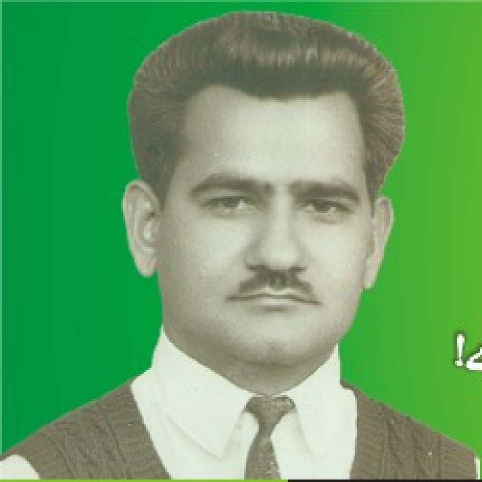

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۴۴۔ کشمیر سے بے شمار لوگ جان بچانے کیلئے آزاد کشمیر، پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں پناہ لئے بیٹھے ہیں۔ اگر وہ اس غاصبانہ قبضہ اور ہندوستان کی سات لاکھ افواج کی بربیت اور ظلم کے خلاف ہتھیار اٹھائیں اور دنیا کے کونے کونے سے اس آزادی کی جنگ لڑنے کے لئے اپنے وسائل اور جان و مال سے اس ظلم اور بربیت کے خلاف اپنی آزادی کی جنگ لڑیں۔ اپنی جانوں کا نذرانہ اپنی آزادی کی خاطر پیش کریں۔ اپنے ماں باپ، بھائی بہن، عزیز و اقارب ،لاکھوں لاشوں اور بے پناہ مفلوج، معذور اور طرح طرح کے زخموں سے دو چار اپنے عزیزوں اور ہم وطنوں کیلئے ہندوستان کی فوج کے ساتھ ٹکرائیں اور اپنے گھر، کاروبار، ماں باپ کی جائیدادوں، قبروں، زمینوں اور اپنے وطن اور خاندان کے افراد کو ان ظالموں کے رحم و کرم پر کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اگر وہ اس ظلم اور زیادتی کے خلاف ہتھیار اٹھائیں اور اپنی آزادی کے تحفظ کیلئے اور اپنی بقا کیلئے جنگ لڑیں اور جان قربان کریں۔ تو یہ لوگ دہشت گرد اور جو ممالک انسانیت کی بنیاد پر ان مظلوموں کو پناہ دے اور انکو کھانے پینے اور رہنے کیلئے جگہ مہیا کرے۔ وہ ملک بھی دہشت گرد۔ تم کیسے منصف ہو۔ تم کیسے عادل ہو، تم کیسے ظالم اور سفاک انسان ہو، تم کیسے سنگ دل، بے رحم انسانی شکل میں ترقی یافتہ درندے ہو۔ فطرت اچھی طرح جانتی ہے، کہ انسانیت کا قاتل کون ہے۔ تباہ کن ہتھیار انسانوں کو قتل کرنے کے لئے کون فروخت کرتا ہے۔ معصوم اور بے گناہ مخلوق خدا کو کون مرواتا ہے۔ جنگ کی آگ کو کون سلگاتا ہے۔ اسکا انجام کیا ہوگا۔

۴۵۔ اے بیسویں صدی کی ترقی کے علم بردارو! اے یو۔ این۔ او۔ کی بین الاقوامی عدالت کے منصفو! اے دنیا کے رہبر و رہنماؤ! اے بین الاقوامی عدالت اور اس کے عدل و انصاف کے وارثو! اے دنیا میں امن و آشتی کے حدی خوانوں! اے ترقی یافتہ اقوام کے شاہکارو! اے ماڈرن تہذیب و تمدن کے مفکرو! اے جدید ترقی کے موجدو! اے انسانیت دوستی کے پرستارو! اے دکھی انسانیت کے مونسو! اے ابن مریم کے دانش و برہان کے متولیو! تمھارے مذہب، تمہارے عقیدے تمہارے روحانی پیشواؤں نے بھی تمہیں رشد و ہدائیت کے منور چراغ، خیر کی دولت، انسانیت کی بہبود کے راستے، انسانیت کے دکھوں کا مداوا، انسانوں کے ادب و احترام کا تصور اور ان سے محبت کا درس پڑھایا اور سکھایا تو ہے۔ انجیل مقدس جیسا الہامی صحیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کا رہبر و رہنمائی کا ایسا چراغ ہے جو کائنات میں ظلم و قتال کے اندھیروں کو ختم کرتا ہے۔ اے تہذیب حاضر کے انسانیت کش اور انسانیت سوزی کے دہشت گردو! اے ناانصافی کی تلوار سے امن کچلنے والو، اے انسانیت سوزی کی چتا جلانے والو! اے انسانیت کشی کی آگ سلگانے والو! اے مخلوق خدا کی بربادی کے خالقو! اے خالق کائنات کی احسن تقویم کو بھسم کرنے والو! اے جہان رنگ و بو کو صفحہ ہستی سے مٹانے والو! اے ساز جہان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاموش کرنے والو! اے رب دو جہاں کے باغیو! اے دنیا کے عظیم مادہ پرست نظریات کے پرستار سیاستدانوں، حکمرانوں، دنیا عالم کے دہشت گردو، تم نے تو عدل و انصاف کی عفت کو نوچا۔ تم نے تو انسانیت کی طیب، مطہر، معطر اور پر امن فضاؤں کی عصمت کو تار تار کر دیا ہے۔ تمہاری سیاست کا مذہب عیسائیت کا مذہب نہیں ہوسکتا۔ انجیل مقدس کا فکر و تصور اور تعلیم جو پوری انسانیت کے ساتھ حسن خلق اور حسن عمل کی تلقین کرتی ہے۔ عیسائیت کے ممالک کا حکومتی ٹولہ عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات، تعلیمات کا منکر اور باغی ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی امت کو ان کا انسانی قتال والا ہاتھ روکنا ہوگا۔ خدا کا عذاب تمہارا مقدر ہے۔ پوری عیسائیت کو اس کا نوٹس لینا ہوگا۔ انہوں نے اپنے ملکوں میں تباہی کے سامان کا انبار لگا رکھا ہے۔ معصوم اور بے گناہ مخلوق خدا کو ان کے ناکردہ گناہ کی تباہی سے بچانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

۴۶۔ کاش کہ ان عالمی دہشت گردوں نے اپنے کسی پیشوا، کسی پوپ، کسی پادری، کسی اہل بصیرت، کسی روشن ضمیر فلسفی، کسی منطقی، کسی حکیم، کسی دانائے راز، کسی وقت کے دیدہ ور کسی ابرہیم ادہم، کسی انسانیت دوست شخصیت سے اپنے ان اعمال کے بارے میں پوچھ لیا ہوتا۔ کسی اہل دل، اہل نظر، کسی دور اندیش انسان سے استفادہ کرلیا ہوتا۔ کہ الہامی تعلیمات اور انسانی تخلیق کا تضاد کیا ہے۔ مادہ پرست فلاسفرز کے نظریات، تعلیمات انسان کو مادہ پرستی، چھینا جھپٹی، لوٹ کھسوٹ، حقوق شکنی، انسانی قتال، عدل کشی کے سلگتے جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔ اسکے برعکس پیغمبران کے الہامی نظریات، تعلیمات انسان کو ایثار و نثار، اخوت ومحبت، اعتدال ومساوات، بھوکے کو خوراک، پیاسے کو پانی، بیمار کو دوا و شفا، حقوق العباد، ادب انسانیت، خدمت انسانیت کا درس دیتا ہے۔ دنیا کے بے ثباتی کے چراغ جلاتا ہے۔ کم وبیش تین سو سال قبل برطانیہ میں دو مذہبی فرقوں کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ کے درمیان مذہبی چپقلش مذہبی فساد وقتال کے بعد اس دور کے مادہ پرستوں نے ملکہ وکٹوریہ سے مذہب کی سرکاری سرفرازی ختم کرادی۔ مذہب کی بجائے مادہ پرست فلاسفرز کے پرستاروں کو حکومتی ایوان اور امور سلطنت دے دیا گیا۔ مذہبی فرقوں کے فتنہ وفساد بھرپا کرنے والے مجرم پادریوں کو سزا دینے کی بجائے ملکہ سے مذہب کی سرکاری بالادستی، اسکا نظام حیات، اسکی تعلیمات، اسکی تہذیب کو ختم کر کے مذہب کو زوال کے سمندر میں دھکیل دیا۔ مذہب بتدریج زوال پذیر اور مادہ پرست فلاسفرز کے پیروکاروں نے مادی ترقی، صنعتی ترقی کے نام پر مستورات کو گھر کی چاردیواری سے نکال کر مردوں کے شانہ بشانہ لا کھڑا کیا۔ مادر پدر آزاد معاشرہ قائم کردیا۔ مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت کا نظام قائم کیا۔ مذہب کی خانگی زندگی، مذہبی رشتے، اور تمام مذہبی قدریں بتدریج زوال پذیر اور مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے ذریعے حضرت عیسیٰ کی امت کو مادہ پرستی کے کفر میں بدلتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے کروڑوں فرزندان سے ملتجی ہوں کہ وہ اپنے کسی دیدہ ور مذہبی پیشوا، کسی روحانی رہنما، کسی اچھے مذہبی انسان سے مشورہ کرلیں، پوچھ لیں، رہنمائی حاصل کرلیں۔ انسانیت میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کا راز معلوم کرلیں۔ بالیقین وہ عیسوی امت کو درست منزل، درست راستہ اور مذہب کے فلاحی اصولوں سے آگاہی، آشنائی اور رہنمائی فرماویں گے۔ بالیقین وہ مادہ پرست فلاسفرز کے پرستاروں کے مذہب کش مغربی جمہوریت کے غاصبانہ کلچر کے ظلمت کدہ سے نجات کا راستہ دکھائیں گے۔ ایسے مذہب پرست ہدی خواں، انسانیت دوست افراد ہی پیغمبران کی امتوں اور عوام الناس کو مادہ پرستی کے ظلمات میں ڈوبے ہوئے مادہ پرست فلاسفرز کے معاشی معاشرتی دہشت گردوں سے نجات اور نور ہدائیت اور نورانی راستہ کا مسافر بنائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے سیاسی، حکومتی پارلیمانی مادہ پرست ممبران کے ان استحصا، لی عدل کش، مذہب کش پالیسیوں پر ازخود نوٹس لینا چاہیے تھا۔ لیکن بدقسمتی سے حکومتی ٹولہ تو پیغمبر خدا کے نظریات کا باغی، منکر بن چکا ہے!

۴۷۔ ہر قوم، ہر طبقہ، ہر معاشرے میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ جو انسانیت کے تحفظ کی خاطر حق بات کہنے سے کبھی گریز نہیں کرتے۔ یہ انسانیت کے سفیر اور اپنے ماحول اور معاشرے میں مستیٔ کردار کی مہک پھیلاتے رہتے ہیں۔ انسانیت ان سے استفادہ کرتی رہتی ہے۔ اگر وہ چپ سادھ لیں۔ ظلم اور بربریت کے خرد مندوں کو اس صحرائے فانی میں من مانی کرنے اور ان کی بداعمالیوں کے سپرد کر دیں تو اس وقت بے گناہ قتل و غارت، ظلم و ستم، معصوم مخلوق خدا کو اذیتوں، مصیبتوں میں مبتلا کرنے والے حکومتی دہشت گردوں کا قرضہ جو فطرت کے ہاں واجب الادا ہوتا ہے۔ وہ ادا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مالک کل کے پاس کوئی اسباب کی کمی نہیں ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ یہ اقوام اپنے سیاستدانوں اور حکمرانوں کو جو اس بربریت میں ملوث ہیں اور انسانیت کی تباہی کا باعث بنے چلے آرہے ہیں۔ ان کو سختی سے روکیں۔ ورنہ معصوم و بیگناہ انسانیت کو سخت اذیت ناک، عبرت ناک، تباہی و بربادی کی مشکل ترین گھڑیوں کا سامنا کرنے کا وقت انکے سر پر آن کھڑا ہے۔

۴۸۔ ایٹمی چنگاریاں اکٹھی کرنے والو، سامان حرب کے ڈھیر جمع کرنے والو، میزائلوں اور راکٹوں کو ایجاد کرنے والو۔ نیپام بموں اور مختلف مہلک جراثیموں پر مشتمل احصاب شکن ایجادوں کے خالقو۔ ہر قسم کا لاتعداد، انگنت اور بے شمار تباہی کا سامان تمہارے گھروں یعنی تمہارے ملکوں میں پڑا ہے۔ انسانی عقل کی تمام صلاحیتوں اور تمام تدبیروں اور تمام حفاظتوں کو فاطر کا کوئی معمولی سا عمل یا وائرس تمہارے ایٹمی پلانٹوں، ایٹم بموں اور ہر قسم کے مہلک ہتھیاروں اور تمام ترقی کے شاہکاروں اور پوری انسانیت اور ہر ذی جان مخلوق کی مکمل تباہی، بربادی اور صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے، اس جہان کو ویران اور کھنڈرات میں بدلنے، بے گناہ اور معصوم مخلوق کو بھسم کرنے کا آخری سبب بننے والا ہے۔ یہ ایٹمی صلاحیتیں کوئی سامان حرب نہیں بلکہ ایک بدترین لعنت (Curse) ہے۔

۴۹۔ دنیا کو ڈرانے، دھمکانے، خوف و ہراس پھیلانے، جسموں اور عقلوں کو مات دینے اور فتوحات حاصل کرنے۔ کمزور اقوام کو نشانہ عبرت بنانے غنڈہ گردی، دہشت گردی کا گھناؤنا غیر انسانی کردار اپنانے اور دنیا کو مکمل تباہ کرنے کے تمام گر اور تمام طریقے تو سیکھ لئے۔ انسانی روح کو خوشحالی، سکون، تسلی، تشفی اور راحت مہیا کرنے کی درس گاہ میں تو قدم رکھ نہ سکے۔ اپنی محبوب و طیب ہستیوں کی تعلیمات سے عملی طور پر منحرف ہوئے۔ منافقت کا کردار اپنایا۔ نہ انسان کو عزت دی نہ احترام، نہ پیار دیا اور نہ محبت۔ نہ کبھی شفقت دی اور نہ کبھی مشفق ہوئے۔ نہ کبھی خدمت کی اور نہ کبھی خدمت کرنے کا اظہار۔ نہ کبھی معاف کیا اور نہ درگزر۔ مخلوق کو خدا کا کنبہ سمجھا ہی نہیں۔ تمہاری سیاست کا چہرہ، دھوکہ، فریب، خودغرضی، خوف، دہشت گردی، قتل و غارت، انسانیت سوزی، بدعہدی، محسن کشی، ظلم، زیادتی، مکاری، ابن الوقتی اور اسطرح کی بے شمار نجس کاریوں کے بدترین داغوں سے بھرا پڑا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

**صدائے وقت** | **باب 7 پیرا 50-51** | ۱۹۴۷ء کے طلباء کو خراج عقیدت اور ان کا پیغام آج کے دور کے طالب علموں کے نام!

۵۰۔ تمہاری عوام یا رعیت تو اس سوچ اور فکر کی مالک نہیں۔ ایسی فرعونی طاقت اور ایسا اقتدار قربت خداوندی سے دوری کے راستے ہیں۔ یا اللہ یہ بھی تیری ہی مخلوق ہے۔ انکو گمراہی کے راستہ سے نجات عطا فرما۔ ان کو بھی امن کا راستہ دکھا۔ یہ تمام سیاق و اسباق اور یہ تمام عوامل انسانیت کے ضمیر کو بری طرح جھنجھوڑ رہے ہیں اور خاص طور پر ملت اسلامیہ کو غفلت کی نیند سے بیدار کر رہے ہیں۔ اٹھو! اور رحمت کے بادل بن کر اس پوری کائنات پر برسو۔ میٹھی پون کے جام پوری انسانیت کو پلاؤ۔ انسانی جبلت نیکی اور بدی کے خمیر سے گوندھی پڑی ہے۔ دنیا میں انسان اچھے اور برے کام کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی انسان چاہے، وہ کسی نسل، قوم، عقیدہ، مذہب یا سوسائٹی سے تعلق رکھنے والا ہو۔ چاہے اس کا تعلق مشرق سے ہو یا مغرب سے ہو، شمال سے ہو یا جنوب سے، ہنر مند ہو یا سائنس دان، نیم فوجی حکمران ہو یا جمہوریت کا پوجاری، کیموزم کا پرستار ہو یا سوشلزم کا، کوئی بھی حکمران ہو، اپنے ہنر مندوں یا سائنس دانوں کو ایسی ایجادات جو انسانیت کو سکھ بانٹیں اور آرام اور سکون کی سہولتیں مہیا کریں، قدرتی آفات، مہلک بیماریوں، کے خلاف جنگ جیت کر انسانیت کیلئے نجات کا سبب بنیں۔ قدرتی وسائل کو انسانیت کیلئے ڈھونڈ نکالیں، فاصلوں کو تسخیر کریں، چاند، ستاروں میں اپنی گزرگاہیں تلاش کریں۔ پیداوار میں اضافہ کرنے کے اسباب کا کھوج لگائیں۔ نئے نئے علوم، نئی نئی ایجادات، ٹیلیویژن سے لے کر کمپیوٹر تک، کار سے لے کر جہاز تک کی ایجادات، بجلی سے لے کر گیس تک، آئل سے لے کر ہر قسم کی معدنیات تک کی تلاش سے مالا مال کرنے والے، انسانوں کی تگ و دو اور عزت و عظمت کے وہ چراغ ہیں۔ جب تک یہ دنیا قائم ہے، اس وقت تک ان کے یہ کارنامے ان کو جلا بخشیں گے۔ ایسے انسان محسن انسانیت کا رول ادا کرتے آرہے ہیں۔

۵۱۔ جو بھوکوں کو خوراک، پیاسوں کو پانی، بیماروں کو دوا اور بنیادی ضروریات حیات صحراؤں، ریگستانوں، بیابانوں، پہاڑوں، میدانوں اور دشوار گذار علاقوں میں مہیا کریں۔ جو جہالت کے اندھیروں کو تعلیم و تربیت کے ظاہری باطنی علوم سے منور کریں۔ جو ہنر اور کسب سے اس جہان رنگ و بو کو خوبصورت سے خوبصورت بنائیں۔ جو شاہی ایوانوں کی عمارتوں کے حسن، ملکی تعمیرات کے دلکش جلوں سے وطن عزیز کو سنواریں، اہل وطن کیلئے لمبی چوڑی سڑکوں کے جال بچھائیں، ہوائی اڈوں، پلوں اور ڈیموں جیسے بیشمار تعمیری سہولتیں فراہم کریں۔ جو خوراک و لباس، پھل اور میوہ جات، سبزی و گوشت جیسی بنیادی ضروریات کو وافر مقدار میں مہیا کریں، جو انسانیت کو ادب و احترام سے نوازیں۔ جو پیار و محبت، ایثار و نثار، امانت و دیانت، اچھے اخلاق و کردار اور اعلیٰ خدمت سے پیش آئیں جو صبر و تحمل اور برداشت کی قوت کو بروئے کار لائیں۔ جو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے معاشی معاشرتی استحصال اور قتال کو ایک حد تک برداشت بھی کرتے جائیں، جو بدکردار غاصبوں کو درگزر اور انکے حقوق چھیننے والے دہشت گردوں کو معاف کرنے کی اعلیٰ صلاحیتوں سے مالا مال ہوں، جو صحراؤں کو آباد کرنے، محنت و مشقت کے فرائض ادا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں، جو پانی کی قلت، بارش کی کمی، قحط سالی سے بچے بوڑھوں، جانوروں کی جانوں کا نظرانہ پیش کرتے جائیں، جو صحرا کی تپتی ریت، سورج کی تپش سے جلتے جھلستے سڑتے اور خاکستر ہوتے رہیں، ملک کا فوجی سیاسی استحصالی حکومتی ٹولہ اور انکا غاصب مجرم مراعات یافتہ شاہی طبقہ جو حکومتی ایوانوں میں بیٹھے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف اور عوام کی خوشحالی کے گیت و سنگیت کے بیانات جاری رکھیں۔ ملکی سیاسی، دینی سیاسی، فوجی ڈکٹیٹروں کی سیاسی جماعتوں کے حکومتی ٹولہ کے ممبران، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی، منصف شاہی افسر شاہی، نوکر شاہی کے طبقاتی حکومتی ہیرو، قرآن حکیم کے باغی!۔ انسانی تخلیق کردہ برٹش لا انڈین لا، امریکن لا، جیوری پروڈینس کے استحصالی تعلیمی نصاب کے سکالروں سے پوچھ لینا بہتر ہوگا کہ وہ اہل وطن مسلم امہ کے کروڑوں فرزندان کو یہ تو بتا دیں کہ مغربی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کا تضاد کیا ہے۔ فوجی سیاسی مغربی جمہوریت کے دہشت گرد حکومتی ٹولہ، انکی نسلوں پر مشتمل مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا غاصب شاہی طبقہ کروڑوں کسانوں، محنت کشوں مزدوروں، ہنر مندوں اور عوام الناس کو انکے وسائل اور خزانہ سے محروم کر دیتا ہے، انکے ذرائع آمدن چھین لیتا اور اپنی ملکیت بنا لیتا ہے۔ استحصالی نظام حکومت مسلط کرتا ہے جو عوام الناس کو معذور، مجبور، قیدی محکوم بنا لیتا اور تعیش کی بھرپور زندگی گذارتا ہے۔ ملکی عوام خودکشیاں، خودسوزیاں اور صحراؤں میں لاکھوں انسان و حیوان پانی، خوراک کی نایابی اور قحط سالی سے ریت سے جلتے، سورج کی تپش سے جھلستے، پانی کی بوند اور خوراک کے لقمہ کو ترستے، سسک سسک کر مرتے اور انکا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا

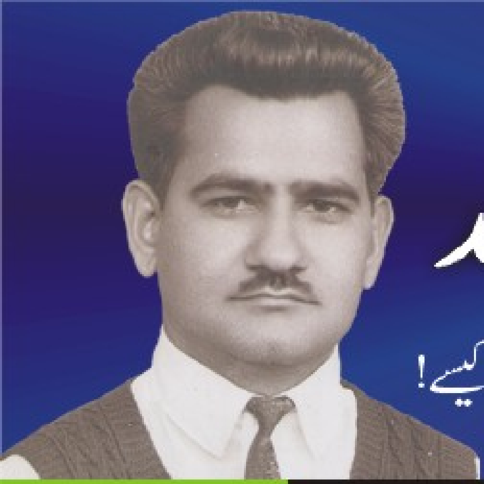

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۵۲۔ دوسری طرف اسلامی جمہوریت کے قرآنی نظام مملکت کے نفاذ کی بات کرنے، اسلامی جمہوریت کے نظام سلیکشن کے طریقہ کار سے خلیفہء وقت، اسکے شورائی ممبران کے چناؤ کا نظام رائج کرنے والے افراد کو طالبان اور دہشت گردوں کا نام دیکر عوام الناس کا قتال کرتا جا رہا ہے۔ مغربی جمہوریت کا نظام الیکشن اور اسلامی جمہوریت کا نظام سلیکشن کا تضاد کیا ہے۔ مغربی جمہوریت کا نظام الیکشن ملک کے چھ سات ہزار ملکی غدار جاگیردار، سرمایا دار مادہ پرست ٹولہ کے افراد مالی اور ذاتی وسائل کی طاقت کی برتری سے الیکشنوں میں حصہ لیتے اور انفرادی قوت سے الیکشن جیتتے ہیں۔ الیکشن کا حلقہ وسیع و عریض ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے ملک کا کوئی دوسرا فرد ان الیکشنوں میں بے پناہ اخراجات کی وجہ سے حصہ نہیں لے سکتا۔ اس نظام حکومت میں صرف معاشی معاشرتی دہشت گرد حصہ لے سکتے ہیں۔ دوسری طرف اسلامی جمہوریت کا نظام سلیکشن بہت مختصر، سادہ، کم خرچ، یونین کونسل کی سطح پر ہوتا ہے۔ جہاں تمام افراد ایک دوسرے کو جانتے اور کردار و تشخص سے آشنا ہوتے ہیں۔ کسی فتنہ پرور فرقہ پرست مولوی، کسی جعلی پیر، نہ کسی معاشی یا معاشرتی نظام حیات کے تھانے کچہریوں سے واسطہ دہشت گرد، یا کسی رہزن، لٹیرے، ڈاکو، بد دیانت، بے حیا، بدکردار، شرابی، زانی، ملک دشمن، ملکی غدار کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ اسلامی نظام سلیکشن میں یونین کونسل کی سطح پر اہل ایمان، دیندار، پاکیزہ فطرت، نیک و سالح، ایماندار اور اعلیٰ اہلیت کے افراد کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ جنکی زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ، حسن خلق، سادہ و سلیس، امانت و دیانت، بے ضرر، منفعت بخش عمدہ کردار اور اعلیٰ اہلیت کے افراد کو چنا جاتا ہے۔ انکی ضروریات حیات اور انکی رہائش کٹیا ایک کسان، مزدور، محنت کش، ہنر مند، معلم کے مطابق بیت المال سے مہیا کی جاتی ہیں۔ ملک کے تمام شورائی ممبران اور نظام مملکت چلانے والے ممبران کے نظام حیات کا معیار ایک عام شہری کے برابر ہوتا ہے۔ شاہی ایوانوں کی بجائے مساجد شریف میں نظام مملکت کا نظام قائم کیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم کی روشنی میں جدید علوم پر مشتمل ایک تعلیمی نصاب قائم کیا جاتا ہے۔ معاشی معاشرتی نظام حیات اور تعلیمی اداروں کے دروازے برابری کی سطح پر کام کرتے ہیں۔

۵۳۔ ٹی وی اینکرز، اخبار نویس، کالم نویس اور ذرائع ابلاغ کے تمام مبلغ صداقتوں کو جھوٹ اور جھوٹ کو صداقتوں میں بدلتے، عوام کو حالات حاضرہ کے بکھیروں میں الجھاتے، حقائق کو چھپاتے، عوام کو گمراہ کرتے، مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ کو تحفظ فراہم کرتے، ان لٹیروں، رہزنوں، معاشی معاشرتی دہشت گردوں، ملکی غداروں، فوجی ڈکٹیٹروں اور ملک دشمن مجرموں کو بار بار حکومتوں کے تاج پہناتے چلے آرہے ہیں۔۔ عوام ان حکومتی دہشت گردوں کے ظلم و قتال سے تنگ آ چکے ہیں۔ ایسا وقت انکے سر پر آن کھڑا ہوا ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر اور اسکے سیاسی حکومتی ٹولہ کے دہشت گرد اور انکی انتظامیہ کے جرائم کو جنم دینے والی افسر شاہی، ان جرائم کو تحفظ دینے والی عدلیہ کی منصف شاہی، ملکی عوام پر فوج کشی کرنے والی فوج شاہی، فوجی ڈکٹیٹر سیاسی غاصب حکمرانوں کا ملک دولخت کرنے والا ملکی غدار، ملک دشمن حکومتی ٹولہ اہل وطن مسلم امہ کا مجرم اور ملک دشمن ٹولہ ہے۔ یہی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ وفاق سے نکل کر چاروں صوبوں اور سینٹ تک پھیل گیا۔ انکی اولادیں فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کے دہشت گرد بھی آکاس بیل کی طرح پورے ملک میں پھیلتی گئیں۔ ملک کے غدار ملک دشمن، ملکی طالبان اور دہشت گردوں کو اخبارات، کالم نگار، قلم کار، ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، مغربی کلچر کے سکالر ملک میں ات مچاتے رہے۔ ذرائع ابلاغ، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات کے مبلغ مجرموں کی پشت پناہی اور پاکستانی عوام کو طالبان، دہشت گرد بنا کر انکا قتال کرتے رہے۔ اب انکے استحصالی نظام حکومت اور ان غاصبوں کا صفایا ہونے والا ہے۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے شورائی ممبران اور خلیفہ ء وقت جو وسائل، خزانہ کو عوام الناس کی اجتماعی فلاح کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ہر کس و ناکس کو بنیادی ضروریات حیات مہیا کرتے ہیں۔ خلیفہ ء وقت اسکے شورائی ممبران از خود اپنی، اپنی رعایا کو قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کے اعتدال و مساوات، عدل و انصاف کی روشنی کی بنیادی خوبیوں اور خصوصیات میں ڈھالنے کا عمل جاری کر لیتے ہیں۔ ایسے اہل بصیرت، الہامی تعلیمات کے پرستار دنیا میں عمل کی خوشبوؤں کے صدقات بکھیرتے رہتے ہیں۔ انسانیت انکے کردار کے فیض سے فیضیاب ہوتی رہتی ہے۔ یہ چشمہ رشد و ہدایت، فلاح و بہبود کا جب تک جاری رہتا ہے۔ ان عادل و منصف ہدی خانوں کا نام دنیا میں زندہ اور انسانیت میں قابل احترام رہتا ہے۔

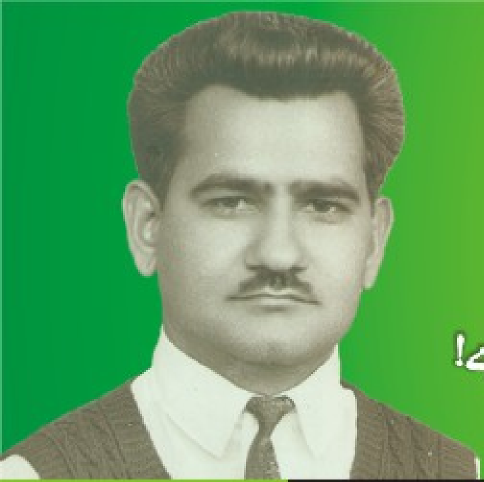

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۵۴۔ آج کا انسان فاصلوں کو تسخیر کر کے اب ایک گھر، ایک بستی، ایک قریہ، ایک شہر، ایک ملک کا وسنیک بن چکا ہے۔ اب دنیا کے تمام لوگ ایک ہی گھر کے مختلف افراد نسل، عقیدہ، نظریات، مذہب پر مشتمل ایک کنبہ کی شکل اور حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ ادب انسانیت، خدمت انسانیت پیغمبران کی امتوں کا فریضہ ہے جو انکو ادا کرنا ہے۔ بھولی بھٹکی انسانیت کی رہنمائی کرنی ہے۔ اخوت و محبت کے درس کو عام کرنا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کی گرہ کھولنی ہے۔ وقت نے کروٹ لے لی ہے۔ وہ بین الاقوامی سطح پر اپنے تقاضے بھی ساتھ لایا ہے۔ جرائم اور مجرم نمایاں ہو چکے ہیں۔ یہ بات کھل کر سامنے آچکی ہے کہ پاکستان میں مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب نظام حکومت اور نظام الیکشن پر ملک کے چھ سات ہزار ملکی غدار جاگیرداروں، سرمایاداروں، ملک دشمن زمین مافیہ، بلیکیوں، سمگلروں، معاشی قاتلوں، معاشرتی دہشت گردوں کے ٹولہ کی اجارہ داری ہے۔ انکی اولادوں پر مشتمل افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی، نوکر شاہی ان حکومتی مجرموں کی حکومت اور انکے ہارس ٹریڈنگ جیسے جرائم کو ملک و ملت پر مسلط کرنے، ملک دولخت کرنے، ۹۳ ہزار فوجی سپاہ کو ہندوستان کا قیدی بنانے، ادھر تم ادھر ہم کا نعرہ لگانے، مغربی پاکستان کے ون یونٹ کو توڑنے، ملک و ملت کی جمعیت کو ریزہ ریزہ کرنے، مغربی پاکستان کا پاکستان نام رکھنے، نئے پاکستان کی چار صوبائی حکومتیں پنجاب۔ سرحد، بلوچستان، سندھ بنانے، ایک سینٹ کا سپریم حکومتی ادارہ مزید قائم کرنے، وفاق کی حکومت کو برقرار رکھنے، ملک پر چھ سات ہزار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی چار صوبائی اسمبلیاں، چاروں صوبائی اسمبلیوں کے لاتعداد ایم پی اے، انگنت مشیر، وزیر، چار سپیکر، چار گورنر، چار وزیر اعلیٰ، انکے شاہی ایوانوں کو چلانے والی انکی اولادوں پر مشتمل انتظامیہ کی افسر شاہی کی افواج تحصیلوں، ضلعوں، صوبوں تک پھیلی ہوئی سول ججوں، سینئر سول ججوں، ایڈیشنل شیشن ججوں، شیشن ججوں، ہائی کورٹ کے ججوں، چیف جسٹسوں اور سپریم کورٹ کے ججوں سے لے کر چیف جسٹس آف سپریم کورٹ تک کی عدلیہ کی افواج کو کون گن سکتا ہے۔ ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک معصوم، بیگناہ عوام سے جیلیں بھرتی جا رہی ہیں۔ انکو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا جا رہا ہے۔ جھوٹی انتظامیہ سچی عدلیہ، جھوٹے کیس اور سچے فیصلے ہر روز کرتے آرہے ہیں۔ انتظامیہ کا کام جرائم کو جنم دینا، جھوٹے کیس درج کرنا، عدلیہ کا کام ان جرائم کو تحفظ دینا ہوتا ہے۔ انکے شاہی ایوانوں کی تعمیرات اور انکی ڈیکوریشن کی بات کرنا، انکے بجٹ کی بات کرنا، انکی رشوت کی بات کرنا، انکی بڑی بڑی تفاوتی تنخواہوں کا نام لینا، انکی طبقاتی سرکاری شاہی رہائشوں کا تذکرہ کرنا، انکی لاکھوں سرکاری قیمتی گاڑیوں کا بجٹ پوچھنا، انکی گاڑیوں کا پٹرول، ڈیزل، گیس، کے زرمبادلہ کے اخراجات کا پوچھنا، انکے رشوت کمیشن کرپشن سے اکٹھا کیا ہوا ۱۷ ارب ڈالر سوئس بنکوں کا حساب پوچھنا۔ ان سے ملک کے ۷۰ فیصد کسانوں، ۲۹ فیصد مزدوروں محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کے چھینے ہوئے وسائل، ذرائع آمدن، اور ملکی خزانہ کی واپسی کا تقاضا کرنے والو! اسلام کے نفاذ کی بات کرنے والو! ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندانوں۔ ملک کے طالبانوں، دہشت گردو باز آجاؤ، ورنہ یاد رکھو! ملک کو دولخت کرنے والا فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اسکے چند کور کمانڈر اور مسٹر بھٹو کے چاروں صوبائی حکومتوں، وفاقی حکومت اور سینٹ کے ملک دشمن ممبران کے تمام مجرموں کا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کی افواج جو نظام حکومت کو چلانے میں بڑی طاقتور، دلیر، جرات مند، اور ملکی عوام کو کچلنے کی مہارت رکھتی ہے وہ تیار بیٹھی ہیں۔ اے ملکی غدارو، اصل دہشت گردو! وقت گذر چکا ہے۔ تمہارے ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، قلم کار، کالم نویس، مغربی جمہوریت کے پرستار، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ انکی اولادوں پر مشتمل افسر شاہی، منصف شاہی فوج شاہی، کا مراعات یافتہ استحصالی شاہی طبقہ اپنے انجام سے دوچار ہونے والا ہے۔ سچے لوگوں نے اپنا قبلہ درست کر لیا ہے۔ جرات خداوندی کا نور انکے دلوں میں بھر اجا چکا ہے۔ وہ مجاہد غازی یا شہادت کی زندگی کو قبول کر چکے ہیں۔ یہ انوکھا کھیل جاری ہو چکا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۵۵۔ دنیا کے جو سیاستدان یا حکمران اپنے سائنس دانوں، ہنرمندوں کو جنگیں جیتنے کے لئے سامان حرب بندوق، رائفل، توپ، ٹینک، بکتر بند گاڑیاں، آبدوزیں، جہاز، میزائل، گولہ بارود، نیپام بم، احصاب شکن بم، مختلف بیماریوں پر مشتمل جراثیموں کے بم، ایٹم بم، نائٹروجن بم، ہر قسم کے تباہ کن سامان حرب کے انبار۔ بڑی طاقتیں اپنے ممالک میں ڈھیر لگائے بیٹھی ہیں۔ ان کے یہ تباہ کن ہتھیار ان کے ذرائع آمدن کا ذریعہ بن چکے ہیں۔ وہ انسانیت کے قاتل، وہ انسانوں کے گھروندے، بستیاں، شہروں کو تباہ اور بھسم کرنے کے مجرم۔ وہ انسانوں کو جنگوں میں الجھانے کے مجرم۔ وہ دنیا میں ہر قسم کی دہشت گردی اور خوف و ہراس پھیلانے کے مجرم۔ وہ اقوام عالم کا امن تباہ کرنے کے مجرم۔ وہ معصوم بچوں، بے گناہ عورتوں، مردوں، جوانوں، بوڑھوں کے جسموں کے اعضاؤں کو فضا میں بکھیرنے کے مجرم۔ وہ دنیا میں بے گناہ معصوم عورتوں کی عصمتوں کو نوچنے کے مجرم۔ ان کے ذمے مخلوق خدا کے بہت سارے قرض بارگاہ الٰہی میں واجب الادا پڑے ہیں۔ ان کے حساب چکانے کا وقت قریب آچکا ہے۔ فطرت ایسے ظالموں، قاتلوں، دہشت گردوں، بے رحم درندوں کو کبھی معاف نہیں کیا کرتی۔

۵۶۔ اب ایٹمی چنگاریاں ان کے گھروں یعنی ملکوں میں ڈھیروں کی شکل میں پڑی ہیں۔ کوئی جانباز، کوئی ان کے ظالموں سے دل برداشتہ، ان کی ایٹمی چنگاریوں کو سلگانے میں کامیاب ہو گیا۔ تو اس کائنات کی شکل کیسی ہوگی۔ کم از کم ان لوگوں میں کوئی نہیں ہوگا جو اس صورتحال کے متعلق بتا سکے گا۔ وہ جتنا اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے۔ آج وہ اتنے ہی غیر محفوظ ہو چکے ہیں۔ اب اس خوفناک طوفان اور استحصالی نظام اور کرب ناک گھناؤنے سسٹم اور جدید ٹیکنالوجی کی تباہ کاریوں سے دنیا کی کوئی طاقت ان کو تباہی، بربادی اور نیست و نابود ہونے سے نہیں بچا سکتی سوائے ان سچے اور فطرت شناس، دیدہ ور انسانوں کے جو دنیا میں عدل و انصاف اعتدال، مساوات اور انسانی حقوق ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ مخلوق کو کنبہ خدا سمجھتے ہوں۔ یاد رکھو یہی لوگ انسانیت کی اصل روح کے محافظ اور وارث ہوتے ہیں۔ ایسے اصول، ایسے ضوابط اور ایسے فلاحی راستے ہمیں صرف اور صرف پیغمبران خدا اور اسلام ہی عطا کرتا ہے۔ اسلام ہی حیوان ناطق کو بصیرت عطا کرتا ہے۔ اسلام ہی اہل بصیرت کو دیدہ و بینا والی دل کی آنکھ بھی بخشتا ہے۔ اسلام ایک ایسا دین فطرت ہے کہ جس میں پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے عمل سے گزر کر علم عطا کیا۔ جہاں قرآن کریم انسان اور پوری انسانیت کو مکمل ضابطہ حیات عطا کرتا ہے۔ وہاں محبوب خدا طیب دستور حیات کو عمل کا لباس پہنا کر پوری انسانیت کو درس و تدریس اور رشد و ہدائیت کا سبق سکھاتے ہیں۔ اس لئے جہاں قرآن پاک ایک چشمہ رشد و ہدائت ہے وہاں حضور ﷺ کی ذات اقدس منبع کردار بھی ہیں۔ حضور ﷺ کی تعلیمات اور درس و تدریس، اخلاقیات، اقدار، اعتدال، مساوات، عدل، انصاف، عفو، درگذر، کی تمام خوبیوں، خصوصیات کی کالی کملی کو اوڑھ لیں۔ آپ سے انسانیت کی عفت و عصمت کی چادر کو کبھی داغ نہیں لگ سکے گا۔

# بابا جی عنایت اللہ

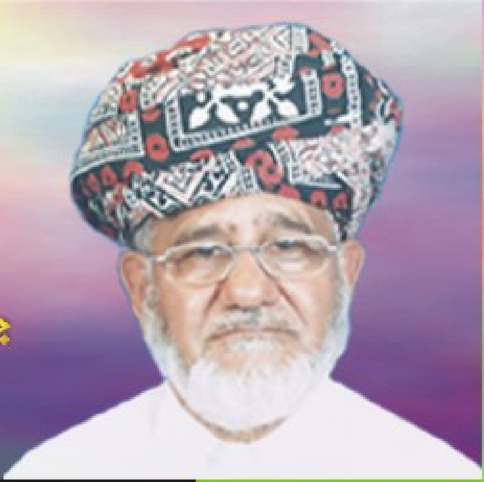

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۵۷۔ اگر دنیا میں زندہ رہنا ہے تو محبت وادب کے چراغ جلاؤ۔ دستور مقدس کا نفاذ عمل میں لاؤ۔ اس وقت مسلمان بڑی بری طرح انحطاط کا شکار ہیں۔ ان کی شیرازہ بندی کا کام شروع کرو۔ تمام وسائل اور ذرائع اور تمام دولت کو اکٹھا کرو۔ اس کے استعمال کو قرآن حکیم کی روشنی میں حضور کے اصولوں کے مطابق استعمال میں لاؤ۔ ملت اسلامیہ کو جدید علوم اور جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کراؤ۔ دین کی روشنی میں ملت کو منظم کرو اور صداقت کی راہ پر چلاؤ۔ سامان حرب تیار کرو۔ ایجادات کے معجزے دکھاؤ۔ ہر اسلامی ملک کو ایٹمی صلاحیت سے لیس کرو۔ جتنے اسلامی ممالک ہیں ان کو چھاؤنیوں میں بدل دو۔ اگر اسرائیل کی قلیل آبادی اپنے سامان حرب کی بنا پر تمام عربوں اور تمام مسلمان ممالک کو بری طرح کچل کر ان کے علاقے چھین سکتی ہے تو مسلمانوں کا بھی حق بنتا ہے کہ وہ انکے ظلم کے خلاف جہاد کریں اور پوری طاقت کے ذریعہ وہ اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کو واپس لیں۔

۵۸۔ اگر اسرائیل کی قلیل آبادی اپنے سامان حرب کی بنا پر دنیا میں زمینی اور خلائی برتری حاصل کر سکتی ہے۔ نئے نئے سامان حرب کی ایجادات سے پورے عرب ممالک کو ذلیل خوار، ذلت سے دوچار اور اپنے سے کئی گنا بڑے ممالک کو ایک چوہے کی طرح اونٹ کی نکیل پکڑ کر صحراؤ بیاباں میں گھسیٹتے چلی جارہی ہے۔ امریکہ اور مغرب کی تمام طاقتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ امریکہ بہادر کی منتوں سے انکی جان بخشی کبھی نہیں ہو سکتی۔ ان کمزوریوں، ان نالائقیوں، ان غفلتوں، ان تمام وجوہات جن کی بناء پر آج ندامت اور شرمندگی اور ذلالت کا شکار ہیں' انکے تمام عوامل ومحرکات کے بارے میں سوچ تو لو اور غور کرو کہ اس سے کیسے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ تمام اسلامی ممالک کو ایک مرکز پر اکٹھا کرو۔ اور ان تمام ممالک کو صوبوں کا درجہ دے دو۔ ایمانداری، دیانتداری، محنت، مشقت، غور وفکر، مہر ومحبت، امانت وصداقت، صبر وتحمل، سنت وقرآن کو اپنے سینے میں اتار کر زندگی کا آغاز کرو۔ آپس میں تجارت کو فروغ دو، جدید علوم کا ایک نصاب مقرر کرو۔ اس نصاب کے مطابق ہر ملک میں اسکی مادری زبان میں تعلیم دے کر ملت اسلامیہ کے نونہالوں کی تربیت کرو۔ مسلمانوں کو ایک زبان دے دو۔ جو تمام ممالک میں اور تمام دنیا میں بولی اور سمجھی جاتی ہو۔

۵۹۔ یہ کیسی دہشت گردی ہے کہ طاقتور اور ترقی یافتہ ممالک خود تو مہلک ہتھیار بناتے جائیں۔ اس سلسلے میں نئی سے نئی ایجادات میں اعلیٰ مقام اور اعلیٰ صلاحیتیں حاصل کرتے جائیں اور دوسرے کمزور ممالک اور خاص کر مسلم ممالک کو ایسا کرنے سے نہ صرف روکیں بلکہ طرح طرح کے مصائب جنگوں سے دوچار کر دیں۔ یہ تمام واقعات یہ تمام کھیل، یہ تمام فیصلے، یہ تمام ڈرامے، یہ تمام احکام مسلمانوں کی کمزوریوں، نفاق، نفرت اور آپس میں اختلافات، لڑائی جھگڑے اور جنگوں کی وجہ سے ہیں۔ ہر قسم کی تمام پابندیاں، طاقتوروں کے غاصبانہ، استحصالی کالے قوانین اور انکی مجرمانہ غنڈہ گردی دہشت گردی کی اطاعت کے مترادف ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

## جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے !

۶۰۔ خدارا آپس کے نفاق اور نفرت کو ختم کرو، مسلمانوں کا جینے کا حق خود بحال کرو۔ تمام اسلامی سٹیٹ کو اکٹھا کرو، یونائیٹڈ سٹیٹ آف اسلام قائم کرو۔ امریکی عوام کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے امریکہ اور دنیائے عالم کی اقوام کو انکے حکومتی ٹولہ کے ظلم وقتال، انسانیت کے قتال کے حقائق سے آگاہ کریں۔ امریکہ اور اسرائیل کتنے ممالک تباہ کرینگے۔ ایٹمی ٹیکنالوجی اور ایٹمی ہتھیار دنیائے اسلام کے غیر ترقی یافتہ ممالک میں نہیں بلکہ ان ممالک کے بارڈروں پر جدید اسلحہ پھیلاؤ جن کے ساتھ ان کی سرحدیں آپس میں ملتی ہوں مسلم امہ کا ایک مرکز پر اکٹھا ہونا، اپنے اللہ پر بھروسہ کرنا۔ انکی بلیک میلنگ سے نجات حاصل کرنا، برابری کی بنیاد پر تمام ممالک سے تعلق قائم کرنا۔ دھونس اور غنڈہ گردی کرنے والے ممالک از خود اپنے مقام سے آشنا ہو جائینگے۔ ان کے پاس بہت سی طاقتیں ہونگی۔ کوئی بات نہیں۔ مسلمانوں کا ایک ملک بن کر ابھرنا۔ انسانی قدروں کا احترام کرنا۔ کمزور اقوام اور بے گناہ عوام کو دنیا کے کونے کونے میں تحفظ فراہم کرنا۔ ان کے ہر دکھ میں شامل ہو کر ان کا ساتھ دینا۔ انسانیت کو راحت وسکون پہنچانے کا عمل۔ انکے دلوں کو ایثار وشار سے اخوت ومحبت کے رشتہ میں منسلک کرنے کے آداب بجالانے کے اثرات اور نتائج مسحور کن ثابت ہونگے اس عمل سے جسم نہیں دل مسخر ہونگے، پورے مغرب جرمن جاپان، روسی ریاستوں، روس، کینڈا، فرانس اور قابل اعتماد دوست چین اور دوسرے دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلق پیدا کرو اور اپنے وسائل کو بروئے کار لاؤ۔ تمام اسلامی ممالک کے عوام کو درس قرآن سے فیض حاصل کرنے کا پابند بنائیں۔ دنیا میں امن کی مشعل کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ انسانی خدمت کا قرض ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی وناصر ہو۔

۶۱۔ تمام ممالک سے تین تین ارکان لیکر اسلام کی ایک بین الاسلامی مجلس شوریٰ ترتیب اور تشکیل دینے کا وقت اب آن پہنچا ہے۔ تعلیمی ماہرین کے ذریعہ جدید تعلیمی نصاب اسلام کی روشنی میں مرتب کر کے۔ اس کا نفاذ پوری دنیائے اسلام پر لاگو کریں۔ اسلامی ممالک کے سائنسدانوں کو مل جل کر ایک دوسرے سے استفادہ کرنے اور اپنی صلاحیتیں اجاگر کرنے کا موقع فراہم ہوگا۔ زراعت، انڈسٹری، میڈیسن ہیلتھ، ایجوکیشن مکینیکل، ٹیکنیکل، تمام شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں فریضے محنت وہمت سے ادا کریں۔ وقت کے سمندر سے گوہر مقصود تلاش کرنے میں انشا اللہ کامیاب اور کامران ہونگے۔ تمام اسلامی ممالک میں ویزا سسٹم ختم کریں۔ ایک کرنسی مرتب کریں۔ بیت المال قائم کریں۔ دنیا کے ہر فرد، ہر نسل، ہر قوم، ہر رنگ، ہر ملک کے افراد کو، عزت، ادب احترام، خدمت، محبت اور شفقت کے فطرتی تحفوں کو پوری انسانیت کو پیش کریں۔ انسانی بنیادی حقوق اور فطرتی اعتدال کے دینی اصولوں کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو ڈھال لو۔ دنیا میں خیر اور امن بحال ہوگا۔ دنیا میں عدل وانصاف قائم ہوگا۔

# باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۲۔ مخلوق کوخالق کی نگاہ سے دیکھیں اوراولاد کو ماں کی نگاہ سے دیکھیں۔کوئی ماں اپنی اولاد کوتکلیف دینے والے کونہ پسند کرتی ہے اورنہ ہی برداشت کرسکتی ہے۔اگر خالق کواس جذبہء محبت کا سمندر سمجھیں تو کائنات کی ماؤں کواس سمندر سے صرف ایک قطرہ ہی ملا ہے۔اللہ تعالیٰ کی مخلوق کوتنگ کرکے تکلیفوں، مصیبتوں، پریشانیوں، اذیتوں، دکھوں میں مبتلا کرنے والے دنیا بھر کے سیاستدانوں، حکمرانوں اورانسانیت کش بدبختوں نے پوری انسانیت کوکشمکشوں، جھگڑوں، لڑائیوں، فسادوں اورجنگوں میں جھونکتے چلے آرہے ہیں۔اس وقت دنیا ایک تباہی کے دہانے پرکھڑی ہے۔ایٹم بموں کے انبار ہر ملک میں لگے پڑے ہیں۔بڑی طاقتیں ملکوں کے مسائل حل کرنے کی بجائے انکو ہوا دیتے، الجھاتے، انصاف اورعدل کو پامال کرتے، اپنے ہتھیاروں کو فروخت کرنے اوراپنے گھناؤنے مقاصد کی تکمیل کو مدنظر رکھتے چلے آرہے ہیں۔ انکی عوام کو انکو ایسا کرنے سے سختی سے روکنا ہو گا۔ دنیا کو امن کا گوارا بنانا ہوگا۔

۶۳۔ ہیروشیما کوایٹم بم سے تباہ کرنے والو۔جرمنوں کوفتح کرکے انکی نسل کشی کرنے والو۔اے انسانیت کے قاتلو اب وقت کروٹ لے چکا ہے۔اب اوراس وقت بیشتر ممالک کے پاس اس ایٹم بم سے کئی گنا زیادہ طاقتوراورتباہ کن ہتھیار موجود ہیں۔نوشتہء تقدیر تم نہیں پڑھ سکتے تو سن لو۔اب مکمل تباہی ان ممالک کی ہوگی۔جن کے پاس یہ مہلک ایٹمی ہتھیاراورایٹمی پلانٹ کثرت سے جمع ہونگے۔اب واقعات اورحالات کسی ایک ملک یا ایک طاقت کے ہاتھ میں نہیں۔یا اللہ اس معصوم، مجبور، بے گناہ، لاڈلی، پیاری، احسن تقویم اوربھولی بھالی خوبصورت، حسین مخلوق کا کیا قصور۔آومل کر پوری انسانیت کی خیر کی دعا مانگیں۔یا اللہ ہماری اس دعا کو شرف قبولیت عطا فرما اورانسانیت سے پیاراورادب کرنے والوں کو دنیا کے کونے کونے میں بیداری عطا فرما اورانکی مدد فرما تا کہ وہ ان ظالموں، غاصبوں، بے رحم انسانیت کش سیاستدانوں اورحکمرانوں کوان کے ظالمانہ رویہ سے روک سکیں اوردنیا میں امن قائم کرنے میں اپنا رول ادا کرسکیں۔۔آمین

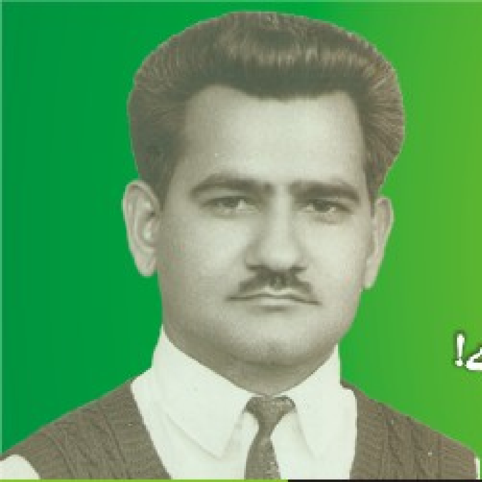

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۴۔ اے ولولہ خیز قیادت کے وارثو۔۔۔ پیارے طالبعلمو۔اٹھو اس کار خیر کا آغاز اللہ کے نام سے شروع کرو۔اپنے وطن عزیز سے اس غاصب نظام اور استحصالی سسٹم کو ختم کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ملک کے ۹۹ فیصد کسان،مزدور،ہنر مند اور غریب عوام سخت محنت،صبح شام محنت،ہر لمحہ تگ و دو،ہر قسم کی تکلیف و اذیت کو برداشت کر کے ملکی وسائل،ملکی خزانہ،ہر قسم کا خام مال،کھیتوں سے لیکر فیکٹریوں،ملوں،کارخانوں تک تمام نظام کو چلا کر ملکی سرمایا اکٹھا کریں۔ملت کی اس امانت کو اس کے رکھوالے ایک فیصد میں سے سات آٹھ ہزار خادم اعلیٰ خادم عظیم جاگیردار،سرمائے دار یعنی سیاستدان،باقی تمام سرکاری نیم سرکاری ملازمین یعنی نوکر شاہی،افسر شاہی،فوج شاہی اور منصف شاہی کی ملک میں پھیلی ہوئی افواج اس تمام ملکی وسائل،خام مال،دولت اور ملکی خزانہ کو شاہانہ زندگی،شاہی اخراجات،شاہی بود و باش،شاہی محلوں،شاہی ایوانوں،عالیشان دفاتروں،شاہی سہولتوں،شاہی تنخواہوں،شاہی نظام حکومت کے ظالم،غاصب بے رحم استحصالی نظام و سسٹم سے سب کچھ نگل جائیں۔اس کے علاوہ زکوٰۃ اور عشر کا مال بھی ہضم کر جائیں۔ہزاروں ٹیکسوں کی اذیت ناک سرنجوں سے کھینچا ہوا معاشی خون وہ بھی یہ پی جائیں۔بیرونی ممالک کی تمام کی تمام وصول کردہ امدادی دولت وہ بھی چبا جائیں۔آئی ایم ایف کے کروڑوں ڈالر قرضے وہ بھی انہی کی ملوں،فیکٹریوں،کارخانوں،ہرے محلوں،رائے ونڈ ہاؤسوں،جہازوں،لینڈ کروزروں،پجاروں،اندرون ملک،بیرون ممالک کاروباروں میں بدل جائیں۔دو تین سو افراد پر مشتمل دوست احباب،من پسند کے اخبار نویسوں کو سرکاری اخراجات پر سیر و تفریح،ذاتی شہرت کو چار چاند لگانے کیلئے امریکہ جیسے ممالک اور مہنگے ہوٹلوں میں عیش و عشرت اور ہنی مون کیلئے ساتھ لے جانا انکی روزمرہ زندگی کا معمول بن چکا ہے۔اس ظالم نظام غاصب سسٹم کے متولیوں سے کوئی پوچھ سکتا ہے،کہ کیا ملک ان تباہ کن،بدترین معاشی حالات میں ایسے فضول شاہی اخراجات کا متحمل ہے۔کیا ملت انکے اس غیر عادلانہ طرز حیات کو مزید برداشت کر سکتی ہے۔کیا عدل کش نظام حیات قائم رہ سکتا ہے۔

۶۵۔ دوسری طرف گھر (پاکستان) کے مالک کروڑوں عوام یعنی کسان،محنت کش،ہنر مند،دیانتدار،محنتی،جفاکش،فطرت کے شاہکار انسان۔بھوک،ننگ سے دوچار۔انکے اس غاصبانا،جابرانہ،ظالمانہ نظام کے شکنجوں میں سسک سسک اور تڑپ تڑپ کر زندگی گزارنے پر مجبور ہوں۔یہ لوگ صحراؤں میں بوند بوند پانی کو ترسیں۔ان کے جانور بھوک سے تڑپیں۔وہ کھلے آسمان تلے تیز و تند دھوپ سے جھلسیں،وہ خشک سالی سے گھر،زمین اور اپنی دھرتی سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو جائیں۔وہ اور انکے جانور مسافرت کی لامتناہی منزلیں طے کرتے،اذیتیں برداشت کرتے،مصائب سے دوچار ہوتے اور انہی اذیتوں میں دم توڑتے رہیں۔ایک طرف تو انکے گھروں تک موٹر وے کی سڑکوں کے جال بچھائے جائیں۔انکی زمینوں،جاگیروں،کارخانوں،فیکٹریوں،ملوں اور محلوں تک بجلی،سوئی گیس اور ٹیلیفون کی تاریں دیکھتے ہی دیکھتے پہنچ جائیں۔دوسری طرف ۵۳ سالوں کی طویل مدت تک پینے کے پانی کی پائپ لائن تک ان صحراؤں میں نہ پہنچائی جا سکے۔یہ عیش و عشرت سے دھت ظالم،غاصب،بے رحم،سفاک درندہ سسٹم کے ایوانوں،وزیر اعظم ہاؤس،وزیر اعلیٰ ہاؤسز،گورنر ہاؤسز،وزیر ہاؤسز،مشیر ہاؤسز،دنیا کے شاہی محلوں میں نمایاں شاہی پریذیڈنسی،دنیا کے عجوبوں میں عظیم عجوبہ سپریم کورٹ ہاؤس،ججز ہاؤسز،ڈپٹی کمشنر ہاؤسز،کمشنر ہاؤسز،ایس پی ہاؤسز،ڈی آئی جی ہاؤسز،آئی جی ہاؤسز،سیکٹری ہاؤسز،محتسب ہاؤسز،ملک میں پھیلے ہوئے لاتعداد گیسٹ ہاؤسز،ریسٹ ہاؤسز،انگنت کلبوں کے شیش محلوں کے ایوانوں میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کریں۔یہ مغرب کی تہذیب کے پڑھے لکھے،دانشور،منتظمین،سیاستدان،جاگیردار،سرمائے دار،نوکر شاہی،افسر شاہی،منصف شاہی اور حکمران طبقہ کے اعلیٰ اخلاقی معیار،لاجواب عدل و انصاف،بہترین حقوق العباد اور انسانیت دوستی کے ظلمت کدہ کے روشن مینار ہیں۔انہوں نے کروڑوں عوام کو ٹیکسوں اور رائج الوقت نظام اور سسٹم کے پھندوں سے معاشی اور معاشرتی مقتل گاہ بنا رکھا ہے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۶۔ عزیز طالبعلموں اٹھو واقعات اور حالات کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اس ظالم نظام اور بے رحم سسٹم۔ جس نے پاکستانی مسلمانوں کے کریکٹر و کردار کو دنیا بھر کی اذیت ناک برائیوں' دلسوز ناانصافیوں۔ دل خراش عدل کشیوں۔ بھیانک پولیس مقابلوں۔ خوفناک دہشت گردیوں۔ وحشت ناک قتل و غارت۔ عبرتناک مستورات سے جنسی تشددوں۔ درندوں کی طرح ڈاکوں۔ وحشیوں کی طرح لوٹ مار۔ ملک میں اسلحہ کی بھرمار۔ سیاسی جماعتوں میں نفاق۔ معصوم، بیگناہ عوام کو مسجدوں، بازاروں، شاہراہوں، بسوں، گاڑیوں میں بم بلاسٹوں سے تباہ کرنا، اپاہج بنانا روزمرہ کا کھیل بن چکا ہے۔ ملک کے ایم پی اے، ایم این اے سینیٹرز، مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر پاکستان، انکی نوکر شاہی، افسر شاہی، فوج شاہی، منصف شاہی کے اس نافذ العمل نظام اور سسٹم نے ان تمام سیاسی اور سرکاری حکمرانوں کو اپنے اپنے منصب کے مطابق ملکی وسائل، ملکی پیداوار، ملکی خزانہ، سرکاری قوانین، کالے قوانین، سرخ قوانین، سیاہ قوانین کے تحت ہر کسی کو اور ہر وقت لوٹنے کا کلی اختیار حاصل ہے۔

۶۷۔ انکے سرکاری عہدے اور سرکاری حیثیتیں انکی سرکاری ریاستیں ہیں۔ رشوت، کمیشن، ہر قسم کی کرپشن انکی آماجگاہیں ہیں۔ ملک کے کونے کونے میں انکے سرکاری ریسٹ ہاؤسز، ٹیلیفون، اعلیٰ رہائشیں، شاہی گاڑیاں، شاہی خرچ، شاہی کھانے، دفتروں میں ہوں یا دوروں پر ہوں۔ رہائش گاہوں میں ہوں یا ریسٹ ہاؤسوں میں ہر قسم کی شاہی سہولتیں انکے ان عہدوں کی زینت ہیں۔ اس کے علاوہ زکوٰۃ ہو یا عشر کا مال، ٹیکس ہوں یا منی بجٹوں سے چھینی ہوئی دولت۔ بیوہ ہوں یا یتیم، اپاہج ہوں یا بیروزگاران سے بھی بجلی، گیس، پانی کے بل اور اضافی بل لینا اور مہنگائی کی سرنجوں سے ۱۴ کروڑ عوام کا معاشی خون چوسنا اور پی جانا انکی خواہش کی بھوک کو مزید بڑھاتا رہتا ہے۔ پھر ملکی بنکوں میں پڑی ہوئی امانتیں ہضم، بیرونی ممالک کی تمام کی تمام امدادیں غائب۔ آئی ایم ایف کے اربوں ڈالر قرضے نگلنے والے تعلیم یافتہ، پڑھے لکھے، ذہین و فطین، دانشور، دہشت گرد، انگریزی دان، تفاوتی تعلیم کے شاہکار۔ قومی زبان اردو کو نگلنے والا ملک دشمن طبقہ، حکومتی ٹولہ کے استحصالی اعلیٰ منتظمین، اعلیٰ منصف، اقتصادی ماہرین، اعلیٰ سیاستدان، بے نظیر حکمرانوں کے مجرمانہ نظام حکومت اور نظام و سسٹم سے نجات حاصل کرنا اب تمہاری ہی ذمہ داری ہے۔ اقتدار کی نوک پر لوٹی ہوئی ان متولیوں کی طویل عیش و عشرت کی زندگی کا مال و متاع تو واپس نہیں لیا جا سکتا۔ البتہ انکی تمام جائدادیں، وراثتیں تو اس چودہ کروڑ عوام کی ملکیت ہیں۔ ان سے واپس لینا ایک ہزار سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ ملکی قرضے بھی اتر جائیں گے اور ملک و ملت اقتصادی خوشحالی اور کردار کی دولت سے مالا مال بھی ہو گی۔

# بابا جی عنایت اللہ

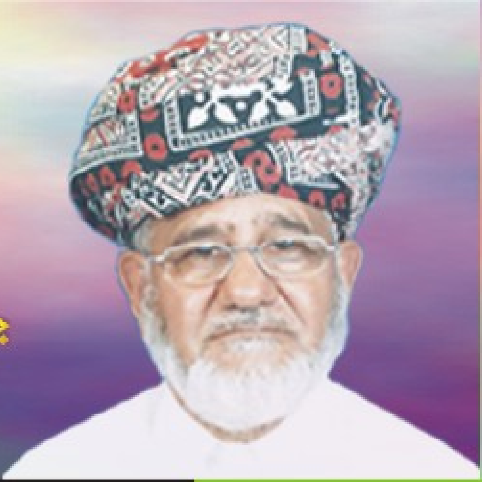

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



۶۸۔ اس مروجہ طبقاتی نظام حکومت اور اسکے نظام و سسٹم کو شریعت محمدی ﷺ کا غسل دے دو۔ دین کی تعلیمات کو نافذ العمل کردو۔ دین کے ضابطہ حیات سے رشد و ہدائت، اعلیٰ اقدار اور حسن کردار سے ملت کی کردار سازی کا فریضہ ادا کرو۔ اخلاق، ادب، محبت، اخوت، ایمانداری، دیانتداری، محنت، جفاکشی، بردباری، تحمل، برداشت، سلیقہ شعاری، رحم، فضل، کرم، عدل، انصاف، اعتدال، مساوات، انسانیت کے عزت و احترام کے چراغ قدم قدم پر روشن کرو۔ ملت کی کردار سازی کے طیب فرائض سرانجام دو۔ ملت کی شیرازہ بندی کا آغاز کرو۔ تعلیمی نصاب، جدید علوم اور وقت کے تقاضوں کے مطابق دین کی روشنی میں تیار کرو۔ تمام اسلامی ممالک میں اپنی اپنی زبان میں پڑھنے، پڑھانے اور سکھانے کا کام شروع کرو۔ خوف خدا کی زرہ پہنو۔ پوری انسانیت کی خدمت بجالانے میں کسی قسم کی تفاوت سے کام نہ لینا۔ انسانوں کی خدمت میں عظمت ہے۔ انکے احترام میں عزت ہے۔ قومیں اچھے کریکٹر و کردار سے تیار ہوتی ہیں اور بداعمال کرداروں سے برباد۔ یا اللہ ہمیں تفاوتی، طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں اور انکے پبلک سروس کمیشن کے شاہکار سکالروں، دانشوروں کے عذاب سے نجات عطا فرما۔ طبقاتی نظام حیات کی اذیتوں سے معاف فرما۔ ہمیں دین محمدی ﷺ کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق بھی بخش۔ آمین

۶۹۔ ملت اسلامیہ کی طاقت کا چشمہ قرآن پاک کے عطا کردہ نظریات، تعلیمات، ضابطہ حیات میں مضمر ہے۔ مخلوق خدا کے دلوں میں اترنے اور ادب و محبت سے تسخیر کرنے کا نسخہ حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ، حسن خلق کے خزانہ سے میسر آتا ہے۔ رات کی پرنور، پرکیف، پرسوز، روشن و منور باران رحمت کو سنبھالے تنہائیاں غفلت اور جہالت میں ڈوبے حکمرانوں کو دستک دے رہی ہیں۔ سوئی ہوئی ملت کو جھنجھوڑ رہی ہیں۔ ہونہار ننھے منھے اور نوجوان طالبعلموں کو ذمہ داری کا احساس بخش رہی ہیں۔ انکو لاجواب صلاحیتیں اور بے پناہ طاقتیں اور مخفی قوتیں دی جا چکی ہیں۔ حکمرانوں اور انکے رفقا کا یہ فرض بنتا ہے۔ وہ ان بدنصیب سیاستدانوں کے غاصب ٹولہ اور اس نظام اور سسٹم کے استحصالی طبقاتی نوکر شاہی، افسر شاہی، فوج شاہی اور منصف شاہی کے باطل علم اور غاصب پالیسیوں سے اپنے آپ اور ملت کو محفوظ بنائیں۔ اپنے ساتھی طالبعلموں کو اعتماد میں لیں۔ اسلامائزیشن کے نفاذ کے عمل کو شروع کریں۔ تاریخ ساز مہر کو وقت کے صفحہ پر ثبت کریں۔ کوئی طاقت آپ کو اور آپکے رفقا کو میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی۔ اللہ کی نصرت قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات اخلاقیات کی اطاعت میں مضمر ہے۔ اگر کوئی مرد حق اس عمل کو شروع کرتا ہے تو اس کا انعام جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے ساتھ تعاون اور معاونت کی توفیق عطا فرماویں۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

## اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام میں مغربی جمہوریت کی طرح نہ کوئی سیاسی جماعت اور نہ کوئی سیاسی رہنما ہوتا ہے۔ نہ ہی مسلم امہ کی جمعیت مختلف سیاسی جماعتوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس کا نظام مملکت قرآن حکیم کے آئین، نظریات، اخلاقیات، تعلیمات کے مطابق قائم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام مملکت میر کارواں یعنی امیر المومنین کے ذریعے نافذ العمل کیا جاتا ہے۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے لئے خلیفہء وقت اور ممبران کے چناؤ کے لیے عمر کا تعین کرنا، ۲۵ سال کی عمر کے افراد کے ممبران کے چناؤ کا حق دینا یا کسی بھی عمر یا ماہ و سال کے باہمی مشاورت سے طے کر لینے میں کوئی امر مانع نہیں۔ اصل مقصد تو قرآن حکیم کی روشنی میں جدید علوم پر مشتمل اسلامی تعلیمی نصاب، اسلامی درسگاہوں کے ذریعے، اسلامی معاشرہ، اسلامی تہذیب کا حصول ہے۔ جسکے ذریعے ایسا نظام مملکت قائم کرنا ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا جا سکے۔

۲۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے چناؤ میں کسی زانی، شرابی، بدکردار، راشی، مجرم، دھوکہ باز، بددیانت، فرقہ پرست رہزن، لٹیرے، نامعقول، نااہل افراد کا چناؤ نہیں کیا جاتا۔ اگر کسی رکن کا چناؤ ہو بھی جاتا ہے تو ثبوت کی روشنی میں اسکی رکنیت ختم کر ہو جاتی ہے۔

۳۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کو چلانے کیلئے قرآن حکیم کی روشنی میں بہترین دینی اوصاف و کردار کے افراد کا چناؤ مسلم اُمہ کے فرزندان کا طیب فریضہ ہوتا ہے۔

۴۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے چناؤ میں ہر فرد یا ووٹر کا حق بنتا ہے کہ اس کے قریب جو آدمی زیادہ پرہیزگار، امانت و دیانت میں یکتا ہو۔ اس کا نام برائے نمائندہ چنے۔

۵۔ کوئی جاگیردار یا سرمایا دار یا کوئی فرد کسی دوسرے فرد کو اس کے نام کے چناؤ کے لیے نہ کہہ سکتا ہے نہ ہی مجبور کر سکتا ہے۔ یہ انتخاب، ووٹر کی ضمیر کی آواز ہوتا ہے۔ اسلامی جمہوریت یعنی اسلامی جمہوری نظام میں کسی قسم کی رکاوٹ بننے والے فرد کو سختی سے نمٹا جاتا ہے۔

۶۔ قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کے چناؤ میں کسی خاتون کو چنا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ مستورات کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری مردوں پر ہوتی ہے۔ ماں، بہن، بیٹی، بیوی مستورات جیسے الہامی رشتے انسانی روح کی محبتوں، حرمتوں کے پاکیزہ روشن و منور چراغ ہوتے ہیں انکی عصمت و عفت، تقدس و حرمت اور پردہ کے تحفظ کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ انکی خدمات چادر، چار دیواری کی حدود و قیود میں رہ کر لی جاتی ہیں۔

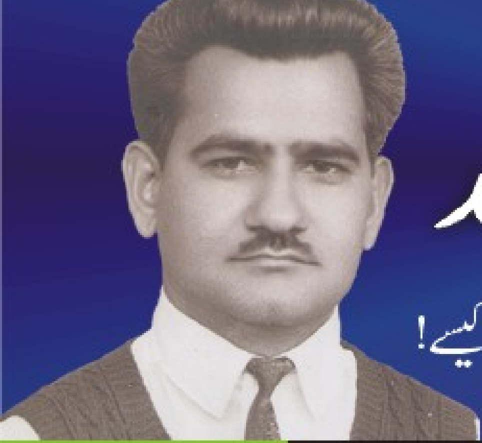

۷۔ اسلامی جمہوریت کے ممبران دنیا کی بے ثباتی، خوفِ خدا، اور اِس جہانِ رنگ وبو کی بے ثباتی اور فناہ کے دلیس کی حقیقت سے آشنا ہوتے اور جانتے ہیں کہ انسان اس جہانِ رنگ وبو میں صرف خالی ہاتھ آتا، خالی ہاتھ واپس نا معلوم منزل کی طرف چلا جاتا ہے۔ وہ دنیا کی اصل حقیقت کے عارف ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں محنت یوں کرتے ہیں جیسے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور زندگی یوں بسر کرتے ہیں جیسے اگلا لمحہ موت کا ہے۔

۸۔ اسلامی جمہوریت کے ممبران کے چناؤ کیلیے جسمانی ذہنی روحانی دینی اہلیت کا وارث ہونا اور اعلیٰ صلاحیتوں سے مالا مال ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۹۔ قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظامِ مملکت کے ارکان کا یونین کونسل کی سطح پر چناؤ کا عمل، یونین کونسل سے تحصیل، تحصیل سے ضلع، ضلع سے صوبہ اور صوبہ سے وفاق تک نظام مملکت کو نافذ العمل کرنے کا طریقہ رائج کرتے ہیں۔ یونین کونسل کے ممبران سے لیکر وفاق کے ممبران تک، ایک اسلامی نظام مملکت کے ممبر سے لے کر صدر مملکت یعنی امیرُ المومنین یا خلیفہ وقت تک، یعنی نظامِ مملکت چلانے والے تمام ارکان اور میر کارواں کا قرآن حکیم کی روشنی میں معیارِ حیات قائم کیا جاتا ہے۔ ان کے گھر کے افراد کے مطابق ایک کسان، مزدور محنت کش کی کٹیا کے مطابق سرکاری رہائش مہیّا کی جاتی ہے۔ ایک عام کسان، محنت کش شہری، ایک معمار، معلم، ایک ہُنر مند سپاہی، ایک خاموش قلم کار، ایک شب بیدار دعا گو کے مطابق ان کو ملکی خزانہ سے ضروریاتِ حیات مہیّا کی جاتی ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام اور ان کی نسلوں کے لئے قرآنِ حکیم کے آئین کی پابندی دین محمدی ﷺ کا ایک بنیادی حصہ ہے۔ اس سے جو معاشرہ تیار ہوتا ہے وہ اسلامی کردار و تشخص کی نمائندگی کرتا ہے۔

۱۰۔ اسلامی جمہوریت کا جمہوری نظام مملکت کے ممبران کے چناؤ کا بہترین معیار یہ ہے کہ جس شخص کی زندگی جتنی نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حُسنہ، حسن خلق کے قریب ہوگی، عبادت و ریاضت، اخوت ومحبت، امانت و دیانت، عفو و درگذر، ایثار و نثار، صبر و تحمل، ادب و خدمت، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور تمام اعلیٰ اوصاف حمیدہ کے قریب ہوگی وہی انسان نظام مملکت چلانے کیلئے چناؤ کا مستحق اور حق دار ہوگا

۱۱۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے خلیفہ مملکت یعنی صدر مملکت اور شورائی ممبران یعنی اسمبلی ممبران کے چناؤ کا کتنا فطرتی عدل کا مظہر، صاف ستھرا، پاکیزہ و منزہ، طریقہ کار ہے۔ جس میں یونین کونسل کی سطح کے حلقہء انتخاب کا ہر فرد خاموش امیدوار اور سلیکشن کے حقوق کا حقدار ہوتا ہے۔ اپنی مرضی، منشا اور ضمیر کے مطابق ہر فرد کی دینی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کہ وہ ایسے فرد کا نام سلیکٹ کرے جو نیک بھی ہو اور صالح بھی، دیانت دار بھی ہو اور امین بھی، پرہیز گار بھی ہو اور متقی بھی، سادہ بھی ہو اور اعتدال پسند بھی، عادل بھی ہو اور عدل پسند بھی روشن خیال بھی ہو روشن ضمیر بھی۔ اہل دل بھی ہو اور اہل درد بھی، مسلم امہ کے ہر فرد کا طیب فریضہ ہوتا ہے کہ وہ مسلم امہ کے ایسے افراد جو اعلیٰ خوبیوں، عمدہ اوصاف اور انمول کردار اور اعلیٰ اہلیت کے مالک ہوں۔

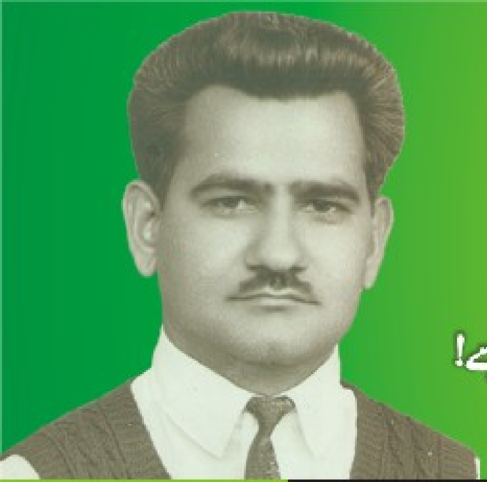

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

ایسے افراد کا چناؤ عمل میں لانا ، انکے سپرد نظام مملکت کرنا عین اطاعت خدا و رسول ﷺ ہے ۔ یہی چناؤ کا سسٹم یونین کونسل کے شورائی ممبر سے لے کر خلیفہ وقت یعنی صدر مملکت تک بروئے کار لایا جاتا ہے ۔ یونین کونسل کے شورائی ممبر سے لے کر خلیفہء وقت تک بیت المال یعنی خزانہ سے ایک عام کسان ، مزدور معمار محنت کش ہنر مند معلم ، کے معیار حیات کے مطابق بنیادی ضروریات حیات ملکی خزانہ سے مہیا کی جاتی ہیں ۔ مسجد شریف عوام الناس اور نظام مملکت چلانے والوں کی تربیت گاہ کا فریضہ ادا کرتی ہے ۔ قرآن حکیم کے آئین کی روشنی میں اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف ، امانت و دیانت ، اخوت و محبت ، اسوہ حسنہ ، حسن خلق ، انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونے ، خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے ، سادگی و شرافت کی زندگی گذارنے اور دنیا کی بے ثباتی سے متعارف کروانے پر مشتمل قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں تعلیمی نصاب قائم کرنا اسلامی معاشرہ اور اسلامی نظام مملکت چلانے والے ارکان کو تیار کرنا مقصود ہوتا ہے ۔ مسجد شریف مسلمانوں کی عبادت گاہ بھی ہے اور اسلامی معاشرہ کی انتظامیہ اور عدلیہ کی آماجگاہ بھی ہے ۔ معاشی ، معاشرتی عدل کا محور اور مخلوق خدا کے حقوق و فرائض ادا کرنے والے ارکان مملکت کی تربیت گاہ بھی ہے ۔ اسلامی نظام مملکت کو چلانے والے ارکان یا امیر المومنین یا صدر مملکت ہوں ۔ وہ ملکی وسائل ، مال و دولت ، ذرائع آمدن ، تجارت اور ملکی خزانہ کے امین ہوتے ہیں ۔ نہ وہ جاگیردار ہوتے ہیں اور نہ ہی سرمایا دار ۔ نہ وہ ملکی خزانہ لوٹتے ہیں ، نہ انکی کوئی مل ، فیکٹری یا کارخانہ انکی ملکیت ہوتا ہے ۔ نہ کوئی سرے محل ، رائے ونڈ ہاؤس ، بنی گالا ہاؤس یا شاہی پیلس جیسے شاہی محل انکے پاس ہوتے ہیں ۔ نہ وہ معاشی دہشت گرد ، نہ معاشی قاتل اور نہ ہی ملکی ملکیتوں کو اپنی وراثت بنانے والے ہوتے ہیں ۔ انکو ملکی خزانہ سے ایک عام کسان ، محنت کش ، ہنر مند ، معلم ، ڈرائیور ، اردلی ، سپاہی ، گن مین ، جھاڑو کش اور عوام الناس کے مطابق ملکی خزانہ یعنی بیت المال سے ضروریات حیات مہیا کی جاتی ہیں ۔ انکی رہائش ایک عام کسان ، مزدور ، محنت کش ، ہنر مند کی طرح ایک سادہ سی رہنے کیلئے کٹیا مہیا کی جاتی ہے ۔ ملک ہو یا ریاست ، وہ تمام اہل وطن کا سانجھا گھر ہوتا ہے ۔ قرآن حکیم کی روشنی میں عمر لازی کی بجا آوری کرنا ارکان اور صدر مملکت کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے ۔ پیدائش سے لے کر موت تک ہر فرد کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے ۔ خلیفہء وقت ہو ، امیر المومنین ہو یا صدر مملکت ہو ملک کا ہر فرد ان سے پوچھ سکتا ہے کہ آپ نے یہ کرتا کیسے بنایا ہے ۔ وہ تمام اہل وطن مسلم امہ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں

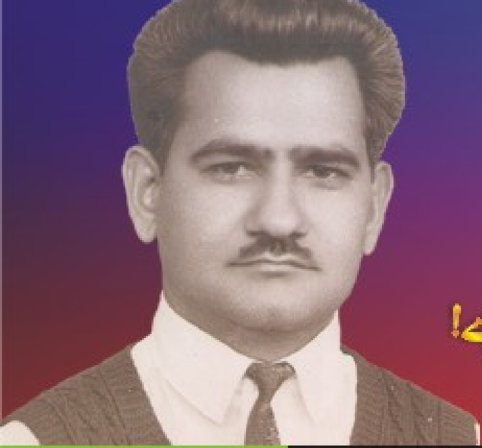

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۲۔مغربی جمہوریت کے مادہ پرستوں کے کلچر کی پہچان قرآن حکیم کے نظریات ،تعلیمات ،اخلاقیات ،امانت و دیانت ،اعتدال ومساوات ،عدل وانصاف کے خلاف وسائل مال ودولت ،ذرائع آمدن ملیں ،فیکٹریاں ،کارخانے ،تجارتی ادارے ،انکی ذاتی ملکیتیں اور ملکی عوام انکے ذاتی غلام محکوم ہوتے ہیں۔انکی زندگی کا مدعا ،انمول ذاتی یا سرکاری گاڑیاں ،شاہی ایوان ،صدر ہاؤس ،وزیر اعظم ہاؤس ،وزیر اعلیٰ ہاؤس ،گورنر ہاؤس ،سرے محل ،رائے ونڈ ہاؤس ،بنی گالا ہاؤس ،شاہی پیلس ،شاہی رہائشی محل ،شاہی ریسٹ ہاؤس انمول ہوٹل ،لاجواب عشرت کدوں پر مشتمل عیش وعشرت کا نظام حیات اور تعیش سے بھرا ہوا نظام حکومت کا سلسلہ انکی وراثت کا حصہ ہوتا ہے۔ملکی وسائل ذرائع آمدن ،تجارت اور ملکی خزانہ پر انکی مکمل بالادستی قائم ہوتی ہے۔اس مقصد حیات کے حصول کیلئے ملک کے کم وبیش چھ ہزار جاگیردار سرمایا دار انگریز کے پروردہ ملکی غدار اور چار فوجی ڈکٹیٹروں ،انکے چند کور کمانڈروں کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے قرآن حکیم کے متضاد ملک پر مغربی جمہوریت کے نام پر استحصالی ظالمانہ ،دلسوز مجرمانہ باطل ،غاصب مغربی جمہوریت کا نظام حکومت مسلط کر رکھا ہے۔اسی ٹولہ کے ایک فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور ایک سیاسی لیڈر مسٹر بھٹو نے باہمی مشاورت سے حکمرانی کے حصول کی خاطر ملک کو دولخت کیا اور مشرقی پاکستان کو الگ کر دیا۔مغربی پاکستان کا نام پاکستان رکھا۔وفاقی حکومت کے علاوہ مزید چار صوبائی حکومتیں اور ایک سینٹ کی سپریم اسمبلی قائم کی۔ملک کے تمام جاگیردار ،سرمایا دار ٹولہ کو صوبائی حکومتوں اور سینٹ کے سپریم ایوان کا حصہ بنا دیا۔سینٹروں ،ایم این اے ،ایم پی اے کے اسمبلی ممبران کو پھیلایا اور ملک پر اپنے ٹولہ کی اجارہ داری مزید مضبوط بنا کر ملک اور ملکی عوام کو یرغمال بنالیا۔مغربی جمہوریت کے فوجی سیاسی غاصب ٹولہ کے ایک فوجی ڈکٹیٹر اسکے چند کور کمانڈروں نے ۹ لاکھ سپاہ اور چھ ہزار جاگیردار سرمایا دار ٹولہ کے سیاستدانوں نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو محکوم ،غلام ،قیدی بنا کر رکھ دیا۔اس طرح پاکستان ایک جیل اور عوام اسکے قیدی بن چکے ہیں۔انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی منصف شاہی افسر شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے دانشور انکے اس ظالمانہ استحصالی نظام حکومت کے جلاد بنا دیئے۔چاروں صوبوں کے مشیروں ،وزیروں کی افواج ،وزیر اعلیٰ ،گورنر ،انکے علاوہ وفاقی حکومت کے ایم این اے، مشیروں ،وزیروں کی افواج وزیر اعظم صدر مملکت اور سینیٹروں کا شاہی حکومتی ٹولہ ،انکی شاہی تنخواہیں ،بیشمار شاہی مراعات انکا خود ساختہ حکومتی حق بنتا گیا۔

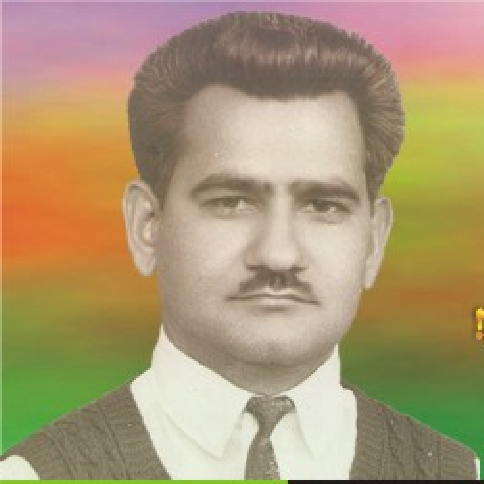

# بابا جی عنایت اللہ

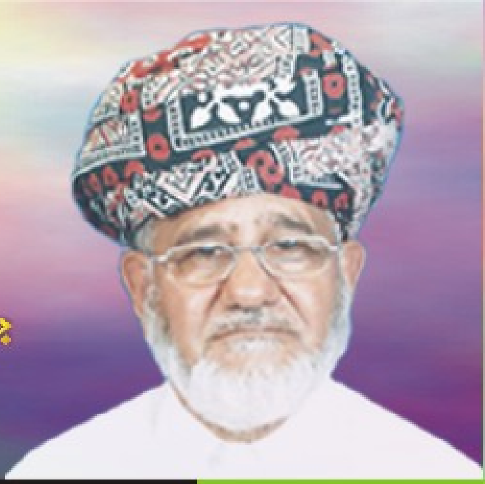

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

حکومتی اقتدار، ملکی پیداوار، ملکی وسائل، ملکی، غیر ملکی قرضے، ملکی خزانہ انکی ملکیت کا حصہ بنتا گیا۔فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کا حکومتی شاہی طبقہ حکومتی ٹولہ کے معزز دہشت گردوں کی ایسی سپاہ ہے جو ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، خزانہ اور ملک پر قبضہ کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔عدلیہ انتظامیہ اور فوج شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ مغربی جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کی حفاظت پر معمور اور اہل وطن کے قتال پر مجبور ہوتا ہے۔ملک اسی حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ملکیت، خزانہ انکی پاکٹ منی بنتا آرہا ہے۔۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان، انکی نسلیں مغربی جمہوریت کے نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ کے قیدی، غلام، مجبور، اپاہج، معذور اور محکوم بنتے آرہے ہیں۔کتنے ظلم کی بات ہے کہ مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت، اسکے سیاسی فوجی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلوں کو قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، امانت و دیانت اعتدال و مساوات، عدل وانصاف سے محروم کر رکھا ہے۔ملکی وسائل، ذرائع آمدن ملکی خزانہ ان سے چھین کر انکو غربت تنگدستی، بیروزگاری، ضروریات حیات سے محروم کر کے خودکشیوں، خودسوزیوں کی چتا میں دھکیل رکھا ہے۔فوجی ڈکٹیٹر یحیٰی خان اور مسٹر بھٹو کے بعد ملکی غدار، ملک دشمن، اسلام دشمن دوسرا فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکا تیار کردہ سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، شیخ رشید اور اسکی ہمنوا تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر امریکہ اور اسکے اتحادیوں کو ملک کا شمسی ایئر بیس افغانستان اور اس میں بسنے والے مسلمانوں کے قتال اور اسلامی حکومت کو ختم کرنے کیلئے پاکستانی عوام اور فوجی سپاہ کی مرضی کے خلاف مہیا کر دیا۔ امریکہ نے شمسی ایئر بیس کو اپنی چھاؤنی بنالیا۔افغانستان کے پانچ چھ لاکھ مسلمانوں، انکے بچے بچیوں اور انکی بستیوں کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔پاکستانی عوام جو افغانستان کے عوام کی مدد و معاونت کرتے اور اسلام کے نفاذ کی بات کرتے امریکہ، اسکے اتحادی ممالک اور فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے مجرم سیاسی، فوجی ٹولہ انکو طالبان اور دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال کرتا رہا۔قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اور مخلوط حکومت کا قانون پاس کر کے اپنی ۵۱ فیصد مستورات کیلئے حکومتی ایوان اور اسکے علاوہ ۵۱ فیصد مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کیلئے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے حکومتی اداروں کے دروازے کھول لئے۔فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مرد وزن ملک کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی خزانہ کی لوٹ مار میں شامل ہو گئے۔

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

## اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

اسطرح فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں نے حقوق نسواں کے نام پر اپنی ہی مستورات کے ذریعے ملکی وسائل، ذرائع آمدن، ملکی تجارت، ملکی حکومتی ایوان اور ملکی خزانہ اپنی ملکیت بنا لیا اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو انکے شاہی اخراجات برداشت کرنے کا پابند بنالیا اور ملک لوٹ لیا۔ مخلوط حکومت سے قرآن حکیم کے آئین نظریات، تعلیمات، اور اسلامی تہذیب کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ ۵۱ فیصد مستورات کا اضافی بجٹ کا مزید بوجھ مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان اور انکی نسلوں پر ڈال دیا اور انکو خودکشیوں، خودسوزیوں کی چتا میں دھکیل دیا۔ پاکستان کو ریڈ ایریا بنا کر رکھ دیا۔ لال مسجد اسلام آباد کے مدرسہ حفصہ کے سات، آٹھ ہزار طلبا طالبات نے اس قانون کے خلاف آواز اٹھائی تو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے کم و بیش تین ہزار طلبا اور طالبات کو طالبان اور دہشت گردوں کا نام دے کر انکا قتال کر کے رکھ دیا۔ بیشتر مجاہدین اس واقع کے بعد حکومتی ٹولہ اور اپنی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف ملک چھوڑ کر برطانیہ بھاگ گیا۔ بدقسمتی سے اسکا ہمنوا مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اسی طرح ملک پر قابض رہا۔ اب وہی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ قرآن حکیم کے مطابق اسلامی جمہوریت کے آئین نظریات تعلیمات، اخلاقیات کے متصادم مغربی جمہوریت کے کفر کے مخلوط، طبقاتی، سودی، سیاسی، معاشی معاشرتی استحصالی نظام حکومت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو طالبان، دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال کرنا حکومتی ٹولہ انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مجبوری اور انکی بقا کی بنیادی ضرورت ہے۔ ان مقاصد کو حل کرنے کیلئے ملک میں ہندوستان کی را، اسرائیل کی مساد امریکہ کی بلیک واٹر، سی آئی اے اور دنیا بھر کے ممالک کی خفیہ ایجنسیاں اسلامی تحریک کے خاتمے کیلئے انہی کی اجازت سے ملک میں داخل ہوئی ہیں اور دہشت گردی کے فرائض ادا کر رہی ہیں۔ وہ امریکہ اسرائیل انڈیا کی خفیہ ایجنسیاں جعلی بوگس طالبان اور دہشت گردوں کے روپ میں جدید اسلحہ اور ریموٹ کنٹرول سے بم بلاسٹ کرتی ہیں۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مرد و زن اپنی اور اپنے مغربی جمہوریت کے مخلوط استحصالی نظام حکومت اسکے، معاشی معاشرتی استحصالی طبقاتی نظام کے خلاف آواز اٹھانے والوں اور دینی اداروں کے طلبا اور طالبات کو دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال جاری اور انکی اسلامائزیشن کی تحریک کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

امریکہ، اسرائیل، انڈیا کے میڈیا کے ایجنٹ انکے تحفظ کا رول ٹی وی اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ مسلم امہ کی اسلامائزیشن کی آواز کو دبانے اور مغربی جمہوریت کے مبلغ اور کفر کا کلچر پھیلانے کیلئے وہ ہر ظلم اور ہر جرم کرتے آرہے ہیں۔

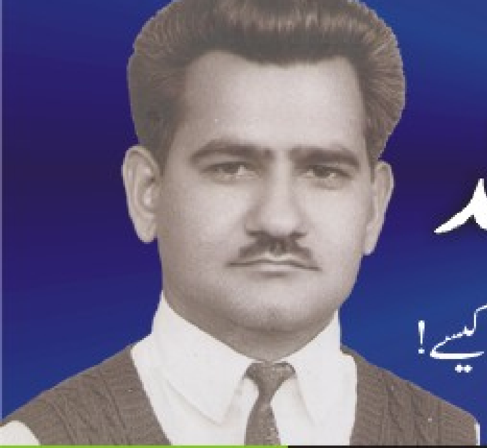

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ تک انگریز نے اس استحصالی مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کو ہندوستان کی عوام پر مسلط رکھا اور آزادی مانگنے والوں کا قتال جاری رکھا۔اب اسلامی نظام جمہوریت کے نفاذ کا نام لینے والوں کا قتال مغربی جمہوریت کے جاگیردار، سرمایا دار انگریز کے پروردہ ملکی غدار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن کا قتال اپنی حکومتی اجارہ داری کیلئے ضرورت کا حصہ بنا رکھا ہے۔دہشت گرد اور مجرم پہلے انگریز تھا اب یہ جاگیردار، سرمایا دار، ایک فوجی ڈکٹیٹر، اس کے چند کور کمانڈر، سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مغربی جمہوریت کے مرد و زن ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹ کے ممبران انکے مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر مملکت، یعنی فحاشی بے حیائی بدکاری، زنا کاری کے مجرم، معاشی قاتل، زمین مافیہ، پراپرٹی ڈیلر، بھتہ خور اور اغوا برائے تاوان کے معاشرتی دہشت گرد اور ملک لوٹنے والے رہزنوں نے ملک اور ۱۸ کروڑ فرزندان اسلام اور انکی نسلوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔جوں جوں انکی تعداد ون یونٹ کو توڑنے کے بعد وفاق سے نکل کر چاروں صوبوں اور سینٹ کے ایوانوں تک پھیلتی گئی اور پھر ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنی مستورات کو حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا حصہ بنا لیا۔ظلم اور جرم اسی تناسب سے پھیلتا گیا۔عوام الناس کا جینا دشوار سے دشوار ہوتا جارہا ہے۔۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلیں اس مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب نظام حکومت اور اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ سے نجات چاہتے ہیں۔مغربی جمہوریت کا نظام حکومت اپنے سیاسی اسمبلیوں کے ممبران کے کلچر اور تعلیمی اداروں سے طبقاتی طالبان، دہشت گرد، معاشی، معاشرتی اور انسانی قاتلوں کا مجرم فوجی سیاسی مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے دانشور کارندے پیدا کرتا آرہا ہے۔

مغربی جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس سے ایک ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈر نولاکھ سپاہ اور انکا تیار کردہ چھ ہزار سیاسی ٹولہ کے مرد و زن مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، انکا شیخ رشید جیسا اتحادی ٹولہ ملکی آئین توڑنے والے ملک دشمن، ملک غدار ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے مجرم ہیں۔این آر او کے مجرموں کے ظلم، معاشی معاشرتی قتال اور ملک دشمن جرائم کے خلاف آواز اٹھانے والوں کا قتال آج تک جاری ہے۔

اے رب جہاں۔اے رب رحیم۔!۔ہمیں اس مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی، افسر شاہی ،منصف شاہی کے فوجی سیاسی مرد و زن کے مجرموں سے نجات عطا فرما۔ہمیں این آر او کے مجرموں سے ۹۷ ارب ڈالر جو انکے رشوت، کمیشن، کرپشن، ملکی خزانہ ،وسائل، آئی ایم ایف کے قرضے اور لوٹ مار سے اکٹھے کیے ہوئے ڈالر مغربی بنکوں میں موجود ہیں انکو واپس لانے اور این آر او کے مجرموں کے تمام قتال کے کیس، قرضے، لوٹ مار، تمام ملک اور غیر ممالک میں پھیلی ہوئی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، کاروبار، سرے محل، رائے ونڈ ہاؤس، بنی گالا ہاؤس، شاہی پیلس، حکومتی شاہی ایوان، صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس، وزیر و مشیر ہاؤس لاکھوں انمول گاڑیاں اور انکا ایندھن یعنی اربوں ڈالر کا زر مبادلہ کا پٹرول، ڈیزل، گیس کو دھواں بنانے کا عمل ختم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ہمیں انکے معاشی معاشرتی قتال سے بچا۔

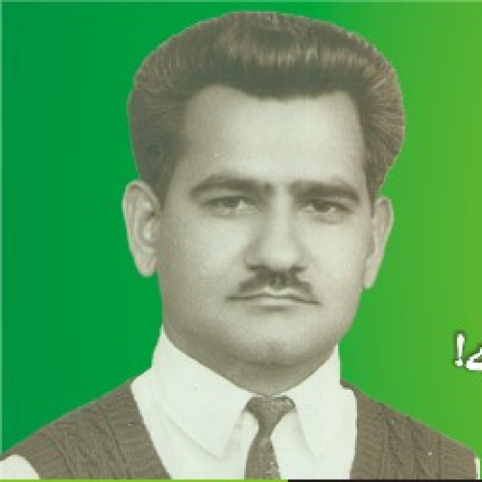

# بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



## اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

ہمارے بیشتر دانشور، سکالر، تجزیہ نگار، صحافی، قلم کار، اینکرز مغربی جمہوریت کے تعلیمی نصاب کے شاہکار، ملکی غدار دانشور ہیں۔ جو امریکہ، اسرائیل، انڈیا کے زرخرید ٹی وی چینلوں کے ایجنٹ ہیں۔ جو امریکہ اور مغربی جمہوریت اور اسکے حکومتی ٹولہ کے مردوزن کے استحصالی نظام حکومت کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو دہشت گرد بناتے اور انکا قتال کرواتے آرہے ہیں۔ حکومتی ایوانوں کے مجرموں کو تحفظ فراہم کرتے آرہے ہیں۔

۱۔ انہی ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگاروں، قلم کاروں، کالم نویسوں، ذرائع ابلاغ کے ملک دشمن عناصر کا کمال یہ ہے۔ کہ غریب، بے بس، بیروزگار، تنگ دست، ضروریات حیات سے محروم جو بجلی کا بل ادا نہ کرسکیں تو اس پر پچاس روپے جرمانہ تو واپڈا کا چیئرمین، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم صدر پاکستان اور چیف جسٹس آف سپریم کورٹ آف پاکستان تو معاف نہ کرسکیں۔

۲۔ لیکن ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے چند کور کمانڈر اور اسکا سیاسی حکومتی ٹولہ تمام ملک دشمن، غدار، آئین توڑنے والے مجرم ۱۸ کروڑ عوام کو نو سال تک مارشل لا کی گن پوائنٹ پر قیدی اور یرغمال بنائے رکھیں۔ ملک وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، حکومتی ایوانوں کے شاہی اخراجات سے عیاشانہ زندگی گذارتے رہیں۔ رشوت، کرپشن، کمیشن سے مال و دولت جمع کرتے رہیں۔ تمام محکموں میں اپنے پسندیدہ افراد کو ملازمتیں مہیا کرتے رہیں۔ ملکی خزانہ اور ملکی اور غیر ملکی قرضے ہضم کرتے رہیں۔ انکو کوئی پوچھنے والا نہ ہو

۳۔ ۵۱ فیصد مستورات کے نام پر ملک کا ۵۱ فیصد بجٹ لوٹنے کا قانون بناتے رہیں۔ اسلام آباد کے مسجد حفصہ کے طلبا طالبات کے پر احتجاج تین ہزار طلبا طالبات کا قتال کر کے رکھ دیں ان مجرموں کو ئی پوچھنے والا نہ ہو

۴۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اسکے چند کور کمانڈر اور مسٹر بھٹو ملک کو دولخت کر دیں، ون یونٹ کو توڑ کر چار صوبائی حکومتیں بنا ڈالیں، چار وزیر اعلیٰ، چار گورنر، چار سپیکر، چار اسمبلیوں کے ممبران، حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے شاہی ایوانوں، شاہی رہائشوں کے اخراجات کون دیگا۔

۵۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو پاکستان کی ۹۳ ہزار افواج کو ہندوستان کا قیدی بنا دیں، انکو تختہ دار تک پہنچانے کی بجائے حکومتی ایوان مہیا کر دیے جائیں۔ ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، قلم کار، کالم نویس، ذرائع ابلاغ کے مبلغ اس پر کیوں خاموش ہیں۔

# بابا جی عنایت اللہ کی تصانیف

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ آئینۂ وقت | ۲۔ صدائے وقت | ۳۔ ندائے وقت |
| ۴۔ آوازِ وقت | ۵۔ نادِ وقت | ۶۔ چراغِ وقت |
| ۷۔ انقلابِ وقت | ۸۔ مسیحائے وقت | ۹۔ نوشتۂ وقت |
| | ۱۰۔ بلائے وقت | |